جوبلی نمبر
عمران سیریز
فور کارنرز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! اللہ تعالیٰ کی لاکھ لاکھ حمد و ثنا کہ اس نے مجھ ناچیز کو اپنے انتہائی فضل و کرم سے نوازتے ہوئے یہ توفیق بخشی کہ میں آج آپ کی خدمت میں اپنا ۱۵۰ واں ناول سپریم جوبلی نمبر انتہائی فخر و انبساط کے ساتھ پیش کر رہا ہوں اور جاسوسی ادب میں میری تحریروں کو آپ نے جس تواتر کے ساتھ خوش آمدید کہا اور میری تحریروں کو پسند کرتے ہوئے آپ نے جس طرح لاتعداد خطوط کے ذریعے تحسین آمیز کلمات سے مسلسل مجھے نوازا ہے اس قدر حوصلہ افزائی پر میں اپنے تمام قارئین کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے قارئین کو جاسوسی ادب میں نئی سے نئی جہتوں سے روشناس کراؤں۔ اس سلسلے میں میرے تمام قارئین نے جس طرح میری تحریروں کو پسند کیا ہے یقیناً اس سے میرا حوصلہ بلند ہوا ہے۔

میں اپنے قارئین کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خطوط نے ہمیشہ میری رہنمائی کی ہے اور آئندہ بھی میری یہی کوشش رہے گی کہ میری تحریریں قارئین کے اعلیٰ معیارِ ذوق پر پوری اترتی رہیں۔ میں ایک بار پھر ان تمام قارئین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی پُرخلوص تجاویز اور مشوروں سے میری قدم قدم پر رہنمائی کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح میری رہنمائی کرتے رہیں گے۔

موجودہ ناول کے سلسلے میں صرف اتنا لکھ دینا ہی کافی ہے کہ یہ ناول تین عظیم جاسوس کرداروں عمران۔ فریدی اور پرمود کا مشترکہ ناول ہے اور ظاہر ہے جہاں یہ تین عظیم جاسوس اکٹھے ہوں وہاں ناول کے ہر لحاظ سے معیاری،

اور منفرد ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ ناول نہ صرف آپ کے معیار پر ہر طرح سے پورا اترے گا بلکہ اردو جاسوسی ادب میں اسے ایک سنگِ میل کی حیثیت حاصل رہے گی۔

آخر میں ایک اور بات کا تذکرہ بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ادارہ یوسف برادرز کے رُوحِ رواں جناب محمد اشرف قریشی و جناب محمد یوسف قریشی صاحبان نے میرے ناولوں کی بروقت اشاعت کے ساتھ ساتھ انہیں صوری حُسن بخشنے کے لئے جس قدر بے پناہ اور پُرخلوص کوشش۔ محنت اور جدوجہد کی ہے میں اس کے لئے ان دونوں حضرات کا بھی انتہائی مشکور ہوں۔ میں بخوبی سمجھتا ہوں کہ کتاب کے معنوی حُسن کے ساتھ ساتھ اگر صوری حُسن بھی شامل ہو جائے تو اسے چار چاند لگ جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی اس سلسلے میں بجا طور پر اپنی پُرخلوص کوششوں کو جاری رکھیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

سرخ رنگ کا ٹو سیٹر ہیلی کاپٹر کسی جیٹ جہاز جیسی تیز رفتاری سے بادلوں سے اوپر محو پرواز تھا۔ ہیلی کاپٹر ہونے کے باوجود اس کی ساخت اس قدر جدید تھی کہ وہ کسی میزائل جیسا لگ رہا تھا۔ صرف اس کے اوپر موجود پنکھے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میزائل کی بجائے ہیلی کاپٹر ہے ——— پائلٹ سیٹ پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سنہرے ریشمی بال کاندھوں تک لٹک رہے تھے۔ کانوں میں موجود سنہرے رنگ کے بالے دھیرے دھیرے ہل رہے تھے ——— لڑکی کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ ایسی مسکراہٹ جیسے وہ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے کر واپس جا رہی ہو۔ اس کے جسم پر بھی سنہرے رنگ کا چست سکرٹ تھا ——— اور وہ بڑی مہارت سے ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر

ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا ۔ نوجوان کے خد و خال یونانی دیوتاؤں جیسے تھے ۔ بھاری اور مضبوط ٹھوڑی سے اس کی مستقل مزاجی کا پتہ لگتا تھا ۔ اس کی آنکھوں میں سرد مہری تھی اور چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی ۔

" کیا بات ہے مائیکل ۔ تم آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہو " ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" جو بات میں سوچ رہا ہوں وہ ہے ہی ایسی جولین " ——— مائیکل نے چونک کر قدرے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" کون سی بات " ——— جولین نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" تمہیں نہیں بتائی جا سکتی ۔ سوری " ——— مائیکل نے اس بار سرد مہری سے جواب دیا اور ایک بار پھر سامنے اس طرح دیکھنے میں مصروف ہو گیا جیسے دور خلاؤں میں جھانک رہا ہو ۔

جولین نے مائیکل کے اس سرد اور بے مہر جواب پر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے ۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش بیٹھی رہی ۔

" تم شاید ناراض ہو گئی ہو " ——— اچانک مائیکل نے مڑ کر جولین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" تمہیں اس سے کیا ۔ تم اپنے سوچنے کے دھندے میں لگے رہو " ——— جولین نے سنہرے بالوں کو ایک مخصوص انداز میں جھٹکتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی

ناراض ہے ۔

" بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جولین ۔ جن کا معلوم ہونا زیادہ خطرناک ہوتا ہے ۔ اس لئے میں جان بوجھ کر تمہیں نہیں بتانا چاہتا " مائیکل نے اُسے سنانے کے سے انداز میں کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں تو دودھ پیتی بچی ہوں ۔ میرے لئے تو ہر چیز خطرناک ہے " ——— جولین کا غصہ ابھی تک موجود تھا ۔

" ارے ۔ تم تو واقعی ناراض ہو گئی ہو ۔ سوچ لو ۔ ایسا نہ ہو کہ پھر تم سوچو کہ کاش مجھے اس بات کا علم نہ ہوتا " ——— مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" تو مت بتاؤ ۔ لیکن میری توہین کرنے کی بھی تمہیں اجازت نہیں ہے " ——— جولین نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا ۔

" اچھا سنو ۔ میرا کیا ہے ۔ خود ہی بھگتو گی ——— پاکیشیا کبھی گئی ہو " ——— مائیکل نے پوچھا ۔

" پاکیشیا ——— ہاں ——— کئی بار گئی ہوں ۔ کیوں کیا ہوا اُسے " جولین نے ہونٹ دباتے ہوئے پوچھا ۔

" گڈ ——— تو پھر تم پاکیشیا کے علی عمران کو بھی جانتی ہو گی " مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" بالکل جانتی ہوں ۔ اچھی طرح جانتی ہوں ۔ بلکہ میرا خیال ہے جتنا میں اُسے جانتی ہوں تم بھی نہ جانتے ہو گے " ——— جولین نے فوراً جواب دیا ۔

"ارے واقعی —— کیسے جانتی ہو" —— مائیکل کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تمہیں نہیں بتائی جا سکتی۔ سوری" —— جولین نے بالکل اُسی لہجے میں کہا جیسے پہلے مائیکل نے اُسے جواب دیا تھا اور مائیکل کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اور اس بار جولین بھی ہنس پڑی۔

"بدلہ لینے میں تم واقعی دیر نہیں لگاتیں" —— مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم سے خاک بدلہ لینا ہے۔ بہرحال یا تو تمہارے دماغ میں فتور آگیا ہے۔ یا پھر میرے کانوں میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ میں ایشیا کے کسی ملک میں آج تک نہیں گئی —— پھر تم اس طرح پوچھ رہے ہو جیسے میں تم سے علیحدہ دنیا میں گھومتی پھرتی رہتی ہوں" —— جولین نے غصیلے لہجے میں کہا اور مائیکل بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس بات پر تو میں حیران ہوا تھا۔ کہ تم نجانے کس طرح علی عمران کو جانتی ہو" —— مائیکل نے کہا۔

"آخر یہ ہے کیا بلا۔ کیا دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔ کوئی فلم ایکٹر ہے۔ کون ہیں یہ محترم" —— جولین نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری پہلی بات درست ہے۔ یہ واقعی دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔ بظاہر انتہائی احمق۔ سرکس کا مسخرہ۔ بھیڑ سے بھی زیادہ معصوم —— لیکن درحقیقت دنیا کا عیار ترین انسان۔ ایک ایسا

سیکرٹ ایجنٹ کہ جس کے ہاتھوں بلا مبالغہ سینکڑوں بڑی بڑی بین الاقوامی تنظیمیں موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں۔ ہزاروں بین الاقوامی ٹاپ مجرم حتیٰ کہ ایکریمیا۔ روسیاہ اور دنیا بھر کے بڑے بڑے انتہائی تیز طرار سیکرٹ ایجنٹ —— سپر ایجنٹ۔ سپیشل ایجنٹ۔ اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں" —— مائیکل نے جواب دینا شروع کیا۔

اور جولین اس طرح مائیکل کو دیکھنے لگی جیسے اُسے واقعی مائیکل کی دماغی صحت پر شک گزرنے لگ گیا ہو۔

"کیا تم کوئی ایسا نشہ کرنے لگ گئے ہو جس نے تمہارے اعصاب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تم اور ایک آدمی کے بارے میں ایسی باتیں" —— جولین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ حرف بحرف سچ ہے"۔ مائیکل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ ہو گا۔ میں نے مان لیا پھر" —— جولین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب آجاؤ ایک اور شخصیت کی طرف۔ نیدرلینڈ کے کرنل فریدی کا نام سنا ہے تم نے کبھی" —— مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نیدرلینڈ کا کرنل فریدی۔ نہیں۔ میں تو یہ نام تمہاری زبان سے پہلی بار سن رہی ہوں۔ آج تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ پہیلیاں بجھوا رہے ہو" —— جولین کے لہجے میں واقعی شدید حیرت تھی۔

"یہ پہیلیاں نہیں حقیقتیں ہیں۔ بہرحال اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ نیدر لینڈ کا کرنل فریدی علی عمران کی ٹکر کا آدمی ہے۔ بس ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ علی عمران مسخرہ ہے۔ جب کہ کرنل فریدی سنجیدگی کا پہاڑ ہے ــــــ اس کی ظاہری شخصیت ہی ایسی ہے کہ اُسے دیکھ کر آدمی پر خود بخود اس کا رعب چھا جاتا ہے۔ رعب کہہ رہا ہوں دہشت نہیں۔ وہ نیدر لینڈ کی خفیہ سرکاری ایجنسی کا چیف ہے ــــــ اب ایک اور شخصیت ہے یہ ہے بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود۔ یوں سمجھ لو کہ یہ ان دونوں کا مجموعہ ہے۔ انتہائی تیز طرار۔ چاق و چوبند۔ خوف ناک حد تک تیز ایجنٹ ہے" ــــــ مائیکل نے کہا۔

"اچھا۔ ہوں گے۔ کیا تم نے ہواز ہو ٹائپ کی کوئی کتاب لکھنی شروع کر دی ہے" ــــــ جولین نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں ــــــ ان تینوں سے عنقریب ہمارا ٹکراؤ ہونے والا ہے" مائیکل نے جواب دیا اور جولین بے اختیار اچھل پڑی۔

"ٹکراؤ ہونے والا ہے ہمارا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔ دیکھو مائیکل۔ کھل کر بات کرو۔ تمہاری ان مبہم سی باتوں سے مجھے شدید ذہنی الجھن محسوس ہونے لگ گئی ہے" ــــــ جولین نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جولین۔ تمہیں معلوم ہے کہ گریٹ چیف باس آج کل ایک نئی لائن پر سوچ رہا ہے۔ سوچ کیا رہا ہے اس نے اس سلسلے میں

فیصلہ بھی کر لیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تنظیم فور کارنرز کا اصل مقصد پوری دنیا پر حکومت قائم کرنا ہے۔ ایک ایسی بین الاقوامی حکومت جس کا اصل حاکم گریٹ چیف باس ہوگا ــــــ اور اس سلسلے میں ہماری تیاریاں زوروں پر ہیں۔ اور ابھی تک دنیا میں کسی کو بھی اس طوفان کا علم نہیں ہے جو فور کارنرز کی صورت میں اچانک سامنے آئے گا ــــــ گریٹ چیف باس نے اس سلسلے میں جہاں اور تیاریاں کی ہیں وہاں اس نے اس بین الاقوامی حکومت کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کو کچلنے کے لئے ایک سپر سیکرٹ سروس قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے ــــــ یہ سپر سیکرٹ سروس جن ایجنٹس پر قائم ہوگی ان کے متعلق گریٹ چیف باس نے اپنی افتاد طبع کے مطابق ایک بالکل نیا طریقہ سوچا ہے ــــــ اس نے ایسے مصنوعی انسان بنائے ہیں جو طاقت۔ چستی۔ پھرتی۔ ہر لحاظ سے انتہائی شاندار ہیں۔ لیکن یہ انسان ویسے تو ہر لحاظ سے اصل لگتے ہیں۔ لیکن ان کے ذہن کمپیوٹرائزڈ ہیں اور گریٹ چیف باس جانتا ہے کہ انسانی ذہن بہرحال کمپیوٹر سے زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے ــــــ اس لئے گریٹ چیف باس نے ایک بالکل نیا فیصلہ کیا ہے کہ ان ایجنٹس کے ذہنوں میں وہ تمام صلاحیتیں اکٹھی کر دی جائیں جو کسی اعلیٰ ترین سیکرٹ ایجنٹ میں ہو سکتی ہیں تاکہ یہ ایجنٹ ہر لحاظ سے ناقابل شکست بن جائیں۔ اس سلسلے میں گریٹ چیف باس نے دنیا بھر کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کے کارناموں اور ان کی صلاحیتوں کا تجزیہ کرنے کے بعد

تین افراد کے نام منتخب کئے ہیں - اور یہ تین نام وہی ہیں جو میں نے ابھی تمہیں بتلائے ہیں - پاکیشیا کا علی عمران - نیدرلینڈ کا کرنل فریدی اور بلگارنیہ کا میجر پرمود ـــــ اب تم خود ان کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتی ہو - کہ ایکریمیا - روسیاہ - شوگران - ویسٹرن کارمن ناڈا - اور اس طرح کے بے شمار انتہائی ترقی یافتہ ممالک کی سیکرٹ سروسز کے سپیشل ایجنٹس کو چھوڑ کر ایشیا کے ان تین ایجنٹس کو منتخب کیا گیا ہے" ـــــ مائیکل نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــــ اگر یہ بات درست ہے تو پھر واقعی تم جو کچھ ان کے متعلق بتا رہے ہو وہ بھی درست ہو گا - لیکن چیف باس ان کا کرے گا کیا ـــــ جولین نے اس بار واقعی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چیف باس کا پروگرام ہے کہ ان تینوں کو اغوا کر کے ہیڈکوارٹر لایا جائے اور پھر انہیں ہلاک کر کے ان کے دماغ ان کی کھوپڑیوں سے علیحدہ کر لئے جائیں ـــــ اس کے بعد ان کے دماغوں کا مکمل تجزیہ کیا جائے - اور ان کے دماغوں میں جو خصوصی خلیات موجود ہیں جن کی وجہ سے ان کی ایسی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں - ان خلیات کو سامنے رکھ کر ایسے مصنوعی خلیات تیار کئے جائیں ـــــ اور پھر یہ خلیات سپر سیکرٹ سروس کے ایجنٹس کے ذہنوں میں منتقل کر دیئے جائیں - اس طرح سپر سیکرٹ سروس کے ایجنٹس کے ذہن ان تینوں کی صلاحیتوں کا ایک ایسا مجموعہ بن جائیں گے

کہ تینوں کی صلاحیتیں بیک وقت ایک ایجنٹ میں پیدا ہو جائیں گی - اور پھر جسمانی اور ذہنی ہر لحاظ سے یہ ایجنٹ ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر بن جائیں گے" ـــــ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــــ میں اب سمجھ گئی - چیف باس سپر مین کی طرح اب سپر ایجنٹ تیار کرنا چاہتا ہے - گڈ آئیڈیا - اگر ایسا ہو جائے تو واقعی فورکارنرز ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گی - اور پھر قیامت تک اس کی حکومت کو چیلنج بھی نہ کیا جا سکے گا" ـــــ جولین نے بڑے متاثر کن لہجے میں کہا۔

" تم جانتی ہو کہ گریٹ چیف باس کے لئے یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے - ہمارے ہیڈکوارٹر کی لیبارٹریوں میں دنیا کے ذہین ترین سائنسدان کام کرتے ہیں ـــــ اور ہم نے ایسی ایسی ایجادات کی ہیں جن کا تصور بھی شاید دنیا کے دوسرے سائنسدانوں کے ذہنوں میں ابھی پانچ سو سالوں تک پیدا نہیں ہو سکتا - لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان تین آدمیوں کو اغوا کر کے ہیڈکوارٹر لایا جائے یا پھر انہیں وہیں ان کے ملک میں ہلاک کر کے ان کے دماغ نکال کر ہیڈکوارٹر لائے جائیں - بس گریٹ چیف باس نے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے" ـــــ مائیکل نے کہا۔

" تو اس میں مشکل کیا ہے - دونوں ہی کام ہو سکتے ہیں - تین آدمیوں کو اغوا کرنا کون سا مشکل کام ہے - یا پھر تینوں کو ہلاک کرنا بھی کوئی مشکل بات نہیں ہے ـــــ پھر گریٹ چیف باس

کیوں ہچکچا رہے ہیں" ——— جولین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس مشکل کو نہیں سمجھ سکتیں۔ یہ تینوں دنیا کے خوف ناک عفریت ہیں۔ اور اگر ان کے کانوں میں اس مشن کی بھنک بھی پڑ گئی تو پھر فور کارنرز کو اپنا وجود بچانا مشکل ہو جائے گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم ایکریمیا کس مشن پر گئے تھے" ——— مائیکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم۔ تم نے بتایا ہی کچھ نہیں" ——— جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں بتایا تھا۔ بہرحال اب سن لو۔ گریٹ چیف باس کو خفیہ طور پر اطلاع ملی تھی کہ اقوام متحدہ کے تحت ایک بالکل انوکھی کانفرنس ہونے والی ہے۔ جسے سٹارز کانفرنس کا نام دیا گیا ہے ——— اس کانفرنس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایک بین الاقوامی ٹیم تیار کی جائے جو بین الاقوامی جرائم کے سلسلے میں مسلسل کام کرتی رہے۔ اب سے پہلے ایسی ٹیمیں ضرور بنائی گئی تھیں ——— لیکن وہ کسی خاص مقصد یا مشن کے تحت ہوتی تھیں۔ لیکن اب ایک مستقل ادارہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اطلاعات یہ ملی تھیں کہ اس سٹارز کانفرنس میں یہ تینوں بھی اپنے اپنے وفد کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ میں وہاں اسی مقصد کے لئے گیا تھا تاکہ اس بات کا حتمی طور پر پتہ کیا جائے اور بات درست ہے ——— یہ کانفرنس آئندہ

ہفتے منعقد ہو رہی ہے۔ اور اس میں واقعی یہ تینوں بھی شریک ہو رہے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ گریٹ چیف باس اس کانفرنس کے دوران ان تینوں کو اغوا کرنے کا پلان بنائے گا" مائیکل نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ مائیکل۔ تم گریٹ باس کے ایسے معاملات میں خاص مشیر ہو۔ اس لئے تمہیں لازماً اس مشن کا انچارج بنایا جائے گا ——— تم مجھے بھی ساتھ ضرور لے جانا۔ میں بھی ان تینوں کو دیکھنا چاہتی ہوں" ——— جولین نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور ——— تمہیں ضرور شامل کیا جائے گا" ——— مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور جولین نے شکریہ کے سے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب ہیڈ کوارٹر نزدیک آگیا ہے۔ اس لئے محتاط ہو جاؤ۔ کوئی غلط لفظ زبان سے نہیں نکلنا چاہیئے" ——— مائیکل نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھتی ہوں" ——— جولین نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر میں گہری سنجیدگی کی فضا ——— طاری ہو گئی۔

"یہ لباس [illegible] ہے انٹرنیشنل کانفرنس میں شریک ہونے کا۔ میں مر تو سکتی ہوں لیکن جب تک تم نے یہ لباس پہنا ہوا ہے، تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی ——— یہ میرا آخری ، قطعی اور حتمی فیصلہ ہے" ——— جولیا نے زور زور سے میز پہ مکہ مارتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے ——— کیا ہے اس لباس کو۔ کمال ہے۔ سپیشل آرڈر پہ بنوایا ہے۔ دھوبی کے سر پہ کھڑے ہو کر کلف لگوایا ہے۔ سارے شہر میں گھوم کر اور سب دھوبیوں کی استریوں کا وزن کر کے سب سے بھاری استری سے اسے پریس کرایا ہے ——— میری ٹانگوں کا آدھا پانی خشک ہو گیا ہے۔ گھومتے گھومتے۔ اور تمہیں لباس ہی پسند نہیں آرہا" ——— عمران نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا صفدر

بے اختیار ہنس پڑا۔

وہ تینوں اس وقت دارالحکومت کے ایئرپورٹ کے انٹرنیشنل لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز کی روانگی میں چونکہ ابھی کافی دیر تھی، اس لئے وہ بیٹھ کر کوکا کولا پینے میں مصروف تھے۔ اور جولیا ابھی چند لمحے پہلے ہی وہاں پہنچی تھی ——— اور آتے ہی اس نے عمران کے لباس پہ تنقید شروع کر دی تھی۔ عمران نے واقعی لباس پہننے میں کمال کر دکھایا تھا۔ اس نے جوگیا رنگ کی چست پتلون پہن رکھی تھی ——— جس کی سائیڈوں پہ سفید رنگ کی تین پٹیاں لگی ہوئی تھیں جیسے بینڈ ماسٹروں کی پتلونوں پہ لگی ہوتی ہیں۔ پتلون کے پائنچے گھٹنوں سے بھی اوپر تک مڑے ہوئے تھے۔ تیز نیلے رنگ کی قمیض تھی جس کے آگے گلے سے لے کر پتلون کی بیلٹ تک زرد رنگ کی بڑی سی جھالر بنی ہوئی تھی جیسے پرانے زمانے کے انگریز مخصوص دعوتوں میں ایسی قمیضیں پہنتے تھے۔ اور جسے آج کل انتہائی مضحکہ خیز سمجھا جاتا تھا۔ ٹائی کی جگہ بو بندھی ہوئی تھی ——— لیکن یہ بو بھی عجیب ساخت کی تھی۔ اس کا ایک سرا تو باریک تھا جب کہ دوسرا ہاتھی کے کان سے بھی زیادہ چوڑا لگتا تھا۔ اور اس بو کا رنگ سرخ تھا۔ اور اس کے درمیان میں سفید رنگ کی تتلی بنی ہوئی تھی ——— اس قمیض کے اوپر اس نے موٹی موٹی سبز رنگ کی دھاریوں والا سرخ کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جو آگے سے چھوٹا اور پیچھے سے خاصا لمبا تھا۔ اس میں بٹنوں کی جگہ لکڑی کے تکمے لگے ہوئے تھے ——— جیسے پرانے زمانے کے

بزرگ لگایا کرتے تھے۔ سر پر اس نے لمبے پھندنے والی ترکی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اس طرح مجموعی طور پر وہ اتنا عجیب و غریب لگ رہا تھا کہ جو بھی اُسے دیکھتا پہلے تو دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اور پھر بے اختیار ہنس پڑتا۔۔۔ لیکن ظاہر ہے عمران کو بھلا ان باتوں کی کب پرواہ ہو سکتی تھی۔ وہ بڑی شان سے اس طرح اکڑا بیٹھا تھا جیسے دلیمے کے روز دولہا نیا سوٹ پہنے اکڑتا پھرتا ہے۔

"تم اسے سمجھاؤ صفدر۔ آخر وہ انٹرنیشنل کانفرنس ہو گی۔ وہاں دنیا بھر کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس اکٹھے ہوں گے اور وہاں عمران کا یہ حلیہ۔ لاحول ولا۔۔۔ میں تو اسے ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی"۔۔۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جولیا۔۔۔ تم کیوں اپنا خون جلاتی ہو۔ عمران کی فطرت کو تو جانتی ہو۔ جو یہ کرتا ہے اسے کرنے دو۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ سب کچھ کرنا تو اسی نے ہے۔ ہمارا کام تو بس تماشہ دیکھنا ہو گا"۔۔۔ صفدر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سنو جولیا۔ تم ناراض ہوتی ہو تو ٹھیک ہے۔ میں یہ لباس یہیں اتار دیتا ہوں۔ آخر تم سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہو۔ اب تمہاری ناراضگی بھی تو مول نہیں لی جا سکتی"۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر کوٹ کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔

"میں کہتی ہوں بیٹھ جاؤ"۔۔۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"چست پتلون ہے۔ بیٹھ کر نہیں اترے گی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا تم ڈھنگ کا لباس نہیں پہن سکتے"۔۔۔ جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ڈھنگ کا۔۔۔ یہ کون سا کپڑا ہے۔ کیوں صفدر۔ کوئی نئی مل لگی ہے۔ کیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور جولیا یک لخت اٹھی اور پیر پٹختی ہوئی لاؤنج کے اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جہاں ٹیلی فون موجود تھا۔

"جولیا واقعی بے حد الرجک ہو رہی ہے۔ آپ کے لباس سے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایکسٹو سے پہلی شرط ہی یہی لگائی تھی کہ میں اپنی مرضی کے مطابق جاؤں گا اس کانفرنس میں۔ ورنہ نہیں جاتا۔ اب بھی اگر ایکسٹو کہہ دے تو میں واپس اپنے فلیٹ چلا جاؤں گا۔ میری بلا سے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ پھر تو بے چاری جولیا ابھی منہ لٹکائے واپس آئے گی"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد جولیا منہ لٹکائے واپس آئی اور اس طرح کرسی پر بیٹھ گئی جیسے کرسی میں نرم گدے کی بجائے تیز اور نوکدار کیل لگے ہوئے ہوں۔۔۔ اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ اور وہ اب عمران کی طرف دیکھ ہی نہ رہی تھی۔

"پھر کیا حکم ہے۔ اتار دوں یا پہنے رہوں۔ میں تو حکم کا بندہ ہوں"

عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یوشٹ اپ ــــ باس بھی تمہاری طرح احمق ہے۔ کہنے لگا تو کیا فرق پڑتا ہے لباس سے" ــــ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مارے گئے۔ آج تک میں اکیلا تھا آج یہ نیا امیدوار بھی پیدا ہو گیا" ــــ عمران نے بے اختیار ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ــــ کیا کہہ رہے ہو تم" ــــ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔ جب کہ صفدر زیر لب مسکرا دیا۔ وہ عمران کی بات کا بات کا مطلب بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"مم ــــ میرا مطلب ہے۔ پہلے یہ خطاب احمق والا صرف میرے اکیلے کی ملکیت تھا اور یہی میری وہ خاصیت تھی جس کی بنا پر میں آج تک امیدوار تھا اب ایکسٹو بھی احمق ہو گیا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"وہ تو میں نے غصے میں کہہ دیا تھا۔ ورنہ تم تو ایکسٹو کی جوتیوں کے برابر بھی نہیں ہو" ــــ جولیا نے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ تم ہی عزت دینے والے ہو۔ ورنہ اگر تم مجھے ایکسٹو کی جوتیوں کے برابر بنا دیتے تو میں کیا کر سکتا تھا۔ ویسے ایک بات ہے ــــ میں نے سنا ہے ایکسٹو کی ایک ٹانگ میں فرق ہے۔ اس لئے لازماً اس کی جوتیاں بھی برابر نہیں ہوں گی۔ کیا یہ سچ ہے" ــــ عمران نے کہا۔ اور جولیا نے

غصے سے آنکھیں نکالیں۔

"بکواس مت کرو۔ اب اگر چیف باس کے متعلق کچھ کہا تو زبان نوچ لوں گی" ــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہونے لگا۔ اور وہ تینوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جہاز میں جولیا کی سیٹ عمران کے ساتھ آئی تھی ــــ لیکن جولیا نے عمران کے ساتھ بیٹھنے سے یکسر انکار کر دیا۔

"میں اس تماشے کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی۔ اس لئے وہاں تم بیٹھو گے" ــــ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ میری سیٹ پر بیٹھ جائیں" ــــ صفدر نے تصفیہ کرنے کے سے انداز میں کہا۔ اور عمران کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ جولیا صفدر کی سیٹ پر جو تین سیٹیں پیچھے تھی جا کر بیٹھ گئی۔

جہاز میں موجود ہر مسافر کی نظریں عمران پر ہی رکی ہوئی تھیں۔ اور سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"یار صفدر ــــ جولیا کے ساتھ کہیں کوئی بوڑھا ایکریمینی تو نہیں بیٹھا" ــــ عمران نے بڑے پُراسرار سے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ بیٹھا تو ہے۔ کیوں" ــــ صفدر نے مڑ کر جولیا کے ساتھ بیٹھے ہوئے بوڑھے ایکریمینی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ مارے گئے۔ یہ تو غضب ہو گیا" ــــ عمران نے رونے والے لہجے میں کہا۔

"کیوں — کیا ہوا ہے؟" — صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"یار تمہیں نہیں معلوم۔ یہ بڑھاپا بھی متعدی مرض کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے جراثیم بہت خوف ناک ہوتے ہیں۔ سفر خاصا طویل ہے — اور مجھے یقین ہے کہ اگر جولیا پورا سفر اس بوڑھے کے ساتھ بیٹھی رہی تو جب سفر کے اختتام پر اُٹھے گی۔ بوڑھی کھوسٹ ہو چکی ہو گی" — عمران نے کہا اور صفدر اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ میں جولیا کو یہاں بلا لیتا ہوں۔ آپ اس بوڑھے کے ساتھ جا بیٹھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بوڑھے ہونے کی بجائے وہ بوڑھا جوان ہو کر اُٹھے گا" — صفدر نے کہا اور اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"لیکن اگر اس کی بڑھیا اُسے ریسیو کرنے ایئرپورٹ پہنچی ہوئی تو پھر تو مصیبت آ جائے گی۔ اور مجھے واپسی کا سفر اس بڑھیا کے ساتھ بیٹھ کر کرنا پڑے گا تاکہ جوڑی برابر کی رہے" — عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسی صورت میں واقعی مسئلہ بن جائے گا۔ تو پھر ہونے دیجئے جولیا کو بوڑھی" — صفدر نے ہنس کر کہا۔

"کمال ہے۔ آج تک تو میں تمہیں اپنا دوست سمجھتا رہا ہوں۔ لیکن آج معلوم ہوا ہے کہ تم دوست کے پردے میں دشمن ہو" — عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب یہ یکایک میں دشمن کیسے ہو گیا" — صفدر نے

مزے لیتے ہوئے کہا۔

"یکایک نہیں بلکہ یک یکا کہو۔ تم جولیا کو بوڑھی بنا کر میرے ساتھ دشمنی کر رہے ہو۔ ڈیڈی کو جب پتہ چلا تو میری بجائے وہ .... " — عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور صفدر کے حلق سے نکلنے والا قہقہہ اس قدر زوردار تھا کہ ارد گرد بیٹھے ہوئے افراد غصیلی نظروں سے اُسے دیکھنے لگے۔

"پلیز — آپ دوسرے مسافروں کا بھی خیال رکھیں" ایک ایئرہوسٹس نے صفدر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری مس" — صفدر نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو سوری ہے مس۔ اس کی بات چھوڑیں۔ ویسے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ان مسافروں میں ایک دہشت گرد بھی ہے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ایئرہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی کیا کہا۔ دہشت گرد — یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ" ایئرہوسٹس کا رنگ یک لخت زرد پڑ گیا تھا۔

"خوف ناک بین الاقوامی دہشت گرد۔ اور اس کے پاس انتہائی خوف ناک اور طاقتور اسلحہ بھی ہے۔ اس قدر طاقتور کہ چاہے تو ایک لمحے میں پورے جہاز کو جلا کر راکھ کر دے — یقین نہ آئے تو خود جا کر تسلی کر لو ہاں۔ پھر نہ کہنا کہ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔ میرا کیا ہے۔ میں تو اس جہاز پر سوار ہی خودکشی کرنے کے لئے ہوا ہوں" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ

ہی اس نے آنکھ سے پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور ایئرہوسٹس بجلی کی سی تیزی سے کاک پٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے ارے مس رک جائیے۔ ارے"—— صفدر نے ایئرہوسٹس کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن ایئرہوسٹس نے اس کی ایک نہ سنی۔

"یہ آپ نے کیا کر دیا ہے"—— صفدر نے اس بار بڑا مان جانے والے لہجے میں کہا۔

"خطرے سے آگاہ کرنا بُری بات ہے۔ یہ تو فرض ہے۔ آج کل اعلانات نہیں سن رہے کہ جہاں آپ کو کوئی مشکوک آدمی نظر آئے فوراً اس کی اطلاع دیں"—— عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایئرہوسٹس دو نوجوانوں کے ساتھ کاک پٹ سے نکلی اور اس نے جولیا اور عمران کی طرف اشارہ کیا۔ اور دونوں نوجوان چیتے کی طرح جولیا کی طرف بڑھنے لگے۔

"رک جائیے۔ میں آپ کو اصل بات بتاتا ہوں"—— صفدر نے اٹھ کر انہیں روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ان کے بڑھنے کا مقصد سمجھ چکا تھا۔ لیکن دونوں اُسے دھکیلتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے—— اور دوسرے لمحے انہوں نے جولیا کی کنپٹی سے ریوالور رکھ کر اُسے ہینڈز اپ کرا دیا۔ جہاز کے تمام مسافر یہ تماشا دیکھ کر بُری طرح پریشان ہو

گئے۔ اور جولیا کی حالت تو واقعی دیکھنے والی تھی۔

"سنو—— تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ میری ساتھی ہیں۔ اور ہم سرکاری آدمی ہیں"—— صفدر نے اب قریب جا کر انتہائی سخت اور باوقار لہجے میں کہا۔ لیکن مسلح افراد نے اس کی ایک نہ سنی اور جولیا کو سیٹ سے اٹھا کر انہوں نے ایئرہوسٹس کی مدد سے جولیا کی مکمل تلاشی لی—— لیکن جولیا کے پاس کچھ ہوتا تو نکلتا۔ اس کے بعد جولیا جس سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس ساری سیٹ۔ اس کے نیچے اور اوپر ریک میں موجود سامان کی ایک ایک چیز تلپٹ کر دی گئی—— ان کی تلاشی لینے کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی انہوں نے کسی دہشت گرد کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا ہو۔

"تم لوگوں کو اس کے لئے بھگتنا پڑے گا"—— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کو کس نے کہا تھا کہ یہ دہشت گرد ہے"
ایک مسلح نوجوان نے انتہائی غصیلے لہجے میں ایئرہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا جو اب بے حد پریشان کھڑی تھی۔ ایئرہوسٹس نے عمران کی طرف اشارہ کر دیا۔

"ہوں—— آیئے"—— اس نوجوان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور پھر انہوں نے باقاعدہ جولیا سے اس ساری کارروائی کی معافی مانگی۔ لیکن جولیا نے انہیں دھمکی دی کہ وہ ایئرپورٹ

پر اس کی باقاعدہ رپورٹ درج کرائے گی۔

عمران بڑے مزے سے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا تھا۔ جیسے وہ ہوائی سفر سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا ہو۔ اس نے اس ساری کارروائی کو ایک بار بھی آنکھیں کھول کر نہ دیکھا تھا۔

" آپ نے کس لئے ان محترمہ کے بارے میں کہا تھا کہ وہ دہشت گرد ہیں اور ان کے پاس اسلحہ ہے" ——— نوجوان نے جو شاید انچارج تھا عمران کے قریب آکر انتہائی کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

" کس کے متعلق کہا تھا۔ کس کو کہا تھا۔ کس موقع پر کہا تھا اور کب کہا تھا" ——— عمران نے بڑے اطمینان سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

" آپ نے ایئر ہوسٹس کو کہا تھا اور ان محترمہ کے بارے میں کہا تھا" ——— نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

" تو پھر کیا ہوا۔ آپ کو اسلحہ نظر نہیں آیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ آپ نے غلط بیانی کیوں کی" ——— نوجوان اب پوری طرح گرم نظر آرہا تھا۔

" آپ نے آنکھیں چیک کرائی ہیں۔ نہیں تو اپنے دل کی ای سی جی کرائیے۔ مجھے تو آپ بے دل قسم کے نوجوان لگتے

ہیں۔ کمال ہے۔ نینوں کے تیر۔ جلووں کے بم۔ حسن کے میزائل۔ اگر آپ کو اس عمر میں نظر نہیں آرہے تو کیا بڑھاپے میں نظر آئیں گے" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" لل ——— لیکن آپ نے دہشت گرد کہا تھا" ——— نوجوان سے واقعی کوئی جواب بن نہ پڑ رہا تھا۔

" ارے تو کیا غلط کہا تھا۔ جہاں اس قدر اسلحہ موجود ہو وہاں دہشت پیدا ہو گی یا وحشت۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے جو چاہے اختیار کر لیجئے" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

" ہم آپ کے خلاف رپورٹ کریں گے" ——— نوجوان سے جب اور کوئی جواب نہ بن پڑا تو پیر پٹختا ہوا آگے بڑھ گیا۔

" آپ نے خواہ مخواہ جولیا کو بھرے جہاز میں تماشا بنا دیا" صفدر نے سیٹ پر بیٹھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے بھی شاید پہلی بار عمران پر غصہ آیا تھا۔

" اس بوڑھے کا ردّ عمل کیا تھا۔ یہ نوٹ کیا تم نے" عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پراسرار سے انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور صفدر بُری طرح چونک پڑا۔

" کک ——— کک ——— کیا مطلب۔ کیا اب آپ اس بوڑھے کو بھی تماشا بنانا چاہتے ہیں" ——— صفدر نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا

"بوڑھے اور بچے دونوں ہی تماشہ ہوتے ہیں۔ اسے چھوڑو۔ مجھے ردِ عمل بتاؤ" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا

"اوہ ——— میں نے زیادہ خیال نہیں کیا۔ لیکن میرا خیال ہے وہ بے حد پریشان نظر آ رہا تھا" ——— صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔ اب ذرا پہلو ہٹا کر بیٹھے گا۔ خواہ مخواہ جڑا بیٹھا تھا جولیا کے ساتھ" ——— عمران نے کہا اور دوبارہ اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے اس کا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

"میں جولیا کی سیٹ پر جا رہا ہوں" ——— اچانک صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تم نے یہ حرکت کیوں کی تھی" ——— اسی لمحے جولیا کی کاٹ کھانے والی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔

"حرکت میں۔ جب سے جہاز چلا ہے بے حرکت بیٹھا ہوا ہوں۔ یقین نہ آئے تو صفدر سے پوچھ لو" ——— عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے جواب دیا۔

لیکن دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو بائیں طرف موڑا۔ اور جولیا کا گھوما ہوا ہاتھ سیٹ سے جا ٹکرایا۔ ورنہ وہ عمران کے چہرے پر پڑتا۔

"ارے ارے ابھی سے ریہرسل شروع کر دی"

عمران نے چونک کر کہا۔

"سنو ——— میں ایئرپورٹ سے واپس چلی جاؤں گی۔ یہ

میرا فیصلہ ہے" ——— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب۔ اس بوڑھے کی حرکتیں واقعی مشکوک ہیں" جولیا کی جگہ صفدر نے لیتے ہوئے کہا۔

"پولیس کو اطلاع کر دو" ——— عمران نے بغیر آنکھیں کھولے جواب دیا۔

اور صفدر ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"جل تو جلال تو۔ آئی بلا کو ٹال تو۔ اب میں بوڑھوں کے کون سے اسلحے کا حوالہ دوں گا" ——— صفدر کے اٹھتے ہی عمران نے تیزی سے بڑبڑانا شروع کر دیا۔

لیکن چند لمحے بعد جب ہال میں ریوالور چلنے کا خوفناک دھماکہ ہوا تو عمران یک لخت اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ جہاز میں چیخ و پکار کی آوازیں ابھریں ——— اور اس کے ساتھ ہی بوڑھے کی کربناک چیخ سنائی دی۔ اور عمران نے دیکھا کہ بوڑھا پشت کے بل جہاز کے فرش پر گرا ہوا تھا۔ اور صفدر نے اس کی پشت پر لات رکھی ہوئی تھی ——— جب کہ دونوں مسلح گارڈز اس پر جھکے ہوئے تھے۔ ایک طرف جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے کھڑی تھی۔ جہاز کے تمام مسافر یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو ——— چند لمحوں بعد گارڈ اس بوڑھے کو ہتھکڑی لگائے بری طرح دھکیلتے ہوئے

سائیڈ روم کی طرف لے گئے۔

"آپ کا خیال درست نکلا۔ اس نے جیسے ہی گارڈز کو آتے دیکھا اس نے ریوالور نکال کر جولیا کی کنپٹی سے لگا دیا۔ لیکن جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی کلائی پر ضرب لگا دی ——— اس طرح گولی چلی ضرور۔ لیکن ایک بریف کیس میں جا لگی۔ اور میں نے بوڑھے کو اٹھا کر بے بس کر دیا" ——— صفدر نے قریب بیٹھتے ہوئے باقاعدہ رپورٹ دینے کے سے انداز میں کہا۔

"اور کیا کیا چیز برآمد ہوئی ہے اس سے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اس ریوالور کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے" ——— صفدر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس کے پاس تو ٹرانسمیٹر بھی ہے۔ کوئی بال پوائنٹ" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بال پوائنٹ تو ہے۔ لیکن ...." ——— صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ بال پوائنٹ اڑا کر لے آؤ۔ کسی کو پتہ نہ چلے" ——— عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اور اس سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس بوڑھے کو لے جایا گیا تھا۔

"تمہیں اس بوڑھے پر کیسے شک ہوا۔ کون ہے یہ" اسی لمحے جولیا نے صفدر کی سیٹ پر آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے اور اس بوڑھے پر شک۔ لاحول ولا۔ اب میں تمہیں اتنا

بدذوق بھی نہیں سمجھتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ جہاز والوں نے بھی مجھے انکوائری کے ساتھ سیٹ دے دی ہے۔ یہاں جو بھی آکر بیٹھتا ہے انکوائری شروع کر دیتا ہے ——— ویسے سنو ایئرپورٹ پر تم نے بالکل لاعلمی ظاہر کرنی ہے۔ سمجھیں۔ اور جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھو" ——— عمران نے ایک لخت سرد لہجے میں کہا۔ اور جولیا ایک لمحے تک تو ہونٹ بھینچے عمران کو دیکھتی رہی۔ پھر اسی انداز میں اٹھ کر واپس اپنی سیٹ پر چلی گئی۔

"یہ لیجئے مجھے تو عام سا بال پوائنٹ لگتا ہے۔ آپ اسے ٹرانسمیٹر کہہ رہے ہیں" ——— صفدر نے ایک عام سی ساخت کا بال پوائنٹ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام ہی ٹرانسمیٹر ہے۔ جیسے ماچسوں کے نام ہوتے ہیں۔ شپ۔ تانگہ۔ ہاکی۔ مور۔ اب وہ ماچسیں جہاز اور تانگے تو نہیں بن جاتیں" ——— عمران نے بال پوائنٹ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ آخر آپ کو اچانک اس قسم کی کانفرنس اٹنڈ کرنے کی کیا سوجھی۔ آپ تو ایسی کانفرنسوں سے دور بھاگتے رہے ہیں" ——— کیپٹن حمید نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے سوچا کام اتنا بڑھ گیا ہے کہ تفریح کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس لئے چلو ایکریمیا کی سیر ہو جائے گی" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن حمید اس طرح آنکھیں پھاڑ کر کرنل فریدی کو دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص واقعی کرنل فریدی ہے۔

"آپ اور تفریح ——— کہیں میرے کان تو نہیں بج رہے" کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی وقت آ جائے گا برخوردار۔ بس تھوڑی سی عمر اور گزر جائے" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور گھٹنوں پر رکھا ہوا رسالہ اٹھا کر کھول لیا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے میں نے قاسم کو ایکریمیا پہنچنے کی ٹپ درست دی تھی۔ ویری گڈ۔ اب لطف آئے گا۔" کیپٹن حمید کے چہرے پر واقعی مسرتوں کا آبشار بہنے لگا تھا۔

"لیکن وہاں اس کا خالہ جاد بھی ہو گا۔ یہ سوچ لینا" کرنل فریدی نے کہا۔

"ہوتا رہے۔ اس بار میں نے بھی فیصلہ کر رکھا ہے کہ قاسم سے ہی اس کی ایسی درگت بنواؤں گا کہ ساری چوکڑی بھول جائے گا" ——— کیپٹن حمید نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم قاسم کے ساتھ بیٹھے فل فلوٹیاں گنتے رہو اور وہ تمہاری شہلا کو لے اڑے" ——— کرنل فریدی نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب۔ آپ کو شہلا کے متعلق کیا علم۔ اب یہ آپ نے سارے کام چھوڑ کر صرف میری ہی جاسوسی کرنی شروع کر دی ہے" ——— کیپٹن حمید نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کے باپ سر دنکٹ نے مجھے فون کیا تھا کہ شہلا کیپٹن حمید کے ساتھ ایکریمیا جانا چاہتی ہے۔ کیا بھیج دوں" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ ۔ تو پھر آپ نے کیا جواب دیا " ——— کیپٹن حمید واقعی بوکھلا گیا تھا ۔

" ظاہر ہے ۔ میں نامحرم کے ساتھ سفر کی اجازت کیسے دے سکتا تھا ۔ آخر یہ شرعی مسئلہ ہے " ——— کرنل فریدی نے جواب دیا ۔ اور کیپٹن حمید نے واقعی دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ لیا ۔

" خدا آپ کا بھلا کرے ۔ یہ آپ نے کیا کہا ۔ اوہ غضب ہو گیا ۔ میں نے تو سوچا تھا کہ چلو تفریح ہو جائے گی " کیپٹن حمید نے رو دینے والے لہجے میں کہا ۔

" گھبراؤ نہیں ۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ ایکریمیا پہنچ چکی ہے ۔ بس اس کا باپ ذرا ہتھ چھٹ قسم کا آدمی ہے " کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" نہ بھی ہو تو تب بھی کیا فرق پڑتا ہے ۔ جب لڑکی باپ کے ساتھ ہو تو اس کے ساتھ باورچی خانے کے مسائل پر ہی گفتگو کی جا سکتی ہے ——— آپ نے اچھے خاصے پروگرام کا بیڑہ غرق کر دیا ۔ لل ۔ لیکن ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ وہ عمران اُسے نہ لے اڑے ۔ اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ آپ مجھے اُلو بنا رہے ہیں " ——— کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" وہ جس ٹائپ کا آدمی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ سر ونکٹ خود شیلا کا ہاتھ عمران کے ہاتھ میں دے کر کہیں گے کہ آپ عشق کریں میں ذرا آشنائی کر لوں " ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" ہوں ۔ تو آپ میری عشق کرنے کی صلاحیتوں کو چیلنج کر رہے ہیں ۔ اچھا ٹھیک ہے ۔ اب اگر میں نے شیلا اور اس کے باپ دونوں کے ہاتھوں اس احمق کے سر پر جوتیاں نہ لگوائیں تو میرا نام بھی حمید نہیں ہے " ——— کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑے ۔

" سر پر کوئی ہلمٹ قسم کی چیز پہن لینا ۔ سنا ہے آج کل کی لڑکیاں بڑی سخت ایڑی کا سینڈل پہنتی ہیں " ——— کرنل فریدی نے کہا ۔

" یہ مشورہ آپ اس احمق کو دیں تو زیادہ بہتر ہے " کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

اور دوسرے لمحے وہ اس طرح چونک کر اپنی طرف آنے والی ایئر ہوسٹس کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھ رہا ہو ۔

" سر ۔ آپ کا فون ہے " ——— ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کرنل فریدی سے کہا ۔

" اچھا " ——— کرنل فریدی نے چونک کر کہا ۔ اور اٹھ کر کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا ۔

اور ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے حمید کی پُرشوق نگاہوں کو دیکھا ۔ اور پھر ایک انداز سے کرنل فریدی کے پیچھے چل دی ۔

اور کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرنل فریدی والا رسالہ اٹھا لیا ۔

"کس کا فون تھا ـــــ کرنل فریدی کی واپسی پر کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"شیلا کا تھا۔ کہہ رہی تھی کہ سر ونکٹ تو ساتھ نہیں آسکے۔ اس لئے وہ ان کی بجائے اپنے ساتھ دو باڈی گارڈ لے آئی ہے۔ پوچھ رہی تھی کہ کیپٹن حمید کب ایئرپورٹ پر پہنچیں گے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ بتانا نہیں چاہتے تو اتنی لمبی تقریر کی کیا ضرورت تھی" کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوبارہ رسالہ کھول لیا۔

اور پھر ایکریمیا کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر جہاز کے پہنچنے تک کیپٹن حمید رسالے میں ہی مصروف رہا۔ کسٹم اور دوسرے کاؤنٹرز سے فارغ ہو کر کرنل فریدی جب کیپٹن حمید کو لئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ ایک خوب صورت ایکریمی لڑکی تیزی سے ان کے قریب آئی۔

"آپ کرنل فریدی ہیں" ـــــ لڑکی نے مسکراتی ہوئی نظروں سے کرنل فریدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کرنل فریدی نہیں ہیں کرنل گھوسٹ ہیں۔ البتہ میرا نام کیپٹن حمید ہے۔ فرمائیے" ـــــ کیپٹن حمید نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں کرنل آرنلڈ کی بھتیجی ہوں۔ روزمیری۔ آئیے۔ ادھر تشریف لے آئیے۔ میری کار موجود ہے" ـــــ لڑکی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"اوہ تھینک یو ـــــ کرنل آرنلڈ کی اب طبیعت کیسی ہے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب سے انہیں آپ کی آمد کی اطلاع ملی ہے بے حد خوش ہیں۔ بس ہر وقت آپ کی ہی باتیں کرتے رہتے ہیں" روزمیری نے جواب دیا۔ اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"اور یقیناً جب سے آپ کو میری آمد کی اطلاع ملی ہو گی آپ بھی خوش ہوں گی" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں۔ انکل آرنلڈ آپ کا بھی ذکر کر رہے تھے۔ کہ کیپٹن حمید کی ساری زندگی ناکام عشق کرنے میں گزری ہے" ـــــ روزمیری نے ایک سیاہ رنگ کی شاندار کیڈ لک کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ جس کے ساتھ ایک باوردی ڈرائیور بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"واقعی درست کہہ رہے تھے۔ لیکن اب یہ یقیناً کامیاب ہو جائے گا" ـــــ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور روزمیری اس کا مطلب سمجھ کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

دوسرے لمحے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید تو کار کی عقبی نشست پر اور روزمیری ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور جدید ماڈل کی کیڈلاک ایکریمیا کی فراخ سڑکوں پر تیزی سے پھسلنے لگی۔

"انکل بتا رہے تھے کہ آپ دنیا کے سب سے بڑے جاسوس ہیں" ـــــ روزمیری نے بچوں کے سے انداز میں مڑ کر کرنل فریدی

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ آپ کے انکل کو غلط فہمی ہے۔ ان کے سارے کارناموں کی پشت پر میرا نام ہے۔ بس دراصل میں ذرا پبلسٹی وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑتا"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پشت پر کس کا نام لکھا جاتا ہے۔ اب اتنی سی بات تو مس روزمیری بھی جانتی ہوں گی"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور روزمیری بُری طرح کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اور کیپٹن حمید نے سختی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کھا جانے والی نظروں سے کرنل فریدی کو دیکھا۔

"ہمارے کالج میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ کہ فرسٹ ایئر کے سٹوڈنٹس کی پشت پر لکھا جاتا ہے۔ میں سمجھ گئی" روزمیری ابھی تک کرنل فریدی کے فقرے کا لطف لے رہی تھی۔

"آپ کالج میں پڑھتی ہیں۔ کون سے کالج میں"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے فوراً ہی نیا موضوع چھیڑتے ہوئے کہا۔

"شارٹن کالج میں۔ فورتھ ایئر کی سٹوڈنٹ ہوں"۔۔۔۔ روزمیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ شارٹن کالج۔ اچھا اچھا۔ بڑا خوب صورت کالج ہے۔ میں نے بھی اس میں لیکچر دیئے ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے حسب عادت

اپنی قابلیت جھاڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے لیکچر دیئے ہیں شارٹن میں۔ آپ کی عمر کیا ہے"

روزمیری اس قدر حیران نظر آرہی تھی کہ کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"کیوں۔ یہاں عمر کا کیا تذکرہ آ گیا"۔۔۔۔ کیپٹن حمید کا ذہن اس سوال پر واقعی گھوم گیا تھا۔

"اس لئے برخوردار کہتے ہیں کہ بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو لیکن تم تو طوفان میل بن جاتے ہو۔ شارٹن کالج کی روایت ہے کہ وہاں ساٹھ سال سے کم کی عمر کا لیکچرار ہو ہی نہیں سکتا"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے اس طرح منہ بنا لیا۔ جیسے کونین کی اکٹھی بس بارہ گولیاں دانتوں کے نیچے آ گئی ہوں۔

اُسی لمحے ڈرائیور نے کار ایک محل نما کوٹھی کے پھاٹک پر روک دی اور مخصوص انداز میں ہارن دینے لگا۔

"انکل آپ سے مل کر کتنے خوش ہوں گے میں اس کا تصور کر رہی ہوں"۔۔۔۔ روزمیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے انکل بہت شاندار انسان ہیں"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اُسی لمحے پھاٹک خود بخود کھل گیا۔ اور ڈرائیور کار اندر لیتا گیا۔

اب روزمیری سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ لیکن کیپٹن حمید کا منہ اُسی طرح بنا ہوا تھا جیسے ابھی تک کونین کا اثر باقی ہو۔

ایکریمیا کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کے کسٹم اور دوسرے کاؤنٹروں سے فارغ ہوتے ہی میجر پرمود ہاتھ میں تھامے ہوئے بریف کیس سمیت تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا ــــ وہ ابھی ابھی بلگارنیہ سے آنے والی فلائٹ پر یہاں پہنچا تھا۔ اس وقت اس کے جسم پر بہترین تراش کا اور انتہائی قیمتی کپڑے کا گرم سوٹ تھا۔ آنکھوں پر چوڑے شیشوں لیکن ہلکے سرخ کلر کی عینک نے اس کی وجاہت میں واقعی بے حد اضافہ کر دیا تھا ــــ یہی وجہ تھی کہ ہال میں موجود تقریباً ہر رنگ و نسل کی لڑکیاں اور عورتیں مسلسل اُسے دیکھ رہی تھیں اور ان سب کے چہروں پر اشتیاق کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن میجر پرمود کسی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر بیرونی دروازے سے گزر کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے ہی لگا تھا کہ ایک سائیڈ سے ایک نوجوان ایکریمی تیز تیز قدم اٹھاتا

اس کی طرف بڑھا۔

"میجر۔ میرا نام جانسن ہے" ــــ نوجوان نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ جانسن۔ گلیڈ ٹو میٹ یو" ــــ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"تھینک یو سر ــــ ادھر تشریف لائیے۔ کار موجود ہے" جانسن نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی ایک طرف اشارہ کر دیا۔

"دیکھو جانسن۔ مجھے یہ رسمی فقروں سے الجھن ہوتی ہے۔ اس لئے میرے ساتھ رہتے ہوئے سیدھے سادھے لفظ ہی استعمال کیا کرو" ــــ میجر پرمود نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کہا اور جانسن اس بار کھل کر ہنس پڑا۔

"شکریہ میجر ــــ ویسے جب مجھے کرنل ڈی نے اطلاع دی کہ آپ میرے مہمان بنیں گے تو یقین کیجئے خوشی کے مارے میں ساری رات سو نہیں سکا" ــــ جانسن نے بڑی بے تکلفی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ یہاں ایکریمیا میں بھی رات ہوتی ہے۔ اور تم جیسے خوبصورت نوجوان سوتے بھی ہیں۔ یہ میرے لئے واقعی نئی خبر ہے۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس بار جانسن کے قہقہے نے واقعی اردگرد موجود لوگوں کو چونکا دیا۔

"آپ واقعی اپنی شخصیت کی طرح خوب صورت مزاج کے مالک ہیں" ——— جانسن نے ایک کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"تعریف کا شکریہ" ——— میجر پرمود نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور جانسن گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"میجر۔ یہ کانفرنس آخر کس مقصد کے لئے ہو رہی ہے۔ سنا ہے دنیا بھر کے ٹاپ سیکرٹ اور ملٹری ایجنٹس اس میں شریک ہو رہے ہیں" ——— جانسن نے کار آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تو کرنل ڈی نے صرف اتنا بتایا ہے کہ اقوام متحدہ کے تحت کوئی مستقل ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ جس میں ہر ملک کی نمائندگی ہو گی ——— باقی تفصیلات کا تو مجھے علم نہیں" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے میجر۔ بلکہ یہاں موجود اس پیشے سے متعلق ہر فرد کو معلوم ہو گا۔ لیکن ایسی کانفرنسوں میں براہِ راست ٹاپ ایجنٹس تو شریک نہیں ہوتے ——— میرے خیال میں انتظامی آفیسران ہی طے کر لیتے۔ اور پھر آپ ایک نمائندہ منتخب کر کے بھیج دیتے" جانسن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شاید عالمی مقابلہ حسن کی طرح عالمی مقابلہ ایجنٹس بھی اس کے پروگرام میں شامل ہو" ——— میجر پرمود نے کہا۔ اور جانسن ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اگر ایسا ہوا تو میجر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ مقابلہ آپ جیت جائیں گے" ——— جانسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ایسی بات نہیں۔ یہاں مجھ سے بھی بڑے بڑے دھاکڑ قسم کے ایجنٹ اکٹھے ہوں گے۔ تم ساتھ تو چلو۔ دیکھ لینا" میجر پرمود نے ہنستے ہوتے جواب دیا۔

"ظاہر ہے۔ کانفرنس میں تقریریں تو ہوں گی۔ میں نے سوچا کہ میجر پرمود تو خشک ٹائپ آدمی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تقریر ہی نہ کر سکیں، اور ملگارنیہ کی ہنسی اُڑے۔ میں نے بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ لیکن اب آپ سے ملنے کے بعد مجھے اپنی تقریر زیادہ خشک لگنے لگ گئی ہے" ——— جانسن نے کہا۔

"یہاں تقریروں کی بجائے ادارے کے مقاصد ڈسکس ہوں گے۔ اور اس کا لائحہ عمل تیار ہو گا۔ اس لئے یہاں اس پیشہ کے ٹاپ ماہرین کو اکٹھا کیا جا رہا ہے" ——— میجر پرمود نے جواب دیا۔ اور جانسن نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی کی ایک چھوٹے سائز کی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوئی۔ اور پورچ میں جا کر رک گئی۔ کوٹھی کا رقبہ تو تھوڑا تھا۔ لیکن طرزِ تعمیر انتہائی شاندار اور آرام دہ تھی۔

"میں یہاں اکیلا رہتا ہوں۔ ساتھ ہوٹل سے کھانا وغیرہ منگوا لیتا ہوں" جانسن نے کہا تو میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔

"مجھے ایک فون کرنا ہے" ——— میجر پرمود نے کہا۔ تو جانسن اُسے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ جہاں فون موجود تھا۔

میجر پرمود نے جیب سے چھوٹی سی ٹیلی فون بک نکالی اور اس پر نمبر چیک کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— رانسن ہاؤس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں میجر پرمود بول رہا ہوں۔ رانسن سے بات کرائیں" میجر پرمود نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز رسیور پر سنائی دی۔

"ہیلو میجر۔ میں رانسن ہوں۔ آپ بخیریت پہنچ گئے ہیں" دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— کیا رپورٹ ہے" ——— میجر پرمود نے پوچھا۔

"صرف ایک واقعہ نوٹس میں آیا ہے۔ پاکیشیا کے علی عمران جس طیارے میں اپنے ساتھیوں سمیت آ رہے تھے۔ وہاں دوران سفر ایک بوڑھے ایکرمین کو ریوالور سمیت پکڑا گیا ——— اس کے اسلحے کی نشاندہی عمران کے ساتھی صفدر نے کی۔ ریوالور کے علاوہ اس سے اور کچھ نہ ملا۔ لیکن ایئر پورٹ پر اترتے ہی اس بوڑھے کو گولی مار دی گئی اور قاتل فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ بوڑھا جن کاغذات پر سفر کر رہا تھا وہ بھی جعلی ثابت ہوئے ہیں" رانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہیں نہ کہیں کوئی چکر موجود ہے"

میجر پرمود نے کہا۔

"یس سر ——— اور ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ نیدرلینڈ کے کرنل فریدی کرنل آرنلڈ کے محل میں رہائش پذیر ہیں ان کی بھتیجی روزمیری انہیں ایئر پورٹ رسیو کرنے گئی تھی" سر رانسن نے کہا۔

"تو اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ ہو سکتا ہے کرنل آرنلڈ سے کرنل فریدی کے ذاتی تعلقات ہوں" ——— میجر پرمود نے کہا۔

"وہ تو ہیں جناب۔ یہاں سب کو معلوم ہے۔ لیکن میں نے جو تحقیقات کی ہیں اس کے مطابق وہ ڈرائیور جو انہیں ایئر پورٹ سے لے کر آیا ہے وہ اس کے بعد سے غائب ہے۔ کرنل آرنلڈ نے باقاعدہ پولیس میں اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی ہے۔" رانسن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ واقعی چونکا دینے والی بات ہے۔ تم ایسا کرو کہ کسی نہ کسی طرح اس ڈرائیور اور اس بوڑھے کے متعلق مکمل چھان بین کرو" ——— میجر پرمود نے کہا۔

"میرے آدمی کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی رپورٹ بھی مل جائے گی۔ لیکن سر آپ نے یہاں آنے سے پہلے مجھے اس کام کی ہدایت کیوں کی تھی۔ کیا آپ کو کوئی اطلاعات ملی ہیں" رانسن نے پوچھا۔

"ہاں۔ کرنل ڈی کو ایک خفیہ اطلاع ملی تھی کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم

ایشیا کے ٹاپ ایجنٹس کو اغوا کرنا چاہتی ہے لیکن یہ اطلاع انتہائی مبہم تھی۔ اس لئے متعلقہ حکومتوں کو یہ اطلاع نہیں بھیجی گئی۔ البتہ کرنل ڈی نے مجھے بریف کر دیا تھا تاکہ میں اپنے طور پر ہوشیار رہوں" میجر پرمود نے جواب دیا۔

"لیکن ہمیں ہوشیار رہنے کے لئے کیوں کہا گیا۔ ہمارا اس تنظیم سے کیا تعلق" ——— رانسن نے کہا۔

"تعلق بن جاتا ہے۔ کیونکہ کرنل فریدی۔ علی عمران کے ساتھ میرا نام بھی شامل تھا" ——— میجر پرمود نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ اب میں اپنی کوششیں تیز کر دوں گا" ——— رانسن نے کہا۔ اور میجر پرمود نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

گفتگو کے دوران جانسن کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ اس لئے میجر پرمود رسیور رکھ کر اٹھا اور جانسن کی تلاش میں کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت بند دروازہ کھلا اور جانسن اندر داخل ہوا۔

"سر۔ میں نے کھانا منگوا لیا ہے۔ آیئے" ——— جانسن نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں بس یہی کہنے والا تھا" ——— میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ جانسن کے پیچھے چلتا ہوا ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

دستک کی آواز سنتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر چونک پڑا۔ وہ ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ آف کیا اور پھر فائل بند کر کے اس کا ٹیگ باندھا۔ اور فائل دراز میں رکھ کر اس نے کہا۔

"یس ——— کم ان" ——— اس کی آواز اس کے جسم کی نسبت کہیں زیادہ بھاری تھا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور نوجوان مائیکل اندر داخل ہوا۔

"آؤ مائیکل بیٹھو" ——— ادھیڑ عمر نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تم مشن سے واپس آ چکے ہو۔ میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا" ——— ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں جولین کو چھوڑنے گیا تھا۔ رپورٹ تو میں نے پہلے ہی بھجوا دی تھی۔ اب گریٹ چیف باس نے کیا فیصلہ کیا ہے" مائیکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"گریٹ چیف باس نے ایک بالکل نیا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کے فیصلے کے مطابق کام کا آغاز بھی ہو چکا ہے" ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مائیکل چونک پڑا۔

"اچھا کیا نیا فیصلہ کیا ہے" ——— مائیکل نے چونک کر پوچھا۔

"گریٹ چیف باس نے ٹاپ سائنسدانوں سے مشورے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ کرنل فریدی۔ علی عمران اور میجر پرمود تینوں کو اغوا کر کے پوائنٹ تھرٹین پر لے جایا جائے گا ——— جہاں ان تینوں کے ذہنوں کے خلیات جدید ترین مشینوں سے کور کرنے کے بعد مخصوص خلیات باہر نکال لئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد ان خلیات کو سپر ایجنٹس کے ماڈل ذہن میں پہنچا دیا جائے گا ——— اس کے بعد ان تینوں کو واپس بھجوا دیا جائے گا" ——— ادھیڑ عمر نے کہا۔

"کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں۔ واپس کیسے بھجوا دیا جائے گا۔ کیا ان کی لاشیں بھیجی جائیں گی۔ لیکن کیوں" ——— مائیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لاشیں نہیں۔ انہیں جیتی جاگتی حالت میں بھیجا جائے گا۔ وہ بالکل اسی طرح نارمل ہوں گے۔ انہیں ذرہ برابر بھی محسوس نہ ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے ——— لیکن اب ان میں وہ

خصوصیات موجود نہیں ہوں گی۔ جن کی بنا پر ان کی شہرت ہے۔ وہ ذہانت۔ تیزی طراری۔ مستعدی۔ فوری فیصلہ کرنے کی صلاحیت سب کچھ مفقود ہو چکی ہوگی ——— اور وہ بالکل ایسے آدمی ہوں گے جیسے کہ عام لوگ ہوتے ہیں" ——— ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے" ——— مائیکل کے چہرے پر ادھیڑ عمر کی بات سن کر بے پناہ حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اڈتاہ پراسس سے یہ ممکن ہو چکا ہے۔ یہ پراسس فور کارنرز کے سائنسدان اڈتاہ کی بالکل جدید ترین ایجاد ہے۔ ابھی دنیا سو سال تک بھی اس پراسس کو نہیں سمجھ سکتی" ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن کس طرح۔ اس کے کچھ اصول بھی تو ہوں گے" ——— مائیکل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے تفصیلات کا تو علم نہیں اور نہ ہی میں سائنسدان ہوں کہ ان تفصیلات کو سمجھوں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اڈتاہ تھیوری کے تحت انسانی ذہن میں دس کھرب خلیے ہوتے ہیں۔ جن میں سے جب روشنی گزرتی ہے تو یہ خلیے کام کرتے ہیں ——— ہر خلیے کا علیحدہ علیحدہ کام ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ذہانت کے خلیے۔ تیزی طراری کے خلیے۔ مستعدی کے خلیے۔ موت کے سامنے ڈٹ جانے کے خلیے وغیرہ وغیرہ ——— ان کے سائنسی نام تو علیحدہ ہیں۔ میں تو تمہیں مثال کے طور پر بتا رہا ہوں۔ ہر آدمی

کے ذہن میں یہ کھربوں خلیے بیک وقت کام نہیں کرتے۔ اس لئے وہ عام سطح پر رہتے ہیں۔ لیکن بعض ذہنوں کے خاص خاص خلیوں میں قدرتی طاقت موجود ہوتی ہے ——— جنہیں اڈٹاہ پراسس میں سپیشل ون کا نام دیا گیا ہے۔ یہ سپیشل ون ان خلیوں سے علیحدہ کر کے کسی اور ذہن میں پہنچا دی جائے تو وہی صلاحیتیں ان کے ذہن میں بھی اسی مقدار میں پیدا ہو سکتی ہے ——— کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود کے ذہنوں میں سپیشل ون اپنی انتہائی طاقت میں موجود ہے۔ یہ قدرتی چیز ہے۔ اسے ابھی تک مصنوعی طور پر ایجاد نہیں کیا جا سکا ——— اوڈٹاہ پراسس کے تحت ایک مصنوعی محلول ان کے ذہنوں میں انجکٹ کیا جائے گا۔ اس محلول کی یہ خاصیت ہے کہ یہ سپیشل ون کی پوری مقدار اپنے اندر جذب کر لیتی ہے ——— اس کے بعد مشین کے ذریعے یہ محلول واپس باہر نکالا جائے گا تو سپیشل ون ان لوگوں کے خلیات سے علیحدہ ہو کر اس محلول کے ذریعے باہر آجائے گا۔ اور پھر یہ محلول سپر سیکرٹ سروس کے گریٹ ایجنٹس کے ذہنوں میں مستقل طور پر انجکٹ ہو جائے گا ——— اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تینوں افراد کے سپیشل ون ایک ذہن میں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور وہ ذہن ان تینوں کی صلاحیتوں کا مجموعہ بن جائے گا۔ جب کہ یہ تینوں عام انسان رہ جائیں گے ——— وہ سپیشل ون ان کے ذہنوں سے غائب ہو جائے گی۔ یہ سارا پراسس مخصوص مشینری سے ہو گا۔ اور بعد میں کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا کہ ان کے

ساتھ ایسا ہوا ہے" ——— ادھیڑ عمر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی یہ حیرت انگیز پراسس ہے۔ اس طرح کوئی بکھیڑا بھی نہ ہو گا۔ اور فور کارنرز کا مقصد بھی حل ہو جائے گا۔ ویری گڈ" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ابھی فور کارنرز دنیا کے سامنے نہیں آنا چاہتی۔ اور اگر یہ لوگ مستقل طور پر غائب ہو جاتے یا انہیں ہلاک کر دیا جاتا تو تینوں حکومتیں الرٹ ہو جاتیں ——— اور پھر ان تینوں کی بین الاقوامی پوزیشن بھی ہے۔ اس لئے لازماً بڑے پیمانے پر بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس طرح فور کارنرز کے متعلق کسی کے علم میں آجاتا" ——— ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خیال میں ان تینوں کے اغوا کا مشن ہمارے سیکشن کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اس لئے آپ کو اتنی تفصیلات کا علم ہے" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا خیال درست ہے۔ بلیک اینڈ وائٹ گروپ ہی یہ مشن مکمل کرے گا۔ میں نے ابتدائی کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن اب تک جتنا کام ہوا ہے اس میں سے چند باتیں ہمارے خلاف جاتی ہیں۔ اس لئے مجھے تمہارا انتظار تھا" ——— ادھیڑ عمر نے کہا اور اس کی بات سن کر مائیکل بے اختیار چونک پڑا۔

"ہمارے خلاف جاتی ہیں ——— کیا مطلب" ——— مائیکل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان تینوں کی نگرانی کا کام شروع کرایا تھا۔ علی عمران

کی نگرانی آرجر کر رہا تھا۔ صرف نگرانی۔ لیکن اس احمق سے ایک حماقت ہو گئی۔ اور وہ ریوالور سمیت اس طیارے میں سوار ہو گیا جس میں علی عمران اپنے دو ساتھیوں سمیت سفر کر رہا تھا۔ پھر شاید علی عمران کی تیز نظروں نے ریوالور کو چیک کر لیا۔ چنانچہ اس کے ساتھی کی نشاندہی پر گارڈز نے اُسے پکڑ لیا۔ اور مجھے ایئرپورٹ پر اُسے ہلاک کرانا پڑا۔ اور ایئرپورٹ سے میں نے سولجر کے ذمے ان کی نگرانی لگا دی۔ اب سولجر کے آدمی کامیابی سے اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ کرنل فریدی کی نگرانی کے لئے آرتھر کی ڈیوٹی لگائی گئی اور وہ کرنل آرنلڈ کے ڈرائیور کے روپ میں وہاں پہنچ گیا لیکن ایئرپورٹ سے کرنل آرنلڈ کی کوٹھی پہنچنے کے بعد آرتھر یکلخت غائب ہو گیا اور کرنل آرنلڈ نے اس کی گمشدگی کی باقاعدہ رپورٹ درج کرائی ہے اور آرتھر کی طرف سے ابھی تک ہیڈ کوارٹر کو بھی کوئی اطلاع نہیں ملی چنانچہ اب جیکسن یہ کام سرانجام دے رہا ہے۔ البتہ میجر پرمود والا سلسلہ درست ہے جانسن بیحد ہوشیاری سے کام کر رہا ہے"۔ ادھیڑ عمر نے کہا اور مائیکل بُری طرح ہونٹ کاٹنے لگا۔

"باس۔ آپ نے بے حد جلدی کی ہے۔ آپ کو اچھی طرح علم تھا کہ یہ تینوں انتہائی تیز طرار لوگ ہیں۔ پھر آپ نے ان کی نگرانی کا کام عام ایجنٹوں کے سپرد کر دیا ــــــ اب وہ لازماً ہوشیار ہو گئے ہوں گے۔ اور ہمارا کام زیادہ مشکل ہو گیا ہو گا"۔ مائیکل نے کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ان لوگوں کو اصل بات کا علم نہیں ہے۔ آرجر ہلاک ہو چکا ہے۔ اور آرجر کا سرے سے بیک گراؤنڈ

ہی نہیں ہے۔ اس لئے وہ ٹکریں مارتے رہیں۔ انہیں کچھ علم نہ ہو سکے گا۔ باقی رہا کرنل فریدی والا آرتھر۔ اس کے متعلق ابھی تک رپورٹ نہیں ملی ــــــ میرا آئیڈیا ہے کہ اس سے کوئی حماقت ہوئی تو کرنل فریدی نے اُسے کور کر لیا ہو گا۔ لیکن تم جانتے ہو کہ آرتھر پر جیسے ہی تشدد ہو گا اس کا ایس۔ وی نظام کام شروع کر دے گا ــــــ اور وہ ذہنی طور پر بلائنڈ ہو جائے گا۔ اس لئے مجھے اس کی طرف سے بھی کوئی فکر نہیں ہے" ــــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"میں ان آدمیوں کی بات نہیں کر رہا۔ بلکہ ان ایجنٹوں کی بات کر رہا ہوں۔ یہ اب ذہنی طور پر ہوشیار ہوں گے"

مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے ان کے اغوا کا ایک جامع منصوبہ تیار کر لیا ہے۔ یہ لوگ ہمارے پاس صرف دو گھنٹے رہیں گے۔ اور اس کے بعد واپس پہنچا دیئے جائیں گے"

ادھیڑ عمر نے کہا۔

"کیا منصوبہ ہے۔ مجھے بتائیے" ــــــ مائیکل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کانفرنس البرٹ ہال میں منعقد ہو رہی ہے۔ ان تینوں کے ڈیلیگیٹ لیبارٹری میں تیار ہو چکے ہیں۔ میٹنگ کے دو سیشن ہوں گے۔ جن کے درمیان دو گھنٹوں کا وقفہ ہے ــــــ اور سیکورٹی کے تحت کوئی آدمی بھی البرٹ ہال سے باہر نہ جائے

گا۔ بلکہ البرٹ ہال کے ساتھ کمرے انہیں آرام کے لئے وقف کئے گئے ہیں۔ پہلے سیشن میں شرکا کے ساتھی بھی شامل ہوں گے ـــــ لیکن دوسرا سیشن خصوصی اور خفیہ سیشن ہے جس میں صرف ہیڈز شامل ہوں گے۔ اور پہلے سیشن کی تجویزوں پر متفقہ لائحہ عمل طے ہو گا۔ پہلے سیشن کے بعد ان کے ساتھی چلے جائیں گے ـــــ اور یہ لوگ اپنے اپنے کمروں میں بند ہو کر اپنی اپنی فائنل تجویزیں سوچیں گے۔ میں نے ان تین کمروں جن میں کرنل فریدی۔ علی عمران اور میجر پرمود ہوں گے۔ خصوصی انتظامات کرا لئے ہیں ـــــ جیسے ہی یہ لوگ کمروں میں پہنچیں گے۔ اصل آدمی وہاں سے خفیہ راستوں سے نکال کر ادشاہ پراسس کے لئے پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے۔ ان کی جگہ ڈپلیکیٹ لے لیں گے تاکہ کسی کو شک نہ ہو ـــــ دو گھنٹوں بعد جب پراسس مکمل ہو جائے گا تو ڈپلیکیٹ کو نکال لیا جائے گا۔ اور ان تینوں کو وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ بس وہ یہی سمجھیں گے کہ انہیں نیند آگئی تھی اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ ـــــ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

" گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے " ـــــ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمام انتظامات مکمل ہیں۔ اور اس مشن کے انچارج تم ہو گے تم اب ایسا کرو کہ جا کر ان انتظامات کو اچھی طرح چیک کرو۔ اور پھر اس مشن کو مکمل کر دو " ـــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میری موجودگی میں کوئی گڑبڑ نہیں ہو گی۔ میں سارا مشن سمجھ گیا ہوں " ـــــ مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے ـــــ جا کر جیکب سے چارج سنبھال لو۔ تمہاری عدم موجودگی میں وہی کام کر رہا ہے۔ میں گریٹ چیف باس کو اطلاع دے دیتا ہوں " ـــــ ادھیڑ عمر نے کہا۔ اور مائیکل سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران نے زیدہ کالونی کی کوٹھی میں پہنچتے ہی صفدر اور جولیا سے کہا کہ وہ میک اپ کر کے عقبی راستے سے باہر چلے جائیں اور چیک کریں کہ اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں۔

"لیکن کون نگرانی کرے گا اور کیوں۔ ہمیں تفصیل بتاؤ۔ یہ چکر کیا ہے" ـــــ جولیا نے اصرار بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میرے ذہن میں بھی شدید الجھنیں موجود ہیں۔ آپ کو اس بوڑھے پر کیسے شک ہوا ـــــ اور پھر وہ بال پوائنٹ پن۔ ایئر پورٹ پر اس بوڑھے کی ہلاکت۔ اور اب آپ کا نگرانی کے لئے کہنا کہ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ معاملات وہ نہیں جو ہمیں اب تک بتائے گئے ہیں۔ بلکہ اصل حقیقت کچھ اور ہے" ـــــ صفدر نے بھی

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یار تم نے راستے میں کوئی سازش تو نہیں کر لی۔ بھئی ہم بین الاقوامی کانفرنس اٹینڈ کرنے آئے ہیں پاکیشیا کی طرف سے اور بس" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ اصل چکر کیا ہے"۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اور صفدر کے چہرے پر بھی ایسا اشتیاق نظر آ رہا تھا جیسے واقعی آج وہ سب کچھ معلوم کر کے ہی اٹھے گا۔

"اچھا تو سنو۔ اکثریت کے فیصلے کو ہمیشہ برتری حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے بتانا ہی پڑے گا۔ ویسے یہ سب اندازے ہیں۔ اس لئے میں بتا نہ رہا تھا ـــــ بہرحال سن لو۔ کچھ عرصہ پہلے ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کو یہ خفیہ اطلاعات ملی تھیں کہ دنیا میں ایک ایسی تنظیم کام کر رہی ہے جو پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ اور اس سلسلے میں اس نے خفیہ لیبارٹریاں بھی کہیں بنا لی ہیں ـــــ اس کا پتہ اس طرح چلا کہ اچانک دنیا بھر میں سے خاص خاص سائنسدان غائب ہو گئے۔ پوری دنیا کی حکومتوں نے سر پیٹ لیا۔ لیکن ان کی گمشدگی کا کوئی کھوج نہ ملا ـــــ اس واقعے کو دس سال گزر چکے ہیں۔ لیکن ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی اس سلسلے میں کام کرتی رہی۔ اور پھر انہیں یہ اطلاع ملی۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ اس تنظیم کا نام فور کارنرز ہے ـــــ لیکن یہ کہاں ہے۔ کس جگہ ہے اور کون لوگ اس کے کرتا دھرتا ہیں۔ اس کا پتہ باوجود کوشش کے نہ لگ

سکا۔ چنانچہ بین الاقوامی سطح پر تمام اہم ممالک کے سربراہوں کی ایک خفیہ میٹنگ ہوئی جس میں سپر پاورز بھی شریک ہوئیں اور ہر براعظم کے اہم ممالک بھی ——— اور وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ ایسے خدشات کے خاتمے اور ان کے مقابلے کے لئے بین الاقوامی پلیٹ فارم اقوام متحدہ کے تحت ایک مستقل ادارہ قائم کیا جائے جس میں ہر ملک کی سیکرٹ سروسز کے اہم نمائندے شامل ہوں۔ جن کی سرپرستی وہ حکومت کرے گی ——— اور پھر مستقل بنیادوں پر ایسی تنظیموں کے خلاف کام ہو سکے۔ چنانچہ یہ طے ہو گیا۔ اور حکومتوں کی طرف سے ٹاپ ماہرین کو بھیجا گیا۔ پاکیشیا کی طرف سے ایکسٹو کی نمائندگی ہم کر رہے ہیں ——— جب کہ نیدرلینڈ سے کرنل فریدی خود آیا ہے۔ اس طرح بلگارنیہ سے میجر پرمود آیا ہے۔ اور اسی طرح ہر ملک کے نمائندے یہاں موجود ہیں۔ یہ سب مل کر اس ادارے کا لائحہ عمل طے کریں گے۔ اور اس کے بعد نمائندے منتخب کر کے بھیجے جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔

"یہ باتیں تو ہمیں بھی معلوم ہیں عمران صاحب۔ سوائے اس بین الاقوامی تنظیم کے جس کا ذکر آپ نے پہلے کیا ہے۔ تو کیا یہ بوڑھا اس تنظیم کا آدمی تھا اور آپ کو اس پر شک کیسے ہوا" صفدر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"بوڑھے کی جیب میں مجھے ایک مخصوص بال پوائنٹ نظر آگیا تھا یہ بال پوائنٹ دراصل ایک مخصوص ٹرانسمیٹر ہے۔ اور یہ اس سائنسدان کی ایجاد ہے جو کہ اچانک غائب ہو گیا تھا۔ سر رافیل

ویسٹرن کارمن کا سب سے ذہین سائنسدان۔ ایک ملاقات میں اس نے اس آئیڈیے پر مجھ سے ذاتی طور پر ڈسکس کیا تھا۔ اس سے مجھے شک پڑا کہ اس تنظیم کی طرف سے ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہ بال پوائنٹ ٹرانسمیٹر بتا رہا تھا کہ سر رافیل نے آخر کار اسے ایجاد کر لیا ہے ——— چونکہ میں اس تنظیم کو چونکانا چاہتا تھا۔ اس لئے جہاز پر چڑھتے ہوئے میں نے ریوالور اس بوڑھے کی جیب میں منتقل کر دیا۔ تاکہ یہ پکڑا جائے۔ اور میں یہ بال پوائنٹ حاصل کر سکوں ——— اب یہ اتفاق ہے کہ اس کی سیٹ تمہارے ساتھ تھی اور جولیا اصرار کر کے وہاں بیٹھ گئی۔ اور پھر ایک نئی بات یہ ہوئی کہ ایئر پورٹ پر اس بوڑھے کو گولی مار دی گئی۔ اور میرا پروگرام خراب ہو گیا ——— ورنہ اس ٹرانسمیٹر کی وجہ سے مجھے اس بوڑھے سے ہونے والے لنک کا پتہ چل جاتا۔ اور اس تنظیم کا کوئی اہم آدمی سامنے آجاتا۔ مجھے اس انتہائی اقدام کی توقع نہ تھی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہماری نگرانی بہرحال اب بھی ہو رہی ہو گی اور میں اب نئے آدمی کو تلاش کر کے اس لنک کو ڈھونڈھنا چاہتا ہوں ——— میرا پروگرام یہ ہے کہ اس ٹرانسمیٹر میں معمولی سی تکنیکی تبدیلی کر کے میں اسے اس آدمی کی جیب تک پہنچا دوں جو ہماری نگرانی کر رہا ہے۔ اس طرح لنک قائم ہو جائے گا۔ اس لئے تمہیں میں عقبی راستے سے بھیج رہا ہوں تاکہ تم وہ آدمی چیک کرو ——— اس دوران میں اس میں اپنی مرضی کی تبدیلی کر لوں گا" عمران نے کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے ــــ اب ہمیں بھی تو پتہ چلا کہ چکر کیا ہے "
اس بار جولیا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ عمران مسکراتا ہوا اور اس کمرے سے نکل کر راہداری سے گزرتا ہوا ایک تہہ خانے میں آگیا ــــ اس تہہ خانے کے ایک حصے میں باقاعدہ ورکشاپ قائم تھی۔ یہ اڈہ ایکریمیا میں موجود پاکیشیا کے فارن اڈوں میں سے ایک تھا اور عمران نے یہاں آنے سے پہلے اسے خالی کرا لیا تھا۔ تاکہ وہ یہاں اطمینان سے کام کر سکے۔

اس نے ورکشاپ کے سٹول پر بیٹھ کر بال پوائنٹ کو کھولا۔ اور پھر اس کے اندر موجود خفیہ اور جدید ترین ٹرانسمیٹر کو مختلف مشینوں کے ذریعے چیک کرنے لگا ــــ وہ بڑے انہماک سے کام میں مصروف تھا اور پھر کام کرتے کرتے ایک مشین کی ریڈنگ پڑھتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے کاغذ پر یہ ریڈنگ لکھی۔ اور پھر بال پوائنٹ کو واپس اسمبل کرنا شروع کر دیا ــــ بال پوائنٹ کو اسمبل کرنے کے بعد اس نے وہ ریڈنگ والا کاغذ اٹھایا۔ اور تہہ خانے کے دوسرے کونے میں موجود الماریوں کی طرف بڑھ گیا ــــ اس نے ایک الماری میں سے دنیا کا جغرافیکل نقشہ نکالا اور اُسے میز پر پھیلا کر اس پر جھک گیا۔ وہ کاغذ پر موجود ریڈنگ کو بار بار دیکھتا اور پھر نقشے کو غور سے دیکھنے لگتا۔ چند لمحوں بعد اس نے لاطینی ایکریمیا کے مغربی حصے میں ایک علاقے کے گرد پنسل سے لمبا دائرہ ڈال دیا۔ اور غور سے اُسے دیکھنے

لگا۔ پھر سر ہلاتے ہوئے اس نے وہ ریڈنگ والا کاغذ اٹھایا۔ اور اُسے آگ لگا کر جلا دیا اور نقشہ واپس الماری میں رکھ کر وہ بال پوائنٹ اٹھائے لیبارٹری سے نکلا اور راہداری میں سے ہوتا ہوا واپس ڈرائنگ روم میں آگیا ــــ وہاں صفدر اور جولیا دونوں موجود تھے۔ عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

" ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے کوئی نگرانی نہیں ہو رہی "
جولیا نے عمران کو دیکھتے ہی کہا

" اچھا ــــ کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ تمہاری آمد کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی گئی " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا مطلب ــــ میری آمد کی کیا اہمیت " ــــ جولیا نے نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

" بے ذوق لوگ ہیں۔ ورنہ تم جیسی خوب صورت حسینہ کی آمد کے بعد تو اس کوٹھی کے باہر زیارت کرنے والوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جانے چاہئیں تھے " ــــ عمران نے جواب دیا۔

" تم پھر بکواس پر اتر آئے " ــــ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" میں اب ایک اور بات سوچ رہا ہوں " ــــ صفدر نے جو اب تک خاموش بیٹھا تھا زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے۔ یہاں آتے ہی بابا آدم ہی نرالا ہو گیا۔ تمہیں گنتی بھول گئی۔ ایک اور کا مطلب ہے دوسری " ــــ عمران

نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔
" آپ ٹالنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ نے دراصل ہمیں کو
سے باہر نکالنے کے لئے یہ چکر چلایا ہے۔ تاکہ آپ اطمینان سے
اس بال پوائنٹ کے ذریعے کوئی چکر چلا سکیں" ـــــ صفد
نے کہا۔
" بال پوائنٹ کے ساتھ چکر۔ کمال ہے۔ اب بیچاری بے جان
چیزوں کے ساتھ بھی چکر چلنے لگ گئے ہیں۔ یہ لو اسے تم رکھ
لو ـــ میں تو سمجھا تھا اس میں ٹرانسمیٹر ہوگا۔ لیکن یہ تو بالکل
سادہ ہے" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور
ہاتھ میں پکڑا ہوا بال پوائنٹ صفدر کی طرف بڑھا دیا۔
" کیا مطلب ـــ یہ وہ نہیں ہے جو آپ سمجھے تھے"
صفدر نے حیران ہو کر کہا۔
" نہیں ـــ اس کی شیپ وہی ہے۔ ورنہ یہ عام بال پو
ہے" ـــ عمران نے جواب دیا۔
" اوہ۔ اس کا تو مطلب ہے کہ آپ کا تعمیر کردہ سارا ا
ریت کا ثابت ہوا" ـــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
" ریت سے بھی زیادہ بے کار۔ اب تو مجھے افسوس ہو
ہے کہ وہ بے چارہ بوڑھا مفت میں مارا گیا۔ نجانے کون ا
عمران نے کہا۔
" مجھے تمہاری کسی بھی بات پر اعتماد نہیں۔ تم جب چا
بات کو اپنی مرضی سے پلٹ لیتے ہو۔ بہر حال میری ایک با

سن لو۔ میں اور صفدر بازار جا رہے ہیں۔ میں تمہارے لئے سوٹ
خرید کر لاتی ہوں۔ اور تم نے وہی سوٹ پہن کر کل بین الاقوامی
میٹنگ میں جانا ہے۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لوں گی"
جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔
" وہاں اس میٹنگ میں خواتین بھی ہوں گی۔ اور اگر ان میں
سے کسی کو یہ سوٹ پسند آگیا تو" ـــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
" خواتین نے اس سوٹ کا کیا کرنا ہے۔ میں مردانہ سوٹ
کی بات کر رہی ہوں" ـــ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔
" میں بھی تو اس سوٹ میں ہوں گا" ـــ عمران نے کہا۔
اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
" اب اتنے گلفام بھی نہیں ہو۔ خواہ مخواہ کی خوش فہمی اچھی
نہیں ہوتی" ـــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر کا
ہاتھ پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اور ان کے جانے کے بعد
وہ اٹھا اور اس نے ٹیلی فون اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ اور
رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" یس ـــ آرنلڈ ہاؤس" ـــ چند لمحوں بعد ایک آواز
سنائی دی۔
" میں علی عمران بول رہا ہوں۔ یہاں کرنل فریدی ہوں گے
ان سے بات کرائیے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔
"یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران مسکرا کر خاموش ہو گیا۔
"یس ——— کرنل فریدی سپیکنگ ..." ——— چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔
"کرنل صاحب ——— میں نے لوکیشن چیک کر لی ہے۔ لاطینی ایکریمیا کا مغربی حصہ سامنے آیا ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اچھا۔ گڈ۔ تو وہ بال پوائنٹ کام آ ہی گیا۔ میری بھی نگرانی ہو رہی تھی۔ کرنل آرنلڈ کا ڈرائیور اس کام پر تعینات تھا۔ میں نے اس کا میک اپ چیک کر لیا تھا۔ ——— لیکن اُسے کور کرنے کے بعد جیسے ہی میں نے اس سے پوچھ گچھ شروع کی۔ اس کا ذہن یک لخت بلائنڈ ہو گیا۔ اور مجبوراً کرنل آرنلڈ کو اس کی لاش ہی غائب کرانا پڑی ——— اور پولیس میں اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرا دی گئی ہے۔ ورنہ یہاں کی پولیس مسئلہ کھڑا کر دیتی" کرنل فریدی نے جواب دیا۔
"مجھے ایک اور شک پڑ رہا ہے۔ یہ میلہ ہمارے مکمل غائب کرانے کے لئے منعقد کیا جا رہا ہے" ——— عمران نے کہا۔
"میں تمہاری بات سمجھ گیا۔ اس کا مطلب ہے میلے کے دوران ہمیں ہوشیار رہنا ہو گا" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں جیب پاکٹ سے ہوشیار۔ بس ایسی ہی صورت حال ہو گی" ——— عمران نے کہا۔
"میں نے کیپٹن حمید کو اس لئے البرٹ ہال کا راؤنڈ لگانے بھیج دیا ہے۔ مجھے یقین ہے جو کچھ ہو گا وہیں ہو گا" کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ہمارے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ کیپٹن حمید کے ساتھ اب تک بہت کچھ ہو چکا ہو گا" ——— عمران نے کہا۔
"کیا مطلب ——— اس کے ساتھ کیا ہونا ہے" کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔
"جو آج تک مجنوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اس ہال کے انتظامات کے لئے ایکریمیا کی حسین ترین لڑکیاں تعینات کی گئی ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"میں نے اُسے سمجھا دیا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ ڈیوٹی میں لڑکیاں خارج نہیں ہوتیں" ——— کرنل فریدی نے کہا۔
"لڑکیوں میں ڈیوٹی خارج ہو گئی تو" ——— عمران نے کہا۔ اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔
"اس حرج کو میں دور کرنا جانتا ہوں۔ تم یہ لوکیشن کل کانفرنس میں آؤٹ کر دو گے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔
"ارے نہیں کرنل صاحب۔ نقار خانے میں مجھ جیسے کمزور کی آواز کس نے سننی ہے۔ وہاں تو بڑے بڑے لال بجھکڑ اکٹھے

ہوں گے "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے تم ان سے ہٹ کر کام کرنا چاہتے ہو "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

" فی الحال تو میں یہاں تفریح کرنے آیا ہوں۔ جولیا ساتھ ہے۔ وہ میرے لئے سوٹ خرید نے گئی ہے۔ اُسے میرا خصوصی تیار کردہ سوٹ قطعاً پسند نہیں آیا "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" میں سمجھ گیا کہ تم ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اگر کوئی فیصلہ کرو تو مجھے بتا دینا۔ میں تمہارا مکمل ساتھ دوں گا "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یعنی جولیا کے لائے ہوئے سوٹ میں آپ بھی حصہ دار بننا چاہتے ہیں۔ کم از کم میں یہ رقابت برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے گڈ بائی "۔۔۔۔۔ عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے انداز میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

میجر پرمود نے گھنٹی بجتے ہی ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا لیکن رسیور اٹھاتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے حساس کانوں میں ایک ایسی آواز پڑی تھی جیسے کسی اور نے بھی کہیں رسیور اٹھا لیا ہو۔ اور میجر پرمود نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔ میں رانسن بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رانسن کی آواز سنائی دی۔

" یس۔۔۔۔۔ پرمود بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" اس ڈرائیور اور بوڑھے دونوں کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کسی خلائی سیارے سے یہاں آئے ہوں۔ کوئی بھی ان کا واقف نہیں ہے۔ میں نے

بوڑھے کی لاش کا چہرہ بھی چیک کرایا کہ شاید وہ میک اپ میں ہو۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے۔ ویسے البرٹ ہال میں آج کرنل فریدی کے ساتھی کیپٹن حمید کو گھومتے دیکھا گیا ہے ۔۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی خاص چیز کی نگرانی کر رہا ہو" ۔۔۔۔ رانسن نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ کرنل فریدی محتاط ٹائپ آدمی ہے۔ اس لئے اس نے پہلے اپنے طور پر چیکنگ ضروری سمجھی ہوگی۔ عمران کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔۔ میجر پرمود نے پوچھا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں نکلا۔ میں نے اس کا فون ٹیپ کرایا ہے۔ ابھی تک اس کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں ملی ۔۔۔۔ ایک منٹ۔ رپورٹ آرہی ہے۔ ہولڈ آن کریں" دوسری طرف سے رانسن نے کہا۔ اور پرمود نے سر ہلاتے ہوئے رسیور اتنی آہستگی سے رکھا کہ اس کے رکھنے کی آواز پیدا نہ ہو ۔۔۔۔ اور پھر خود وہ دبے قدموں آگے بڑھتا ہوا دروازے سے باہر نکل کر راہداری میں آیا اور دیوار کے ساتھ چلتا ہوا راہداری کے آخری کمرے کی طرف بڑھتا گیا۔ راہداری کے آخری کمرے کا دروازہ ذرا سا کھلا ہوا تھا ۔۔۔۔ میجر پرمود اس طرح چل رہا تھا کہ ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہو رہی تھی۔ اور پھر اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر ذرا سا سر آگے کیا اور کھلے دروازے میں سے اندر جھانکا ۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کمرے کے کونے میں جانسن ہاتھ میں

رسیور اٹھائے کھڑا تھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ میجر پرمود تیزی سے واپس مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا وہ واپس پہلے والے کمرے میں آیا اور اس نے میز پر رکھا ہوا رسیور اٹھا لیا۔ ابھی رسیور پر خاموشی طاری تھی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ سر میں رانسن بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رانسن کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔۔ میں سن رہا ہوں" ۔۔۔۔ میجر پرمود نے جواب دیا۔

"سر۔ رپورٹ کے مطابق علی عمران نے آرنلڈ ہاؤس میں کرنل فریدی سے بات کی ہے۔ اور اس بات چیت میں دو تین چیزوں کا ذکر آیا ہے ۔۔۔۔ ایک تو یہ کہ علی عمران نے کرنل فریدی کو بتایا ہے کہ اس نے لوکیشن چیک کر لی ہے۔ یہ لوکیشن لاطینی ایکریمیا کی مغربی سائیڈ کا علاقہ ہے۔ جس کے جواب میں کرنل فریدی نے بتایا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ بال پوائنٹ کام آگیا ۔۔۔۔ اس کے بعد کرنل فریدی نے علی عمران سے پوچھا ہے کہ کیا وہ کل کانفرنس میں یہ لوکیشن آؤٹ کرے گا تو علی عمران نے انکار کر دیا۔ اس پر کرنل فریدی نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ علیحدہ ہٹ کر کام کرنا چاہتا ہے ۔۔۔۔ اور ساتھ ہی اس نے آفر کی کہ وہ عمران کے ساتھ مکمل تعاون کے لئے تیار ہے۔ لیکن عمران بات ٹال گیا۔ اس کال سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ کرنل فریدی نے اس ڈرائیور کا میک اپ چیک کر لیا تھا ۔۔۔۔ لیکن جب ڈرائیور سے پوچھ گچھ کی تو اس کا ذہن بلائنڈ ہو گیا۔ اور پھر

کرنل آرنلڈ نے اس کی لاش ہی غائب کرا کر پولیس میں اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرادی ہے" ——— رانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ایسی ہی اطلاع ان دونوں کو بھی پہنچ چکی ہے۔ اور وہ اسی پر اپنے طور پر کام کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کرنے دو انہیں کام ——— میرا خیال ہے ہمیں کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے" ——— میجر پرمود نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس طرح انگڑائیاں لینے لگا جیسے اُسے شدید نیند آ رہی ہو۔

چند لمحوں بعد جانسن مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"اوہ سر۔ آپ کو شاید نیند آ رہی ہے" ——— جانسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے شدید نیند آ رہی ہے۔ میں دو گھنٹے سونا چاہتا ہوں" ——— میجر پرمود نے زور سے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"آئیے سر۔ میں آپ کو خواب گاہ میں لے چلتا ہوں" جانسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور میجر پرمود کی تیز نظروں نے فوراً اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والے اطمینان کے تاثرات نوٹ کر لئے ——— اور وہ مسلسل انگڑائیاں لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے ساتھ یہ بڑی مصیبت ہے کہ جب نیند آئے تو

آندھی اور طوفان کی طرح آتی ہے" ——— میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور جانسن نے سر ہلا دیا۔

جانسن کی پیروی میں میجر پرمود راہداری میں گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آیا جو واقعی ایک آرام دہ خوابگاہ تھی۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ اب دو گھنٹے تک تو مجھے ہوش ہی نہیں رہے گا" ——— میجر پرمود نے کہا اور لباس اتارنے لگا۔ جانسن کمرے سے باہر چلا گیا۔ میجر پرمود نے لباس اتارا اور پھر الماری میں موجود نائٹ سوٹ پہن کر وہ بستر پر دراز ہو گیا ——— اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے کے تاثرات سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سو گیا ہو۔ لیکن اس کی آنکھوں میں معمولی سی درز موجود تھی۔ اور اس نے جان بوجھ کر چہرہ دروازے کی طرف ہی رکھا تھا ——— اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق دس منٹ بعد دروازہ آہستہ سے کھلا اور جانسن بڑے محتاط انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس نے قریب آ کر غور سے میجر پرمود کو دیکھا۔

"سر۔ سر۔ آپ کی کال ہے" ——— اس نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔ لیکن میجر پرمود جان بوجھ کر خاموش پڑا رہا۔

دو تین آوازیں دینے کے بعد جانسن واپس مڑا اور باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ میجر پرمود اُسی طرح خاموش پڑا رہا۔ اس کے کان دروازے کی طرف ہی لگے ہوئے تھے ——— اور پھر

چند لمحوں بعد اس کے حساس کانوں میں قدموں کی جاتی ہوئی آواز ابھری تو اس نے آنکھیں کھولیں اور انتہائی احتیاط سے اٹھ کر بستر سے نیچے اترا ـــــ پھر اس نے انتہائی برق رفتاری سے نائٹ سوٹ اتار کر دوبارہ اپنا لباس پہنا۔ اور دبے قدموں دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ آہستگی سے کھول کر باہر جھانکا تو راہداری خالی تھی ـــــ وہ باہر آیا۔ اور احتیاط سے آگے بڑھتا گیا۔ لیکن چند لمحوں بعد اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے تمام کمرے دیکھ ڈالے جانسن کہیں موجود نہ تھا۔ بیرونی دروازہ بھی اندر سے بند تھا ـــــ اس سے یہی مطلب نکالا جا سکتا تھا کہ جانسن ہے عمارت کے اندر۔ پرمود نے ہونٹ بھینچے اور پھر وہ ایک بڑے کمرے میں آگیا۔ اب اس کے ذہن میں کسی تہہ خانے کا تصور ابھر آیا تھا ـــــ اور تہہ خانے کا تصور ابھرتے ہی وہ اس کمرے میں آگیا۔ کیونکہ اس کمرے کی ساخت ایسی تھی کہ اگر کوئی تہہ خانہ ہو سکتا تھا تو اس کمرے کے نیچے ہو سکتا تھا ـــــ اس نے کمرے کے فرش پر بچھا ہوا قالین کونوں سے الٹا پلٹا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر دائیں طرف کے کونے کو اٹھاتے ہی وہ چونک پڑا۔ وہاں فرش کی ٹائیل دوسری ٹائیلوں سے ذرا سی ابھری ہوئی صاف نظر آ رہی تھی ـــــ پرمود نے آہستگی سے ٹائیل پر ہاتھ رکھ کر اُسے دبایا تو سامنے والی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں ـــــ پرمود آگے بڑھا۔ اور

آہستگی سے سیڑھیاں نیچے اترتا گیا۔ اس نے تیسری سیڑھی پر جیسے ہی قدم رکھا۔ اس کے عقب میں دیوار برابر ہو گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند تھا ـــــ میجر پرمود اس دروازے پر پہنچا تو اُسے دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود نے کان دروازے کے ساتھ لگا دیئے۔

"ہیلو ہیلو ـــــ زیرو تھری ٹو کالنگ سر اوور" ـــــ جانسن کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

اور میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے دروازے کو ذرا سا دبایا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا اس لئے تھوڑا سا کھل گیا۔ اور میجر پرمود نے اندر جھانکا تو اس نے جانسن کو کرسی پر بیٹھے دیکھا ـــــ سامنے میز پر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

"یس ـــــ مائیکل اٹنڈنگ اوور" ـــــ ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"سر۔ ایک اہم رپورٹ دینی ہے اوور" ـــــ جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کہاں سے کال کر رہے ہو۔ میجر پرمود کہاں ہے اوور" دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"میں اپنے پوائنٹ سے بات کر رہا ہوں۔ میجر پرمود اوپر خوابگاہ میں انتہائی گہری نیند سو رہا ہے۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ بے فکر رہیں اوور" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے اوور" ——— دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں جواب دیا گیا۔

"سر۔ میجر پرمود کا خاص آدمی رانسن یہاں موجود ہے۔ میجر پرمود کے پاس کرنل ڈی کو خفیہ اطلاع ملی تھی کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم ایشیا کے بڑے ایجنٹوں کو اغوا کرنا چاہتی ہے ——— جس میں پاکیشیا کے علی عمران۔ نیدرلینڈ کے کرنل فریدی اور بلگارنیہ کے میجر پرمود کا نام شامل ہے۔ اس لئے وہ بے حد محتاط تھا۔ اور اس نے یہاں آنے سے پہلے رانسن کو تحقیقات پر تعینات کر دیا تھا ——— ابھی تھوڑی دیر پہلے رانسن نے اطلاع دی ہے کہ کرنل فریدی اور علی عمران کو بھی ایسی ہی اطلاعات ملی ہیں۔ کرنل فریدی کو اپنے ڈرائیور پر شک ہوا۔ اس نے اس کا میک اپ چیک کر لیا تھا ——— لیکن پوچھ گچھ شروع ہوتے ہی وہ آدمی بلاسٹڈ ہو گیا۔ چنانچہ کرنل آرنلڈ جس کے پاس کرنل فریدی ٹھہرا ہوا ہے اس نے اس کی لاش غائب کرا دی۔ اور پھر پولیس میں گمشدگی کی رپورٹ کرا دی اوور" ——— جانسن نے کہا۔

"یہ ہمیں معلوم ہے۔ اور کچھ اوور" ——— مائیکل نے سخت
میں جواب دیا۔

"یس سر۔ اہم اطلاع یہ ہے کہ علی عمران نے کرنل فریدی
کال کیا ہے۔ اور رانسن نے اس کال کو چیک کر کے میجر پرمو
رپورٹ دی ہے کہ علی عمران نے کرنل فریدی کو بتایا ہے۔

اس نے لوکیشن چیک کر لی ہے۔ اور یہ لوکیشن لاطینی ایکریمیا کی مغربی سائیڈ کا علاقہ ہے۔ جس پر کرنل فریدی نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ لوکیشن کانفرنس میں آؤٹ کرے گا ——— اور کسی بال پوائنٹ کا حوالہ بھی دیا گیا کہ وہ کام آ گیا۔ لیکن علی عمران نے لوکیشن آؤٹ کرنے سے انکار کر دیا جس پر کرنل فریدی نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہٹ کر علیحدہ کام کرنا چاہتا ہے ——— اور اس سلسلے میں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کرنل فریدی کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید البرٹ ہال کی چیکنگ کے لئے گیا ہوا ہے اوور" ——— جانسن نے کہا۔

"اوہ۔ یہ واقعی انتہائی اہم اطلاع ہے۔ آرتھر علی عمران کے تعاقب میں تھا۔ اور اس کے پکڑے جانے پر اُسے گولی مار دی گئی ——— وہ ٹرانسمیٹر بال پوائنٹ اُسی کے پاس ہو گا۔ ہمیں اس بارے میں اطلاع نہ تھی ورنہ وہ بال پوائنٹ اس سے حاصل کر لیا جاتا۔ اور ہال کی چیکنگ کا مطلب ہے کہ صورت حال ان تینوں کے علم میں ہے ——— ٹھیک ہے۔ میں گریٹ چیف باس سے بات کرتا ہوں۔ اب ہمیں پلاننگ شاید تبدیل کرنی پڑے۔ بہرحال تم میجر پرمود کی سخت نگرانی کرتے رہو اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ وہ بے حد تیز آدمی ہے اوور" ——— مائیکل نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر ——— میجر پرمود کا میں نے مکمل اعتماد حاصل کر لیا ہے اوور" ——— جانسن نے بڑے اعتماد بھرے

لہجے میں جواب دیا۔ اور میجر پرمود نے ہونٹ بھینچ لئے۔
" او۔کے ——— اوور اینڈ آل " ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جانسن نے ٹرانسمیٹر آف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ میجر پرمود نے ہاتھ میں موجود ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور جانسن کا جسم اچھل کر ٹرانسمیٹر والی میز پر منہ کے بل گرا۔ اُسے چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی ——— گولی نے اس کی کھوپڑی کو کمرے کے فرش پر بکھیر دیا تھا۔ میز سے ٹکرا کر جانسن کا مردہ جسم کرسی سمیت پہلو کے بل نیچے فرش پر گر گیا۔

میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور تیر کی طرح اڑتا ہوا ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا۔ اس کا بٹن ابھی آف نہ ہوا تھا ——— اس لئے ٹرانسمیٹر پر موجود فریکونسی صاف نظر آ رہی تھی۔ میجر پرمود نے جھک کر فریکونسی چیک کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ بٹن آف ہوتے ہی فریکونسی بھی خود بخود زیرو ہو گئی۔ اس لئے میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر آف ہونے سے پہلے ہی جانسن کی کھوپڑی اڑا دی تھی تاکہ وہ فریکونسی چیک کر سکے۔

وہ چند لمحے خاموش کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس پر فریکونسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ ٹرانسمیٹر کی ساخت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ انتہائی لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے۔ حالانکہ جسم کے لحاظ سے وہ اتنی لانگ رینج کے ٹرانسمیٹر سے انتہائی چھوٹا نظر آ رہا تھا۔

" ہیلو ہیلو ——— میجر پرمود کالنگ اوور " ——— میجر پرمود نے فریکونسی سیٹ کرتے ہی کہا۔ اس نے بلگارنیہ میں اپنے باس کرنل ڈی کی فریکونسی سیٹ کی تھی

" یس ——— کرنل ڈی اٹنڈنگ اوور " ——— چند لمحوں بعد کرنل ڈی کی مخصوص بھاری آواز سنائی دی۔

" سر۔ میں ایکریمیا سے بول رہا ہوں " ——— میجر پرمود نے کہا۔ اور اس نے اب تک کی تمام اطلاعات تفصیل سے کرنل ڈی تک پہنچا دیں۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ نہ صرف اطلاع درست تھی بلکہ تنظیم باقاعدہ کام بھی کر رہی ہے اوور " ——— کرنل ڈی نے کہا۔

" یس سر۔ میں نے ان کے ہیڈ کوارٹر کی فریکونسی معلوم کر لی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ان پر ابھی ٹوٹ پڑوں اوور " میجر پرمود نے کہا۔

" ابھی تک اس تنظیم کی اس ساری کارروائی کا اصل مقصد تو سامنے نہیں آیا۔ کہ یہ چاہتی کیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ڈائریکٹ ایکشن ابھی مت کرو ——— ورنہ ہو سکتا ہے یہ لوگ کیمو فلاج ہو جائیں۔ جانسن کو یہ فریکونسی بتا کر اُسے ہدایت کر دو کہ وہ اس کی صحیح لوکیشن ٹریس کرے اس کے بعد اس مائیکل کا پتہ چل جائے تو اس سے صحیح صورت حال سامنے آ سکتی ہے۔ اس کے بعد سوچ سمجھ کر کوئی اقدام کیا جانا چاہیئے اوور "

کرنل ڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں۔ اب میں مائیکل کو بھی کور کر لوں گا اور تنظیم کا اصل مقصد بھی سامنے آ جائے گا اوور"۔۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"انتہائی محتاط رہنا۔ یہ کوئی عام تنظیم نہیں لگتی اوور" دوسری طرف سے کرنل ڈی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر اوور"۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے کرنل ڈی کی طرف سے ادا کیے گئے اوور اینڈ آل کے الفاظ سنتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے سے نکل کر واپس پہلے والے کمرے میں آیا اور وہاں سے ٹیلی فون والے کمرے میں پہنچ گیا اس نے رسیور اٹھایا اور رانسن کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ رانسن سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد رانسن کی آواز سنائی دی۔

"میجر پرمود ۔۔۔ ایک ٹرانسمیٹر فریکونسی نوٹ کرو" میجر پرمود نے کہا۔ اور پھر اس نے وہی فریکونسی دوہرا دی جو پر جانسن نے مائیکل سے بات کی تھی۔

"یس سر ۔۔۔ میں نے نوٹ کر لی ہے"۔۔۔ رانسن کی آواز سنائی دی۔

"سنو۔ جانسن غلط آدمی تھا۔ اس نے تمہاری بتائی ہوئی معلومات اس فریکونسی پر کسی باس مائیکل کو دی ہیں۔ مجھے چونکہ تمہاری رپورٹ مل چکی تھی کہ پوچھ گچھ ہوتے ہی کرنل فریدی کے ڈرائیور کا مائنڈ بلینک ہو گیا تھا۔۔۔ اس لئے میں نے اس سے براہ راست پوچھ گچھ سے گریز کیا۔ اس طرح یہ فریکونسی اور مائیکل کا نام سامنے آیا ہے۔ میں نے کرنل ڈی سے بات کر لی ہے۔ اس کی ہدایت ہے کہ فی الحال ہمیں اس تنظیم کے کوائف اور ان کی کارروائی کا اصل مقصد معلوم کرنا ہے۔۔۔ اس لئے اب یہ کام تم نے کرنا ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری نگرانی لازماً ہو گی"۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں چیک کرتا ہوں۔ ویسے مائیکل کا لہجہ آپ نے سنا ہو گا۔ کیا آپ اس لہجے میں بات کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں ایک مائیکل کو جانتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہی ہو" رانسن نے جواب دیا۔

"اس کا لہجہ کچھ اس طرح کا تھا"۔۔۔ میجر پرمود نے مائیکل کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا

"اوہ۔ بالکل ٹھیک ہے سر۔ یہ وہی مائیکل ہے۔ میں پہچان گیا ہوں۔ اب یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا"۔۔۔ رانسن کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"کون ہے یہ"۔۔۔ میجر پرمود نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ یہ نوجوان آدمی ہے۔ اور یہاں ایکریمیا میں ایک گروپ

بلیک اینڈ وائٹ نامی کام کرتا ہے۔ پیشہ ور قاتل گروپ ہے یہ۔ یہ مائیکل اس کا انچارج ہے۔ اس کی بیوی جولین بھی اس کے ساتھ رہتی ہے۔ مجھے اس کا ٹھکانہ معلوم ہے ـــــ کنگسٹن روڈ پر واقع کنگ پلازہ کے فلیٹ نمبر چوبیس میں ان کی رہائش ہے"

رانسن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ رانسن۔ ویری گڈ ـــــ میرا خیال ہے۔ یہ مائیکل چونکہ باس ٹائپ آدمی ہے۔ اس لئے اس کا ذہن بلائنڈ نہ ہوگا۔ ٹھیک ہے۔ میں ذرا اسے چیک کرنا چاہتا ہوں۔ تم صرف مجھے یہ چیک کر کے فون کر دو۔ کہ یہ اس وقت کہاں موجود ہے"

میجر پرمود نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی اسے ٹریس کر کے آپ کو فون کرتا ہوں" ـــــ رانسن نے جواب دیا۔ اور میجر پرمود نے او۔ کے کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی۔

کیپٹن حمید البرٹ ہال کا چکر لگانے کے بعد وہاں سے نکلا اور سیدھا شیرٹن ہوٹل پہنچ گیا جہاں قاسم رہائش پذیر تھا۔ البرٹ ہال میں چونکہ کوئی خاص بات اس کی نظروں میں نہ آئی تھی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ اطمینان سے جا کر کرنل فریدی کو رپورٹ کر دے گا۔

شیرٹن ہوٹل کے شاندار ہال میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ ایک کونے میں موجود میز پر نہ صرف قاسم بیٹھا ہوا تھا۔ بلکہ اس کے گرد چار خوب صورت لڑکیاں بھی موجود تھیں اور قاسم کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے ـــــ کیونکہ چاروں لڑکیاں اس طرح اس پر نچھاور ہو رہی تھیں جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ قاسم کو اٹھا کر اپنی آنکھوں میں رکھ لیں۔

" واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی۔ اکٹھی چار چار"

کیپٹن حمید نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ تو لڑکیاں چونک کر اُسے دیکھنے لگیں۔

"ہی ـــ ہی ـــ ہی ـــ سالے جل ککڑی کی طرح کیوں بول رہے ہو۔ یہ تو اپنی قاسمت کی بات ہے"۔ ـــ قاسم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"قاسمت کیا قاسم کی مؤنث کو کہتے ہیں" ـــ کیپٹن حمید نے ایک خالی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ کس سالی چھپکلی بیگم کا نام لے دیا۔ اٹھو اٹھو یہاں سے۔ فوراً بھاگو۔ تم جب بھی بولتے ہو سالے منحوسوں کے مافق بولتے ہو" ـــ قاسم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ قاسم کی مؤنث کا مطلب وہ اپنی بیگم ہی لے سکتا تھا جسے وہ چھپکلی بیگم کہتا تھا۔

"یہ چھپکلی بیگم کون ہے" ـــ ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم چوپ رہو۔ یہ منحوس نام مت لو۔ ورنہ وہ ابھی یہاں نازل ہو جائے گی" ـــ قاسم نے خوف زدہ سے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بتاؤ یہ پھنسائیں کیسے۔ اکٹھی چار چار واہ" ـــ حمید نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"سرم نہیں آتی۔ سالے گناہ وناہ کی باتیں کرتے۔ اللہ میاں آگ کا کوڑا ماریں گے سالے۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا۔ توبہ توبہ"

قاسم نے فوراً ہی دونوں ہاتھوں سے کان پکڑتے ہوئے کہا
اور لڑکیاں حیرت سے اُسے دیکھنے لگیں۔
"اچھا نامحرموں سے باتیں کرنا گناہ نہیں ہے۔ ہ۔ لڑکیوں نے
فرشتے لکھ رہے ہوں گے" ـــ کیپٹن حمید نے میں گناہ ہوتا
ہوئے کہا۔
"ہی ـــ ہی ـــ ہی ـــ میں نے پہلے ہی بند ـــ قاسم
ہے" ـــ قاسم نے طنزیہ انداز میں ہنستے لکیریں نکالنا
"بندوبست کر لیا ہے۔ کس کا" ـــ کیپٹن حمید دوسرے
اگئیں۔
ہوتے ہوئے کہا۔
"ان فرشتوں کا۔ اور کس کا۔ میں نے ویٹر کو کہہ ـــ کیپٹن حمید
کہ میرے کمرے میں وہ طہورا مہورا شراب رکھ دے۔ کہہ رہا
قاسم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شراب طہورا۔ تو اس سے کیا ہوتا ہے" ـــ کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں چند مغد ہو سالے۔ اس لئے تو کہتا ہوں مولبی صاحب سے مسئلہ پوچھ لیا کرو۔ میں نے تو مولبی صاحب سے پوچھا تھا کہ فرشتے کیا پیتے ہیں ـــ اس نے مجھے بتا دیا کہ فرشتے طہورا مہورا پیتے ہیں۔ اب بیٹھے پی رہے ہوں گے کمرے میں" ـــ قاسم نے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"فرشتے تو نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو بیشک

کیپٹن ؛ ـــــ کیپٹن حمید نے کہا ۔
دیکھنے لگیں ۔ ، ۔ اوہ سالے جل ککڑے ۔ میں تمہاری پلنگ ملنگ
ہی ـــــ ہ تم مجھے کمرے میں بھیجنا چاہتے ہو تاکہ میرے بعد
رہے ہو ۔ یہ تو اں کو لے اڑو ۔ سالے میں جانتا ہوں تمہیں "
مسرت بھرے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا ۔
" قاسمت کیگ کیا ہوتا ہے " ـــــ کیپٹن حمید نے حیران
نے ایک خالی کر پوچھا ۔
" ارے ارے صوبہ موبہ ۔ وہ کیا کہتے ہیں ایک تو سالے تمہیں
سے ۔ فوراً بھاگیں اور بن جاتے ہیں کپتان میتان " ـــــ قاسم
بولتے ہو ۔ تے ہوئے کہا ۔
قاسم کھوبہ ـــــ اوہ ۔ تو تم پلاننگ کہہ رہے تھے "
چھپکلی ٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
" بس تم جاؤ ۔ اب میں نے یاں سکول مکول تو نہیں کھول رکھا ۔
ہو ۔ تمہیں انگریجی پڑھاتا رہوں ۔ جاؤ ۔ اٹھو ۔ دفع مفع ہو جاؤ فوراً "
قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا ۔
" کمال ہے ۔ یہ محترمات کیا کہیں گی کہ اب قاسم کو مہمان
نوازی کے آداب ہی بھول گئے ہیں کہ تم نے کھانے کو پوچھا نہ
پینے کو " ـــــ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
" کیا ـــــ کیا ۔ یہ محترمات ہیں ۔ لاحول ولا ۔ اوہ سو بار لاحول ولا
اللہ معاپھ کرے ۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ۔ اٹھو تم سب مجھے
اللہ میاں سے مار کھلوانی ہے ۔ اٹھو ۔ جلدی ۔ بھاگو " ـــــ قاسم

ان عورتوں پر اُلٹ پڑا ۔
" کیا مطلب ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں " ـــــ لڑکیوں نے
حیران ہوتے ہوئے کہا ۔
" ارے اٹھو جلدی ۔ محترمات سے بات کرنے میں گناہ ہوتا
ہے ۔ اللہ میاں ماپھی دے دو ۔ مجھے پتہ نہ تھا " ـــــ قاسم
نے کہا اور جلدی سے میز پر چہرہ رکھ کر ناک سے لکیریں نکالنا
شروع کر دیں اور لڑکیاں منہ بناتی ہوئی اٹھیں اور ایک دوسرے
کو معنی خیز نظروں سے دیکھتی ہوئیں دوسری طرف چلی گئیں ۔
" اب چلی گئی ہیں وہ ـــــ ویسے تھیں زوردار " ـــــ کیپٹن حمید
نے کہا ۔
" کک ـــــ کک ـــــ کیا ۔ سالے محترمات کو زوردار کہہ رہا
ہے ۔ سالے گناہ گار ۔ عاصی ۔ ماصی ۔ فوراً توبہ موبہ کرو "
قاسم نے چونکتے ہوئے کہا ۔
" ارے یہاں فل فلوٹی کو محترمہ کہتے ہیں ۔ تم اپنے ملک والی
محترمہ سمجھ بیٹھے تھے ۔ یار تم بھی پورے گھامڑ ہو " ـــــ کیپٹن حمید
نے کہا ۔
" کک ـــــ کک ـــــ کیا کہہ رہے ہو " ـــــ قاسم نے
بُری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔
" سچ کہہ رہا ہوں ۔ پہلے مجھ سے پوچھ تو لیا ہوتا کہ یہاں محترمہ
کا مطلب کیا ہے " ـــــ کیپٹن حمید نے منہ بناتے
ہوئے کہا ۔

"اوہ سالے ـــــ یہ ساری تمہاری نحوست محوست ہے۔ اچھی بھلی فل فلوٹیاں بیٹھی تھیں۔ وہ مجھے کہہ رہی تھیں کہ وہ مجھے نائٹ کلب لے چلیں گی کہ سالے پکے آم کی طرح تم نحوست محوست ٹپک پڑے" قاسم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کچا آم نہیں ٹپکتا۔ پکا ٹپکتا ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ویٹر کو بلانے کے لئے اشارہ کیا۔

"ٹپکتا رہتا ہے۔ سالا کچا پکا" ـــــ قاسم نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ویٹر۔ جا کر قاسم صاحب کے لئے چائے لے آؤ اور میرے لئے کافی۔ جاؤ" ـــــ کیپٹن حمید نے ویٹر سے کہا اور ویٹر تیزی سے واپس مڑا۔

"ارے سنو ـــــ ادھر آؤ" ـــــ قاسم نے یک لخت دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ویٹر تیزی سے مڑا۔

"سالے صورت حرام۔ اس کا آرڈر کیوں سن رہے ہو۔ میرا سنو۔ کمرہ میں نے یہاں لیا ہے یا سالے اس نے۔ جاؤ اس کے لئے چائے لے آؤ اور میرے لئے کافی" ـــــ قاسم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ویٹر سر جھکائے واپس مڑ گیا۔

قاسم چونکہ اس ہوٹل میں اکثر آ کر ٹھہرتا رہتا تھا۔ اس لئے یہاں کا شاف اس کی عادت اور طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔

"سنو قاسم۔ میں نے یہاں آتے ہی تمہارے مطلب کی

ایک زوردار فل فلوٹی تلاش کی تھی۔ بڑی زوردار۔ بالکل تمہارے جیسی" ـــــ کیپٹن حمید نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

"اچھا ـــــ کہاں ہے" ـــــ قاسم نے ادھر ادھر اشتیاق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تمہارا خالہ زاد وہ احمق عمران درمیان میں ٹپک پڑا۔ کہنے لگا کہ میں قاسم سے زیادہ امیر ہوں" ـــــ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گگ ـــ گگ ـــ کیا۔ اس کی جرات مرت کیسے ہوئی۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا۔ ہے کہاں" ـــــ قاسم نے بُری طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس نے اس فل فلوٹی کے ساتھ ڈیگورا کا پروگرام بنایا ہے۔ میں نے اُسے چیلنج کر دیا ہے کہ قاسم تم سے کم نہیں ہے۔ وہ وہاں نہ صرف خود کھانا کھلائے گا بلکہ اپنے ساتھ مجھے بھی کھلائے گا ـــــ فل ڈنر۔ تب پتہ چلے گا اس فل فلوٹی کو کہ اصل امیر کون ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ڈیگورا۔ وہ کیا ہے" ـــــ قاسم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک نیا ہوٹل کھلا ہے۔ بہت مہنگا ہے۔ وہاں بڑے بڑے نواب ہی کھانا کھا سکتے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھانا وانا سالے کیا کھانا۔ میں ہوٹل ہی خرید لیتا ہوں۔ بولو

کتنے میں ملے گا" ــــــ قاسم نے زوردار لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ یہ غضب نہ کرنا۔ وہ فل فلوٹی ہوٹل خریدنے والوں سے بڑی نفرت کرتی ہے۔ بس کھانا کھاتے ہی وہ عمران کو چھوڑ کر تیر کی طرح ہماری طرف آئے گی۔ اور وہ منہ دیکھتا رہ جائے گا" ــــــ کیپٹن حمید نے اُسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا ــــــ یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ نہیں خریدتا ہوٹل۔ اپن نے سالا اس ہوٹل کا اچار ڈالنا ہے۔ تو چلو اٹھو۔ کہیں وہ سارا کھانا پہلے ہی نہ کھا جائے" ــــــ قاسم نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھو۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ابھی وہ کھانا پکانے کے لئے بازار سے سودا سلف لینے گئے ہوئے ہیں" کیپٹن حمید نے کہا۔ اور قاسم بُرا سا منہ بنا کر بیٹھ گیا۔ اُسی لمحے ویٹر نے میز پر چائے اور کافی کے برتن لگانے شروع کر دیئے۔

"تمہیں جدید تحقیق کا تو پتہ ہو گا۔ ایکریمیا کا بہت بڑا سائنسدان ہے۔ اس نے تحقیق کی ہے کہ جو چائے پیتا ہے اس کی آنکھوں میں زبردست کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور فل فلوٹیاں مکھیوں کی طرح اس پر گرتی ہیں ــــــ اور جو کافی پیتا ہے۔ اس کی آنکھیں بجھ جاتی ہیں اور فل فلوٹیاں اس سے دور بھاگتی ہیں" کیپٹن حمید نے چائے کا کپ بناتے ہوئے بڑے سنجیدہ

لہجے میں کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب قاسم چائے پینے پر اصرار کرے گا۔ اور اس طرح وہ اطمینان سے کافی پی لے گا۔

"تو تم پیو چائے مائے سالے مکھیاں تم پر گریں گی"

قاسم نے بڑے کراہت آمیز لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن حمید کا منہ بن گیا۔ اُسے خیال بھی نہ رہا تھا کہ مکھیوں کا لفظ سنتے ہی قاسم لازماً بدک جائے گا۔

"ارے ایک تو تم ایکریمیا آ جاتے ہو۔ لیکن تمہیں یہاں کا محاورہ نہیں آتا۔ یہاں مکھیاں پتہ ہے کسے کہتے ہیں" ــــــ کیپٹن حمید نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔ بار بار نام مت لو۔ سالے کھاتے پیتے وقت بیڈ بیڈ نام نہیں لیتے" ــــــ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اطمینان سے کافی اٹھا کر پینے لگا۔ اب مجبوراً کیپٹن حمید کو چائے کا کپ اٹھانا پڑا۔

"آپ کیپٹن حمید ہیں" ــــــ اُسی لمحے ایک سپروائزر نے قریب آ کر کیپٹن حمید سے پوچھا۔

"ہاں ــــــ کیوں" ــــــ کیپٹن حمید چونک پڑا۔

"آپ کا فون ہے" ــــــ سپروائزر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے حیرت تھی کہ یہاں کس کا فون آ سکتا ہے۔

"یس" ــــــ کیپٹن حمید نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے لئے کرنل فریدی کا پیغام ہے کہ آپ فوراً ٹالسٹائی روڈ

پر واقع زرد رنگ کی بلڈنگ کے گیٹ پر پہنچ جائیں" ـــــ ایک بھاری آواز نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کچھ پوچھتا دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا تھا۔

کیپٹن حمید چند لمحے حیرت سے رسیور کو دیکھتا رہا۔ اس کے ذہن میں کئی خدشات ابھر رہے تھے۔ پھر اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے آرنلڈ ہاؤس کے نمبر گھمانے لگا۔

"یس ـــ آرنلڈ ہاؤس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جواب ملا۔

"کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیے۔ میں کیپٹن حمید بول رہا ہوں" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"کرنل صاحب ایک گھنٹہ ہوا کہیں گئے ہوئے ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کیپٹن حمید نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس قاسم کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا ہوا۔ کس کا فون تھا" ـــــ قاسم نے چونک کر پوچھا۔

"اُسی فل فلوٹی کا تھا۔ کہہ رہی تھی کہ ٹالسٹائی روڈ پر قاسم کو لے کر آجاؤ۔ فوراً" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ارے یہ کون سا روڈ ہے۔ ایک تو سالے یہاں نام ہی عجیب وغریب ہیں" ـــــ قاسم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے تم اٹھو تو سہی۔ یہاں کی فل فلوٹیاں وقت کی بڑی پابند ہوتی ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔ اور قاسم ایک جھٹکے

سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیپٹن حمید نے اُسے ساتھ لینے کا فیصلہ اس لئے کیا تھا تاکہ اس کی کار استعمال کر سکے۔ کیونکہ قاسم کی عادت تھی کہ وہ جہاں جاتا تھا سب سے پہلے نئی کار خریدتا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ باہر اس کی نئی جہازی سائز کی کار ضرور موجود ہوگی۔

اور واقعی تھا بھی ایسے ہی۔ سیاہ رنگ کی نئی شیورلیٹ کار واقعی کسی بحری جہاز سے کم نہ تھی۔

"تم ساتھ والی سیٹ پر بیٹھو۔ تمہیں روڈ کا علم نہیں ہے۔ میں چلاتا ہوں" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"واہ۔ نیو میو کار ہے۔ سالے تم پرانی پھٹیچر کار چلانے والے ہو" ـــــ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے میں تمہارا ڈرائیور بن جاؤں گا۔ اس طرح فل فلوٹی پر بڑا رعب پڑے گا تمہارا" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ رعب داب اچھا ہے۔ ٹھیک ہے چلاؤ سالے۔ مگر ایک بات ہے کہیں تنخواہ منخواہ نہ مانگنے لگ جانا" قاسم نے کہا۔ اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"تمہاری فل فلوٹی کو جب پتہ چلا کہ سیٹھ قاسم کنجوس آدمی ہے۔ ڈرائیور کو تنخواہ نہیں دیتا تو پھر بڑا کام خراب ہو جائے گا" کیپٹن حمید نے اُسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ابے سالے صورت حرام۔ کپتان میتان بن کر حکومت سے

تنخواہ منخواہ نہیں لے رہے ۔ سالے سرکاری ڈرائیور"
قاسم نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"میں تو اعزازی کپتان ہوں" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا

"اجازی ۔۔۔ کیا مطلب ۔ یہ اجازی کیا ہوتا ہے"
قاسم نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

"یہ مجازی خدا کا چھوٹا بھائی ہوتا ہے" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا ۔

"ارے ارے ۔۔۔ روکو روکو" ۔۔۔ یک لخت قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے سٹیرنگ پکڑ لیا ۔ اور کیپٹن حمید نے بڑی مشکل سے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کو ایکسیڈنٹ سے بچا کر سائیڈ میں موڑا ۔

"کیا مصیبت ہے ۔ آرام سے نہیں بیٹھ سکتے ۔ ابھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا" ۔۔۔ کیپٹن حمید کو واقعی غصہ آ گیا تھا ۔

"وہ تو سالے ہونا تھا تم کا پھر کا ایکسیڈنٹ تو ہونا تھا سالے ۔ مجازی خدا کا چھوٹا بھائی بنتا ہے ۔ اللہ معافی ۔ اترو نیچے کا پھر ماپھر ۔ میری کار بھی گناہ گار ہو گئی ہے" ۔۔۔ قاسم نے پہلے سے بھی زیادہ غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا ۔ اور اب کیپٹن حمید کو سمجھ آئی کہ قاسم کو یک لخت کیا ہو گیا ہے ۔

"ابے موٹی عقل کے دشمن ۔ مجازی خدا شوہر کو کہتے ہیں جیسے تم اپنی چھپکلی بیگم کے مجازی خدا ہو" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں اُسے سمجھاتے ہوئے کہا ۔

"ہی ۔۔۔ ہی ۔۔۔ ہی ۔۔۔ تو میں چھپکلی بیگم کا مجازی خدا ہوں ابے تو نے پہلے کیوں نہیں بتایا ۔ میں اُسے جہنم میں بھیج دیتا ۔ آگ کے کوڑے مارنے کا کہتا" ۔۔۔ قاسم نے خوشی سے ہنستے ہوئے کہا ۔

"اور وہ سر عاصم کا کوڑا ۔ وہ تو آگ کے کوڑے سے بھی زیادہ سخت ہے" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا ۔

اور قاسم سر عاصم کے کوڑے کا سنتے ہی اتنی تیزی سے سمٹا جیسے کسی بڑے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے تو وہ سمٹ جاتا ہے ۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ ڈیڈی کا نام مت لو ۔ ابھی کہیں سے آ جائیں گے ۔ وہ تو تاڑ میں بیٹھے ہوتے ہیں" ۔۔۔ قاسم نے گھبرائے ہوئے انداز میں یوں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا ۔ جیسے ابھی کار کے کسی کونے سے سر عاصم کوڑا لہراتے ہوئے برآمد ہو جائیں گے ۔

"اچھا ۔ تاڑی پینے لگ گئے ہیں ۔ کمال ہے ۔ اس عمر میں تاڑی" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا ۔

"تاڑی ۔۔۔ وہ کیا ہوتی ہے" ۔۔۔ قاسم نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔

"ارے بڑی زبردست فل فلوٹی ہوتی ہے ۔ بالکل زوردار" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" کہاں ہے —— کہاں ہے ۔ جلدی بتاؤ " —— قاسم نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ فل فلوٹی کا لفظ واقعی اس پر بجلی کی طرح اثر کرتا تھا ۔

" وہ وہاں نیدر لینڈ میں ہوتی ہے یہاں نہیں ہوتی ۔ اور سر عاصم کی تاڑی تو تمہاری اماں جان لگی ۔ تم نے اس کا کیا کرنا ہے " کیپٹن حمید نے جواب دیا ۔

" اماں جان ۔ لاحول ولا ۔ اب اماں جان کا میں نے کیا کرنا ہے سلام ہی کرنا ہے ۔ چلو ٹھیک ہے ۔ وہیں نیدر لینڈ میں جا کر کر لوں گا " —— قاسم نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

اُسی لمحے کیپٹن حمید کو زرد رنگ کی بڑی سی عمارت نظر آ گئی اور اس نے کار کا رخ اس عمارت کے پھاٹک کی طرف موڑ دیا پھاٹک پر ایک باوردی آدمی کھڑا تھا ۔

" آپ میں سے کیپٹن حمید صاحب کون ہیں ۔ جلدی آیئے کرنل صاحب اندر انتظار کر رہے ہیں " —— اس آدمی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا ۔

" کرنیل صاحب ۔ اوہ ۔ مگر تم تو کہہ رہے تھے کہ وہ جو دار فل فلوٹی " —— قاسم کا منہ ہونقوں کی طرح پھیل گیا ۔

" اب تمہاری قسمت ۔ تم سے پہلے کرنل فریدی پہنچ گئے " کیپٹن حمید نے جلدی سے نیچے اترتے ہوئے کہا ۔

اور قاسم اتنی تیزی سے کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جیسے اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ

پڑے گی ۔ اور جب تک کیپٹن حمید پھاٹک تک پہنچتا قاسم کار لے کر کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا ۔

کیپٹن حمید اس مسلح نوجوان کی پیروی میں چلتا ہوا عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا ۔

" کہاں ہیں کرنل " —— کیپٹن حمید نے حیرت سے مڑ کر مسلح نوجوان سے پوچھا ۔

" آپ تشریف رکھیں ۔ وہ نیچے تہہ خانے میں ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ضرورت پڑتے ہی آپ کو نیچے بلا لیا جائے گا ۔ میں انہیں اطلاع کرتا ہوں " —— نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا ۔

کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا ۔ لیکن جیسے ہی کرسی پر بیٹھا اچانک کھٹاک کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کرسی کے گرد لوہے کی مضبوط راڈز ابھریں —— اور کیپٹن حمید ان راڈز میں اس بُری طرح جکڑا گیا کہ اس کے لئے حرکت کرنا بھی مشکل ہو گیا ۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی مسلح نوجوان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا ۔

" یہ کیا ہے —— کون ہو تم " —— کیپٹن حمید نے اُسے دیکھتے ہی چیخ کر کہا ۔

" ہمیں حکم ملا تھا کہ تمہاری کھوپڑی سلامت رہے ۔ اس لئے یہ ساری چکر بازی کرنی پڑی ۔ ورنہ تمہیں وہیں ہوٹل میں بھی گولی ماری جا سکتی تھی " —— نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا ۔ اور پھر جیب سے ایک بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھولنے لگا ۔

"تم ہو کون ـــــ اور کرنل فریدی کہاں ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی تم کرنل فریدی کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ اس کے بعد سب کچھ اُسی سے پوچھ لینا" ـــــ نوجوان نے کہا۔ اور بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے بوتل کا منہ کیپٹن حمید کی ناک سے لگانا چاہا۔ لیکن کیپٹن حمید کا سر تو حرکت کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے تیزی سے چہرہ ایک طرف کر لیا۔

"یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے" ـــــ نوجوان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور اس نے بوتل پر ڈھکن لگایا۔ اور اُسے واپس جیب میں ڈال کر اس نے یک لخت پوری قوت سے کیپٹن حمید کے چہرے پر زوردار تھپڑ جڑ دیا ـــــ چٹاخ کی زوردار آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

"تم۔ تمہیں اس کے لئے بھگتنا پڑے گا" ـــــ کیپٹن حمید نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ لیکن نوجوان نے بغیر کوئی جواب دیئے دوسرا تھپڑ پہلے سے بھی زیادہ قوت سے جڑ دیا۔ اور پھر اس کے ہاتھ واقعی بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگے ـــــ اور کمرہ مسلسل تھپڑوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ کیپٹن حمید نے چہرہ بچانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن نوجوان نے اس کی ایک نہ چلنے دی۔ اور پھر آہستہ آہستہ کیپٹن حمید کے ذہن پر تاریکی کا پردہ کھچتا گیا۔ اس نے اپنی قوت ارادی سے اس پردے کو ہٹانے کی کوشش کی لیکن زوردار تھپڑوں نے واقعی بے حال کر دیا تھا۔ اور پھر اس کا ذہن گہری تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

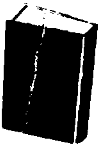

مائیکل نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت چونک پڑا ـــــ کیونکہ ٹرانسمیٹر پر موجود ڈائلوں پر ابھی تک فریکونسی نمبر موجود تھے۔

"کیا مطلب ـــــ جانسن نے ٹرانسمیٹر آف کیوں نہیں کیا" ـــ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کی تیز نظریں ٹرانسمیٹر کے ڈائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا تاکہ جانسن سے اس کی وجہ پوچھے کہ یک لخت فریکونسی نمبر آف ہو گئے اور مائیکل نے ایک طویل سانس لیا اور دوبارہ ٹیلی فون کی طرف متوجہ ہو گیا ـــــ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے

شروع کیے۔

اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور مائیکل ایک بار پھر بُری طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف گھوم گئیں ـــــ اور پھر ڈائلوں پہ بدلتے ہوئے نمبر دیکھ کر اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ نمبر اب رک چکے تھے۔ مائیکل نے جلدی سے میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک تیز آواز ابھری۔

"میجر پرمود کالنگ اوور" ـــــ اور مائیکل کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"یس ـــــ کرنل ڈی اٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی اور مائیکل نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اُسے ساری بات سمجھ آگئی ہو۔ اس نے جلدی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک ٹرانسمیٹر نما آلہ نکالا ـــــ اور اس پر لگے ہوئے مختلف بٹنوں کو دبا کر اس نے ایک ناب گھمائی اور پھر اس ٹرانسمیٹر نما آلے کو میز پر رکھ دیا۔ کرنل ڈی اور میجر پرمود کی گفتگو جاری تھی اور اب مائیکل خاموش بیٹھا یہ گفتگو سن رہا تھا ـــــ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر آف ہوگیا۔ اور اس کے فریکونسی ڈائل زیرو ہو گئے۔ تو مائیکل کی توجہ اس ٹرانسمیٹر نما آلے کی طرف ہوگئی۔ وہ خاموش بیٹھا اُسے گھور رہا تھا ـــــ اور تھوڑی دیر بعد جب اس آلے سے ایسی آواز نکلی جیسے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے تو مائیکل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یس ـــــ رانسن سپیکنگ" ـــــ ایک آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

اور مائیکل ٹرانسمیٹر کے درمیان میں رکھے ہوئے ڈائل پہ جھک گیا۔ وہاں چند نمبر موجود تھے۔ وہ غور سے ان نمبروں کو دیکھنے لگا جیسے انہیں ذہن میں محفوظ کر رہا ہو ـــــ پھر ٹرانسمیٹر سے میجر پرمود کی آواز سنائی دی۔ اور جیسے جیسے رانسن اور میجر پرمود کی گفتگو آگے بڑھتی رہی مائیکل کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہوتے گئے ـــــ جب گفتگو ختم ہوئی تو اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اپنے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس ـــــ چیف آف بلیک اینڈ وائٹ" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میں مائیکل بول رہا ہوں مین پوائنٹ سے۔ باس انتہائی اہم اطلاعات ہیں" ـــــ مائیکل نے کہا اور پھر اس نے جانسن کی کال سے لے کر میجر پرمود کی پہلے کرنل فریدی کو کی جانے والی کال اور پھر اس کی رانسن سے ہونے والی تمام گفتگو لفظ بلفظ دوہرا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ مائیکل۔ یہ تو پورا پروگرام ہی فلیٹ ہوگیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری تنظیم خفیہ نہیں رہی۔ اور یہ لوگ انتہائی

تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ جو لوکیشن بتائی گئی ہے وہ ہمارے سیکنڈ ہیڈ کوارٹر کی ہے۔ مجھے گریٹ چیف باس سے فوراً بات کرنی پڑے گی ____ ویسے تم اس رانسن کا فوری بندوبست کرو۔ یہ شخص سب سے زیادہ باخبر اور خطرناک دکھائی دے رہا ہے" ____ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ____ مائیکل نے جواب دیا۔

"میں گریٹ چیف باس سے بات کر کے ابھی تمہیں کال کرتا ہوں" ____ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اور مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا۔ اور دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ____ مارٹی سپیکنگ" ____ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز ابھری۔

"مائیکل بول رہا ہوں مارٹی ____ رانسن کو جانتے ہو۔ کیری کلب والا رانسن" ____ مائیکل نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں" ____ مارٹی نے جواب دیا۔

"اُسے ابھی کیری کلب میں کال کیا گیا ہے۔ وہ شاید کیری کلب سے نکل کر میری رہائش گاہ کی طرف جانے والا ہو گا۔ اُسے کلب سے نکلتے ہی گولی سے اڑا دو ____ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ اور مجھے مین پوائنٹ پر اطلاع دو" ____ مائیکل

نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ____ دوسری طرف سے مارٹی کی تیز آواز ابھری۔

اور مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ____ جولین سپیکنگ" ____ رابطہ قائم ہوتے ہی جولین کی مترنم آواز سنائی دی۔

"جولین ____ ہماری رہائش گاہ نظروں میں آگئی ہے اور شاید وہاں حملہ ہو۔ تم فوری طور پر وہاں سے ہر چیز صاف کر کے زیرو پوائنٹ پر شفٹ ہو جاؤ۔ فوراً۔ وضاحت بعد میں کروں گا" ____ مائیکل نے کہا۔ اور پھر جولین کی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب کھل کر سامنے آنا پڑے گا" ____ مائیکل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز کے پائے کے ساتھ لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن پیر سے دبا دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"مین پوائنٹ کو کیمو فلاج کرا دو۔ سوٹی اور جیگر کو کہو کہ وہ مین مشین پر خود ڈیوٹی دے" ____ مائیکل نے تیز آواز میں آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مائیکل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ___ مائیکل سپیکنگ" ___ مائیکل نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جیمسن" ___ دوسری طرف سے باس کی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس باس" ___ مائیکل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"چیف گریٹ باس سے میری بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہدایت کی ہے کہ اب خفیہ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ان تینوں کو ان کے ساتھیوں سمیت اغوا کر کے ٹرانسپلانٹیشن سنٹر پہنچا دیا جائے ___ گریٹ چیف باس وہاں خود پہنچ رہا ہے" جیمسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"گڈ باس۔ میں خود بھی اب یہی چاہتا تھا۔ اب خفیہ رہنے کی بجائے ہمیں کھل کر سامنے آ جانا چاہیئے" ___ مائیکل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف باس نے ہمارے سیکشن کو صرف کرنل فریدی اور اس کے ساتھی کیپٹن حمید کے اغوا کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ عمران اور اس کی ساتھی عورت جولیا اور مرد صفدر کے لئے زیرو سیکشن کام کرے گا ___ جب کہ میجر پرمود کے لئے سیکشن الیون ورک کرے گا۔ اور چیف باس نے حکم دیا ہے کہ کل کانفرنس سے پہلے یہ مشن مکمل ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ سیکنڈ ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن کا عمران کو علم ہو جانا فور کارنرز کے لئے کسی بھی وقت

خطرناک ہو سکتا ہے" ___ جیمسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھی کیپٹن حمید کے اغوا کا بندوبست ابھی کرتا ہوں" ___ مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس یہ خیال رہے کہ ان کے ذہنوں کو کوئی ضرب نہ پہنچے" جیمسن نے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں" مائیکل نے کہا۔ اور دوسری طرف سے او۔ کے کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی جب آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے ارد گرد نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ اس کا جسم چمڑے کی بیلٹس کے ساتھ ایک سٹریچر نما تختے سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس جیسے کئی سٹریچر اس کے دونوں اطراف میں موجود تھے ـــــ اور پھر اس کی نظریں جیسے جیسے ان سٹریچرز پر ـــ گئیں۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ جولیا اور صفدر کے علاوہ وہاں کیپٹن حمید۔ کرنل فریدی بھی موجود تھے اور سب سے آخری سٹریچر پر میجر پرمود بھی اسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

"واہ۔ یہ کانفرنس تو یہیں شروع ہو گئی۔ بڑا اچھا انداز ہے اس کانفرنس کا" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہوش آ گیا عمران" ـــــ ذرا فاصلے پر موجود کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"کہاں ہوش آیا ہے کرنل۔ ہوش بے چارے جیٹ کی رفتار سے دوڑتے جا رہے ہیں۔ ویسے کرنل فریدی۔ یہ ورلڈ کانفرنس کی بجائے ایشیائی کانفرنس لگتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کم از کم اس پر اسراریت سے تو نجات ملی۔ اب پتہ لگ جائے گا کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے" ـــــ کرنل فریدی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتا ہوں کرنل فریدی صاحب کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے" ـــــ میجر پرمود کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی نے چونک کر سر موڑا اور میجر پرمود کو دیکھنے لگا۔

"میجر صاحب نے اس سبجیکٹ پر ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔ اس لئے ان کا لیکچر واقعی مغز سے پر ہو گا۔ واہ کیا چٹخارہ ہوتا ہے مغز میں بھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میجر پرمود ہنس پڑا۔

"تم کیا بتا رہے تھے میجر" ـــــ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے ملک کو جو اطلاع ملی تھی اس کے مطابق یہ لوگ ہمیں اغوا کر کے اپنی تنظیم کے لئے کام کرنے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں ـــــ ان کا پلان یہ ہے کہ یہ ہمارے ذہنوں کو کنٹرول کر کے ہمیں اپنی تنظیم کے لئے استعمال کریں گے" ـــــ میجر پرمود نے سنجیدگی سے کہا۔

"واہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ہم تینوں کنواروں کا باقاعدہ نکاح ہوگا۔ ظاہر ہے ذہنوں کو کنٹرول تو بیویاں ہی کر سکتی ہیں۔ ویسے کرنل فریدی آپ کے لئے انہوں نے ضرور کوئی زبردست قسم کی بیوی تیار کر رکھی ہوگی"ـــــ عمران نے کہا اور کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں ہنس پڑے۔

اسی لمحے کمرے کی ایک دیوار سے سائیں سائیں کی آواز سنائی دینے لگی جیسے کوئی لاؤڈ سپیکر آن ہوا ہے۔ اور وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔

"آپ تینوں کو پہلے ہوش آنا یہ بتاتا ہے کہ آپ کے ذہن واقعی بے پناہ طاقتور ہیں۔ اور میجر پرمود نے درست بتایا ہے کہ ہم آپ کے ذہنوں کو اپنی تنظیم کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں ـــــ لیکن علی عمران کے فارمولے کے مطابق نہیں بلکہ سائنسی طریقے سے"ـــــ ایک بھاری آواز دیوار سے نکلتی ہوئی سنائی دی۔

"اوہ ـــــ تو ٹیسٹ ٹیوب بی بی والا فارمولا استعمال کرنا چاہتے ہو تم"ـــــ عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"یس۔ اب آپ درست نتیجے پر پہنچے ہیں"ـــــ اسی آواز نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کے لئے اتنے دردسر کی کیا ضرورت تھی۔ کیپٹن حمید ہی کافی تھا اس مقصد کے لئے"ـــــ عمران نے کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو مسٹر اور تمہارا جو مقصد بھی ہے۔ لیکن یہ

بتا دوں کہ تم نے ہم پر ہاتھ ڈال کر اپنے دن کم کر لئے ہیں" کرنل فریدی کی تیز آواز سنائی دی۔

"اب ہم کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ اس لئے اب سارا پروگرام آپ کو بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تو غور سے سنو۔ تمہاری ذہنی صلاحیتیں اب فور کارنرز کے لئے استعمال ہوں گی۔ میں صلاحیتوں کی بات کر رہا ہوں۔ ذہنوں کی نہیں ـــــ فور کارنرز اس دنیا کی آئندہ حاکم ہوگی۔ اور اس کی سیکرٹ سروس سپر ایجنٹس پر مشتمل ہوگی جن میں سے ہر ایجنٹ کے ذہن میں فریدی۔ عمران اور پرمود کی مشترکہ صلاحیتیں موجود ہوں گی ـــــ باقی رہے تمہارے ساتھی تو وہ ہمارے لئے بے کار ہیں لیکن ہم نے انہیں تمہارے ساتھ اس لئے اغوا کیا ہے تاکہ ہمارا کام مکمل ہونے تک یہ لوگ خواہ مخواہ آپ لوگوں کی تلاش میں مارے مارے نہ پھرتے رہیں"ـــــ اسی آواز نے جواب دیا۔

"یار صلاحیتیں ہی لینی تھیں تو مجھے خط لکھ دینا تھا میں اپنے باورچی سلیمان کی پکی ہوئی مونگ کی دال کی ایک ہنڈیا تمہیں بھجوا دیتا۔ یہ سارا کھیل تو اس مونگ کی دال کا ہے"ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ تیار ہو جائیں۔ چیف گریٹ باس نے تم پر مہربانی کی ہے۔ اس لئے تم زندہ اور صحیح سلامت واپس اپنے ملکوں میں جاؤ گے۔ ورنہ ہم چاہتے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہارے ذہن ہی تمہاری کھوپڑیوں سے نکال لئے جاتے ـــــ لیکن چیف گریٹ

باس نے صرف تمہاری صلاحیتیں حاصل کرنے کا پروگرام بنایا ہے اور بس۔ اس کے لئے مشینری تیار ہو رہی ہے۔ جیسے ہی اوکے کا سگنل ملا۔ آپ تینوں کو وہاں پہنچا دیا جائے گا ——— اور پھر دو گھنٹوں بعد آپ آزاد ہوں گے " ——— اُسی آواز نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ایسا کھٹکا ہوا جیسے مائیک آ ہو جاتا ہے۔

" میرے خیال میں ہم کسی پاگل سائنسدان کے ہتھے چڑھ گ ہیں " ——— میجر پرمود نے تلخ لہجے میں کہا۔

" نہیں میجر پرمود۔ یہ لوگ درست کہہ رہے ہیں۔ آج کی سا واقعی اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ بظاہر ناممکن کام ممکن ہو سکتا۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں تو شکر کر رہا ہوں کہ انہیں صرف ذہنی صلاحیتیں چاہ اور اپنے اندر تو بقول جولیا۔ ذوق ہے ہی نہیں۔ اس لئے اپنا تو مسئلہ حل ہو گیا " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب ہے کہ ہم اگر مائنڈ کو زی پوائنٹ پر لے جائیں تو یہ کچھ حاصل نہ کر سکیں گے "

کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" پوری دنیا میں ایک آپ کا دم ہے جو میرا مطلب سمجھ جا ہے۔ باقی تو سارے یہی پوچھتے رہتے ہیں کہ کیا مطلب کیا" اور آپ جانتے ہیں بات تو کی جا سکتی ہے ——— لیکن ا

لب سمجھانا سب سے مشکل کام ہے " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کرنل فریدی۔ یہ گورکھ دھندہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اس ے میں تو یہاں سے چلنے کا پروگرام بنا رہا ہوں " ——— میجر پرمود نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ اچھا پروگرام ہے۔ جا کر خیر یت کا خط ضرور لکھنا " ——— عمران نے جواب دیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی کمرے کا سامنے اکلوتا دروازہ کھلا اور تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں ے ہاتھوں میں سپرے گنیں تھیں ——— اور ان کی پشت پر بڑے ے سرخ رنگ کے سلنڈر بندھے ہوئے تھے۔ جن کے تھ یہ سپرے گنیں منسلک تھیں۔ ان تینوں نے اندر داخل تے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی اپنی گنوں کا رخ عمران۔ نل فریدی اور میجر پرمود کی طرف کیا ——— اور دوسرے لمحے ھیا رنگ کی گیس کی بوچھاڑ ان گنوں سے نکل کر ان تینوں کی سے ٹکرائی۔ اور انہیں واقعی اپنے ذہن تاریکیوں میں ڈوبتے ں ہوئے ——— عمران نے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی گیس اتنی تیزی سے اس کی ناک کے اندر گھسی کہ بے اختیار سانس لینے پر مجبور ہو گیا اور سانس لیتے ہی اس کے ذہن یکی کا دبیز پردہ پڑتا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ___ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ___ میں طاہر ہوں" ___ بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"طاہر ___ یہ عمران کو آخر کیا ہو گیا ہے۔ جب سے د ورلڈ کانفرنس سے واپس آیا ہے وہ اس قدر کاہل اور سست ہو گیا ہے کہ وہ عمران لگتا ہی نہیں۔ میں نے ابھی اُسے فلیٹ پر فون کیا ہے ___ لیکن اس نے کوئی بات کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے" ___ سر سلطان نے تشویش بھ

لہجے میں کہا۔

"مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی سر۔ عمران صاحب کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ اب اس طرح باتیں کرتے ہیں جیسے ان کی ذہنی صلاحیتیں کند ہو کر رہ گئی ہوں ___ ان میں وہ تیزی طراری۔ اور پھرتی سرے سے مفقود ہو گئی ہے" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم اسے ٹٹولو بلیک زیرو۔ اس سے اصل بات پوچھو۔ عمران کی یہ حالت تو انتہائی تشویشناک ہے" ___ سر سلطان نے کہا۔

"میں نے پہلے بھی کوشش کی ہے۔ لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ اب میں دوبارہ کوشش کر لیتا ہوں" ___ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور سر سلطان نے اُسے مزید تاکید کرنے کے بعد رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور پھر فون کے ساتھ منسلک ٹیپ کا بٹن آن کر کے وہ اٹھا اور آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ___ تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے فلیٹ کی کال بیل بجا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو سلیمان کی شکل نظر آئی۔

"اوہ طاہر صاحب۔ آپ۔ آئیے" ___ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کر رہے ہیں عمران صاحب" ___ بلیک زیرو نے

اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بس چادر اوڑھے لیٹے پڑے ہیں۔ سوتے ہیں نہ جاگتے ہیں۔ کچھ درمیانی سی کیفیت ہے"۔۔۔ سلیمان نے دروازہ بند کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا عمران کی خوابگاہ کی طرف بڑھ گیا۔

عمران واقعی بستر پر چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ لیکن وہ ٹکٹکی باندھے چھت کو گھور رہا تھا۔ اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی اور چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی ۔۔۔ وہ کسی طرح بھی پہلے جیسا عمران نہ لگتا تھا۔

"ہیلو عمران صاحب"۔۔۔ بلیک زیرو نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ساری۔۔۔ ملنے کو دل ہی نہیں چاہتا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ لیکن اس کی نظریں چھت سے نہ ہٹی تھیں۔ اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر سلطان کا فون آیا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آپ نے ان سے فون پر بات کرنے سے ہی انکار کر دیا ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا بات کرتا۔ اب بات کرنے کے لئے باقی رہا ہی کیا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ عمران یہ سارا ڈرامہ اس لئے کر رہا ہے تاکہ اس کی جلد از جلد شادی کر دی جائے۔ میرے خیال میں وہ

آج سر رحمان سے بات کریں گے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"کر لیں بات۔ میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ویسے بھی آج کل ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا زمانہ ہے۔ اب تو شادی وغیرہ پرانی باتیں ہو گئی ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے سلیمان چائے کے برتن اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک پیالی بلیک زیرو کے سامنے رکھی اور دوسری عمران کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لیجئے۔ چائے پی لیجئے"۔۔۔ سلیمان کے لہجے میں واقعی بے پناہ ہمدردی تھی۔

"چائے۔۔۔ میرا دل نہیں چاہ رہا۔ تم خود پی لو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اور سلیمان ہونٹ بھینچتا ہوا چائے کی پیالی اٹھائے واپس مڑ گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی نمایاں طور پر محسوس کی تھی۔

"آخر یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہونا کیا ہے۔ بس کوئی کام کرنے کو جی ہی نہیں چاہتا ویسے میں بالکل ٹھیک ہوں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"خاک ٹھیک ہیں۔ آپ تو بالکل بدل گئے ہیں۔ میرا خیال ہے۔

ورلڈ کانفرنس کے دوران آپ کے ساتھ کچھ ہوا ضرور ہے ۔ سرکاری طور پر بھی یہی رپورٹ ملی ہے کہ وہاں آپ خاموش بیٹھے رہے آپ نے کوئی بات ہی نہیں کی ——— جولیا اور صفدر نے بھی یہی رپورٹ دی ہے " ——— بلیک زیرو نے کہا ۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ۔ دوسرے کمرے سے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی ۔ اور چند لمحوں بعد سلیمان ٹیلی فون اٹھائے اندر داخل ہوا ۔

" نیدرلینڈ سے کیپٹن حمید کا فون ہے " ——— سلیمان نے ٹیلی فون میز پر رکھا اور رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔

" یس ——— عمران بول رہا ہوں " ——— عمران نے اُسی طرح لیٹے لیٹے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا ۔

" میں کیپٹن حمید بول رہا ہوں نیدرلینڈ سے " ——— دوسری طرف سے کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی ۔

" مجھے سلیمان نے بتا دیا ہے ۔ فرمائیے " ——— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا ۔

" اوہ ——— اس کا مطلب ہے تمہیں بھی کرنل فریدی والی بیماری ہو گئی ہے ۔ یہ آخر ہوا کیا ہے " ——— کیپٹن حمید نے انتہائی تیز لہجے میں کہا ۔

" کیا ہوا کرنل فریدی کو " ——— عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں پوچھا ۔

" سمجھ نہیں آرہی ۔ جب سے وہ ورلڈ کانفرنس سے واپس آئے ہیں بس بستر پر پڑے ہیں ۔ نہ سیدھی طرح بات کرتے ہیں نہ کوئی کام ——— میں نے سوچا کہ تم سے بات کروں ۔ لیکن تمہارا لہجہ بھی بالکل اُسی طرح کا ہے " ——— کیپٹن حمید نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" میری طرف سے خیریت پوچھ لینا " ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا ۔ اور رسیور رکھنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ۔ لیکن رسیور بلیک زیرو نے اچک لیا ۔

" ہیلو کیپٹن حمید ——— میں ایکسٹو بول رہا ہوں ۔ میں نے آپ کی کال اٹنڈ کر لی ہے " ——— بلیک زیرو نے رسیور لیتے ہی ایکسٹو کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" اوہ سر ——— میں تو خود آپ سے بات کرنا چاہتا تھا ۔ لیکن آپ کا نمبر مجھے معلوم نہ تھا ۔ یہ تو اچھا ہوا کہ آپ نے کال اٹنڈ کر لی ۔ یہ سر عمران کو کیا ہو گیا ہے ۔ اس کے لہجے میں وہ پرانی جھلک ہی موجود نہیں ہے " ——— کیپٹن حمید نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" تم نے کرنل فریدی کے متعلق بتایا ہے ۔ کیا کرنل فریدی بھی عمران کی طرح بدل گیا ہے " ——— بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا ۔

" یس سر ——— ورلڈ کانفرنس سے واپس آنے کے بعد ان کی تو جون ہی بدل گئی ہے ۔ بالکل کایا پلٹ چکی ہے ۔ اعلیٰ حکام

بے حد پریشان ہیں ۔ میں نے تنگ آ کر سوچا کہ عمران کو فون کر دوں شاید وہ اس مسئلے کا کوئی حل نکالے ۔ لیکن اس کا لہجہ سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ اس کی حالت بھی کرنل صاحب جیسی ہے" کیپٹن حمید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" تم کرنل فریدی کے ساتھ ورلڈ کانفرنس میں گئے تھے ۔ کیا تمہیں کوئی ایسی بات معلوم ہے جو خلاف معمول ہوئی ہو " بلیک زیرو نے پوچھا ۔

" یس سر ۔ مجھے بے ہوش کر دیا گیا تھا ۔ لیکن اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنی رہائش گاہ میں تھا ۔ اور کرنل فریدی بھی وہیں موجود تھے ـــــ لیکن ان کی حالت بدل چکی تھی ۔ میں نے لاکھ ان سے پوچھا لیکن وہ کچھ بتاتے ہی نہیں " کیپٹن حمید نے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنے اغوا اور بے ہوش ہونے کی تفصیل بھی بتا دی ۔

" ایسی ہی رپورٹ میرے ممبران نے بھی دی ہے ۔ انہیں بھی ایک ہوٹل کے کیبن میں چائے پیتے ہوئے اچانک بیہوش کر دیا گیا ـــــ اور جب انہیں ہوش آیا تو وہ اپنی رہائش گاہ پر تھے ۔ اور عمران کی حالت بدل چکی تھی ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں ان کے ساتھ کوئی خاص کارروائی ہوئی ہے ۔ ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں کوئی بات معلوم ہوئی تو میں تم سے بات کر لوں گا " ـــــ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھینک یو سر ـــــ ضرور معلوم کریں ۔ مجھ سے کرنل فریدی صاحب کی حالت دیکھی نہیں جاتی " ـــــ کیپٹن حمید نے رو دینے والے لہجے میں جواب دیا ۔

" ڈونٹ وری ـــــ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ گڈ بائی " بلیک زیرو نے کہا ۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔

عمران اُسی طرح خاموش پڑا ہوا تھا ۔

" عمران صاحب ۔ آپ کو کچھ یاد آتا ہے کہ وہاں ورلڈ کانفرنس سے پہلے آپ کے ساتھ کیا ہوا تھا " ـــــ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" مجھے کچھ یاد نہیں ہے ۔ اور نہ ہی مجھے یاد کرنے کی ضرورت ہے " ـــــ عمران نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور بلیک زیرو ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں ۔ آپ ذہنی طور پر بیمار ہیں ۔ اب آپ کا علاج کرانا پڑے گا " بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا ۔ اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا ۔ اس کی بات کا عمران نے کوئی جواب نہ دیا ۔ خاموش پڑا رہا ۔

بلیک زیرو فلیٹ سے نکلا اور اس نے اپنی کار کا رخ سیدھا سر رحمان کی رہائش گاہ کی طرف موڑ دیا ۔ وہ اب ایک نئے انداز میں سوچ رہا تھا ـــــ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سر رحمان کے

پورچ میں پہنچ چکی تھی ۔ اُسے معلوم تھا کہ سر رحمان دفتر میں ہوں گے ۔

" اماں بی سے کہو عمران کا دوست طاہر آیا ہے ۔ اور آپ سے عمران کے متعلق ایک اہم بات کرنا چاہتا ہے " بلیک زیرو نے ملازم سے کہا ۔ اور ملازم نے اُسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور خود واپس چل پڑا ۔

تھوڑی دیر بعد ثریا ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا ۔

" اوہ طاہر صاحب آپ ــــ خیریت ہے ۔ بھائی جان کے متعلق آپ نے کیا بات کرنی ہے ۔ میں نے ملازم کو منع کر دیا ہے ۔ ورنہ اماں بی تو بے حد پریشان ہو جاتیں " ــــ ثریا نے کہا ۔

" تشریف رکھیے ۔ میں بتاتا ہوں " ــــ طاہر نے کہا ۔ اور ثریا سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی ۔

" عمران صاحب حکومت کی طرف سے ایکریمیا ایک ورلڈ کانفرنس میں گئے تھے ۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ مدعو تھے ــــ وہاں سے واپسی پر عمران کی حالت بالکل بدلی ہوئی ہے ۔ وہ مسلسل اپنے فلیٹ میں بند ہے ۔ اور ذہنی طور پر بالکل سپاٹ ہو چکا ہے ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ اطلاع ملی ہے کہ نیدرلینڈ کے مشہور جاسوس کرنل فریدی کی بھی یہی حالت ہے ــــ وہ بھی اس ورلڈ کانفرنس

میں شریک تھا اور یہ بھی سن لیجیے کہ انہیں واپس آئے ہوئے چھ روز گزر چکے ہیں ۔ اس دوران میں نے اپنے طور پر ذہنی امراض کے بڑے ماہرین سے بھی عمران کا معائنہ کرایا ہے ۔ لیکن ان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عمران ہر لحاظ سے بالکل نارمل ہے ــــ لیکن اس کے باوجود عمران وہ پہلے جیسا عمران نہیں رہا ۔ اب میں یہاں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ اماں بی کو اپنے ساتھ فلیٹ میں لے چلوں شاید ان کی وجہ سے عمران کی ذہنی کیفیت بدل جائے " ــــ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ یہ تو آپ نے انتہائی تشویش ناک خبر سنائی ہے ۔ اماں بی کو پتہ چلا تو ان کی تو حالت بھی غیر ہو جائے گی ۔ میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں " ــــ ثریا نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" آپ ضرور چلیں ۔ لیکن میرا خیال ہے اگر آپ اماں بی کو بھی ساتھ لے لیں تو زیادہ بہتر ہے " ــــ بلیک زیرو نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا ۔

اور ثریا چند لمحے خاموش بیٹھی سوچتی رہی پھر وہ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور اندر چلی گئی ۔

" ارے کیا ہو گیا میرے بیٹے کو ۔ ضرور اُسے کسی کلموہی کی نظر لگ گئی ہو گی " ــــ تھوڑی دیر بعد ڈرائنگ روم میں اماں بی داخل ہوئیں اور طاہر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا ۔

"اماں بی۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ عمران بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔
لیکن بس وہ سُست اور کاہل ہو گیا ہے" ——— بلیک زیرو
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"سُست اور کاہل ہو گیا ہے۔ میں سمجھ گئی۔ ضرور اُسے
نظر لگ گئی ہے۔ ثریا وہ ہیرمل والی پوٹلی پڑی ہے میرے
صندوق میں۔ وہ اٹھا لاؤ ——— میں نے اسی لئے پڑھوا کر رکھا ہوا
تھا اسے۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ نجانے کہاں کہاں گھومتا رہتا ہے
کسی کی بھی نظر لگ سکتی ہے۔ چلو جلدی کرو۔ تم دیکھنا کیسے یہ
نامراد سستی اور کاہلی دور ہوتی ہے" ——— اماں بی نے پیچھے
آنے والی ثریا سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اماں بی اب آپ بھائی جان کو ہیرمل کی دھونی دیں گی۔ طاہر بھائی
کیا کہیں گے" ——— ثریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ارے تم لے تو آؤ۔ ایک تو موئی یہ انگریزی تعلیم نے بھی
دماغ خراب کر رکھا ہے۔ جاؤ لے آؤ جلدی" ——— اماں بی
نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
اور ثریا پیر پٹختی ہوئی واپس چلی گئی۔ طاہر کے لبوں پر مسکراہٹ
ابھر آئی۔ وہ ثریا کا مسئلہ سمجھتا تھا۔ ظاہر ہے ایک پڑھا لکھا آدمی
اس قسم کے ٹونے ٹوٹکوں پر کب یقین رکھتا تھا ——— لیکن اب
اماں بی کو کون سمجھا سکتا تھا۔
"ہاں تو طاہر بیٹے۔ کب سے ہے اس کی حالت۔ میں نے لاکھ
بار کہا ہے کہ چھوڑ دو اس ڈربے کو۔ اور یہاں آجاؤ۔ ایک تو یہ

باپ بیٹے میری تو بات ہی نہیں مانتے" ——— اماں بی نے دانت
پیسنے کے سے انداز میں کہا۔
"ایکریمیا گیا تھا عمران۔ وہاں سے آنے کے بعد یہ حالت ہوئی
ہے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"کافروں کے ملک میں۔ اوہ پھر تو یہ ہونا ہی تھا۔ اکلوتا بچہ
ہے۔ منتوں مرادوں والا۔ اس کا تو خون بھی میٹھا ہے۔ لاکھ کہا
ہے کہ گلے میں نظر کا تعویز پہن لیا کرو ——— بس یہ موئی انگریزی
تعلیم اس نے سارا بیڑہ غرق کر رکھا ہے۔ اب میں دیکھتی ہوں
کیسے نہیں پہنتا تعویز" ——— اماں بی نے پیر پٹختے ہوئے
کہا۔
اُسی لمحے ثریا واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ
کے کپڑے کی ایک پرانی سی پوٹلی تھی۔
"دکھاؤ ادھر دکھاؤ۔ اس میں کالے بابا کا لکھا ہوا نظر کا
تعویز بھی ہے۔ اک دم ٹھیک کر دے گا۔ ساری بُری بلائیں
ایک منٹ میں دفع ہو جائیں گی" ——— اماں بی نے پوٹلی کو اس
طرح جھپٹا جیسے اس میں سونا بنانے کا نسخہ ہو۔ اور اب بلیک
زیرو دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ وہ کیوں اس طرف آیا۔ اُسے
یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ اماں بی اس طرح کا سلوک عمران سے
کرنے کا فیصلہ کریں گی ——— اس نے تو یہی سوچا تھا۔ کہ
شاید ماں کی ڈانٹ ڈپٹ سے عمران کا سویا ہوا ذہن جاگ
جائے۔ لیکن اب اُسے عمران کا حشر ہوتا صاف نظر آ رہا تھا۔

اور وہ دل ہی دل میں یہ سوچ کر ہنس رہا تھا کہ ایکسٹو جس کی دہشت پوری دنیا کے مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں پر چھائی ہوئی ہے کی ناک میں جب ہرمل کی دھونی دی جائے گی تو واقعی ایک عجیب و غریب سچوئیشن پیدا ہو جائے گی ——— لیکن اب وہ مجبور تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اور اب اماں بی کو کسی صورت بھی نہ روکا جا سکتا تھا۔

دروازہ کھلا اور مائیکل مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر باس اُسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"کم اِن مائیکل ——— میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ کیا رپورٹیں ہیں" ——— ادھیڑ عمر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ انتہائی دلچسپ رپورٹیں ہیں۔ تینوں گریٹ ایجنٹس منہ چھپائے بستروں میں پڑے ہیں۔ اور وہاں کی حکومتیں ان کی اس حالت پر سخت پریشان ہیں ——— ماہر ڈاکٹروں سے بھی ان کے معائنے کرائے گئے ہیں۔ لیکن کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی" ——— مائیکل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ابھی دو ہفتوں تک ان کی یہی حالت رہے گی۔ اس کے بعد یہ آہستہ آہستہ نارمل ہو جائیں گے لیکن ان میں وہ بات

بہرحال اب کبھی پیدا نہیں ہوسکتی۔ جس کی وجہ سے ان کی شہرت قائم تھی" ــــ باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

" باس ۔ ان کی وہ خصوصیات جن میں منتقل کی گئی ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے" ــــ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تجربات جاری ہیں ۔ گریٹ چیف باس بتا رہے تھے کہ دو ہفتوں بعد وہ بھی مکمل طور پر ایڈجسٹ ہو جائیں گے۔ اور اس کے بعد فورکارنرز اپنی اصل کارروائی کا آغاز کرے گا" باس نے سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" مطلب یہ ہوا کہ دو ہفتوں بعد پوری دنیا پر فورکارنرز کی حکومت ہوگی" ــــ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں دو ہفتوں بعد فورکارنرز اس دنیا کے اصل حاکم ہوں گے اور پھر قیامت تک فورکارنرز ہی حکومت کریں گے" باس نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مائیکل کوئی بات کرتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یس ــــ چیف آف بلیک اینڈ وائٹ" ــــ باس نے رسیور اٹھاتے ہی سرد لہجے میں کہا۔

" باس ــــ ایک اہم اطلاع ہے" ــــ دوسری طرف سے سنجیدہ آواز سنائی دی۔

" کیا اطلاع ہے۔ بولو" ــــ باس نے سرد لہجے میں کہا۔

" باس ۔ بلگارنیہ کے کرنل ڈی نے فورکارنرز کے خلاف باقاعدہ جدوجہد کا آغاز کر دیا ہے ۔ اس کے پانچ ڈی ایجنٹ ایکریمیا کے لئے روانہ ہو چکے ہیں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ ۔ کس نے اطلاع دی ہے" ــــ باس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ابھی بلگارنیہ سے ایس ۔ ٹی ۔ تھری کی کال آئی ہے ۔ اس نے ان ایجنٹس کی تفصیلات بھی روانہ کی ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ ۔ گڈ ۔ دو ہفتوں تک فورکارنرز سامنے نہیں آنا چاہتی اس لئے تم ان پانچوں ایجنٹوں کو غائب کرا دو ۔ غائب کے معنی سمجھتے ہو" ــــ باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

" یس باس ــــ میں سمجھ گیا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے متعلق کسی کو کچھ معلوم نہ ہو سکے کہ انہیں زمین کھا گئی ہے یا آسمان" ــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" گڈ ــــ کرنل ڈی لازماً ان کی طرف سے رپورٹوں کا انتظار کرتا رہے گا ۔ اور اسی انتظار میں دو ہفتے گزر جائیں گے۔ اس کے بعد نہ کرنل ڈی رہے گا اور نہ اس کے ایجنٹ" باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" باس ۔ بلگارنیہ میں ہمارا کوئی آدمی غداری کر رہا ہے۔ بلگارنیہ تنظیم کے متعلق خاصی معلومات مہیا کی گئی ہیں" ــــ مائیکل

نے کہا جو اس دوران خاموش بیٹھا تھا۔

"ہاں۔ میجر پرمود کے متعلق تمہاری رپورٹ ملتے ہی میں نے اس طرف فوری توجہ کی تھی۔ یہ ایس۔ ٹی۔ بقری کا اسسٹنٹ ریش تھا۔ اُسے گولی مار دی گئی ہے"۔۔۔۔ باس نے جواب دیا۔

"لیکن باس اگر وہ ختم ہو چکا ہے تو پھر کرنل ڈی کو فورکارنرز کا علم کیسے ہوا۔ جب کہ آپ نے بتایا تھا کہ گریٹ چیف باس نے ان تینوں کے ذہنوں سے فورکارنرز کے متعلق تمام معلومات مٹا دی ہیں"۔۔۔۔ مائیکل نے کہا۔

"یہ شاید پرانی معلومات کی بنا پر کام ہو رہا ہے۔ بہرحال ہمیں اب فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ دو ہفتوں کی تو بات ہے یہ وقت تو پلک جھپکنے میں گزر جائے گا"۔۔۔۔ باس نے جواب دیا۔

"باس۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر دنیا کی حکومت سنبھالنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی جائے گی۔ کیا دنیا بھر کی تمام حکومتیں ختم کر دی جائیں گی"۔۔۔۔ مائیکل نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ پہلے اعلان کیا جائے گا۔ کہ اب دنیا پر فورکارنرز کی حکومت ہے۔ اور اُسی کی ہدایات پر دنیا کی حکومتیں کام کریں گی۔ اس کے بعد جس حکومت نے فورکارنرز کو تسلیم نہ کیا اُسے تباہ کر دیا جائے گا۔۔۔۔ اس طرح گریٹ چیف باس کو یقین ہے کہ دو چار ملکوں کی تباہی کے بعد سب لوگ لازماً

ہتھیار ڈال دیں گے"۔۔۔۔ باس نے جواب دیا۔ اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے۔ سپر پاورز میں فورکارنرز کو اپنی براہِ راست حکومتیں قائم کرنی پڑیں گی"۔۔۔۔ مائیکل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ یہ ہائی لیول کی باتیں ہیں۔ گریٹ چیف باس نے آخر دو ہفتوں کا وقت دیا ہے تو وہ انتظامات بھی تو کر رہا ہوگا۔۔۔۔ تم ان تینوں کے متعلق دو ہفتوں تک مسلسل رپورٹیں لیتے رہنا"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"اوہ باس۔ اب ان کا کیا ہونا ہے۔ یہ تو ختم ہو چکے ہیں" مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پھر بھی خیال رکھنا۔ چیف گریٹ باس نے خاص طور پر اس کی ہدایت کی ہے۔ کیونکہ سائنسدانوں نے جب ان کی ٹرانسپلانٹیشن کی ہے تو انہوں نے چیف باس کو بتایا ہے کہ یہ تینوں بے مثال ذہنوں کے مالک ہیں۔۔۔۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے طاقت ور ذہن باوجود زیرو ہونے کے باقی عام ایجنٹوں سے پھر بھی زیادہ کام کریں۔ اس لئے ان کی طرف سے محتاط رہنا چاہیئے"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"او۔ کے باس۔ ٹھیک ہے۔ ہمارے آدمی وہاں موجود ہیں۔ اور وہ مسلسل سیکشن کو رپورٹیں دے رہے ہیں۔ میں انہیں مزید ہوشیار رہنے کا کہہ دوں گا"۔۔۔۔ مائیکل نے

جواب دیا۔ اور پھر سلام کر کے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

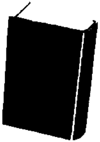

"ابے کیا ہے۔ کیوں اونٹ کی طرح منہ اٹھائے اندر چلے آرہے ہو" ——— قاسم نے اپنے ملازم جمّن کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"حجور وہ کپتان صاحب کا پیغام دینا ہے" ——— جمن نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"کپتان ——— ہونہہ۔ مرچوں کا تھوبڑا باندھ دوں گا۔ جو اب تم نے اس کا نام جبان سے نکالا ہاں۔ وہ میرا دشمن نمبر ایک ہے۔ سالا مجھے ایکریمیا لے گیا کہ فل فلوٹیاں ملواؤں گا اور پھر خود غائب ہو گیا ——— اور ساتھ ہی ڈیڈی کو بھی اطلاع کر دی۔ اور وہ چھپکلی بیگم کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔

ہوں۔ دشمن نمبر ایک ہے" ——— قاسم نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔ کیونکہ سر عاصم جس وقت ہوٹل میں اس کے کمرے میں پہنچے تھے اس وقت وہ دو فل فلوٹیوں سے بیٹھا گپ شپ کر رہا تھا ——— اور ظاہر ہے اس کے بعد سر عاصم کے کوڑے کو حرکت میں آنے سے کون روک سکتا تھا۔

"حجور۔ وہ بتا رہے تھے کہ کرنل فریدی بیمار ہیں۔ نہ کام کرتے ہیں نہ بات کرتے ہیں" ——— جمّن نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب بیمار ہیں ——— اچھا۔ ہوتے رہیں۔ وہ بھی میرے کون سے دوست موست ہیں۔ بس ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں" ——— قاسم نے جواب دیا۔

"حجور۔ آپ۔ تیمارداری کے لئے نہ جائیں گے۔ یہ تو ثواب کا کام ہے" ——— جمن نے کہا۔

"میں جاؤں گا۔ مغز ٹھیک ہے تمہارا۔ مجھے نہیں چاہیئے یہ ثواب مواب۔ ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ثواب کا کام سالے تو نے پہلے کیوں نہیں بتایا ——— وہ مولوی صاحب کہہ رہے تھے کہ ثواب کا کام ضرور کرنا چاہیئے۔ اللہ میاں جنت میں حوریں موریں دیتا ہے" ——— قاسم کی ذہنی رو یکلخت دوسری طرف پلٹ گئی۔

"حجور۔ اب بتانے تو آیا ہوں۔ اور حجور جو ایسی بات بتائے

ثواب والی اُسے انعام دیا جاتا ہے حجور" ——— جمن نے اپنے اصل مقصد [illegible] تے ہوئے کہا۔

"انعام [illegible] تو انعام لے گا۔ جب ڈیڈی کو ٹرے مار [illegible] تھے سامنے [illegible] تو کہاں تھا۔ اب آ گیا ہے انعام [illegible] لینے۔ دفع ہو جاؤ" ——— قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حجور۔ وہ ثواب مواب کا کام بتایا ہے" ——— جمن نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اپنی بات پر اصرار جاری رکھا۔ کیونکہ وہ قاسم کا مزاج شناس تھا۔

"اچھا اچھا وہ۔ ہاں تو بتایا ہے۔ اچھا جاؤ سالے جا کر مزے کرو۔ اس منیم جی سے لو انعام۔ میں ذرا کرنل صاحب کے پاس ہو آؤں ——— مولبی صاحب کہتے ہیں کہ ثواب مواب کے کام میں جلدی کرنا چاہیئے" ——— قاسم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور جمن کے ہاتھ تیزی سے سلام کرنے میں مصروف ہو گئے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اب وہ منیم جی سے لمبی رقم وصول کرے گا۔

قاسم نے اپنی کار کرنل فریدی کی کوٹھی کے وسیع پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ کرنل فریدی کے ملازم چونکہ اُسے اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے ملازم نے جلدی سے قریب آ کر سلام کیا۔

"ابے۔ کیا حال ہے کرنل مرنل صاحب کا" ——— قاسم نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ وہ اندر لیٹے ہوتے ہیں۔ کپتان صاحب بھی موجود ہیں" ——— ملازم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

قاسم سر ہلاتا ہوا ادھر چل پڑا۔ اس نے اپنے چہرے پر اداسی کے تاثرات پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور اس کی تھوتھنی لٹک گئی۔ اور آنکھیں کسی بوڑھے بکرے جیسی نظر آنے لگیں۔

"آؤ آؤ قاسم۔ کیسے آئے" ——— اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے سالے کوئی بات نہیں کروں گا۔ تم میرے دشمن مشمن ہو سالے۔ ڈیڈی کو اطلاع کر دی" ——— قاسم حمید کو دیکھتے ہی ساری تیمار داری وغیرہ بھول گیا۔ غصے سے اس کے موٹے اور لٹکے ہوئے گال دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگے۔

"میں نے اطلاع کر دی۔ ارے کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے تو علم ہی نہیں ہے۔ میں تو کرنل فریدی کی بیماری میں لگ گیا تھا" ——— کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اب ڈیڈی نجومی مجومی ہو گئے ہیں۔ اوہ پھر لازماً اس چیڑ قناطی نجومی کا کام ہو گا۔ وہ میرا دشمن مشمن ہے۔ اچھا میں

اس کی گردن توڑ دوں گا۔ سالے کے سر پہ جوتے ماروں گا"
قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کون ہے۔ کیا شور مچا رکھا ہے۔ خاموش رہو۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے" ——— اچانک ایک طرف پلنگ پہ لیٹے ہوئے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کی آواز میں وہ رعب۔ دبدبہ اب نہ تھا۔ مضمحل سی آواز تھی جیسے کوئی انتہائی لاغر اور کمزور آدمی بول رہا ہو۔

"اوہ کرنل صاحب۔ آپ بیمار ہیں اللہ کی مرضی۔ اللہ میاں جب چاہتا ہے۔ بیماری دماری بھیج دیتا ہے" ——— قاسم کو کرنل فریدی کی آواز سنتے ہی تیمارداری کا خیال آگیا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی لہجے کو ہمدردانہ انداز میں بدلتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ پلنگ کی طرف بڑھ گیا جس پہ کرنل فریدی لیٹا ہوا تھا۔

"تیمارداری کا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو" ——— کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور قاسم اتنی تیزی سے مڑا جیسے اُسے لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ حمید اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر آگیا۔

"فریدی صاحب کی یہ حالت کب سے ہے۔ یہ تو کسی خوفناک جن کا سایہ ہو گیا ہے ان پہ۔ گنگا پیر سے تو یج لینا ہو گا"
قاسم نے باہر آتے ہی رازدارانہ لہجے میں حمید سے مخاطب

ہو کر کہا۔ اور حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم مجاق سمجھ رہے ہو۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ جمن کی اماں کی آنکھیں بھی ایسی تھیں۔ گنگا پیر نے دھونی دی۔ تو یج باندھا۔ وہ بڈھی ٹھیک ہو گئی۔ اک دم" ——— قاسم نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑو۔ کوئی ذہنی بیماری ہے۔ تم بتاؤ۔ سر عاصم کیسے پہنچ گئے ایکریمیا" ——— حمید نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"وہ ——— وہ۔ چھپکلی بیگم بھی ساتھ تھیں۔ بس فل فلوٹیاں تو بھاگ گئیں سالی۔ نامراد۔ بے وفا۔ پہلے کہہ رہی تھیں ہم ساری عمر ساتھ دیں گی" ——— قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر کتنے کوڑوں پہ ہاتھ رکا سر عاصم کا" ——— حمید نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں سالے تم مجے لے رہے ہو۔ میرا تین روج ہلدی چونا تھوپ تھوپ کر برا حال ہو گیا۔ ہاں وہ گنگا پیر۔ لے آؤں اُسے۔ ایمان سے کرنیل صاحب پہ کوئی جبردست جن کا سایہ لگے ہے مجھے" ——— قاسم بات کرتے کرتے پھر اُسی موضوع پہ آگیا۔

"اب تم مجھے بھی کوڑے کھلوانا چاہتے ہو۔ سر عاصم کا ہاتھ تو رک گیا ہو گا کرنل فریدی کا ہاتھ ہی نہیں رکنا سمجھے"

حمید نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی۔ میں تو سالے ہمدردی کر رہا تھا ورنہ مجھے کیا۔ میرا تو ثواب مواب پورا ہو گیا" ——— قاسم نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اور حمید ہنستا ہوا واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

قاسم نے کوٹھی سے کار نکالی اور اس کا رخ اپنے دفتر کی طرف کر دیا۔ اُسے اچانک دفتر کا خیال آگیا تھا۔ وہ جب سے ایکریمیا گیا تھا دفتر گیا ہی نہ تھا۔

"حضور وہ گنگا پیر آیا بیٹھا ہے۔ کہتا ہے۔ یہاں دفتر میں جن آگئے ہیں وہ انہیں نکالنے آیا ہے" ——— چپڑاسی نے اس کی کار کا دروازہ کھولتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے ——— جن من یہیں آگئے۔ ارے سالے۔ اُسے کہو نکالے۔ انہیں کچھ پیسے دیسے دے کر نکال دے۔ سالے بھوکے ننگے جن من ہوں گے۔ میں جا رہا ہوں" ——— قاسم نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔ اور اس نے باہر نکلنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے کار کو واپس موڑ دیا۔ اور چپڑاسی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یہ سالے جن من آج کل ہمارے ملک کا دورہ مورہ کر رہے ہیں۔ شاید کرنل پھریدی کے سر پر بھی پہنچ گئے۔ اور میرے دفتر بھی ——— اللہ معاف کرے" ——— قاسم نے کار چلاتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

اور ابھی اس نے چوک پہ سے کار موڑی ہی تھی کہ ایک آدمی نے فٹ پاتھ سے اُسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ اور قاسم اُسے دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا۔

"یہ سالا ادھر کیسے ٹپک پڑا" ——— قاسم نے کار کو اس کی طرف لے جاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

اور پھر اس نے جیسے ہی کار روکی وہ آدمی جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جلدی سے دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"قاسم صاحب شکر ہے آپ مل گئے۔ میں تو آپ کے دفتر جا رہا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ سیٹھ صلاح الدین نے آپ کی فیکٹری خریدنے کی آفر کر دی ہے" ——— اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا کہہ رہے ہو۔ سیٹھ صلاح الدین سالے کی یہ جرأت مرأت کہ میری فیکٹری خریدے۔ سالے جندہ زمین میں دفن کر دوں گا" ——— قاسم نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں نے اس کا خاص آدمی توڑ لیا ہے۔ میں اس کے دفتر میں ایسا تعویز ڈلواؤں گا کہ اس کا سارا دفتر ہی تباہ ہو جائے گا ——— بہت بڑا پیر ہے۔ جس کا تعویز میں نے لینا ہے۔ جادو ہے جادو اس کا تعویز۔ پر وہ پیسے لیتا ہے دس ہزار روپے" ——— اس آدمی نے کہا۔ اُسے قاسم

کی کمزوری کا شاید علم تھا اس لئے اس نے رقم اینٹھنے کے لئے یہ چکر چلایا تھا۔

"اچھا — کون سا پیر ہے۔ کیا گنگا پیر سے بھی بڑا ہے" قاسم نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"جناب گنگا پیر تو اس کے پیروں کی خاک بھی نہیں۔ وہ جامو پیر ہے۔ جامو۔ سیٹھ صلاح الدین کا دفتر جام کر دے گا" — اس آدمی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنا بڑا پیر ہے۔ تو چلو مجھے اس کے پاس وہ اپنے کرنل فریدی پر جبردست جن آگیا ہے۔ میں اُسے وہاں لے جاتا ہوں" — قاسم کا ذہن پلٹ گیا۔

"کرنل فریدی — اوہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"

کرنل فریدی کا نام سنتے ہی اس آدمی کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"ہاں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم چلو اس جامو ماموپیر کے پاس کرنل فریدی اچھا آدمی ہے۔ پیسے کی پرواہ نہ کرو" قاسم پر شاید ہمدردی کا زبردست دورہ پڑ گیا تھا۔

"اچھا آپ مجھے یہاں اتار دیں۔ میں جا کر پیر صاحب سے وقت لیتا ہوں۔ وہ بڑے پیر ہیں۔ آسانی سے وقت تھوڑا دیں گے" — اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کی ساری سکیم فیل ہو گئی ہے اور اب وہ جان چھڑا کر بھاگنا چاہتا ہے۔

"ابے بڑا ہے تو اپنے گھر کا ہو گا۔ کرنل فریدی کوئی چھوٹا

آدمی ہے۔ وزیر اعظم اس سے ڈر کر بات کرتے ہے" قاسم کو غصہ آگیا۔ لیکن اس نے کار آہستہ نہ کی تھی۔

"بالکل بالکل۔ بہت بڑے آدمی ہیں کرنل فریدی صاحب۔ آپ مجھے اس چوک پر اتار دیں۔ میں پیر صاحب سے بات کرتا ہوں" — اس آدمی نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابے تمہاری جان کیوں نکلی جا رہی ہے۔ کیا کوئی سالا جن من۔ اوہ اللہ توبہ۔ مولبی صاحب کہتے ہیں جن سن لیتے ہیں۔ اللہ توبہ — تو کیا کوئی جن صاحب اب نظر آگیا ہے تمہیں" — قاسم نے غصیلے لہجے میں بات کرتے کرتے یک لخت جن کی شان میں گستاخانہ بات کرنے کی وجہ سے توبہ کرنی شروع کر دی۔

"آپ اب جا کہاں رہے ہیں" — اس آدمی نے کہا۔

"میں کرنل فریدی کی کوٹھی پر جا رہا ہوں۔ تم انہیں پیر کا پتہ متہ بتا دینا وہ خود اُسے بلا لیں گے۔ ہی — ہی — ہی۔ کتنی اچھی سکیم ہے — رعب سے ہی کام چل جائے گا۔ رقم بھی نہ لگے گی" — قاسم نے خود ہی اپنی سکیم پر اپنی تعریف شروع کر دی۔

اور اس آدمی کا رنگ اور زیادہ زرد پڑ گیا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر جیسے ہی ایک چوک

پہ سرخ رنگ کی لائٹ کی وجہ سے قاسم نے کار روکی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور چھلانگ مار کر نیچے اتر گیا۔

"ارے ارے "—— قاسم نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"وہ پیر صاحب کے جن —— وہ آ گئے "—— اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر فٹ پاتھ پر چلنے والے ہجوم میں غائب ہو گیا۔

"اب سالا آئے میرے پاس۔ ہونہہ —— اس کو تو بیچ کے دس ہزار دیتے رہو تو ٹھیک ورنہ اس کو جن نظر آنے لگتے ہیں۔ کیا بتا رہا تھا۔ موجو پیر۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں یہ نام کرنل پھریدی کو بتا دیتا ہوں —— انہیں ضرور اس کا پتہ معلوم ہو گا "—— قاسم نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ کرنل فریدیؔ پر کسی جن بھوت کا سایہ ہے۔ اس لئے اس نے ہمدرد؟ میں یہی بات سوچنی شروع کر دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ کرنل فریدی کی کوٹھی میں دوبارہ کار داخل کر کے پورچ تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے کار روکی او نیچے اتر کر دوبارہ اُسی کمرے کی طرف چل پڑا —— جہاں پہلے اس کی ملاقات کرنل فریدی اور کیپٹن حمید سے ہو تھی۔ لیکن اُسی لمحے ایک سائیڈ سے کرنل فریدی کا خا

بوڑھا ملازم تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف آیا۔

"حضور آپ ادھر ڈرائنگ روم میں بیٹھ جائیں۔ اندر وزیراعظم صاحب موجود ہیں۔ کرنل صاحب سے ملنے آئے ہیں" ملازم نے کہا۔

"اچھا کیا وہ کسی بڑے پیر کو لے آئے ہیں"—— قاسم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بڑے پیر کو ؟ وہ کس لئے حضور "—— بوڑھے ملازم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ۔ تمہیں نہیں معلوم کرنل صاحب کی آنکھیں دیکھی ہیں۔ تم نے پھٹی پھٹی سی۔ یہ جن کے سائے کی نشانی ہے۔ میں نے کہا بھی ہے کہ پیر نہ سہی جامو پیر سہی۔ وہ بڑا پیر ہے" قاسم نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ واقعی حضور آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے بھی شک ہوا تھا مگر کرنل صاحب اور کپتان صاحب کے ڈر کے مارے میں نے بات ہی نہیں کی —— آپ مہربانی کریں حضور۔ کسی پیر کو لے آئیں۔ وہ میرے کوارٹر میں بیٹھ کر پڑھ لیں گے "—— بوڑھے ملازم نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں —— پاگل ہو گئے ہو۔ دماغ شماغ درست نہیں ہے۔ اب بڑا پیر تمہارے گندے سے کوارٹر موارٹر میں بیٹھے گا" قاسم نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو ایسا ہے آپ اس بڑے پیر سے تعویذ دیا
میں چپکے سے کرنل صاحب کے سرہانے کے نیچے رکھ دوں
گا" ——— ملازم نے نئی ترکیب سوچتے ہوئے کہا۔
"اوہ ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے سالے کرنل کے ملازم بھی
جہین مہین ہیں۔ مگر وہ گٹھکا پیر تو سنجانے کہاں ہوگا اور وہ جا مو یہ
اس کا تو پتہ ہی نہیں" ——— قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔
"اوہ حضور۔ مجھے یاد آگیا۔ کرنل صاحب کی کوٹھی کے پیچھے
بھی ایک پیر رہتا ہے۔ میری اماں اس کی بڑی مریدنی ہے۔
وہ تعویز بھی دیتا ہے اور دھونی بھی دیتا ہے مرچوں کی"
ملازم نے یک لخت چونکتے ہوئے کہا۔
"دھونی مرچوں کی ——— مگر وہ دھونی کرنل کو کیسے دو گے"
قاسم نے سوچتے ہوئے کہا۔
"اگر آپ ہمت کریں حضور تو کام ہو سکتا ہے" ———
نے کہا۔
"مم ——— مم ——— ارے نہیں سالے۔ مجھ سے یہ دھو
مونی نہیں ہوتی۔ اگر وہ جبردست جن کرنل سے اتر کر مجھ
گیا تو" ——— قاسم نے بدکتے ہوئے کہا۔
"حضور آپ ڈرتے ہیں جن سے۔ آپ۔ آپ تو بہادر
ملازم نے نفسیاتی حربہ اختیار کیا۔
"ارے۔ مجھے کہہ رہا ہے۔ میں ڈروں گا۔ اگر تم کرنل

کے ملازم نہ ہوتے تو سالے جندہ زمین میں دفن مفن کر دیتا۔
میری سالے توہین موہین کر رہے ہو۔ تم سے آخر میں اب
جبردستی دھونی دوں گا۔ تمہارے سامنے" ——— قاسم نے
غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔
"آپ یہاں رکیں۔ میں ابھی جا کر لے آتا ہوں" ——— ملازم
نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
اور قاسم سر ہلاتا ہوا واپس پورچ کی طرف بڑھ گیا۔
رچ میں اس سے آگے ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی کار
طرح کھڑی تھی ——— اور اب قاسم نے دیکھا کہ اس کے اندر
اب باوردی ڈرائیور بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی وہ کار کے قریب پہنچا
تھا کہ بڑے کمرے میں سے کیپٹن حمید ایک لمبے تڑنگے
می کے ساتھ باہر نکلا ——— اس آدمی نے نیلے کشمشی رنگ کا
ٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ سیدھے اسی سیاہ رنگ کی کار کی طرف
ئے۔ اور پھر اس آدمی نے کیپٹن حمید سے ہاتھ ملایا اور کار
بیٹھ گیا ——— دوسرے لمحے کار تیزی سے مڑی اور قاسم
ساتھ سے گزرتی ہوئی بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔
"ارے تم یہاں ہو۔ تم تو چلے گئے تھے" ——— کیپٹن حمید
قاسم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
سالے تمہیں تو ہمدردی مدردی نہیں ہے کرنل صاحب سے۔
تو ہے۔ آخر وہ کرنل پھر بیدی ہیں۔ میں انہیں دھونی دینے
لئے کھڑا ہوں" ——— قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا دینے کے لئے کھڑے ہو" ___ کیپٹن حمید نے حیران
ہوکر پوچھا۔
"وہ ملازم حضور بخش پیر سے تعویذ اور دھونی لینے گیا ہے۔
وہ میری توہین موہین کر رہا تھا کہ میں کرنل فریدی کے جن سے
ڈرتا ہوں ___ میں نے اُسے کہا ہے کہ لے آؤ دھونی۔ میں
خود دیتا ہوں" ___ قاسم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ارے کیوں اپنی جان کے دشمن بن گئے ہو۔ جانتے تو ہو
کرنل فریدی کی عادت کو۔ تم بھاگو یہاں سے۔ میں اس حضور بخش
کی بھی خبر لیتا ہوں" ___ کیپٹن حمید نے کہا۔
"ہوں ___ مجھے بھگا کر تم خود دھونی موونی دینے کی سوچ رہے
ہو گے تاکہ کرنل صاحب تمہیں اچھا جانیں۔ نہیں میں خود
دوں گا دھونی" ___ قاسم اپنی بات پر اڑ گیا۔
"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمہارا۔ اب کرنل فریدی کی
ناک میں دھونی دو گے۔ گولی مار دیں گے" ___ کیپٹن حمید
نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
"جاؤ جاؤ ___ تمہیں کیا معلوم۔ انگریجی پڑھ لیتے ہو۔ تو سالے
اپنے آپ کو تیس مار خان سمجھ لیتے ہو۔ ابھی دیکھنا دھونی دیتے ہی
کرنل فریدی ٹھیک ہو جائیں گے۔ وہ جن من بھاگ جائے
گا" ___ قاسم نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔
اُسی لمحے ملازم تیز تیز چلتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔
"حضور بخش۔ یہ تم نے قاسم کو کیا پٹی پڑھا دی ہے

احمق آدمی" ___ کیپٹن حمید نے حضور بخش کو دیکھتے ہی
غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"حضور۔ یہ خود کہہ رہے تھے کہ کرنل صاحب پر جن آ گیا
ہے۔ میں تعویز اور دھونی لے آیا ہوں" ___ ملازم نے
کانپتے ہوئے کہا۔
"کہاں ہے تعویز اور دھونی۔ مجھے دکھانا" ___ کیپٹن حمید
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
اور جیسے ہی ملازم نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پڑیا اس کی
...رف بڑھائی۔ کیپٹن حمید نے پڑیا پکڑ کر کھولی اس میں واقعی
...ب تعویز اور ساتھ ہی ایک اور پڑیا تھی ___ اس پڑیا میں
...رخ مرچیں تھیں۔ کیپٹن حمید کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت
...آیا اور اس نے مرچیں قاسم کی ناک کی طرف اچھال
...یا۔
"ارے ارے۔ یہ کیا" ___ قاسم نے اچھلتے ہوئے
...ا۔
اور دوسرے لمحے اُسے ایک زبردست چھینک آ گئی۔
...زبردست کہ جیسے کوئی بم پھٹ پڑا ہو۔
"ابے سالے ...... آچھیں۔ آچھیں" ___ قاسم
...کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر اس پر مسلسل چھینکوں کا جیسے دورہ
...ا۔
"یہ آپ نے کیا کیا جناب" ___ ملازم نے خوف سے

کا پیٹتے ہوئے کہا۔

"اس کے دماغ پر جن سوار ہوگیا تھا۔ اُسے نکال رہا تھا" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پڑیا کا خالی کاغذ وہیں پھینک کر پلٹتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

قاسم کی بُری حالت تھی۔ وہ مسلسل چھینک رہا تھا۔ اور ہر چھینک کے ساتھ اس کا بھاری جسم اتنی تیزی اور جھٹکے سے ہلتا جیسے زمین خوفناک زلزلے سے حرکت کرتی ہے —— اس کی آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا اور چہرہ جیسے پھٹنے کے قریب ہوگیا تھا۔ سرخ مرچوں نے واقعی اس کا حشر کر دیا تھا۔

ملازم بھاگ کر پانی کا جگ لے آیا اور اس نے پورا جگ جھٹکتے ہوئے قاسم کے چہرے پر پھینک دیا۔ اور قاسم کی چھینکوں کے تسلسل میں قدرے کمی آگئی لیکن اس کی حالت واقعی خراب ہو رہی تھی۔

"کیا ہوا تمہیں" —— اچانک کرنل فریدی کی تیز آوا
سنائی دی۔

اور قاسم نے کرنل فریدی کو دیکھتے ہی اور زیادہ ز
سے چھینکنا شروع کر دیا۔

"یہ آپ کے دماغ پر چڑھا ہوا جن اتارنا چاہتا تھا۔
نے وہ نسخہ اس کے جن پر استعمال کر دیا۔
کیپٹن حمید کی آواز کرنل فریدی کی پشت سے سنائی د

کرنل فریدی شاید قاسم کی زوردار چھینکوں کی آوازیں سن کر باہر آگیا تھا۔

"احمق آدمی۔ اس کی حالت بے حد خراب ہے۔ جاؤ فرسٹ ایڈ باکس لے کر آؤ۔ جلدی ——" کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں مڑ کر کہا۔ اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"ادھر آؤ قاسم۔ ادھر آؤ۔ ابھی ٹھیک ہو جاؤ گے" کرنل فریدی نے ہمدردانہ انداز میں کہا۔ اور قاسم کا بازو پکڑ کر اُسے ڈرائنگ روم کی طرف لے گیا —— قاسم اُسی طرح جھٹکے لے لے کر مسلسل چھینک رہا تھا۔

ڈرائنگ روم کے صوفے پر قاسم کو لٹا کر کرنل فریدی نے ملازم سے پانی منگوایا۔ اُسی لمحے فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے کیپٹن حمید بھی اندر داخل ہوا —— اس کے چہرے پر واقعی شرارت بھری مسکراہٹ دوڑ رہی تھی جیسے قاسم کو اس حالت میں پہنچا کر وہ واقعی لطف اندوز ہو رہا تھا۔

کرنل فریدی نے باکس کھولا اور اس میں سے ایک شیشی نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور جلدی سے اس نے قاسم کی ناک میں اس شیشی میں موجود محلول کے قطرے ٹپکا دیئے۔ اور پھر شیشی بند کر دی۔

اس محلول نے واقعی جادو جیسا کام دکھایا۔ قاسم کی چھینکیں بند ہو گئیں۔ لیکن وہ اس بُری طرح ہانپ رہا

تھا۔ جیسے اس کا سینہ ابھی کسی بم کی طرح پھٹ جائے گا۔
اس کی آنکھیں مُندی ہوئی تھیں اور چہرہ مسخ ہو کر سیاہ پڑ
گیا تھا۔

"اسے پانی پلا کر اس کی کوٹھی پر چھوڑ آؤ۔" ــــ کرنل فریدی
نے کیپٹن حمید سے کہا۔ اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائنگ
روم سے باہر نکل گیا۔

"میجر پرمود ذہنی جسمانی ہر لحاظ سے بالکل ٹھیک اور
نارمل ہے۔" ــــ بوڑھے ڈاکٹر نے عینک اتارتے
ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سُست اور ڈل کیوں ہو گیا ہے۔ اس سے
حرکت تو ایک طرف بات بھی تیزی سے نہیں کی جا سکتی۔"
کرنل ڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمام ٹیسٹ کر لئے ہیں۔ پہلے میرا خیال تھا۔ کہ
شاید ان کے جسم میں منشیات کی کوئی خاص قسم انجکٹ
کی گئی ہے ــــ جس کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہو گئی ہے۔
لیکن ٹیسٹ بتا رہے ہیں کہ کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ ہر چیز نارمل
ہے۔" ــــ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"آخر اس کے ساتھ کچھ کیا تو ضرور گیا ہے۔ لیکن کیا

کیا گیا ہے ۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ۔ کاش وہ رمیش مر نہ جاتا تو شاید کچھ پتہ لگ جاتا" ـــــ کرنل ڈی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

"مجھے اجازت دیجئے ۔ بے فکر رہیئے ۔ میجر پرمود ہر لحاظ سے بالکل تندرست ہیں ۔ باقی رہی سستی ۔ کاہلی تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کام کی زیادتی سے آدمی تھک جاتا ہے ۔ اور اس طرح وہ سست ہو جاتا ہے ـــــ جیسے ہی ان کے اعصاب کو آرام ملا یہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے"

ڈاکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اور کرنل ڈی نے سر ہلا دیا ۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد کرنل ڈی اپنی کرسی سے اٹھا ۔ اور پھر کمرے کے بغلی دروازے سے ہوتا ہوا ایک راہداری سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گیا ـــــ یہاں بستر پر میجر پرمود لیٹا ہوا تھا ۔ کرنل ڈی کی آمد کا کھٹکا سن کر اس نے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا ۔ اور پھر کرنل ڈی کو اپنے سامنے دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ـــــ لیکن اس کے اٹھنے کی رفتار اتنی سست تھی جیسے اُسے اٹھنے میں بے حد تکلیف ہو رہی ہو ۔

"لیٹے رہو میجر" ـــــ کرنل ڈی نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر ساتھ پڑی کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا ۔

"سر ۔ میں شرمندہ ہوں ۔ میں تو اٹھنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ لیکن میرے اعصاب صحیح طور پر کام نہیں کر رہے"

میجر پرمود نے کہا ۔

"لیکن ڈاکٹر کہتا ہے کہ تم ہر لحاظ سے بالکل ٹھیک ہو ۔ تمام ٹیسٹ یہی بتاتے ہیں ۔ تمہارے اعصاب بھی ٹھیک ہیں ذہن بھی اور جسم بھی" ـــــ کرنل ڈی نے کہا ۔

"سر ۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں" ـــــ میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

"تمہیں یاد نہیں ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا" کرنل ڈی نے سرد لہجے میں پوچھا ۔

"بس ۔ صرف اتنا یاد ہے کہ میں اس مائیکل کا پتہ کرنے اس کی رہائش گاہ جانے کے لئے جیسے ہی اپنی رہائش گاہ سے نکلا ـــــ ایک چوک پر سرخ بتی کی وجہ سے میں نے جیسے ہی کار روکی ۔ یک لخت ایک ہاتھ میری ناک پر جم گیا ۔ اس کے ساتھ ہی میرا ذہن تاریک ہو گیا ـــــ اور اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنی اُسی رہائش گاہ میں بستر پر لیٹا ہوا تھا ۔ اس درمیان کیا ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں" ـــــ میجر پرمود نے جواب دیا ۔

"یہ رپورٹ تو تم پہلے بھی دے چکے ہو ۔ لیکن تم نے اس سلسلہ میں تحقیقات کی کوشش نہ کی" ـــــ کرنل ڈی نے سخت لہجے میں کہا ۔

"میں نے رانسن کو فون کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن رانسن ملا نہیں ۔ اس کے بعد میرا دل ہی نہ چاہا کہ میں خود جا کر

معلوم کر دں۔ میں نے کانفرنس بھی جیسے نیند میں اٹنڈ کی ہے۔ میرا وہاں جانے اور کچھ بولنے کو قطعی دل نہ چاہ رہا تھا" ——— میجر پرمود نے جواب دیا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ساتھ ضرور کوئی انوکھا کام کیا گیا ہے۔ جس کی سمجھ ہمیں نہیں آرہی۔ میں نے اس بات کا کھوج لگانے کے لئے پانچ ایجنٹ بھیجے ہیں ——— لیکن ان کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی" ——— کرنل ڈی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

میجر پرمود نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموش پڑا رہا۔

"اوہ۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں نیدرلینڈ اور پاکیشیا سے بھی معلوم کرنا چاہیئے۔ اگر اس عمران اور کرنل فریدی کا بھی یہی حال ہے تو اس کا مطلب ہے کہ واقعی کوئی گہری سازش ہوئی ہے" ——— کرنل ڈی نے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گزر کر واپس اپنے دفتر میں آگیا۔

اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— سیکرٹری ڈیفنس" ——— چند لمحوں بعد ہی رسیور سے ایک آواز ابھری۔

"کرنل ڈی بول رہا ہوں سر" ——— کرنل ڈی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ کرنل۔ خیریت" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ ایکریمیا میں پوری دنیا کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ورلڈ کانفرنس ہوئی تھی" کرنل ڈی نے کہا۔

"ہاں ——— کیوں" ——— ڈیفنس سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ اس کانفرنس کے دوران کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کی طرف سے کوئی شرارت کی جا رہی ہے۔ بلگارنیہ نیدرلینڈ اور پاکیشیا کے ایجنٹوں کے ساتھ ——— لیکن یہ اطلاع بے حد مبہم تھی۔ چنانچہ میں نے میجر پرمود کو ہوشیار کر دیا تھا اور پھر وہاں واقعی ایسی باتیں سامنے آئیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی خفیہ تنظیم اپنے کسی مقصد کے لئے کام کر رہی ہے ——— نیدرلینڈ کے کرنل فریدی اور پاکیشیا کے علی عمران اور ہمارے میجر پرمود تینوں کے خلاف کام ہو رہا تھا۔ لیکن پھر کانفرنس ہو گئی اور میجر پرمود واپس آگیا ——— لیکن کانفرنس کی طرف سے بھی سرکاری رپورٹ یہ ملی کہ میجر پرمود نے کانفرنس کی کارروائی میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں لی۔ میں اس رپورٹ پہ بے حد حیران ہوا۔ اور پھر جب میجر پرمود واپس آیا تو اس کی حالت دیکھنے والی تھی ——— وہ بے حد کاہل۔ سست تھا۔ اس میں پرانے

میجر پرمود والی کوئی بات ہی نہ تھی۔ نہ جسمانی لحاظ سے نہ ذہنی لحاظ سے۔ میں نے بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں سے اس کا معائنہ کرایا ہے ——— لیکن ہر ایک نے یہی رپورٹ دی ہے کہ وہ ہر لحاظ سے نارمل اور تندرست ہے۔ لیکن کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہوئی ہے" ——— کرنل ڈی نے کہا۔

"اوہ کرنل ——— آپ نے بڑی حیرت انگیز اور تشویش ناک خبر سنائی ہے۔ میجر پرمود تو بلگارنیہ کی ناک ہے" ڈیفنس سیکرٹری کی پریشانی سے پُر آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ میں نے اصل واقعہ کا سراغ لگانے کے لئے پانچ ایجنٹ بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ ضرور اس بات کا کھوج لگا لیں گے ——— لیکن میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ جو اطلاع مجھے ملی تھی اس میں نیدرلینڈ کے کرنل فریدی اور پاکیشیا کے علی عمران کے نام بھی شامل تھے ——— آپ وہاں سے معلوم کریں کہ ان دونوں کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا یہ حرکت ان تینوں کے ساتھ ہوئی ہے یا صرف میجر پرمود ہی اس کا شکار ہوا ہے" کرنل ڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ لیکن جس آدمی نے آپ کو پہلے اطلاع دی تھی آپ نے اُسے دوبارہ استعما کیوں نہیں کیا" ——— ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"اُسے گولی مار دی گئی ہے۔ اور قاتل کا باوجود کوشش

کے اتا پتا معلوم نہیں ہو سکا" ——— کرنل ڈی نے کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ واقعی بلگارنیہ کے خلاف کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ مجھے صدر مملکت سے بات کرنی ہوگی" ——— ڈیفنس سیکرٹری نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں میں اس سازش کا کھوج لگا لوں گا۔ یہ میرا کام ہے۔ آپ عمران اور فریدی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بتائیں تاکہ اس بات کا فیصلہ ہو سکے ——— کیا واقعی میجر پرمود کے خلاف اُسی تنظیم نے کوئی حرکت کی ہے۔ یا یہ کوئی اور چکر ہے" ——— کرنل ڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ میں ابھی معلوم کر کے آپ کو کال کرتا ہوں" ——— ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

اور کرنل ڈی نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر الجھنوں کی لکیریں نمایاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ بار بار اپنے ہونٹ کاٹتا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو کرنل ڈی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— کرنل ڈی سپیکنگ" ——— کرنل ڈی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری راشد بول رہا ہوں۔ کرنل ڈی میں نے

معلومات حاصل کر لی ہیں۔ پاکیشیا کے علی عمران اور نیدر لینڈ کے کرنل فریدی کی بھی بالکل یہی پوزیشن ہے۔ وہاں کے اعلیٰ حکام بھی بے حد پریشان ہیں ——— وہاں بھی ماہر ترین ڈاکٹروں نے ان دونوں کو بالکل صحیح۔ نارمل اور تندرست قرار دیا ہے"
ڈیفنس سیکرٹری راشد نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ واقعی وہ اطلاع درست تھی۔ گہری سازش ہوئی ہے۔ لیکن ہوا کیا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آرہا۔ میرا خیال ہے۔ کوئی ایسی دوا ان کے خون میں انجکٹ کی گئی ہے۔ جسے کوئی ٹریس نہیں کر سکتا" ——— کرنل ڈی نے کہا۔

"لیکن اس کارروائی کا مقصد کیا ہے۔ وہ انہیں گولیاں بھی تو مار سکتے تھے" ——— ڈیفنس سیکرٹری راشد نے کہا۔

"ہاں ——— بالکل مار سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان تینوں کو زندہ ہونے کے باوجود لاشوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ بہرحال میں اس کا کھوج نکال لوں گا۔ یہ میرا چیلنج ہے" ——— کرنل ڈی نے کہا۔

"میں نے صدر مملکت سے بات کی ہے۔ وہ بھی یہ رپورٹ سن کر بے حد پریشان ہو گئے ہیں۔ ان کا بھی آپ کے نام خصوصی پیغام ہے کہ آپ فوراً اس سازش کا کھوج نکالیں"
ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس ——— میں کوشش کر رہا ہوں۔ اچھا تھینک یو"

کرنل ڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے ایک طرف پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈی کالنگ۔ زیرو زیرو تھری اوور"

کرنل ڈی نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔ لیکن دوسری طرف سے خاموشی تھی۔ کال رسیو ہی نہ کی جا رہی تھی۔ کافی دیر تک مسلسل کال کرنے کے بعد آخر کار کرنل ڈی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار اور بھی زیادہ نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ لوگ آخر گئے کہاں۔ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ ایک بھی کال وصول نہیں کر رہا" ——— کرنل ڈی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک اور فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو ——— کرنل ڈی کالنگ راجر اوور" ——— کرنل ڈی نے نئی فریکوئنسی سیٹ کر کے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— راجر اٹنڈنگ اوور" ——— چند لمحوں بعد ایک واز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"راجر۔ زیرو زیرو تھری سے زیرو زیرو سیون تک ایک خصوصی شن پر ایکریمیا گئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی طرف سے نہ ہی اب ک کوئی رپورٹ آئی ہے اور نہ ہی وہ کال رسیو کر رہے ہیں۔

تم ایسا کرو کہ سپیشل سیکشن کے ذریعے انہیں ٹریس کر کے مجھے رپورٹ دو کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اوور"۔۔۔۔۔۔ کرنل ڈی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ اگر وہ یہاں آتے تو مجھ سے رابطہ ضرور کرتے۔ لیکن مجھے تو ابھی تک اطلاع ہی نہیں ہے اوور"۔۔۔۔۔۔ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم معلوم کرو۔ ان کا مشن ایسا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تم سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ہو اوور" کرنل ڈی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ جیسے ہی پتہ لگا میں آپ کو کال کروں گا اوور"۔۔۔۔۔۔ راجر نے جواب دیا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔۔ کرنل ڈی نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کال بیل کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔
اور عمران جو کہ بدستور بستر پہ لیٹا ہوا تھا۔ چند لمحے تو یہ آواز
برداشت کرتا رہا۔۔۔۔۔۔ پھر اس نے بجائے سلیمان کو
آوازیں دینے کے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اس کا انداز
لیا تھا جیسے وہ اس آواز سے بری طرح بیزار ہو رہا ہو۔
"ارے نامراد۔۔۔۔۔۔ تم نے کیا کر دیا میرے بچے کو۔ تمہیں
یہاں رکھا ہے۔ خود مست ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہے کھا کھا کر"
دازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی عمران کو اماں بی کی غصیلی اور
ی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"بیگم صاحبہ۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ وہ ایکریمیا اچھے بھلے
ئے تھے واپس آئے تو یہ حال ہے"۔۔۔۔۔۔ سلیمان کی
ی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم نے اُسے امام ضامن نہیں باندھا ہو گا۔ ماں ہوتی تو اس کا صدقہ اتارتی اور پھر بھیجتی۔ وہاں موئی کافرمیں بس نظر لگا دی ہو گی ——— کہاں ہے۔ میں دیکھتی ہوں کیسے ٹھیک نہیں ہوتا ہے ——— اماں بی کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

اور عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے شدید ذہنی کوفت ہو رہی ہو۔

اور پھر چند لمحوں بعد اماں بی کمرے میں داخل ہوئیں۔ ان کے پیچھے ثریا اور سب سے آخر میں بلیک زیرو تھا۔

"اوہ ——— واقعی۔ یہ تو آدھا بھی نہیں رہا۔ میں پہلے ہی کہتی تھی اس کے باپ کو۔ کہ اکلوتا بچہ ہے۔ اس کی شادی کر دو۔ ورنہ کوئی گوری چمڑی والی میم چمٹ گئی تو ساری عمر روتے گزر جائے گی ——— لیکن انہیں تو اپنے دفتر کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ کیا ہوا تمہیں۔ کس نے نظر لگائی ہے" اماں بی نے پریشان لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھی۔

"اماں بی۔ آپ بھی کمال کرتی ہیں۔ نظر کیسی۔ بس ویسے ذرا طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ طاہر نے آپ کو اطلاع دی ہو گی" ——— عمران نے انتہائی سخت نظروں سے بلیک زیرو کو گھورتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو شرمندہ سے انداز میں نظریں بچا کر دوسری

طرف دیکھنے لگا۔

"ہوں ——— طبیعت ٹھیک نہیں۔ شکل دیکھی ہے اپنی آدھے بھی نہیں رہے۔ وہ کہاں ہے مشٹنڈا سلیمان" اماں بی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جج ——— جی بیگم صاحبہ۔ میں آپ کے لئے چائے بنا رہا ہوں" ——— سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے لعنت بھیجو اس موئی چائے پر۔ یہی چائے پلا پلا کر تو تم نے اس کا رنگ روپ ہی جلا دیا ہے۔ کتنا گورا چٹا تھا ——— اور اب کیا حال ہے۔ جلی ہوئی لکڑی جیسا رنگ ہو گیا ہے۔ خبردار جو اب تو نے چائے کا نام لیا۔ جاؤ جا کر کوئلے دہکا کر لے آؤ۔ میں اسے دھونی دیتی ہوں۔ ابھی یہ ٹھیک ہو جائے گا" ——— اماں بی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پوٹلی کھولنی شروع کر دی۔

"اماں بی پلیز ——— یہ آپ کیا کر رہی ہیں" ——— عمران نے ...ونی کا سنتے ہی یک لخت پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھا رہ ——— ورنہ جوتیوں سے کھوپڑی پلپلی کر ...ں گی۔ بچپن میں بھی تمہیں اسی طرح نظر لگ جاتی تھی۔ تو ہر بل ...دھونی سے تو ٹھیک ہوتا تھا۔ ابھی دیکھنا کیسے نظر اترتی ...ہے" ——— اماں بی نے عمران کا کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"اماں بی پلیز۔ یہ دھونی دونی کا چکر چھوڑیں۔ بھائی جان کی طبیعت واقعی بے حد خراب لگتی ہے۔ کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں انہیں" ——— ثریا نے جو خاموش کھڑی تھی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو۔ خبردار جو تم نے میرے معاملے میں بولنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر کیا کریں گے نظر کے معاملے میں" اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ثریا ہونٹ چباتی ہوئی خاموش ہو گئی۔

"اماں بی۔ یہ طاہر نے حماقت کی ہے کہ آپ کو خواہ مخواہ میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔ میں ٹھیک ہوں بالکل ٹھیک ہوں" ——— عمران نے ایک بار پھر اماں بی کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ میں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ تم نے تو مجھے پیدا نہیں کیا۔ مجھے معلوم تمہیں کسی کلموہی کافری کی نظر لگ گئی ہے ——— وہ کہاں مر گیا سلیمان" ——— اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے کہا۔

"لے آیا ہوں بیگم صاحبہ" ——— اُسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ٹر تھا۔ جس میں کافی مقدار میں بڑے بڑے کوئلے پڑ خوب دہک رہے تھے۔

"یہ میز کھینچ کر رکھوا ہے اس پہ۔ چلو عمران آگے ہو کر جھک جاؤ اس پہ" ——— اماں بی نے کسی شعبدہ باز کی طرح باقاعدہ سچوئیشن سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ آپ" ——— عمران نے آخری بار احتجاج کرنے کی کوشش کی۔

"میں جو کہہ رہی ہوں وہی کرو" ——— اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران ذرا سا آگے ہوا۔ اور اس نے سر نیچے میز پہ رکھے ہوئے دہکتے کوئلوں پہ جھکا دیا۔ اس کی آنکھوں سے واقعی شدید بے بسی کا اظہار ہو رہا تھا۔

بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ اُسے اب اس یب وغریب سچوئیشن پہ واقعی ہنسی آرہی تھی کہ پاکیشیا کرٹ سروس کے چیف کو دھونی دی جا رہی ہے۔

اماں بی نے پوٹلی کھولی اور پھر اس میں سے کافی مقدار ہرمل کے دانے نکال کر انہوں نے کوئلوں پہ پھینک دیئے۔ ڑاہٹ کی آواز ابھری ——— اور اس کے ساتھ ہی کوئلوں سے کثیف سا دھواں نکلا اور کمرہ کسی نامانوس سی بُو سے ر گیا۔ یہ دھواں سیدھا جھکے ہوئے عمران کی ناک میں ستا گیا ——— اماں بی مسلسل ہرمل کے دانے کوئلوں پر تی جا رہی تھیں۔ اور کمرے میں پھیلی ہوئی بُو تیز سے تیز تر تی جا رہی تھی۔ اب عمران کو چھینکیں آنے لگ گئی تھیں۔ اماں بی نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ کر جھکایا ہوا تھا۔

اور وہ مسلسل ہرمل کے دانے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پھینکا رہی تھیں۔

بلیک زیرو۔ ثریا اور سلیمان خاموش کھڑے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے تھے۔ اماں بی نے اس وقت تک ہاتھ نہ روکا جب تک ان کی پوٹلی بالکل خالی نہ ہو گئی ——— عمران چھینکتے چھینکتے بُرا حال ہو گیا تھا۔

"بس کافی ہے۔ لے جاؤ انہیں" ——— اماں بی نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کوئلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور سلیمان نے آگے بڑھ کر کوئلوں کا ٹرے اٹھایا اور مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب یہ تعویذ پہن لو" ——— اماں بی نے ایک اور چھوٹی سی پوٹلی سے کپڑے میں بندھا ہوا تعویذ نکالتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ یہ سلیمان کے گلے میں ہونا چاہیئے۔ اسی کی نظر لگتی ہے مجھے۔ جب بھی ترچھی نظروں سے دیکھتا ہے۔ نظر سیدھی آکر لگ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھیں ٹیڑھی ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو یہ سلیمان لگا رہا ہے نظر میرے بچے کو۔ بلاؤ اُسے" ——— اماں بی نے فوراً چونکتے ہوئے کہا۔

"سلیمان ——— ارے او سلیمان۔ جلدی آؤ۔ اماں بی تیری ترچھی نظریں سیدھی کرنا چاہتی ہیں" ——— عمران نے

چیختے ہوئے کہا۔

اور ایک طرف کھڑے بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ کیونکہ اب عمران کی آنکھوں میں وہ پہلے جیسی چمک بھی لوٹ آئی تھی ——— اور اس کی آوازیں بھی وہ تیزی اور کاٹ موجود تھی۔ جو اس سے پہلے یکسر مفقود ہو چکی تھی۔

"جی بیگم صاحبہ" ——— سلیمان نے فوراً ہی واپس آتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں عمران کو ترچھی نظروں سے دیکھتے ہو۔ بتاؤ مجھے۔ کیوں دیکھتے ہو" ——— اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ۔ یہ خود کہتے ہیں کہ مجھے ترچھی نظروں سے دیکھو۔ تب مجھے سیدھا نظر آتا ہے" ——— سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے سیدھا نظر آئے یا الٹا۔ خبردار اگر اب تم نے ترچھی نظروں سے دیکھا۔ یہ لو یہ تعویذ تم پہنو۔ اگر تم نے اسے اتارا تو جوتیوں سے کھوپڑی توڑ دوں گی" ——— اماں بی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا تعویذ سلیمان کی طرف بڑھا دیا۔

سلیمان نے خاموشی سے تعویذ پکڑا۔ اور اُسے جیب میں ڈالنے لگا۔

" ارے ارے ـــــ کیا کر رہے ہو ۔ گلے میں ڈالو "
اماں بی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔ تو سلیمان نے گھبرا کر جلدی سے اُسے گلے میں ڈال کر گانٹھ دینی شروع کر دی ـــــ وہ اماں بی کے غصے سے بڑا ڈرتا تھا ۔ اس لئے مجبوراً اُسے تعویذ پہننا پڑا تھا ۔

" اب کیا حال ہے " ـــــ اماں بی نے سلیمان کی طرف سے مطمئن ہوتے ہوئے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا ۔

" اماں بی ۔ اب تو دل کا چین ۔ آنکھوں کا نور ...... " عمران نے باقاعدہ سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

" دماغ کی خرابی ...... " ـــــ ثریا نے ہنستے ہوئے لقمہ دیا ۔

" دیکھا اماں بی ۔ اب اس چڑیل کی شادی ہو جانی چاہیئے ۔ کہہ رہی ہے کہ اماں بی کی دماغ کی خرابی رنگ لائے گی " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیا کیا ـــــ مجھے کہہ رہی ہے ۔ کیوں " ـــــ اماں بی غصے سے ثریا کی طرف مڑی ۔

" اماں بی ۔ آپ بھی خواہ مخواہ بھائی جان کی باتوں میں آ جاتی ہیں ۔ میں تو انہیں کہہ رہی تھی " ـــــ ثریا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا ۔

" عمران سچ کہتا ہے ۔ جب لڑکیاں بڑی ہو جائیں تو ان کے دماغ میں خرابی آجاتی ہے ۔ میں ابھی جا کر تمہارے اپ سے بات کرتی ہوں ـــــ لیکن انہیں تو موئے فتر کے علاوہ کسی چیز کا ہوش ہی نہیں ۔ دفتر نہ ہوا سوکن وگئی " ـــــ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" اماں بی ـــ آپ کبھی دفتر گئی ہیں ان کے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میں ـــ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے ۔ اس موئے فتر جانے کی " ـــــ اماں بی نے جھلا کر کہا ۔

" اوہ ۔ تبھی آپ کو معلوم نہیں ۔ اب میں کیا کہوں شرم تی ہے ۔ آخر وہ ڈیڈی ہیں ۔ ورنہ آپ اس بال کٹی کو یکھ لیں تو ...... " ـــــ عمران نے شرارت بھرے ندار میں کہا ۔

" کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو ۔ اس عمر میں ۔ میں ابھی اتی ہوں ۔ چل ثریا ۔ میں بھی کہوں آخر یہ موا دفتر کیوں جان ے چمٹ گیا ہے ۔ ہر وقت دفتر ہر وقت دفتر " ل بی کا پارہ واقعی ساتویں آسمان تک پہنچ گیا ۔

" اماں بی ۔ وہ تو سیکرٹری ہے ان کی ۔ ڈکٹیشن لیتی ہے یڈی سے ۔ یہ بھائی جان " ـــــ ثریا نے اماں بی کو سمجھانے ی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔

" کیا ـــــ کیا لیتی ہے ۔ اوہ ۔ گھر میں جوان لڑکی بیٹھی ہے ۔

اور وہ اسس کمبوہی کو دے رہے ہیں ۔ چلو ابھی چلو"
اماں بی کے غصے کا گراف اور زیادہ بڑھ گیا ۔ اور پیر پٹختی
ہوئیں سیدھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئیں ۔ ثریا انہیں
سمجھانے کی کوشش کرتی ہوئی ان کے پیچھے لپکی ۔

"اب مزہ آئے گا" ۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا ۔
اسس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک موجود تھی ۔

"عمران صاحب ۔۔۔ کیا واقعی آپ کو نظر لگ گئی تھی ۔
مجھے تو یقین نہیں آرہا ۔ آپ کی تو کایا ہی پلٹ گئی ہے"
بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

"کایا پلٹ گئی ۔ کیا مطلب ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر داڑھی تو ہے ۔
پھر کیسے پلٹ گئی" ۔۔۔۔ عمران نے گھبرا کر اپنے چہرے
پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ایسے کہا جیسے اسے یک لخت
اپنی جنس بدلنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہو ۔

"میں جنس کی بات نہیں کر رہا ۔ آپ کی ذہنی حالت کی بات
کر رہا ہوں ۔ مجھے واقعی یقین نہیں آرہا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"ہاں ۔۔۔ واقعی بلیک زیرو ۔ چھینکیں آنے کے بعد مجھے
یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے ذہن کے اندر کوئی
روشنی سی پھیل گئی ہو ۔ ارے اوہ ۔ وہ تم نے فورکارنرز
کے بارے میں کیا کیا" ۔۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ
لہجے میں کہا ۔

"فورکارنرز ۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے
نکتے ہوئے کہا ۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ مجھے اب یاد آرہا ہے ۔ بالکل یاد آرہا ہے ۔
رنل فریدی اور میجر پرمود بھی وہیں موجود تھے ۔ اور فورکارنرز
لے کہہ رہے تھے کہ وہ جلد ہی دنیا کے حاکم ہوں گے ۔
ر انہیں اپنی سیکرٹ سروس کے لئے ہماری ذہنی
لاحیتوں کی ضرورت ہے ۔۔۔ اوہ ۔ اس کے بعد کیا ہوا ۔
مجھے تو اسس کے بعد بالکل اندھیرا سا محسوس ہو رہا ہے"
ان نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا ۔

"ذہنی صلاحیتوں کی ضرورت ہے ۔۔۔ کیا مطلب ۔ یہ
پ کیا کہہ رہے ہیں ۔ کہیں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑی
رح گھبرا کر کہا ۔ اسس کا لہجہ بتا رہا تھا جیسے اسے عمران کی
نی حالت پر شک پڑ گیا ہو ۔

"اوہ ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ یہ تو واقعی حیرت انگیز
م ہو گیا ۔ ناممکن ممکن ہو گیا ۔ تم نے کرنل فریدی اور میجر پرمود
پتہ کیا ہے ۔ ان کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔۔ عمران نے
ک کر کہا ۔

"ان کی بھی یہی پوزیشنیں تھیں ۔ کیپٹن حمید کی کال آئی تھی ۔
نل فریدی بھی آپ کی طرح ڈل ہو گئے ہیں"
زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

"ہونہہ ۔۔۔ اسس کا مطلب ہے ۔ یہ فورکارنرز والے

سائنس میں بہت آگے نکل چکے ہیں ۔ مجھے بتاؤ کہ میری کیا پوزیشن رہی تھی ۔ جسے تم ڈل کہہ رہے ہو ۔ مجھے تو بس اندھیرا سا محسوس ہو رہا ہے " ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

اور بلیک زیرو نے اُسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح سرکاری رپورٹ بھی یہی آئی ۔ جولیا اور صفدر نے بھی یہی رپورٹ دی کہ آپ کانفرنس میں بالکل خاموش رہے ۔ اپنی طبیعت اور عادت کے برعکس اور پھر واپسی پر بھی آپ نے اب تک کسی کام میں کوئی دلچسپی نہیں لی ـــــ بس یوں سمجھئے کہ اماں بی کے ہرل کی دھونی سے پہلے آپ کا ذہن جیسے سو گیا ہو " ـــــ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ہونہہ ـــــ تو یہ بات ہے ۔ میں سمجھ گیا کہ فور کارنرز کا ذہنی صلاحیتیں حاصل کرنے کا کیا مطلب تھا ۔ انہوں نے بالکل نیا کام دکھایا ہے ۔ انہوں نے لازماً اوٹاہ پراسس ہم پہ استعمال کیا ہے ـــــ اب میں سمجھ گیا ہوں ۔ لیکن اب یہ نئی بات سامنے آئی ہے کہ ہرل کا دھواں اس اوٹاہ پراسس کا صحیح توڑ ہے " ـــــ عمران نے کہا ۔

" میں سمجھا نہیں ۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ۔ کیا آپ کا ذہن ...... " ـــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" تم فکر نہ کرو ۔ اب سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ واقعی جب قدرت کوئی کام کرنے پر آتی ہے تو حیرت انگیز اتفاقات پیدا ہو جاتے ہیں ـــــ اوٹاہ نامی سائنسدان ناڈا کا انتہائی مشہور سائنس دان تھا ۔ جس نے دماغ کے خلیات پر بے پناہ ریسرچ کی ہے ۔ پھر وہ اچانک غائب ہو گیا ۔ لیکن غائب ہونے سے پہلے اس کی ایک مخصوص تھیوری نے سائنس کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا ـــــ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ انسانی ذہن کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر اس کے اندر موجود صلاحیتوں کو کسی اور انسان کے ذہن میں منتقل کر سکتا ہے ـــــ اس کی تفصیلات بتانے کے لئے اس نے کانفرنس کا اعلان بھی کیا تھا لیکن وہ اچانک غائب ہو گیا ۔ اور دنیا آہستہ آہستہ یہ سب کچھ بھول گئی ۔ اب مجھے یقین ہے کہ فور کارنرز نے اُسے اغوا کیا ہو گا ـــــ اس لئے وہ بولنے والا کہہ رہا تھا کہ دماغ نہیں دماغی صلاحیتیں حاصل کی جائیں گی " ـــــ عمران نے کہا ۔

" لیکن یہ کس طرح ممکن ہے عمران صاحب کہ جیتے جاگتے انسان کے ذہن سے صرف صلاحیتیں نکال لی جائیں ۔ اور اگر ایسا ہوتا تو پھر اب آپ کے ذہن میں دوبارہ صلاحیتیں کیسے پیدا ہو گئیں " ـــــ بلیک زیرو نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا ۔

" جہاں تک میں سمجھا ہوں ۔ اوٹاہ پراسس میں ذہنی صلاحیتیں

تو باہر آجاتی ہوں گی۔ لیکن وہ اس قدرتی پراسس کو نہیں روک سکتے۔ جس سے ذہن کے خلیات مسلسل بنتے رہتے ہیں ——— یقیناً قدرتی عمل کے تحت وہ صلاحیتوں والے خلیات ذہن میں دوبارہ تیار ہو گئے۔ لیکن اس پراسس کی وجہ سے ذہن پر ایسا دباؤ پڑ جاتا ہو گا کہ وہ خلیات حرکت نہ کر سکتے ہوں گے ——— اور یہ ہرمل کے دھوئیں میں قدرتی طور پر ان خلیات کو تحرک دینے کی طاقت موجود ہے۔ مجھے کرنل فریدی اور میجر پرمود کو بھی اس جمود سے نجات دینی ہو گی ——— اب ان کی تو اماں بی نہیں ہیں۔ جو نظر اتارنے کے لئے انہیں ہرمل کی دھونی دیں" ——— عمران نے کہا۔

"تو اب کیا آپ ان دونوں کو خود جا کر ہرمل کی دھونی دیں گے" ——— بلیک زیرو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ان کے بھی جن اتارنے پڑیں گے مجھے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ فور کارنرز کا کیا ہو گا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں یاد ہے کہ ایکریمیا جانے سے پہلے کرنل فریدی کا فون آیا تھا کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ کوئی تنظیم اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے ——— اور پھر راستے میں ایک بوڑھے کے پاس مجھے ٹرانسمیٹر بال پوائنٹ نظر آیا تو میں نے اسے اٹھا لیا۔ اور اس سے میں نے ایک لوکیشن چیک کر لی تھی۔ میرا

ل ہے۔ میری کرنل فریدی سے ہونے والی بات چیت کا ہیں پتہ چل گیا اور انہوں نے فوراً ہی ہم تینوں کو قابو کر لیا۔ ، ذرا کرنل اور میجر پرمود کے جن اتار دوں ——— پھر اس ،کارنرز کے جن بھی اتار دوں گا۔ اگر اماں بی میری نظر نہ اتارتیں انہوں نے تو مجھے زندہ درگور کر ہی دیا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے سلیمان کو از دی۔ پہلی آواز پر ہی سلیمان دروازے پر نمودار ہوا۔

"ارے وہ تعویز کہاں ہے۔ کیا پھر مجھے نظر لگانے کا ادہ ہے" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ میں نے سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ بڑا کارگر تعویز ہے۔ پیشن فیاض آئے گا تو اسے پہناؤں گا۔ ویسے آپ کا چہرہ ل گیا ہے ——— اماں بی کی دھونی نے واقعی کام دکھایا ہے" سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ماؤں کا یہی فائدہ ہوتا ہے۔ اچھا تم ایسا کرو۔ ار جا کر کلو دو کلو ہرمل خرید لاؤ" ——— عمران نے کہا۔

"ہرمل خرید لاؤں ——— وہ کیوں" ——— سلیمان نے حیران تے ہوئے کہا۔

"وہ کرنل فریدی اور میجر پرمود کے جن اتارنے ہیں۔ میرا تو بے چارہ کوئی کمزور سا ہو گا۔ تھوڑے سے دھوئیں ے ہی بھاگ گیا ——— کرنل اور میجر کے جن تو ان کی طرح تور ہوں گے" ——— عمران نے کہا۔

"تو کیا ان کو بھی نظر لگ گئی ہے ۔۔۔۔ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

"اب ہم جیسے کنواروں کے ساتھ یہی ہو گا ۔ میرے پاس تو اچھا نسخہ آگیا ہے ۔ اب تم تنخواہ مانگ کر دکھانا ۔ پورے ایک کلو ہرمل کی دھونی دوں گا تمہاری ناک میں" عمران نے کہا ۔ اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

"عمران صاحب ۔۔۔ یہ ہرمل ہے کیا ۔ اب تک میں نے اس کا نام تو سنا تھا ۔ لیکن اس کی یہ عجیب و غریب صفت آج دیکھی ہے " ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"ارے تمہیں ہرمل کا نہیں معلوم ۔ بھائی یہ بڑی قدیم دوا ہے ۔ فارسی میں اسے اسپند کہتے ہیں ۔ اب تک تو یہی سمجھا جاتا تھا کہ یہ قدرتی جراثیم کش ہے ۔۔۔ اس کے دھوئیں سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں ۔ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ طبی تحقیق اس بارے میں بے حد محدود ہے اور جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو یہی سمجھا گیا ہو گا کہ بس یہ جراثیم کش ہے ۔۔۔ حالانکہ صدیوں سے اسے جن اتارنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے ۔ لیکن ظاہر ہے ۔ دماغی خلیات میں جمود اور گڑبڑ ہو جانے کو ہی جن آجانا کہتے ہوں گے ۔۔۔ اور اس اسپند میں یہ قدرتی خاصیت ہے کہ یہ دماغی خلیات کو درست کر دیتا ہے ۔ اس طرح آدمی ٹھیک

ہو جاتا ہو گا اور لوگ یہی سمجھتے ہوں گے کہ جن اتر گیا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا عمران صاحب ۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے ۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"تمہاری ناک میں بھی دھواں پہنچا ہو گا اسی لئے تو بات سمجھ میں آنے لگی ہے ۔ تم ایسا کرو کہ ایکریمیا میں فارن ایجنٹ کو الرٹ کر دو ۔۔۔ میں کرنل فریدی اور میجر پرمود سے نمٹ کر اس فور کارنرز کے جن بھی لگے ہاتھوں اتارنا چاہتا ہوں " عمران نے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جب کہ عمران بڑھی ہوئی شیو پر ہاتھ پھیرتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا ۔

"کہاں ہے وہ جمن۔ بلاؤ اسے۔ ابھی اور اسی وقت۔ سالا انعام مانگ رہا تھا۔ لعنت ہے اس پر۔ دیتا ہوں اسے انعام منعام" ——— قاسم نے بڑی طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے جمن کانپتا ہوا ہاتھ جوڑے اندر داخل ہوا۔

"حجور۔ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی ہے" ——— جمن نے ڈرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ قاسم کی دہاڑ سے اندازہ لگا چکا تھا کہ قاسم واقعی بے حد غصے میں ہے۔

"گلتی ——— سالے تم سے گلتی نہیں گلتا ہو گیا ہے۔ تم نے مشورہ دشورہ دیا تھا نا کہ کرنل پھریدی کی تیمار داری کر آؤں" قاسم نے اسی طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

"حجور۔ وہ تو ثواب کا کام ہے۔ مولبی صاحب نے بھی آپ کو بولا تھا۔ حجور" ——— جمن نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔

"ابے چوپ ——— اب پھر بول رہا ہے۔ اس ثواب مواب نے اپن کا بیڑہ گرق کر دیا۔ میری حالت دالت دیکھ رہے ہو۔ یہ ہے وہ ثواب مواب جس کا مشورہ تم نے دیا سالے ——— چھینک چھینک کر میرا دماگ ہی خالی ہو گیا۔ اب ٹن ٹن بج رہی ہے کھوپڑی۔ اب اسے تو بھرے گا یا تمہارا باپ بھرے گا۔ بول" ——— قاسم کا غصہ واقعی عروج پر تھا۔

اور جمن بے چارے کا جسم واقعی خوف سے کانپنے لگا۔ اُسے معلوم تھا کہ قاسم جب اتنے غصے میں آ جائے تو پھر اس کی خیر نہیں ہوتی ——— قاسم کا چہرہ واقعی سوجا ہوا تھا۔ لیکن اب اُسے اصل بات معلوم ہی نہ تھی۔ کہ آخر قاسم کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ اور اتنی جرأت اس میں نہیں تھی کہ وہ قاسم سے اصل بات پوچھ کر کوئی نیا بہانہ بناتا۔

"حجور۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اب ثواب بھرنے کے لئے بہت سی جگہ بن گئی۔ اور ثواب جتنا زیادہ ہو گا اتنی ہی زیادہ حوریں ملتی ہیں" ——— جمن نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے کہا۔

"بہت سی حوریں ——— ہی ——— ہی ——— ہی ——— پھر تو ٹھیک ہے۔ سالی کو بھینے دو ٹن ٹن۔ جاؤ۔ لے آؤ ثواب جاؤ جلدی"

قاسم کی ذہنی رو حسب توقع پلٹ گئی اور جمن نے اطمینان کا سانس لیا اور تیزی سے باہر کو لپکا۔

"ابے کھالی جارا ہے۔ سالے کوئی برتن تو لے لے۔ کس میں لائے گا ثواب مواب۔ اگر کہیں گر گیا تو وہ حوریں ....." قاسم کو خیال آیا تو وہ چیخ پڑا۔

اُسی لمحے جمن دوبارہ اندر داخل ہوا۔

"حجور۔ وہ آپ کے خالہ جاد آئے ہیں وہ عمران صاحب" جمن نے اندر آتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"خالہ جاد ــــ اوہ۔ یہ کہاں سے ٹپک پڑا اس وقت وہ حوریں اس کے سامنے آ گئیں تو۔ ارے کہاں ہے۔ میں اس سے جان چھڑاؤں۔ وہ تو ایک نمبر خالہ جاد ہے۔ ایک بھی حور نہیں رہنے دے گا" ــــ قاسم نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور جلدی سے اٹھ کر باہر کی طرف لپکنے لگا۔

لیکن اُسی لمحے دروازہ کھلا اور عمران اندر آ گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' یا اخی القاسم" عمران نے اندر آتے ہی بڑے فصیح و بلیغ انداز میں کہا۔

"تگ ــ تگ ــ کیا تمہارے ہاتھ لگ گئیں۔ اوہ اب کیا کروں۔ ایک تو سالے جب بھی حوروں موروں کا سکوپ بنتا ہے تم ٹپک پڑتے ہو۔ یا وہ صورت حرام کپتان۔ اس سے تو میں اب پوچھوں گا ــــ اگر اس کی ناک میں

گنگا پیر کی دس دھونیاں نہ دیں تو میرا نام قاسم نہ ہوگا" قاسم نے انتہائی جھلائے ہوئے انداز میں اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جتنی حوریں کہو گے امپورٹ کرا دوں گا۔ آج کل حوروں سے بڑی دوستی ہے اپنی۔ لیکن یہ کیپٹن حمید آج صورت حرام کیسے ہو گیا ــــ اور یہ پیر۔ دھونی۔ یہ کیا چکر ہے" ــــ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہی ــ ہی ــــ ذرا تگڑی سی حوریں منگانا۔ ایسا نہ ہو سالی تاجک ماجک۔ سنیک سلائی حوریں۔ منگوالو۔ تنکوں کے مافق" ــــ قاسم نے شرمائے ہوئے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے تم سے بھی ڈبل۔ سپیشل آرڈر ہوگا۔ تم فکر نہ کرو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ تم واقعی میرے خالہ جاد ہو۔ وہ تو اب میرا دشمن نمبر ایک ہے۔ میں نے بول دیا ہے۔ گنگا پیر کو۔ وہ دھونیاں تیار کر رہا ہے" ــــ قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہوا کیا۔ تمہارا چہرہ بھی سوجا ہوا ہے" ــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"وہ اس جمن نامراد نے کہا کہ تیمارداری ثواب مواب ہوتی ہے اور ثواب سے حوریں ملتی ہیں۔ تمہیں معلوم ہے

کرنل پھریدی پر جبردست جن آگیا۔ میں نے کہا بھی کہ گنگا پیر سے تویج لے لو اور دھونی۔ مگر وہ صورت حرام حمید مانا ہی نہیں ——— پھر کرنل کا ملاجم ہے ناں وہ مجور بخش وہ دھونی لے آیا۔ اس صورت حرام نے بجائے کرنل پھریدی کو دینے کے میری ناک میں گھسیڑ دیا۔ وہ سرخ مرچوں والی دھونی ——— میری چھینکتے چھینکتے حالت خراب ہو گئی۔ وہ تو کرنل پھریدی نے دوا ڈالی تو میں ٹھیک ہوا۔ لیکن اب کھوپڑی سالی خالی ہے۔ ٹن ٹن بج رہی ہے۔ جمن کہہ رہا تھا کہ وہ ثواب لے آتا ہے ——— اس سے کھوپڑی بھر جائے گی تو حوریں موریں بہت ملیں گی کہ تم آن ٹپکے" قاسم نے اپنے مخصوص انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا

" ارے پھر تو کام بن گیا۔ میں بھی کہہ رہا تھا کہ آخر کالے شاہ نے تمہارا نام کیوں لیا تھا" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" کالے شاہ نے ——— وہ کون بجرگ ہے" ——— قاسم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" بہت بڑا بزرگ ہے۔ اک دم بڑا۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ صرف قاسم ہی کرنل فریدی کا جن اتار سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑا نیک آدمی ہے۔ چنانچہ میں تمہارے پاس آیا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہی ——— ہی ——— میں کیا نیک میک ہوں۔ میرا باپ ذرا

بھی نیک میک نہیں تھے۔ ہی ——— ہی" ——— قاسم نے انکساری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

" کیوں ——— تم غریبوں کو خیرات نہیں دیتے" عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" خیرات ——— اوہ ہاں۔ دیتا ہوں۔ مولبی صاحب لے جاتے ہیں۔ اک دم پانچ ہزار لے گئے تھے۔ کہتے تھے کہ گریبوں کو دینی ہے" ——— قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بس پھر تم نیک تو ہو۔ چلو اٹھو" ——— عمران نے کہا۔

" کہاں" ——— قاسم نے چونک کر پوچھا۔

" کرنل فریدی کا جن نکالنے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" ارے نابابا ——— میں باج آیا اس نیک میک ہونے سے۔ وہ پھر دھونی دے دی اس صورت حرام نے تو۔ ......" ——— قاسم نے فوراً ہی کانوں کے ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

" اب تو تمہیں جانا ہوگا بزرگ کالے شاہ کا حکم ہے۔ اور اس کا حکم نہ ماننے جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ تمہیں گرمی لگ رہی ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" گرمی ——— اوہ ——— ہاں ہاں۔ اف۔ اف۔ گرمی تو بہت لگ رہی ہے" ——— قاسم نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"توجلدی سے کہو۔ کالے شاہ بزرگ معاف کر دو۔ میں کرنل فریدی کا جن اتارنے کو تیار ہوں۔ جلدی کرو۔ ورنہ ابھی آگ بھڑک اٹھے گی ——— ابھی کالے شاہ نے تھوڑے سے کوئلے ڈالے ہوں گے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— کالے شاہ بجرگ۔ تم بہت اچھے بجرگ ہو۔ بہت بڑے۔ ماف کر دو۔ میں کرنل پھریدی کیا اس کے باپ دادا کا جن بھی اتار دوں گا۔ ماف کر دو" ——— قاسم نے فوراً ہی گڑگڑا کر معافی مانگنی شروع کر دی۔

"بس اب گرمی دور ہو گئی ہو گی۔ ہو گئی ناں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گرمی ——— اوہ ہاں۔ اب تو گرمی نہیں ہے۔ مگر یہ جن۔ اوہ کہیں وہ جن صاحب مجھ پر چڑھ گئے تو ......" قاسم نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ جن کی جرأت ہے کہ کالے شاہ کا نام لو اور تم پر چڑھے اس نے مرنا ہے۔ ساری زندگی گزر جائے گی اُسے تم پر چڑھتے چڑھتے ——— چلو جلدی کرو کہیں پھر گرمی نہ لگ جائے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں ——— چلو چلو" ——— قاسم نے کہا۔ اور اتنی تیزی سے دروازے کی طرف لپکا جیسے اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو واقعی وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے کرنل فریدی

کی کوٹھی کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ عمران ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"سنو ——— غور سے سن لو۔ گڑبڑ نہ ہو۔ جیسے ہی تم کرنل فریدی کی کوٹھی میں پہنچو گے۔ کالے شاہ کی روح تم میں آ جائے گی۔ اور تم کالے شاہ بزرگ بن جاؤ گے۔ اور میں تمہارا مرید ——— بس تم نے حکم دینا ہے کہ کرنل فریدی کو دھونی دو۔ اور پھر کرنل فریدی یا کیپٹن حمید کچھ بھی کہے۔ تم نے کسی کی بات نہیں سننی۔ آخر تم کالے شاہ بزرگ ہو گئے ——— باقی میں جیسا کہتا رہوں۔ تم نے میری تائید کرنی ہے۔ اگر تم نے کوئی غلطی کر دی تو اُسی لمحے جل کر راکھ ہو جاؤ گے" ——— عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

شرارت کی وجہ سے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ آیا تو تھا کرنل فریدی کے ذہنی خلیات ہرمل کے دھویں سے متحرک کرنے ——— لیکن راستے میں اس نے سوچا کہ اگر یہ کام پورے ڈرامے سے ہو تب ہی لطف آئے گا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے قاسم کو استعمال کرنے کا پروگرام بنایا تھا ——— یہی وجہ تھی کہ ایئر پورٹ سے اترتے ہی وہ سیدھا قاسم کی رہائش گاہ پر پہنچا تھا۔ اب یہ اور بات تھی کہ قاسم بے چارہ پہلے ہی کرنل فریدی کا جن اتارنے کے چکر میں سرخ مرچوں کی دھونی دے چکا تھا۔

"مم ——— مم ——— مگر وہ میں ......" ——— قاسم

سنے خوف سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے نہیں مت کرنا۔ ورنہ وہ کالے شاہ بڑے جلالی بزرگ ہیں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور قاسم نے یوں سر ہلا دیا جیسے وہ اب باقی ساری زندگی کالے شاہ بننے پر تیار ہو چکا ہو۔

تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی کی کوٹھی آ گئی۔ اور قاسم نے کار کھلے پھاٹک میں سے اندر موڑ دی۔

" تیار ہو جاؤ۔ تم کالے شاہ ہو جلالی بزرگ "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور قاسم نے کار روکتے ہی آنکھوں کو پھیلانے کی کوشش کی اور گال پھلا لئے تاکہ واقعی اس کا چہرہ جلالی نظر آئے۔

" ہو۔۔۔ ہو۔۔۔ ہو۔۔۔ کالے شاہ آ گیا ہے۔ اب دیکھتا ہوں کیسے جن رہتا ہے "۔۔۔۔ قاسم نے کار سے باہر نکلتے ہی سینہ پھلا کر زور سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور عمران مسکرا دیا۔ واقعی قاسم میں ایکٹنگ کی بہترین صلاحیتیں موجود تھیں۔

" شاباش۔۔۔ یہ ہوئی نا بات "۔۔۔۔ عمران نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور قاسم اس طرح سینہ پھلائے دھم دھم کرتا کرنل فریدی کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا جیسے پنجابی فلموں میں ڈاکو ہیرو

پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالے اکڑ اکڑ کر چلتا ہے۔

" ارے تم پھر آ گئے۔ ابھی تمہیں عقل نہیں آئی "۔

اسی لمحے دروازے سے کیپٹن حمید نے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

" ہٹ جاؤ۔ نامراد۔ صورت حرام۔ بے دیکھا۔ کالے شاہ کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ ورنہ جل جلا کر خاک ہو جاؤ گے۔۔۔۔ ارے کیا ہو جاؤ گے۔ ایک تو سالے یہ لفظ بھی عین موقع پر بھول جاتے ہیں "۔۔۔۔ قاسم نے یک لخت گڑبڑا کر عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" راکھ۔ کوئلہ۔ جو مرضی آئے کہہ دو۔ کالے شاہ کا جو جی چاہے کہہ سکتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ جل جلا کر سالے کوئلہ مولہ ہو جاؤ گے "۔۔۔۔ قاسم نے ایک بار پھر اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

" اوہ تم عمران۔ یہ تم اسے ساتھ لے آئے ہو " کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" کیا بات ہے۔ کیا شور مچا رکھا ہے تم نے "

اچانک دروازے سے کرنل فریدی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

" بب۔۔۔ بب۔۔۔ باپ رے۔ اوہ ڈڈ۔۔۔ ڈڈ۔ ڈیڈی

رے۔ گک ۔۔۔ کرنل فریدی "۔۔۔ قاسم نے
کرنل فریدی کی آواز سنتے ہی بُری طرح خوف زدہ ہوتے
ہوئے کہا۔ اس کا پھلا ہوا سینہ یک لخت اس طرح پچک
گیا جیسے غبارے میں سے ہوا نکل جاتی ہے۔

"ارے ۔ تم کالے شاہ ہو۔ بڑے بزرگ "۔۔۔ عمران
نے اُسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر وہ کرنل پھریدی ۔ نہ بابا ۔ میں باز آیا۔
یہ کالے پچھے شاہ بننے سے ۔ کرنل پھریدی بڑا سخت آدمی
ہے "۔۔۔ قاسم نے انتہائی گبھراتے ہوئے لہجے میں
کہا اور تیزی سے واپس کار کی طرف پلٹا۔

"قاسم۔ ادھر آؤ "۔۔۔ اچانک کرنل فریدی نے
کہا۔

"ج ۔۔۔ ج ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا قصور مصور نہیں ہے ۔ اس
خالہ جاد نے کہا تھا کہ کالے شاہ کی روح بن جاؤ۔ ایمان
سے۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا قصور نہیں ہے "۔۔۔ قاسم
نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے ۔ عمران اب تم بچگانہ حرکتوں پر اتر
آئے ہو ۔ قاسم اب اگر تم کوٹھی میں نظر آئے تو گولی مار
دوں گا "۔۔۔ کرنل فریدی نے غصے سے ہونٹ کاٹتے
ہوئے کہا۔

"ج ۔۔۔ ج ۔۔۔ جی ۔۔۔ اچھا ۔ بالکل گولی کیا توپ مار دینا۔

مم ۔۔۔ مم "۔۔۔ قاسم نے بُری طرح گھبرائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کار میں بیٹھا اور اس نے
کار اتنی تیزی سے موڑی کہ عمران اس کے نیچے آتے ہوتے
بال بال بچا۔

"ارے ارے ۔۔۔ کالے شاہ بھاگ گیا ارے وہ جن"
عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن قاسم تو کار سمیت پلک
جھپکنے میں ہوا ہو گیا۔

"سنو ۔۔۔ تم کیسے آتے ہو "۔۔۔ کرنل فریدی نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

جب کہ کیپٹن حمید خاموش کھڑا غور سے عمران کو دیکھ
رہا تھا اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات تھے۔

"میں نے سوچا تھا کرنل فریدی کا جن خاصا زبردست ہو
گا ۔ اس لئے میں اس کے مقابلے کا جن پکڑ لایا تھا۔ لیکن
آپ نے اُسے بھگا دیا ۔۔۔ اب اگر جن نے کشتی کے لئے
للکارا تو کیا ہو گا "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ کیپٹن حمید عمران کو کسی ہوٹل میں کمرہ
لے دو۔ اس نے بکواس سے باز نہیں آنا۔ اور میری طبیعت
ٹھیک نہیں ہے "۔۔۔ کرنل فریدی نے ایسے لہجے میں
کہا۔ جیسے اُسے عمران کی وہاں موجودگی بے حد ناگوار گزر
رہی ہو۔

"میرا بھی یہی حال تھا۔ اگر اماں بی میری نظر اتارنے کے لئے دھونی نہ دیتیں تو میں بھی پڑا تھا بستر پر۔ سلیمان کی آواز بھی مجھے بُری لگتی تھی ـــــ آپ کا قصور نہیں ہے۔ اس فور کارنرز نے جن ہی ایسے چڑھائے ہیں ہم پر"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میں نے تمہیں فون کیا تھا۔ اس وقت تو واقعی تمہارا لہجہ شدید بیزاری لئے ہوئے تھا۔ اور تمہارے چیف نے بتایا تھا کہ تم کسی چیز میں دلچسپی نہیں لے رہے ـــــ لیکن اب تو تم بالکل ٹھیک نظر آ رہے ہو" ـــــ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"وہ اس وقت کی بات تھی۔ یہاں کوئلے تو ہوں گے۔ جا کر ذرا کچھ کوئلے دہکا کر لے آؤ۔ میں کرنل فریدی کا جن بھی اتار دوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"شٹ اپ ـــــ یہ تم نے کیا تماشہ لگا رکھا ہے"
کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"دھیرج دھیرج جن صاحب۔ شانتی۔ ورنہ اماں بی کو بلا لاؤں گا۔ پھر جوتیاں بھی ساتھ پڑیں گی" ـــــ عمران نے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔
"خبردار۔ اگر تم نے کمرے میں قدم رکھا۔ آئی۔ ایم۔ سوری عمران پلیز۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ خدا کے لئے چلے جاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے چیختے غصے سے کہا۔ پھر وہ

منت پر اتر آیا۔
"اب چاہے آپ غصہ کریں یا منت کریں۔ یہ دھونی تو آپ کو لینی ہی پڑے گی۔ آپ قاسم کو تو ڈرا کر بھگا سکتے ہیں۔ مجھے نہیں" ـــــ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کیا بکواس ہے۔ کیا سب پاگل ہو گئے ہیں"
کرنل فریدی نے غصے اور جھنجلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اور پیر پٹختا ہوا واپس کمرے میں چلا گیا۔
"اگر یہ کوئی مذاق ہے۔ تو تمہیں اس مذاق کی بڑی قیمت ادا کرنی پڑے گی" ـــــ کیپٹن حمید نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"سنو ـــــ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں پاکیشیا سے آیا بھی اسی لئے ہوں۔ قاسم کو تو میں ساتھ اس لئے لایا تھا تاکہ کرنل فریدی کا صحیح ذہنی ردّعمل چیک کر سکوں۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ ان پر بھی اوشاہ پراسس استعمال کیا گیا ہے ـــــ اور اس کا توڑ اماں بی کے پاس تھا"
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کون سا پراسس ـــــ کیا کہہ رہے ہو" ـــــ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔
"یار۔ ایک تو نیکی کا زمانہ نہیں رہا۔ نیکی کرنے سے پہلے اس کی وضاحت کرتے رہو۔ اس کے حق میں دلائل دو۔

اتنی دیر میں نیکی بے چاری انتظار میں کھڑی کھڑی سوکھ کر کانٹا ہو جاتی ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران ــــ کرنل فریدی کی حالت واقعی خراب ہے۔ یہ تو اب اٹھ کر باہر آنے لگے ہیں اور ان کی آواز میں بھی کچھ رعب وغیرہ پیدا ہوا ہے۔ ورنہ ان کی تو یہ حالت تھی کہ بس چھت کو پڑے کھلی آنکھوں سے دیکھتے رہتے تھے ــــ اور جو مرضی آئے کہہ دو جواب ہوں ہاں سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ اور تم ایسی حالت میں اگر مذاق کرنے آ گئے ہو تو........" ــــ کیپٹن حمید نے روندھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا

"ارے ــــ اچھے بچے روتے نہیں ہیں۔ میں تمہاری حالت سمجھتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ ایک بین الاقوامی خفیہ تنظیم فور کارنرز کا یہ سب کیا دھرا ہے ــــ اس نے کرنل فریدی۔ میجر پرمود اور مجھے اپنا نشانہ بنایا ہے۔ اور ایک جدید پراسس کے تحت ہمارے ذہنوں سے صلاحیتیں نکال لیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ بچانے والا مارنے والے سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے وہی ہمارے ساتھ ہوا ــــ اماں بی کو جب میری حالت کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنی سادگی سے یہی سمجھا کہ مجھے کسی کی نظر لگ گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے زبردستی مجھے ہرمل کی دھونی دی ــــ تم جانتے ہو کہ میں اماں بی کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اس لئے مجبوراً یہ دھونی برداشت کرنی پڑی۔ لیکن جانتے ہو پھر کیا ہوا۔ اس دھونی نے میرے دماغ میں روشنی بھر دی ــــ اور میرے ذہن پر چھایا ہوا جمود ختم ہو گیا۔ مجھے ایکسٹو نے بتایا ہے کہ کرنل فریدی کا بھی یہی حال ہے۔ اور تمہارا فون آیا تھا ــــ چنانچہ میں سیدھا یہاں آ گیا۔ اب تم ایسا کرو کہ بہت سے کوئلے دہکا کر لے آؤ۔ ہمیں کرنل فریدی کو زبردستی یہ دھونی دینی ہو گی۔ یہی ان کا علاج ہے" ــــ عمران نے خلاف معمول انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور کیپٹن حمید کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اُسے عمران کے کہے ہوئے ایک لفظ پر بھی یقین نہ آیا ہو۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا تم مجھے بھی اپنی طرح احمق سمجھتے ہو" ــــ کیپٹن حمید نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ــــ اگر تم اسے بکواس کہہ رہے ہو تو ٹھیک ہے۔ پھر کرا لو کرنل فریدی کا علاج" ــــ عمران نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔ اور واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔

"سنو عمران ــــ کیا تم واقعی صحیح کہہ رہے ہو"

کیپٹن حمید کی حالت واقعی عجیب ہو رہی تھی۔ اُسے عمران کی

باتوں پر بالکل یقین نہ آیا تھا۔ لیکن عمران کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر اسے پھر خیال آجاتا کہ شاید وہ ٹھیک ہی کہہ رہا ہو۔

" واقعی تو نہیں۔ کیونکہ واقعی مؤنث ہے۔ واقعہ ٹھیک رہے گا۔ چلو کچھ رعب داب تو پڑتا ہے اس لفظ کا "
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ——— میں لے آتا ہوں کوئلے۔ لیکن یہ سوچ لو۔ اگر یہ مذاق ثابت ہوا تو میں حقیقتاً تمہیں گولی مار دوں گا"
کیپٹن حمید نے کہا۔

" یہ ہے نیکی کا صلہ۔ چلو ٹھیک ہے۔ دو چار گولیاں تمہاری بھی کھا لوں گا۔ اب کیا کیا جائے۔ آخر تم کرنل فریدی کے اسسٹنٹ ہو ——— اور کرنل فریدی کی میں عزت کرتا ہوں"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں کرنل فریدی غائب ہوا تھا۔ جب کہ کیپٹن حمید سر جھٹکتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

کرنل فریدی ایک آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے نیم دراز تھا۔ عمران کے قدموں کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

" واقعی بڑا زبردست جن ہے۔ جس نے اتنے سخت پتھر میں سوراخ کر دیا ہے " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" دیکھو عمران۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے

کچھ کرنا تو ایک طرف بات کرنے کو ہی جی نہیں چاہتا۔ یوں لگتا ہے جیسے میرے ذہن پر کوئی پردہ سا تنا ہوا ہو۔ ذرا کوئی اونچی آواز میں بولے تو میرے سر میں شدید درد ہوتا ہے اور اب تم آ گئے ہو مجھے تنگ کرنے ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے تنگ نہ کرو " ——— کرنل فریدی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ جن بڑا زبردست ہے۔ ایسے آپ کی ہمت ہے کہ آپ اتنی باتیں تو کر لیتے ہیں۔ میں تو اس سے چوتھائی بات بھی کرنا گوارا نہ کرتا تھا "
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" مجھے معلوم ہے تم باز نہیں آؤ گے " ——— کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی دوبارہ اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے اب اس نے پھر کبھی آنکھیں نہ کھولنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہو۔ اور عمران مسکرا کر خاموش بیٹھا رہا ——— البتہ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پیکٹ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

" یہ کیا ہے " ——— کرنل فریدی نے کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ سنتے ہی آنکھیں کھول کر پوچھا اس کے لہجے میں شدید بیزاری اور اکتاہٹ موجود تھی۔

" یہ جن بھگانے کا سامان ہے " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" ـــ کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ملازم نے ایک انگیٹھی اٹھائی ہوئی تھی۔ جس میں کوئلے دہک رہے تھے

"یہ کیا لے آئے ہو تم" ـــ کرنل فریدی نے چونک کر انگیٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ خاموش بیٹھے رہیں" ـــ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور کرنل فریدی چونک کر عمران کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔ کہ عمران اس کے لئے ایسا لہجہ بھی اختیار کر سکتا ہے۔

لیکن عمران نے کرنل فریدی کی طرف دیکھے بغیر میز پر پڑا ہوا پیکٹ اٹھایا اور اس میں موجود اسپند کے دانے اس نے انگیٹھی میں دہکتے ہوئے کوئلوں میں انڈیل دیئے دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کثیف دھوئیں کا ایک بگولا سا اٹھا ـــ اور حیرت سے اس عمل کو دیکھتے ہوئے کرنل فریدی کی ناک سے جا ٹکرایا۔ کرنل فریدی ـــ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا ہی تھا۔ کہ عمران نے انگیٹھی اٹھا کر اور اوپر کر دی ـــ اور کرنل فریدی کا چہرہ اس کثیف دھوئیں میں چھپ سا گیا۔

"ارے ارے ہٹاؤ اسے کیا......" ـــ کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن فقرہ مکمل ہونے سے پہلے سے زوردار چھینک آگئی۔

"وہ گیا جن ـــ یہ چھینکیں نہیں۔ بھاگتے ہوئے جن کی چیخیں ہیں" ـــ عمران نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور اس نے انگیٹھی اور زیادہ اونچی کر دی۔

کرنل فریدی کو اب مسلسل چھینکیں آرہی تھیں اور وہ اس دھوئیں سے جتنا بھی بچنے کی کوشش کرتا عمران انگیٹھی کو اور زیادہ اس کے چہرے کے نزدیک کر دیتا۔

کیپٹن حمید ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات تھے۔ اُسے دراصل اب تک یقین نہ آرہا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ واقعی مذاق نہیں ہے ـــ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس منظر کو ٹی وی پر پیش کیا جائے کہ دنیا کے عظیم ترین جاسوس کرنل فریدی کا جن نکالا جا رہا ہے تو یہ شاید اس دور کی سب سے حیرت انگیز اور دلچسپ مووی قرار دی جائے۔

"ارے ہٹاؤ اسے ـــ کیا مصیبت ہے"

کرنل فریدی نے بُری طرح چھینکتے ہوئے زور سے ہاتھ مارا۔ لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے انگیٹھی ہٹالی۔

"بڑا زبردست جن ہے۔ اتنی آسانی سے تھوڑی جائے گا" ـــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر

انگیٹھی آگے کر دی۔ پورے کمرے میں ہرمل کی نامانوس سی تیز بو پھیل گئی تھی۔

عمران نے اس وقت تک انگیٹھی نہیں ہٹائی جب تک کہ دھواں کوئلوں سے نکلتا رہا۔ اب کرنل فریدی کی چھینکیں بھی ختم ہو گئی تھیں۔ اور وہ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

عمران نے انگیٹھی ایک طرف رکھ دی۔ اور پھر کیپٹن حمید سے مخاطب ہوا۔

"یار بڑے بے مروت قسم کے آدمی ہو۔ اتنا بڑا جن نکالا ہے میں نے اور کوئی خاطر خدمت ہی نہیں ہے اس سے تو بہتر تھا کہ قاسم کا گنگا پیر ہی آجاتا۔ دو کالے بکرے تو لے ہی مرتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں بو والا بکرا موجود ہو وہاں بے چارے عام بکروں کی کیا حیثیت ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے یک لخت آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن حمید اتنے زور سے اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے ایٹم بم پھٹ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔۔۔ کیونکہ کرنل فریدی کی آنکھوں میں موجود چمک اور گالوں پر ابھر آنے والی روشنی کے ساتھ ساتھ اس کا یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند جس

نے اسے ڈل کر کے رکھ دیا تھا۔ واقعی ختم ہو گئی ہے۔

"اچھا۔ مجھے تو زکام ہو رہا ہے۔ اس لئے مجھے تو بو نہیں آ رہی"۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن حمید کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کرنل فریدی کا فقرہ کیپٹن حمید کی طرف اچھال دیا تھا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ کیا کہتے ہیں بی مینڈکی کو زکام۔ اس محاورے کا آج مطلب سمجھ میں آیا ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ جن نے جاتے جاتے شاید آپ کی آنکھوں پر ہاتھ صاف کر دیا ہے کہ اب مرد تو مؤنث نظر آتے آتے اب محاورے بھی مؤنث یاد آ رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"ویسے یہ نسخہ خوب ہے۔ میرے ذہن میں روشنی سی محسوس ہو رہی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی جامد چیز اچانک ایک جھٹکے سے متحرک ہو گئی ہو۔۔۔۔ اوہ اوہ۔ مجھے اب یاد آ رہا ہے کہ وہ فور کارنرز کی بات چیت کے بعد وہ سپرے گنوں والے اندر آئے اور اس کے بعد تو کچھ یاد نہیں آ رہا۔۔۔ ویسے پہلے تو یہ بھی یاد نہ تھا۔ یہ اب یاد آ رہا ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو آپ کو سلیمانی خزانے کا نقشہ بھی یاد آ جائے

گا۔ آخر اماں بی کا نسخہ ہے۔ بڑے بڑے جن دوڑ جاتے ہیں خزانے چھوڑ کر" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی دنیا کی بہت بڑی نعمت ہے" کرنل فریدی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ارے تو اس میں اداس ہونے والی کون سی بات ہے۔ آپ کیپٹن حمید کو کہنا شروع کر دیجئے۔ ان کی شکل بھی کچھ کچھ والدہ محترمہ جیسی ہی ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم پھر اپنی بکواس پر اتر آئے" ——— کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حمید۔ تم نے قاسم کے ساتھ بے حد زیادتی کی ہے۔ ورنہ اس نے واقعی خلوص اور ہمدردی ہی ظاہر کی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے گنگا پیر کا تعویذ چلا نہیں۔ اور عمران پیر کا تعویذ چل گیا ہے ——— جاؤ اسے منا لاؤ" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ پیر ہے ——— میں تو اسے جوان سمجھ رہا تھا" کیپٹن حمید نے پیر کے معنی بزرگ لیتے ہوئے عمران پر فقرہ چست کیا۔

"جوانی سمجھ میں کیسے آتی ہے۔ شاید اس کا تجربہ تمہیں خاصا ہے" ——— عمران نے کہا۔

اور کرنل فریدی کے زوردار قہقہہ نے کیپٹن حمید کو

شرمندہ کر دیا۔ اور وہ تیزی سے سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مثلث کا تیسرا زاویہ ویسے ہی جن آلود ہے۔ اب اس کا جن اتارنا آپ کے ذمے" ——— عمران نے کہا۔

"تیسرا زاویہ ——— کیا مطلب۔ اوہ کہیں تم میجر پرمود کی بات تو نہیں کر رہے" ——— کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"اسی کی بات کر رہا ہوں۔ آپ کرنل وہ میجر۔ اس لئے یہ فوجی معاملہ ہے۔ کم از کم مجھ جیسا سول مین اس میں مداخلت کرتا اچھا نہیں لگتا ——— البتہ یہ اسپیند میں اس کے حصے کا بھی لے آیا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ——— میرا خیال ہے۔ ہمارے ساتھ اڈشاہ پر اس استعمال کیا گیا ہے۔ ویسے اس کا یہ انتہائی حیرت انگیز علاج دریافت ہوا ہے" ——— کرنل فریدی نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

"ارے۔ میرے خیال میں دھواں کچھ زیادہ ہی چلا گیا ہے دماغ میں" ——— عمران نے کہا۔

"کیا مطلب" ——— کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ اب آپ کو بھی اس قدر جدید سائنسی تھیوریوں کا پتہ لگ گیا ہے" ــــــ عمران نے کہا۔ اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"اوشاہ تو غائب ہو گیا تھا لیکن میں نے ذاتی طور پر اس کی تھیوری پر خود بھی ریسرچ کی تھی۔ لیکن ابھی تجربات کی نوبت نہیں آئی تھی ــــــ صرف تھیوری پر ہی کام ہوتا رہا" ــــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــــ تو یہ سب کچھ آپ کو سکھانے کے لئے اس سائنس دان نے کیا ہے۔ تاکہ آپ کو اصل تجربہ ہو سکے" عمران نے جواب دیا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ اس فور کارنرز کا اس سارے ڈرامے سے اصل مقصد کیا ہو گا۔ وہ ہمیں ہلاک بھی تو کر سکتا تھا" کرنل فریدی نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا انجوم بتاتا ہے۔ فور کارنرز دنیا پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔ اور اس کے لئے اس نے کوئی خاص سیکرٹ ایجنٹ منتخب کئے ہیں اور اگر واقعی ہمارے ساتھ اوشاہ پر اسس استعمال ہوا ہے تو پھر لازماً ہم تینوں کی مخصوص صلاحیتوں کو ان سیکرٹ ایجنٹوں میں انجکٹ کیا جائے گا ــــــ اور وہ سیکرٹ ایجنٹ عمران۔ فریدی۔ پرمود۔ مشترکہ سیکرٹ ایجنٹ کہلانے کے صحیح طور پر حقدار ہوں گے" ــــــ عمران

نے کہا۔ اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"ان لوگوں نے ہمارے ساتھ یہ حرکت کر کے اپنی موت کو خود آواز دی ہے" ــــــ کرنل فریدی نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑیں فریدی صاحب۔ اتنا غصہ نہیں کیا کرتے۔ یہ حرکت کر کے دراصل انہوں نے ہمیں خوب صورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے" ــــــ عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں عمران۔ میں اپنی ذات کی حد تک نہیں سوچ رہا۔ ان کی یہ حرکت ہمارے ملک کے خلاف تھی۔ ہم اپنے اپنے ملکوں کی سلامتی کے لئے کام کرتے ہیں۔ اور ہمیں دماغی طور پر ڈل کر کے انہوں نے دراصل ہمارے ملکوں کی سلامتی کے خلاف خوف ناک سازش کی ہے اور اس کی قیمت انہیں چکانی پڑے گی" ــــــ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جو قیمت ملے اس میں سے تھوڑا سا حصہ مجھے بھی بھجوا دیجئے گا۔ آج کل سلیمان کے باورچی خانے کا خرچ کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے اٹھ کر کہا۔

"ارے تم کہاں چل دیئے۔ بیٹھو" ــــــ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــــ میں اب چلتا ہوں۔ ورنہ اماں بی پھر ہرمل کی

پوٹلی اٹھائے وارد ہو جائیں گی۔ اور اس بار دھوئیں کے ساتھ ساتھ جوتیاں بھی چل سکتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

" اچھا چلو میں خود تمہیں ایئر پورٹ چھوڑ آؤں " کرنل فریدی نے کہا۔

" آپ نے اپنا حلیہ دیکھا ہے۔ اور جب تک آپ کا حلیہ ٹھیک ہو گا جہاز پاکیشیا پہنچ چکا ہو گا۔ اس لئے مجھے اجازت دیں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو کیا تم واقعی اس فور کارنرز کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

" یہ کام ایکسٹو کا ہے۔ میں تو حکم کا غلام ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے قاسم کی بحری جہاز نما کار کوٹھی میں داخل ہوئی۔ اور کرنل فریدی کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی کار کے دروازے کھلے۔ اور قاسم اور کیپٹن حمید دونوں اکٹھے ہی باہر نکلے۔

" بھاگ گیا وہ جن کرنل پھریدی صاحب ۔ کن کے تعویذ سے بھاگا"۔۔۔۔ قاسم نے کرنل فریدی کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ تمہارا گنگا پیر آ گیا تھا۔ کہنے لگا مجھے سیٹھ قاسم نے بھیجا ہے۔ یعنی تمہارا بہت بہت شکریہ" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" گنگا پیر۔۔۔۔ اوہ دیکھا کپتان بیتان۔ تم کہہ رہے تھے کہ بکرا پیر نے بھگایا ہے جن"۔۔۔۔ قاسم نے اس طرح فخریہ انداز میں کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے گنگا پیر اسی کا نام ہو۔ اور کرنل فریدی اس کی تعریف کر رہا تھا۔

" وہ گنگا پیر یہ بھی کہہ گیا ہے کہ ہاتھی کی قربانی دینی پڑے گی۔ ورنہ ایک کی بجائے دو جن آ جائیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاتھی کی۔۔۔۔ اوہ۔ اتنا زبردست جن تھا۔ مم۔۔۔۔ مگر وہ سالا ہاتھی ماتھی کہاں سے آئے گا۔ کیا امریکہ جانا پڑے گا"۔۔۔۔ قاسم نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

" آج کل افریقہ جانے کی ضرورت نہیں۔ اب تو ہاتھی کاروں پہ سوار ہوئے پھر رہے ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کاروں پہ سوار ہاتھی۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مگر میں نے تو نہیں دیکھے"۔۔۔۔ قاسم ظاہر ہے یہ مذاق آسانی سے کہاں سمجھنے والا تھا۔

" قاسم۔۔۔۔ یہ تمہارے متعلق کہہ رہے ہیں" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرے - یعنی اپن کے متعلق - کیوں" ——— قاسم نے بھڑکا ہوئے عمران اور کیپٹن حمید کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہ کہا۔

"ارے - میں نے کب کہا ہے - میں تو تمہیں گریٹ قاسم کہتا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں - تم مجھے کیسے کہہ سکتے ہو - تم تو میرے خالہ ز ہو" ——— قاسم نے اثبات میں سر ہلاتے ہو کہا۔ اور اس بار کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کے حلق سے بے اختیار زوردار قہقہے نکلے اور عمران ہنس پڑا۔ چوٹ خاصی زوردار تھی ——— اور قاسم انہیں ہنستا دیکھ اس طرح حیرت بھرے انداز میں دیکھنے لگا۔ جیسے اُ سمجھ نہ آ رہی ہو کہ آخر یہ دونوں کس بات پر ہنس رہے ہیں۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"یس سر ——— میں طاہر ہوں" ——— اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"عمران کہاں ہے" ——— سر سلطان کا لہجہ اُسی طرح سنجیدہ تھا۔

"فلیٹ پر ہوں گے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے" بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہاں نہیں ہے۔ تم ایسا کرو فوراً عمران کو تلاش کر کے

مجھ سے بات کراؤ اس کی ۔ ـــــــ سرسلطان نے
تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر سر ـــــــ ویسے خیریت ہے۔ آپ کچھ پریشا
لگتے ہیں"۔ ـــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"پریشان نہیں ہوں۔ بلکہ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر
عمران رضامند ہو جائے تو پاکیشیا کی برتری کا ایک سنہ
موقعہ ہاتھ آیا ہے ـــــــ اسے ہاتھ سے نہیں جانے د
چاہیئے" ـــــــ سرسلطان نے کہا۔

"کیا مطلب سر ـــــــ میں سمجھا نہیں" ـــــــ بلیک
نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــــ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تم
عمران کو راضی کرو۔ ایکریمیا کی حکومت کو ایک خفیہ اطلاع
ہے کہ ایک انتہائی خفیہ تنظیم جس کا نام فورکارنرز ہے
اس نے دنیا پر حکومت کرنے کا منصوبہ بنایا ہے ـــــــ
اس منصوبہ کو عمل میں لانے کے لئے اس تنظیم نے
کسی خفیہ لیبارٹری میں انتہائی خوف ناک اسلحہ تیار
ہے ـــــــ یہ ایسا اسلحہ ہے جو ایٹم بم اور ہائیڈروجن
سے بھی سو سال آگے ہے۔ اور اس اسلحے کو دا
جی زیرو بم کہتے ہیں۔ ان بموں کی کثیر تعداد انہوں
تیار کی ہے ـــــــ اور ساتھ ہی ان بموں کو لے
ٹارگٹ میں پھینکنے والے ایسے لانچر بھی تیار کئے گ

ن جو روشنی کی رفتار سے چلتے ہیں۔ اس طرح پلک جھپکنے
، یہ خوف ناک بم نشانوں پر پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس
کے بعد شہر تو کیا پورا ملک صفحۂ ہستی سے غائب ہو سکتا
ہے ـــــــ اس فورکارنرز کے متعلق معلوم ہوا ہے
ر دو ہفتوں کے اندر اندر وہ سپر پاورز کی حکومتوں پر
فہ کرے گی اور اس کے بعد پوری دنیا کی حکومتوں کو
ن کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہوگا ـــــــ ورنہ حکومتیں
ایک طرف وہ ملک کو ہی تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ اس
لاع کے ملتے ہی پوری دنیا کی حکومتوں میں شدید پریشانی
ی ایک لہر سی دوڑ گئی ہے ـــــــ اور سپر پاورز ایکریمیا۔
گران اور روسیاہ تینوں نے انتہائی خفیہ طور پر یہ اعلان
یا ہے کہ اس تنظیم کا خاتمہ کرنے والی ٹیم کو تینوں ملک
ی کر اپنے ایک سال کا بجٹ دیں گے ـــــــ اور اس
کے ساتھ ساتھ اُسے اتنا اسلحہ بھی دیا جائے گا کہ وہ اسلحے
کے لحاظ سے منی سپر پاورز بن جائے گا۔ صدر ایکریمیا نے
ص طور پر ہمارے صدر سے بات کی ہے ـــــــ اور
رخواست کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس تنظیم
کے خلاف فوری حرکت میں لایا جائے۔ لیکن ظاہر ہے
ران کے اصول بڑے سخت ہیں ـــــــ اُسے جیسے ہی
ام وغیرہ کا علم ہوگا۔ اس نے صاف انکار کر دینا ہے۔
ی صدر مملکت مُصر ہیں کہ پاکیشیا کو اپنے معاشی حالات

کے پیش نظر لازماً یہ انعام حاصل کرنا ہے۔ ویسے بھی اس معرکے سے پاکیشیا کے لئے بے حد اعزاز ہے۔ ویسے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ سپر پاور روسیاہ نے نیدر لینڈ سے درخواست کی ہے کہ کرنل فریدی فور کارنرز کے خلاف کام کر کے اس انعام کو حاصل کرے ——— کیونکہ نیدر لینڈ روسیاہ کے بلاک میں ہے اور روسیاہ چاہتا ہے کہ نیدر لینڈ اس علاقے کی سپر پاور بن جائے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ کرنل فریدی نے فوری طور پر اس مشن پر کام کرنے پر آمادگی کا اظہار کر دیا ہے ——— ادھر سپر پاور شوگران نے بلگارنیہ سے رابطہ قائم کیا ہے تاکہ میجر پرمود کو آگے لایا جائے۔ اس طرح یہ انعام بلگارنیہ حاصل کر کے اس علاقے کی منی سپر پاور بن جائے۔ کیونکہ شوگران یہ چاہتا ہے کہ اس کے گروپ کا ملک بلگارنیہ اس علاقے کا چودھری بن جائے ——— ایکریمیا کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن اب مسئلہ ہے عمران کے ماننے کا" ——— سر سلطان نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ساری سپر پاورز ایشیائی ملکوں کے پیچھے کیوں بھاگ رہی ہیں۔ ان کے اپنے وسائل نہیں ہیں اس تنظیم کے خلاف کام کرنے کے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کی اپنی ٹیمیں تو حرکت میں آچکی ہیں۔ لیکن انہیں یہ

اطلاعات ملی ہیں کہ فور کارنرز نے بھی نیدر لینڈ کے کرنل فریدی بلگارنیہ کے میجر پرمود اور پاکیشیا کے علی عمران کو اہمیت دی ہے ——— اور انہوں نے دنیا کی سیکرٹ سروسز کے مقابلے میں ایسی سروس قائم کی ہے جس میں ان تینوں کی خصوصیات شامل ہیں۔ اس سے سپر پاورز نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان تینوں میں سے کوئی سیکرٹ سروس ہی اس تنظیم کے خلاف موثر کارروائی کر سکتی ہے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب ——— ورلڈ کانفرنس کے دوران عمران صاحب۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود تینوں پر فور کارنرز نے ہی خوفناک وار کئے اور تینوں کو ذہنی طور پر قطعی مفلوج کر دیا ——— میرا خیال ہے ان کا مقصد یہی تھا کہ یہ تینوں ذہنی مفلوج ہونے کے بعد ان کے مقابلے میں نہ آ سکیں گے۔ وہ خود بھی ان تینوں سے ہی خطرہ محسوس کرتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں ——— تم نے رپورٹ دی تھی کہ عمران کی والدہ نے اسپینڈ کے دانتوں کا دھواں دے کر حیرت انگیز طور پر عمران کو ٹھیک کر دیا تھا۔ اور پھر عمران نے اسی طرح کرنل فریدی اور میجر پرمود کو بھی درست کر دیا تھا" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر اچھا میں ابھی عمران صاحب کو ٹریس کرتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"فوراً اسے ٹریس کرو۔ صدر مملکت اس معاملے میں بے حد بے چین ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سوچتے ہی رہ جائیں اور نیدر لینڈ اور بلگارنیہ میں سے کوئی یہ انعام لے اڑے ۔۔۔ فوراً اسے ٹریس کرکے میری بات کراؤ اس سے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کریڈل سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ ایک درخواست ہے۔ اس وقت میرے فلیٹ میں تمام ممبرز موجود ہیں۔ اور صفدر کی تجویز ہے کہ ٹیم چند دنوں کے لئے شکار کا پروگرام بنائے۔ مالابار کے جنگل میں آج کل شکار کا موسم زوروں پر ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو" ۔۔۔ جولیا کی منت بھری آواز سنائی دی۔

"شکار کا پروگرام تو ٹھیک ہے۔ لیکن شکار گاہ البتہ دوسری ہو سکتی ہے۔ تم سب ممبرز کو کہہ دو کہ وہ شکار کے لئے تیار ہو جائیں ۔۔۔ لیکن یہ شکار بین الاقوامی مجرموں کا

ہوگا۔ میں بعد میں کال کروں گا۔ عمران کے متعلق تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ کوئی کیس" ۔۔۔ جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی طے نہیں ہوا۔ لیکن اگر طے ہو گیا تو شاید یہ سیکرٹ سروس کی تاریخ کا سب سے بڑا اور کٹھن ترین شکار ہوگا۔ میں نے عمران کے بارے میں پوچھا تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سر ۔۔۔ عمران یہاں تو موجود نہیں ہے۔ لیکن تنویر نے بتایا ہے کہ عمران کو اس نے سر داور کی رہائش گاہ سپر کالونی میں داخل ہوتا دیکھا ہے" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے تیزی سے سر داور کی رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

سر داور آج کل بیمار تھے۔ اس لئے طویل رخصت پر تھے۔ اس لئے وہ لیبارٹری کی بجائے اپنی رہائش گاہ میں آرام کر رہے تھے۔

"یس ۔۔۔ داور ہاؤس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی کسی ملازم کی آواز سنائی دی۔

"یہاں علی عمران صاحب آئے ہوں گے" بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ——— وہ سردار کے کمرے میں ہیں ۔ آپ کون صاحب ہیں" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ان سے میری بات کرائیں ۔ میں طاہر بول رہا ہوں" بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ہولڈ آن کریں" ——— ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"کون سی مسجد سے بول رہے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"میں طاہر ہوں عمران صاحب" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں کون سی مسجد سے بول رہے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"آپ فوراً دانش منزل آجائیں ۔ ایک انتہائی ایمرجنسی مسئلہ ہے" ——— بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں ——— کیا دانش گم ہوگئی ہے ۔ اسے ڈھونڈھنا ہے" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"دانش تو ایک طرف پوری دانش منزل ہی خطرے میں

ہے ۔ آپ آجائیں" ——— بلیک زیرو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

اسے معلوم تھا کہ اب عمران بھاگا آئے گا ۔ ورنہ شاید اسے یہاں آنے کا کہنے میں بھی ایک گھنٹہ صرف ہوتا۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد عمران دانش منزل پہنچ گیا۔

"ارے کیا ہوا ۔ اس قدر ایمرجنسی کال تو جنگ میں بھی نہیں ہوتی" ——— عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی جولیا کا فون آیا تھا ۔ وہ شکار کا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکار اور جولیا ۔ یعنی ابھی شکار میں کوئی دم خم باقی رہ گیا ہے وہ تو بے چارہ نجانے کب سے تڑپ رہا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو شکار کھیلنے کے لئے مالابار کا جنگل تجویز کئے بیٹھے تھے ۔ لیکن میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ انتظار کریں میں ان کے لئے ایک بڑی شکارگاہ تجویز کرتا ہوں ——— اور وہ شکارگاہ ہے فور کارنرز ۔ اور آپ اس شکار پارٹی کے لیڈر ہوں گے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— یہ آج تم کیسی پہیلیاں بجھوا رہے ہو ۔ واقعی دانش غائب ہی نظر آتی ہے" ——— عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔ اور بلیک زیرو نے سر سلطان سے ہونے

والی تمام گفتگو پوری تفصیل سے بتا دی۔

"یعنی مطلب یہ ہوا کہ سپر پاورز ہمیں اپنے مقصد کے لئے مہروں کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہیں۔ اور لالچ کے لئے انعام رکھ دیا۔ تاکہ ایشیائی بھوکے اس ہڈی پر جھپٹ پڑیں گے۔" ——— عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان کے ذہن میں بھی خدشہ تھا کہ آپ انعام کی بات سنتے ہی بدک جائیں گے۔ لیکن عمران صاحب اگر یہ انعام نیدرلینڈ یا بلگارنیہ نے حاصل کر لیا تو پھر ہمارے ملک کی کیا پوزیشن ہوگی ——— آپ ان ملکوں کی نفسیات تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب تک انہیں ہم سے برابری کا خوف ہے یہ تعلقات اچھے رکھتے ہیں ورنہ ان کی نظریں ہمیشہ پاکیشیا پر جمی رہتی ہیں" ——— بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن انعام وغیرہ کے لالچ میں مقابلہ کرنا کچھ گھٹیا سی بات ہے۔ کم از کم میرا ضمیر اسے گوارا نہیں کر سکتا" ——— عمران نے کہا۔

"تو پھر ایک اور تجویز ہے کہ آپ کرنل فریدی اور میجر پرمود سے بات کر لیں۔ اور آپ تینوں مل کر فور کارنرز کے مقابلے میں آجائیں ——— اور جو انعام وغیرہ ہو وہ تینوں حکومتوں میں برابر تقسیم ہو جائے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو بات کرنے پر دیکھا جائے گا۔ لیکن بلیک زیرو تم

نے یہ بات سوچی ہے کہ آخر یہ سپر پاورز ہمیں کیوں آگے بڑھانا چاہتی ہیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے یہی سوال سر سلطان سے کیا تھا۔ اور سر سلطان نے بتایا ہے کہ........." ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تفصیل میں پہلے سن چکا ہوں۔ اصل بات اور ہے۔ سپر پاورز دراصل اس فور کارنرز کی طرف سے تباہی کا رخ ایشیا کی طرف گھمانا چاہتی ہیں ——— ظاہر ہے۔ یہ تینوں ملک براہ راست نشانے پر آجائیں گے اور فور کارنرز کی تمام طاقت ادھر منتقل ہو جائے گی۔ اس طرح سپر پاورز اپنی حکومتیں اور اپنے ملک صاف بچا جائیں گی ——— تباہی ہوگی تو ان تین ملکوں میں۔ اور یہ شوگران۔ روسیاہ اور ایکریمیا کی مشترکہ سازش ہے۔ وہ ہم تینوں کو علیحدہ علیحدہ شہ دے کر مقابلے پر لے آنا چاہتے ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"آپ کا تجزیہ یقیناً درست ہوگا۔ لیکن یہ بھی دیکھئے کہ فور کارنرز نے بہرحال آپ تینوں کو ہی اہمیت دی ہے ورنہ پورے یورپ۔ ایکریمیا۔ سٹریا اور ایشیا کے براعظم میں اور بھی تو ملک ہیں ——— ان کی سیکرٹ سروسز بھی ہیں اور ان میں بھی ذہین اور تیز طرار ایجنٹ ہیں"

بلیک زیرو نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

" یعنی تمہارا مطلب ہے کہ یہ تین ملک انہوں نے بھی شکارگاہ کے طور پر چن رکھے ہیں" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے عمران صاحب ۔ آپ تو بہتر سمجھتے ہیں کہ کمزور ہمیشہ نشانہ بنتے ہیں ۔ اگر فور کارنرز واقعی دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہے تو وہ سپر پاورز کی حکومتوں کو تو بدل سکتا ہے ــــ لیکن ان ملکوں کو کبھی تباہ نہ کرے گی۔ کیونکہ اصل سرمایہ اور طاقت تو انہی ملکوں کے پاس ہے ۔ البتہ ان پاورز کو جھکانے کے لئے وہ کمزور ملکوں کو تباہ کر سکتے ہیں ــــ اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے یہی تین ملک ٹارگٹ کے طور پر منتخب کر رکھے ہیں ۔ اور یقیناً اس لئے پیش بندی کے طور پر انہوں نے آپ کو ۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود تینوں کو ذہنی طور پر مفلوج کرنے کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی ــــ تاکہ وقت آنے پر ادھر سے کوئی مؤثر مقابلہ ہی نہ ہو سکے" ــــ بلیک زیرو نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" واہ ــــ تمہیں تو وکیل ہونا چاہیئے ۔ نہ پھانسی چڑھتے بھی لوگ پھانسی چڑھ جائیں ۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔ میں کرنل فریدی سے بات کرتا ہوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے ۔

" حضور بخش بول رہا ہوں" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل فریدی کے خصوصی ملازم کی آواز سنائی دی ۔

" حضور تو بخشنے بخشاتے ہیں ۔ کرنل فریدی کا مسئلہ شک میں ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ عمران صاحب ۔ آپ ۔ صاحب تو کہیں جا رہے ہیں کار میں بیٹھ کر۔ ایک منٹ ۔ میں دیکھتا ہوں" ــــ دوسری طرف سے ملازم نے عمران کی آواز پہچانتے ہوئے جلدی سے کہا۔ اور رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

" یس ــــ کرنل فریدی سپیکنگ" ــــ چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی آواز سنائی دی ۔

" فور کارنرز میں سے کون سے کارنر کی طرف آپ کی روانگی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

" اوہ عمران ــــ میں نے تمہیں اس وقت بھی کہا تھا کہ میں اس فور کارنرز سے اپنے اوپر کئے جانے والے حملے کا انتقام لوں گا ۔ اور اب تو اس کا موقع بھی آ گیا ہے" کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن آپ تو انعام کے لئے میدان میں اتر رہے ہیں۔ سنا ہے جیتنے والے کو سونے کا کپ دیا جائے گا" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" مجھے انعام وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں وہ حکومت کا کام

ہے۔ میں تو اپنے ملک کی سلامتی کے لئے اس تنظیم کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واہ۔۔۔۔۔ اچھا جواز ہے کرنل صاحب۔ مجھے تو وہ کارٹون یاد آرہا ہے کہ گدھے پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ایک ڈنڈے کے آگے والے سرے پر گھاس کا گٹھا باندھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور گدھا اس گھاس پر لپکنے کے لئے اس آدمی کو اٹھائے بگٹٹ بھاگ رہا تھا" عمران نے کہا۔

"دیکھو عمران۔ تم میری فطرت سے اچھی طرح واقف ہو کم از کم مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم اس قسم کا گھٹیا ریمارک میرے متعلق پاس کرو گے۔۔۔۔۔ جہاں تک انعام کا تعلق ہے۔ تو میرا وعدہ کہ تم اپنے فلیٹ میں پڑے سوئے رہو میں فورکارنرز کا خاتمہ کر کے اپنی حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ انعام وغیرہ تمہیں بھجوا دے۔ تاکہ تمہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بلیک میل نہ کرنا پڑے" کرنل فریدی نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا فیاضانہ طبیعت پائی ہے آپ نے۔ خواہ مخواہ لوگوں نے حاتم طائی کا نام چڑھایا ہوا ہے۔۔۔۔۔ بہرحال اس فیاضی پر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ ویسے میں اپنا شکار خود مار کر کھانا پسند کرتا

ہوں۔ جہاں تک سپرنٹنڈنٹ فیاض والے طعنے کا تعلق ہے تو آپ نے واقعی عورتوں کی طرح طعنے دینے شروع کر دیئے ہیں۔۔۔۔۔ آج میری الجھن حل ہو گئی ہے۔ کہ فریدی تو مونث لفظ ہے۔ پھر یہ مذکر کا نام کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"میں نے پہلی بار تمہیں غصے میں دیکھا ہے عمران۔ سنو میں تمہیں ایک بات بتاؤں۔ میں نے انعام وغیرہ لینے سے اپنی حکومت کو بھی منع کر دیا ہے۔۔۔۔۔ لیکن تمہارے واپس جانے کے بعد میں نے فورکارنرز کے متعلق خاصا کام کیا تھا۔ تمہاری بتائی ہوئی سچویشن کو میں نے سب سے پہلے مدنظر رکھا۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں بتاؤں کہ مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ فورکارنرز نے واقعی انتہائی خوفناک اسلحہ۔ نیدرلینڈ۔ پاکیشیا اور ملگارنیہ کو ہٹ کرنے کے لئے فٹ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ ان ملکوں کو بطور نمونہ تباہ کر کے پوری دنیا کو دہشت زدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ سپر پاورز والا مسئلہ تو بعد کا ہے۔ سب سے پہلے تو مجھے اپنے ملک کی سلامتی کا تحفظ کرنا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ یہ انعام وغیرہ انتہائی گھٹیا مسئلہ

ہے۔ میں بھی اپنی حکومت کے ساتھ یہی طے کرتا ہوں کہ اگر فور کارنرز کے خلاف کام ہوگا تو بغیر کسی لالچ کے صرف ملکی تحفظ کے لئے ورنہ نہیں ــــــ البتہ میں نے سنا ہے کہ وہ میجر پرمود صاحب بھی یہ انعام حاصل کرنے کے چکر میں ہیں "ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری میجر پرمود سے تو بات نہیں ہو سکی۔ کیونکہ وہ کہیں گیا ہوا تھا۔ البتہ اس کے باس کرنل ڈی سے بات ہوئی ہے ــــــ کرنل ڈی نے مجھے بتایا ہے کہ میجر پرمود نے بھی انعام کے لالچ میں فور کارنرز کے خلاف کام کرنے سے یکسر انکار کر دیا ہے۔ اس پر میں نے انہیں اپنی اطلاع پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ میجر پرمود تک میں یہ اطلاع پہنچا دوں گا ــــــ اور انہوں نے کہا ہے کہ انہیں یقین ہے کہ اب میجر پرمود بلگارنیہ کے کروڑوں عوام کے تحفظ کے لئے ضرور اس تنظیم سے ٹکرا جائے گا "ــــــ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــــــ واقعی بڑے بے نیاز لوگ ہوتے ہیں۔ یہ ایشیائی بھی چاہے بھوکے مر جائیں لیکن گھاس کھانے سے انکار کر دیں گے۔ تو پھر ایسا نہ کیا جائے کہ مل کر کوئی پروگرام بنایا جائے ــــــ مشترکہ کارنامہ۔ کیسا رہے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن شاید میجر پرمود اس

میں شامل نہ ہو۔ کیونکہ اس کا کام کرنے کا اپنا طریقہ ہے وہ ہمارے ساتھ ساتھ شاید نہ چل سکے "ــــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ہاں۔ وہ جوانا کی طرح ناک کی سیدھ میں چلنے کا عادی ہے۔ تو ٹھیک ہے۔ پھر ایسا ہے کہ ہم تینوں اپنے اپنے طور پر کام کرتے ہیں ــــــ البتہ معلومات کا تبادلہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح فور کارنرز کے کم از کم تین کارنرز تو کور ہو ہی جائیں گے "ــــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے میرا خیال ہے۔ تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اکیلا ہی اس تنظیم کے لئے کافی ہوں "ــــــ کرنل فریدی نے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جب کہ میرا خیال اور ہے۔ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے قاسم کو بھیج دیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ چاروں کارنرز کو کانوں سے پکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دے گا "ــــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ــــــ تم سمجھے ہو کہ میں طنز کر رہا ہوں۔ ایسی بات نہیں میں خلوص سے کہہ رہا ہوں "ــــــ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوری ــــــ میرا نام خلوص نہیں علی عمران ہے۔ البتہ آپ کہیں تو میں خلوص تخلص رکھ سکتا ہوں۔ لیکن پھر آپ کو

ایک غزل نہیں پورا دیوان سننا پڑے گا۔ بھاگنے نہ دوں گا" —— عمران نے کہا۔

"او۔کے —— اب تم پٹڑی سے اتر رہے ہو۔ اس لئے خدا حافظ" —— دوسری طرف سے کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کرنل فریدی خاصا ورک کر چکا ہے تبھی اس نے ایسی بات کی ہے" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہوم ورک کیا ہو گا۔ جب کلاس ورک کرے گا تب پتہ چلے گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ او ساتھ ہی اس نے رسیور دوبارہ اٹھایا اور ایک بار پھ تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس —— کرنل ڈی" —— دوسرے لمحے ملکار چیف آف ملٹری سیکرٹ سروس کرنل ڈی کی مخصوص بھرا ہوئی آواز سنائی دی۔

"جج —— جج —— جناب —— سلام علیکم۔ میں ڈبل ع بول رہا ہوں جناب۔ یعنی ع سے علی اور ع سے عمران۔ البتہ یہ میرے ملک کا نام پ سے شروع ہو گیا ہے۔ و اگر آپ حکم فرمائیں تو اسے پاکیشیا سے بدل کر ملیشیا ک

دوں" —— عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ علی عمران صاحب۔ آپ۔ فرمایئے" دوسری طرف سے کرنل ڈی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن لہجہ اسی طرح باوقار تھا۔

"شکریہ جناب۔ بے حد شکریہ۔ آپ جیسے چیف کے منہ سے صاحب کا لفظ سن کر میرا سینہ چار انچ مزید پھول گیا ہے —— ورنہ وہ ایک ہمارے چیف ہیں کہ اپنے علاوہ کسی کو صاحب کہنا صاحب بیگم دونوں کی توہین سمجھتے ہیں" —— عمران نے کہا۔ اور دوسری طرف سے کرنل ڈی کے ہنسنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"آپ نے فون کیسے کیا ہے —— فرمایئے" کرنل ڈی نے دوبارہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا پ سے شروع ہوتا ہے۔ پرمود بھی پ سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ پرمود صاحب کا تبادلہ پاکیشیا فرما دیں۔ کم از کم دونوں ہم آواز تو ہو جائیں گے —— اور آج کے دور میں ہم آواز تو بڑے کمال کی بات بن گئی ہے۔ اب تین تین لڑکیاں ہم آواز ہو کر گاتی ہیں" —— عمران کی زبان حسب عادت رواں ہو گئی۔

"مطلب ہے کہ آپ میجر پرمود سے بات کرنا چاہتے

ہیں۔ سوری ۔ وہ ایک اہم مشن پر روانہ ہو چکا ہے۔
کرنل ڈی نے جواب دیا۔

" اچھا ۔۔۔ روانہ بھی ہو گیا۔ تو پھر میں عرس اور قوالی کا بندوبست کر دوں " ۔۔۔ عمران نے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے بغیر کوئی جواب دیئے رسیور رکھ دیا گیا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" تو اس کا مطلب ہے پرمود سب سے تیز جا رہا ہے
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ ہے ہی تیز رفتار ۔۔۔ اسے مشن بتا دو۔ اور پھر روانہ کر دو۔ اس کے بعد وہ ایسا ناک کی سیدھ بھاگے گا کہ ایک لمحے کے لئے بھی ادھر ادھر مڑ کر نہ دیکھے گا " ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے " ۔۔۔ بلیک زیرو نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

" جب کرنل فریدی اور میجر پرمود ٹریک پر دوڑ رہے ہوں تو مجھ جیسے آہستہ بھاگنے والے کو کون پوچھتا ہے۔ سب یہی پوچھیں گے کہ بھائی سبزی لینے جا رہے ہو ۔ ریس میں دوڑ رہے ہو " ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" سلطان بول رہا ہوں " ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

" عمران سن رہا ہے ۔۔۔ فرمایئے " ۔۔۔ عمران نے ترکی بہ
کی جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ عمران بیٹے۔ تمہیں طاہر نے کچھ بتایا ہے "
سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

" سب کچھ بول دیا ہے ۔ اور میں نے سن لیا ہے "
ران نے بڑے روکھے سے لہجے میں کہا۔

" تو پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے ۔ دیکھو عمران بیٹے..... "
سر سلطان نے کہنا شروع کیا۔

" بیٹا دیکھ رہا ہے ۔ اور سامنے ایک میز ہے جس کی
وسری طرف طاہر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے ایک قدآدم
لماری ہے ۔۔۔ اور الماری کے پٹ آدھے کھلے ہوئے
ں ۔ اور آدھے بند ہیں اور .... " ۔۔۔ عمران کی
بان چل پڑی۔

" ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ میں صدر مملکت کو کہہ دیتا
ں کہ ایکسٹو نے فور کارنرز کے مقابلے میں آنے سے
ر انکار کر دیا ہے " ۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی
فت اور سرد جھٹکے دار لہجے میں اس کی بات کاٹتے
ئے کہا۔

" یکسر نہیں بلکہ دوسر کہہ دیجئے۔ مجھے کوئی اعتراض
ں۔ لیکن آپ نے میری بات سے کیسے اندازہ لگا لیا کہ
فور کارنرز کے مقابلے میں نہیں آ رہا ۔۔۔ عمران نے

اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی کام پر آمادہ ہو گئے ہو" ——— سر سلطان کے لہجے میں یک لخت مسرت کا عنصر ابھر آیا۔

" جی ہاں ——— لیکن انعام کی خاطر نہیں بلکہ پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کے تحفظ کی خاطر" ——— عمران نے جواب دیا۔

" پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کے تحفظ کا کیا تعلق۔ یہ فور کارنرز تو سپر پاورز پر قبضہ کرے گی۔ ہم جیسے چھوٹے ملک سے اس نے کیا لینا ہے" ——— سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور جواب میں عمران نے انہیں کرنل فریدی سے ملی ہوئی اطلاع کے ساتھ ساتھ اپنا اندازہ بھی بتا دیا کہ بڑی طاقتوں پر دہشت ڈالنے کے لئے فور کارنرز نے تین چھوٹے ملکوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔

" اوہ اوہ ——— پھر تو صورت حال ہی بدل گئی۔ اب انعام وغیرہ تو ثانوی چیز رہ گئی ہے۔ پلیز عمران بیٹے۔ فوراً اس تنظیم کے خلاف کام شروع کر دو" ——— سر سلطان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"

خدا حافظ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور

رکھ دیا۔

" مجھے آپ کا فیصلہ سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اب کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کس طرح کام کرتی ہے"

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مقصد تو فور کارنرز کا خاتمہ ہے۔ کام کوئی بھی مکمل کرے بہرحال تم ٹیم کو فوری طور پر تیاری کا حکم دے دو۔ اور ایک خصوصی جہاز بھی تیار کراؤ ——— یہ جہاز یہاں سے ایکریمیا سے شمال مشرق میں واقع ریاست ترچولی کے لئے تیار کرانا ہے۔ میں اس دوران تیاری کر لوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ترچولی ——— لیکن آپ نے تو لاطینی ایکریمیا کے مغربی علاقے کی لوکیشن چیک کی تھی" ——— بلیک زیرو نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں کی تھی۔ لیکن جس آدمی نے اس فور کارنرز کی بلڈنگ میں ہم سے بات چیت کی تھی اس کی آواز اور لہجہ میرے ذہن میں محفوظ ہے ——— یہ آدمی ترچولی کی مشہور بار الفرڈ کا مالک اور مشہور بدمعاش الفرڈ ہے۔ تمہیں کانگ گرنر والا کیس یاد ہو گا۔ اس کیس کے دوران اس سے ٹکراؤ ہوا تھا لیکن بعد میں وہ غائب ہو گیا تھا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اگر الفرڈ کو تلاش کر لیا جائے تو یقیناً فور کارنرز

کے کسی اہم اڈے کا کلیو مل سکتا ہے۔" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس قدر بڑی تنظیم کا سربراہ ایک کا غنڈہ تو نہیں ہو سکتا۔" ـــــ بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں نے کب کہا ہے کہ وہ سربراہ ہے۔ لیکن جس انداز میں اس نے گفتگو کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاصا اہم عہدے دار ہے اور اس کا پتہ اس کی بارے ہی زیادہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔" ـــــ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

میجر پرمود بڑی بے چینی کے عالم میں ایک چھوٹے سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مقامی میک اپ تھا ـــــ اور جسم پر اس نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ جس کے اندر اس کی مخصوص واسکٹ موجود تھی۔ جس میں بے شمار خفیہ جیبیں تھیں۔ یہ میجر پرمود کی مخصوص جیکٹ تھی ـــــ اور اس کی ہر جیب میں اس نے عجیب و غریب قسم کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ جنہیں وہ ضرورت پڑنے پر استعمال کرتا رہتا تھا۔

اُسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور میجر پرمود نے پھرتی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ زیرو زیرو سیون" ـــــ پرمود نے تیز لہجے میں کہا۔

"طارق بول رہا ہوں جناب۔ میں نے اس آدمی کو ڈھونڈھ نکالا ہے جناب۔ وہ اس وقت رالف بار کے نیچے خفیہ جوئے خانے میں موجود ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔۔۔۔ وہ وہاں کیا کر رہا ہے"۔۔۔۔ میجر پرمود نے چونک کر پوچھا۔

"وہ جوئے خانے کے مالک رالف سے ملنے گیا ہے مجھے بس اتفاق سے وہ کار میں نظر آگیا تھا۔ اس کا ڈرائیور باہر کار میں موجود ہے"۔۔۔۔ طارق نے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔۔ تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود آرہا ہوں۔ اگر میرے پہنچنے تک وہ کہیں جائے تو تم نے اس کا تعاقب کرنا ہے اور پھر سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ قائم کرنا ہے اب اس کو کسی صورت بھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا"

میجر پرمود نے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک کر وہ دوڑتا ہوا کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا باہر پورچ میں کھڑی سرخ رنگ کی سپورٹس کار میں آ بیٹھا۔۔۔۔ اور چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی رالف بار کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ رالف بار کی شاندار اور خوب صورت عمارت کے

سامنے پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی ایک نوجوان ایکریمین تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"سر۔۔۔۔ وہ ابھی اندر ہے۔ وہ سامنے سیاہ رنگ کی بڑی کار اسی کی ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے کھڑکی پر جھکتے ہوئے کہا۔

یہ کیپٹن طارق تھا جس سے ابھی فون پر میجر پرمود کی بات ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں یہیں رکتا ہوں۔ تم نے میری نگرانی کرنی ہے۔ بغیر ضرورت کے مداخلت مت کرنا"

میجر پرمود نے کہا۔ اور طارق سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

میجر پرمود نے کار آگے بڑھائی اور پھر عمارت کے عقب سے چکر کاٹ کر وہ اس سیاہ رنگ کی کار کے عقب میں خاصے فاصلے پر رک گیا۔

ابھی اُسے وہاں رکے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ اس نے عمارت میں سے ایک لمبے تڑنگے ایکریمین کو تیز تیز قدم اٹھاتے اس سیاہ کار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔ اس سے دو قدم پیچھے دو بھاری جبڑوں والے نوجوان بڑے محتاط انداز میں چل رہے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔ اور وہ بڑے چوکنے انداز میں اردگرد کا جائزہ لے رہے تھے۔۔۔۔ البتہ وہ لمبا ایکریمین بڑے بے نیازانہ انداز میں چل رہا تھا۔ جیسے اُسے

کسی کی پرواہ نہ ہو۔ اور اُسے دیکھتے ہی میجر پرمود کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ کیپٹن طارق نے اُسے صحیح پہچانا تھا۔ وہ واقعی ایمبرے تھا —— ایکریمیا کی سب سے طاقتور مجرم تنظیم راک ہیڈ کا سربراہ۔ میجر پرمود ابھی چند گھنٹے پہلے اپنے ساتھیوں سمیت ایکریمیا پہنچا تھا۔ اور اس نے یہاں آتے ہی سب کو ایمبرے کی تلاش پر مامور کر دیا تھا —— کیونکہ میجر پرمود کو یقین تھا کہ ایمبرے ایک ایسا مجرم ہے جو ہمیشہ اونچا اڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے لازماً اُسے فور کارنرز کے متعلق معلومات حاصل ہوں گی —— اور ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی فور کارنرز میں کسی اہم عہدے پر فائز ہو۔

ایمبرے اپنے باڈی گارڈوں سمیت سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھ گیا۔ اور پھر جیسے ہی سیاہ رنگ کی کار آگے بڑھی میجر پرمود نے اپنی سرخ سپورٹس اس کے پیچھے ڈال دی —— اس نے کار خاصے فاصلے پر رکھی ہوئی تھی۔ تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ اور پھر مختلف سڑکوں پر سے گزرتے ہوئے جب ایمبرے کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو میجر پرمود نے ہونٹ بھینچ لئے —— چونکہ رہائشی کالونی میں ٹریفک خاصی کم تھی۔ اس لئے پرمود نے کار کی رفتار اور آہستہ کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے طارق کی کار کو اپنے قریب سے خاصی تیز رفتاری سے

ذرتے ہوئے دیکھا تو اس نے اطمینان بھرے انداز
ا سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ آہستہ آہستہ کار چلاتا ہوا کالونی
ے دوسرے چوک پر پہنچا تو ایمبرے کی کار غائب ہو چکی
ی —— لیکن اُسے معلوم تھا کہ طارق نے اُسے چیک کر
ا ہوگا۔ اس نے کار چوک کی ایک سائیڈ پر روک دی

اُسی لمحے ایک سائیڈ روڈ سے طارق کی کار نکلی۔ اور
زی سے ایک سائیڈ پر جا کر رک گئی۔ میجر پرمود خاموش
یٹھا رہا —— طارق کار سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا میجر پرمود
ی طرف آیا۔

"کوٹھی نمبر بارہ لائن نمبر تین" —— طارق نے قریب سے
زرتے ہوئے کہا۔ اور اُسی رفتار سے آگے بڑھ گیا۔

میجر پرمود نے اس کے کافی آگے جانے کے بعد
ار کو موڑا اور پھر لائن نمبر تین کی سائیڈ میں ایک زیر تعمیر
وٹھی کی ایک دیوار کی اوٹ میں اس نے کار روک دی۔
ور نیچے اتر کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا لائن نمبر تین
ں داخل ہو گیا —— اور پھر اُسے کوٹھی بارہ کا پھاٹک نظر
گیا۔ یہ ایک قلعہ نما کوٹھی تھی۔ جس کی دیواریں خاصی اونچی
قیں۔ اور اس کوٹھی کے عقبی طرف سڑک نہ تھی۔ بلکہ
وسری کوٹھی کا عقب اس کے ساتھ جڑا ہوا تھا —— ملحقہ
وٹھی نمبر تیرہ کے پھاٹک پر اُسے کرائے کے لئے خالی

ہے کا بورڈ نظر آیا تو وہ چونک پڑا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اس نے اس کوٹھی کے ذریعے ایمبرے والی کوٹھی میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا ــــــ اور اس کوٹھی کی دیواریں ایکریمیا کے عام طرز تعمیر کی طرح بہت چھوٹی تھیں۔ اس لئے میجر پرمود نے قریب پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک ہی جمپ میں وہ دیوار پار کر کے اندر پہنچ گیا ــــــ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ باڑ کے پیچھے گزرتا ہوا ایمبرے والی کوٹھی کی مشترکہ دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا عقبی طرف پہنچ گیا ــــــ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ سامنے کے رخ لازماً ایمبرے کے باڈی گارڈز موجود ہوں گے۔ مشترکہ دیوار کی بلندی کچھ زیادہ نہ تھی ــــــ اس لئے اچھل کر میجر پرمود نے دونوں ہاتھ دیوار کے کنارے پر رکھے اور بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا گیا۔ اس طرح پلک جھپکنے میں وہ دیوار کے اوپر چڑھ کر لیٹ گیا ــــــ اس نے ایک لمحے میں دوسری طرف کا جائزہ لیا اور اپنی توقع کے مطابق عقبی طرف کسی کو نہ پا کر وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ اور باڑ کے پیچھے دبک کر بیٹھ گیا۔

ابھی وہ اٹھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک عمارت کی طرف سے ایک سیاہ رنگ کا خوفناک کتا کسی چیتے کی طرح اچھل کر اس کی طرف آیا ــــــ وہ مخصوص نسل کا کتا

تھا۔ اس لئے بھونکنے کی بجائے غرا رہا تھا۔ اور اس کی سرخ آنکھیں شعلوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

جیسے ہی کتے نے میجر پرمود پر چھلانگ لگائی۔ میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے ریوالور کا ٹریگر دبایا ــــــ اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک چھلانگ لگاتے ہوئے کتے کی پیشانی کے عین درمیان میں پڑی اور کتے کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی ــــــ گولی نے اس کی کھوپڑی کو ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا تھا اور کتا ایک دھماکے سے باڑ کے اوپر گر گیا۔

میجر پرمود بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور باڑ کے پیچھے سے نکل کر دوڑتا ہوا عمارت کی عقبی طرف ایک کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا ــــــ اس کھڑکی میں سلاخیں وغیرہ موجود نہ تھیں۔ اس لئے میجر پرمود اچھلا اور دوسرے لمحے وہ کھڑکی کراس کر کے اندر باتھ روم میں پہنچ کر نیچے دبک گیا۔ کیونکہ اُسی لمحے اُسے ایک سائیڈ سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز اس کھڑکی کی طرف بڑھتی ہوئی سنائی دی تھی۔ قدموں کی آواز ایک ثانیہ کے لئے کھڑکی کے پاس رکی۔ بھاگنے والا شاید کھلی ہوئی کھڑکی میں سے اندر جھانک رہا تھا۔ اور پھر آواز آگے بڑھ گئی ــــــ قدموں کی آواز آگے بڑھتے ہی میجر پرمود سیدھا ہوا تو اُسے ایک لمبا تڑنگا آدمی اس

باڑ کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ جس پر کتے کی لاش پڑی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔ میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سیدھا کیا ـــــــ اور پھر ٹھک کی آواز ایک بار پھر ابھری۔ اور اس دوڑتے ہوئے آدمی کی کھوپڑی بھی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی اور وہ اچھل کر منہ کے بل کتے کی لاش کے اوپر گرا۔ اور ساکت ہو گیا۔

میجر پرمود نے بڑے اطمینان سے کھڑکی کے پٹ بند کئے اور پھر باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا۔ اس نے دوسری طرف آہٹ محسوس کرنے کی کوشش کی ـــــــ لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ میجر پرمود نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔

میجر پرمود ریوالور سنبھالے تیزی سے دوسری طرف کمرے میں گیا۔ یہ خواب گاہ تھی۔ اسی لمحے اُسے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ میجر پرمود بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا ـــــــ اور کمرے کے دروازے کے ساتھ دیوار کے ساتھ چمٹ کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن آنے والا دروازے کے سامنے رکے بغیر آگے بڑھتا گیا ـــــــ ایک آدمی کے قدموں کی آواز تھی۔ اس لئے میجر پرمود نے دروازہ کو کھولا اور باہر جھانکا تو اس نے راہداری کے اختتام پر ایک سر کو اس طرح نیچے

ب ہوتے دیکھا جیسے سمندر میں سورج اترتا ہے۔ اور
سمجھ گیا کہ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں ہیں۔ راہداری
لی تھی ـــــــ وہ تیزی سے باہر آیا اور پنجوں کے بل
ڑتا ہوا ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں کے
تام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ جیسے ہی پرمود
ڑھیوں پر پہنچا اچانک نچلے دروازے سے ایک آدمی
دار ہوا ـــــــ اب میجر پرمود کے پاس چھپنے کی جگہ نہ
ں اس لئے اس نے ٹریگر دبا دیا اور وہ آدمی چیختا ہوا
پنے پیچھے نمودار ہونے والے آدمی پر پشت کے بل گرا۔
ر وہ دونوں ہی دروازے میں گر پڑے ـــــــ میجر پرمود
نے چھلانگ لگائی۔ اور ایک ہی جست میں چار چار سیڑھیاں
تا ہوا وہ ان کے سر پر پہنچ گیا۔ اُسی لمحے نیچے دبا
ا آدمی اپنے اوپر موجود گولی کھا کر پھڑ کتے ہوئے آدمی
ہٹا کر اٹھنے لگا ـــــــ اور پرمود نے دیکھ لیا۔ کہ وہ
برے تھا۔ میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور
دستہ اس کی کھوپڑی پر رسید کر دیا۔ اور ایمبرے
گر کر تڑپنے ہی لگا تھا کہ میجر پرمود نے اچھل کر بوٹ
ٹو اس کی کنپٹی پر جما دی ـــــــ اور ایمبرے کا پھڑکتا
جسم ساکت ہو گیا۔ دوسرا آدمی بھی اس دوران
ہو چکا تھا۔ پرمود نے دیکھا کہ یہ ایک تہہ خانہ تھا۔ جس
دیواروں کے ساتھ ساتھ تین بڑی بڑی مشینیں نصب

تھیں ۔ ایک طرف میز اور کرسی تھی ۔ جس پر ٹیبل لیمپ جل رہا تھا ۔ اور کافی ساری فائلیں پڑی ہوئی تھیں ۔

میجر پرمود نے ایمبرے کو گھسیٹ کر اندر کیا ۔ اور پھر اپنی جیکٹ کی ایک جیب سے اس نے نائلون کی باریک رسی کا گچھا نکالا ——— اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے ایمبرے کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے ۔ اور ساتھ ہی اس کے پیر بھی رسی سے جکڑ دیئے ۔ اس کے بعد اس نے جیب سے رومال نکالا اور ایک ہاتھ سے ایمبرے کا منہ جبراً کھول کر اس نے رومال کا گولا اس کے حلق میں ٹھونس دیا ——— اب وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو چکا تھا ۔ اس کے بعد وہ دوبارہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آیا ۔ اور بجائے راہداری میں جانے کے وہ واپس اُسی خواب گاہ میں داخل ہو کر باتھ روم میں آگیا ——— وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ آدمی ایمبرے کو اس کتے اور گارڈ کی لاشوں کے متعلق بتانے آیا ہو گا اور لازماً دوسرے افراد بھی وہیں جمع ہوں گے ——— اس نے باتھ روم کی کھڑکی کو ذرا سا کھولا تو اُسے باڑ کے پاس تین مسلح افراد کھڑے نظر آئے وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے ——— ان کا انداز ایسا تھا جیسے اُنہیں سمجھ نہ آ رہی ہو کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا ۔ میجر پرمود نے جیکٹ کی جیب میں سے ایک مشین پسٹل نکالا اور ریوالور کے آگے لگا ہوا سائیلنسر

کھول کر اس نے تیزی سے اُسے مشین پسٹل کے آگے فٹ کیا اور پھر کھڑکی کی درز سے اس نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا ——— اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی تینوں مسلح افراد اچھل اچھل کر نیچے گرے ۔ ان میں سے دو نے پھڑک کر اٹھنا چاہا ——— لیکن مشین پسٹل سے برستی ہوئی مسلسل گولیوں نے انہیں اٹھنے کی مہلت ہی نہ دی ۔ اور پرمود نے اس وقت ٹریگر سے انگلی ہٹائی جب اُسے یقین ہو گیا کہ وہ تینوں ختم ہو چکے ہیں ——— اس کے بعد اس نے کھڑکی کھولی اور اچھل کر باہر کود گیا ۔ اس کے بعد وہ گھوم کر سامنے کے رخ آیا ۔ لیکن ادھر کوئی آدمی موجود نہ تھا ——— اس نے پوری کوٹھی دیکھ ڈالی ۔ لیکن کوٹھی خالی پڑی تھی ۔ وہ سیدھا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے پھاٹک کھول کر باہر جھانکا تو اُسے دور ایک بنچ پر طارق بیٹھا اخبار پڑھتا نظر آگیا ——— وہ اخبار کی اوٹ میں سے اس طرف دیکھ رہا تھا ۔ میجر پرمود نے ہاتھ ہلا کر اُسے آنے کا اشارہ کیا اور طارق نے اخبار تہہ کیا ——— اور اٹھ کر تیزی سے سڑک کراس کر کے پھاٹک کی طرف بڑھ آیا ۔

میں نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے ۔ تم کار لے کر اندر آجاؤ ۔ ہم ایمبرے کو یہاں سے نکال لیتے ہیں ۔

کیونکہ کسی بھی وقت کوئی یہاں آسکتا ہے۔ جلدی کرو۔ میجر پرمود نے کہا اور طارق سر ہلاتا ہوا واپس پلٹ گیا۔

میجر پرمود دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہوا۔ اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ اس کمرے میں آیا جہاں بے ہوش ایمبرے پڑا ہوا تھا ـــــــ ایمبرے کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ ہوش میں تھا۔ لیکن منہ میں موجود رومال کی وجہ سے وہ بولنے سے معذور تھا۔ میجر پرمود تیزی سے میز کی طرف بڑھا ـــــــ اور اس نے اس پر موجود فائلوں کو کھول کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ سب منشیات اور سمگلنگ کے بارے میں تھیں۔ اس نے درازیں بھی چیک کر لیں ـــــــ لیکن جب اُسے کوئی کام کی چیز نظر نہ آئی۔ تو وہ انہیں چھوڑ کر فرش پر پڑے ہوئے ایمبرے کی طرف بڑھا۔ اور اس نے ایمبرے کو اٹھا کر کاندھے پر لادا ـــــــ اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا راہداری سے گزر کر باہر پورچ میں آگیا جہاں طارق کار لئے کھڑا تھا۔ میجر پرمود کو دیکھتے ہی طارق نے کار کا پچھلا دروازہ کھول اور پرمود نے بندھے ہوئے ایمبرے کو دونوں سیٹوں کے درمیان خالی جگہ پر لٹا دیا۔

" اسے پوائنٹ پر لے چلو۔ میں اپنی کار میں آرہا ہوں " پرمود نے طارق سے کہا۔ اور طارق سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ

سیٹ پر بیٹھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے کار پھاٹک کی طرف موڑ دی۔ جب کار پھاٹک سے باہر نکل گئی۔ تو میجر پرمود واپس اس عمارت میں گیا ـــــــ وہ اب مکمل طور پر عمارت کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ لیکن عمارت کے ہر کمرے کی تلاشی لینے کے باوجود جب اُسے کوئی کام کی چیز نہ ملی تو اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک سنہری پتی سی نکالی۔ اس کا کونا موڑا اور اُسے ایک درمیانی کمرے کے فرش پر پھینک کر وہ عمارت سے نکل کر تیزی سے دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھا ـــــــ پھاٹک کراس کر کے وہ باہر نکلا تو بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ لیکن کوئی آدمی اس کی طرف متوجہ نہ تھا ـــــــ چنانچہ وہ لائن نمبر تین سے نکل کر سڑک کراس کرتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کار میں بیٹھ کر اس نے انجن سٹارٹ کیا اور اُسے واپس موڑ کر پچھلے چوک کی طرف بڑھ گیا۔ چوک پر پہنچ کر اس نے کار کی رفتار آہستہ کی ـــــــ اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جس پر سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ اس کے نیچے سفید رنگ کا بٹن لگا ہوا تھا ـــــــ میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے وہ بٹن دبا دیا۔ جلتا بجھتا بلب ایک جھماکے سے تاریک ہو گیا۔ اور اُسی لمحے میجر پرمود کو اپنے عقب سے

ایک خوف ناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور میجر پرمود نے اطمینان بھرے انداز میں آلہ واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور کار آگے بڑھا دی ——— اُسے معلوم تھا کہ طاقت ور وائرلیس بم نے پوری کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہوگی۔

کرنل فریدی کی جیپ اونچی نیچی خشک پہاڑیوں میں خاصی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل فریدی خود موجود تھا۔ جب کہ ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن حمید بیٹھا تھا۔ کرنل فریدی کے پیچھے دو اور جیپیں بھی آ رہی تھیں۔

"آخر ان پہاڑیوں میں آ کر آپ کو کیا ملے گا۔ یہاں تو گھاس کا تنکا تک نظر نہیں آ رہا ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ان پہاڑیوں میں فور کارنرز کا بڑا ہیڈ کوارٹر موجود ہے" کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن کیا انہوں نے باقاعدہ اس کا بورڈ لگایا ہوا ہوگا۔"

جوآپ اس طرح اُسے ڈھونڈھتے پھر رہے ہیں"
کیپٹن حمید نے ناخوشگوار لہجے میں کہا ۔
"شاید لگایا ہوا ہی ہو" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور کیپٹن حمید نے منہ بنا لیا ۔

اُسی لمحے کرنل فریدی کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں ۔ تو کیپٹن حمید چونک پڑا ۔ کرنل فریدی نے جیب میں ہاتھ ڈالا ـــــ اور چھوٹا سا مائیک جیسا آلہ نکال کر منہ سے لگا لیا ۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اس میں سے نکل رہی تھیں ۔ کرنل فریدی نے انگوٹھے سے اس کی سائیڈ کا بٹن دبا دیا

"ہیلو ہیلو ـــــ زیرو تھری کالنگ اوور" ـــــ اس مائیک نما آلے میں سے آواز برآمد ہوئی ۔

"یس ـــ ہارڈ اسٹون اٹنڈنگ یو" ـــ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیا ۔

"سر ـــــ تھرٹی سکس پوائنٹ پر ایک ٹیلے کے پیچھے دو مسلح افراد دیکھے جا رہے ہیں اوور" زیرو تھری کی آواز سنائی دی ۔

"کیا اسلحہ ہے ان کے پاس اوور" ـــــ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں پوچھا ۔

"سر ـــ عجیب ساخت کی گنیں ہیں جیسے ان گنوں سے گولیوں کی بجائے میزائل فائر ہوتے ہوں اوور" زیرو تھری نے جواب دیا ۔

"او ۔ کے ـــــ تم ایسا کرو کہ تھری فائیو کے پاس پہنچ جاؤ ۔ ہم ابھی وہیں پہنچنے والے ہیں اوور اینڈ آل" کرنل فریدی نے کہا ۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب ـــ میں رکھا اور جیپ کا رخ ذرا سا آگے جا کر دائیں طرف کو موڑ دیا ـــــ پیچھے آنے والی جیپیں بھی ان کے پیچھے ہی مڑ گئیں ۔

"اس کا مطلب ہے آپ نے آدمی پہلے ہی یہاں بھیجے ہوئے تھے" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا ۔

"ظاہر ہے ۔ تمہیں تو پڑھنا آتا نہیں ۔ اس لئے کسی پڑھے لکھے آدمی کی ضرورت تو تھی جو بورڈ پر لکھا ہوا پڑھ سکے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ اور حمید ہنس کر خاموش ہو گیا ۔

کرنل فریدی نے ایک بڑے ٹیلے کی اوٹ میں جا کر جیپ روک دی ۔ اور پھر کیپٹن حمید کو نیچے اترنے کا اشارہ کرکے وہ اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا ـــــ پیچھے آنے والی دو جیپیں بھی رک گئی تھیں ۔ اور اس میں سے چھ مسلح افراد باہر آ گئے تھے ۔

"تم سب لوگ یہیں رکو گے ۔ میں اور زیرو تھری آگے جائیں گے" ـــــ کرنل فریدی نے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"اور میں" ـــــ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا ۔

"تم ہمارے ساتھ ہو گے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔ اور اُسی لمحے ٹیلے کی اوٹ سے ایک نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے جسم پر مٹیالے رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ یہ بلیک فورس کا زیرو تھری تھا۔

"زیرو تھری تم اور کیپٹن حمید دائیں طرف سے چکر کاٹ کر پہنچو گے اور میں بائیں طرف سے۔ ہم نے ان چاروں افراد کو اغوا کر کے یہاں لے آنا ہے ——— اور پھر ان کے قد و قامت کے مطابق یہاں سے دو آدمی ان کی جگہ لیں گے" ——— کرنل فریدی نے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ——— زیرو تھری نے جواب دیا۔

"تم نے انہیں انتہائی احتیاط سے اغوا کر کے یہاں لے آنا ہے۔ میں وہیں رکوں گا۔ اور تمہاری واپسی تک رد عمل چیک کروں گا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔ اور ان دونوں کو روانہ ہونے کا اشارہ کر دیا۔

زیرو تھری اور کیپٹن حمید تیزی سے آگے پیچھے چلتے ہوئے ٹیلے کے پیچھے غائب ہو گئے۔ کرنل فریدی دوسری طرف سے گھوم کر آگے بڑھا ——— اور پھر اونچے نیچے ٹیلوں کے پیچھے بھاگتا ہوا وہ ایک اونچے ٹیلے پر چڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی ایک آگے بڑھی ہوئی چٹان کے نیچے لیٹ گیا ——— اس نے جیب سے

ایک لمبی نال کا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ یہاں سے اُسے وہ ٹیلہ صاف نظر آ رہا تھا۔ جس کے پیچھے دو مسلح افراد بیٹھے ہوئے تھے ——— ان کے پاس واقعی عجیب ساخت کی گنیں تھیں۔ ان دونوں کی پشت کرنل فریدی کی طرف تھی اور وہ بڑے اطمینان سے بیٹھے گپ شپ میں اس طرح مصروف تھے جیسے انہیں یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو۔

تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی کو کیپٹن حمید اور زیرو تھری ایک ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر آگے بڑھتے دکھائی دیئے ——— وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ لیکن ابھی وہ ٹیلے کی سائیڈ میں پہنچے ہی تھے۔ کہ ٹیلے کے پیچھے بیٹھے ہوئے دونوں افراد یکلخت چونکے ——— اور پھر ان دونوں نے اتنی تیز رفتاری سے سائیڈ میں ہو کر پوزیشن سنبھال لی کہ کرنل فریدی جیسا آدمی بھی ان کی پھرتی اور تیزی پر حیران رہ گیا۔ زیرو تھری اور کیپٹن حمید اب ان کے سائیڈ میں آ جانے کی وجہ سے لازماً ان کی زد میں آ رہے تھے ——— لیکن کرنل فریدی خاموش پڑا رہا۔ وہ یہاں فائرنگ سے بچنا چاہتا تھا۔

"خبردار" ——— یکلخت ان دونوں کی تیز چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور دوسرے لمحے انہوں نے پہلے جیسی پھرتی کے

ساتھ ہی چیتے کی طرح اچھل کر اپنی عجیب ساخت کی گنیں سائیڈ سے گھوم کر آگے بڑھتے ہوئے زیرو تھری اور کیپٹن حمید پر تان لیں ـــــ زیرو تھری نے تو تیزی سے ہاتھ اٹھا دیئے۔ لیکن کیپٹن حمید کا ردعمل اس سے قطعی مختلف ظاہر ہوا۔ اس نے پلک جھپکنے میں یک لخت اچھل کر دونوں گھٹنوں کی ضرب اپنے سامنے والے آدمی کے پیٹ میں اس طرح ماری کہ وہ خود تو کولہوں کے بل نیچے گرا ـــــ لیکن وہ آدمی ضرب کھا کر چیختا ہوا اپنے ساتھی سے کسی زور سے پھینکی ہوئی گیند کی طرح ٹکرایا۔ اور اسی لمحے زیرو تھری نے چھلانگ لگائی اور نیچے گرتے ہوئے آدمی کو چھاپ لیا ـــــ کیپٹن حمید نے اپنے ہاتھ پیچھے کر کے اپنے کولہوں کو سخت زمین سے ٹکرانے سے بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے نچلے جسم کو بجلی کی سی تیزی سے اچھالا ـــــ اور نیچے گر کر اٹھتے ہوئے آدمی کی گردن میں اس کی دونوں ٹانگیں کسی قینچی کی طرح پڑیں اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن حمید نے یک لخت کولہوں کے بل الٹی قلابازی کھائی ـــــ اور اس کی ٹانگوں میں جکڑا ہوا آدمی الٹ کر اس کے سر کے پیچھے ایک دھماکے سے منہ کے بل جا گرا۔ اور اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی ـــــ اور وہ تڑپ کر سیدھا ہوا اور بے اختیار اس نے دونوں ہاتھ اپنے لہولہان

چہرے پر رکھ دیئے۔ کیپٹن حمید کا جسم بھی چونکہ دوہرا ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر پوری قوت سے دونوں پیر جوڑ کر اس آدمی کے سینے پر مارے اور پھر کسی گیند کی طرح اوپر اچھلا۔ اور وہ آدمی چیخ کر تڑپا ـــــ لیکن جیسے ہی وہ تڑپ کر سیدھا ہوا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید نے جو اس دوران ہوا میں تھا پوری قوت سے ایک بار پھر اس کے سینے پر دونوں پیر جوڑ کر جمپ کیا۔ اور پھر اچھل کر ایک طرف کھڑا ہو گیا ـــــ وہ آدمی اب ساکت ہو چکا تھا۔

ادھر زیرو تھری اور اس آدمی کے درمیان ابھی تک لڑائی جاری تھی وہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے وہیں قلابازیاں کھا رہے اور کروٹیں بدل رہے تھے۔ کیپٹن حمید نے اپنے شکار کے ہاتھ سے نکلی ہوئی عجیب ساخت کی گن اٹھائی ـــــ اور پھر جیسے ہی وہ آدمی زیرو تھری کو الٹا کر اوپر آیا۔ کیپٹن حمید نے پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر گن کا دستہ رسید کر دیا اور اس آدمی کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے ـــــ زیرو تھری اسے سائیڈ پر اچھال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

کرنل فریدی کے لبوں پر کیپٹن حمید کی پھرتی اور تیزی دیکھ کر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ کیپٹن حمید اور زیرو تھری نے

دونوں گنیں اٹھا کر بغل میں تھامیں اور پھر جھک کر ان دونوں
کو اٹھا کر کاندھوں پر لادا اور تیزی سے ٹیلے کے پیچھے
گھوم کر کرنل فریدی کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ کرنل
فریدی کی نظریں اُسی جگہ پر جمی ہوئی تھیں ـــــ اور پھر
چند لمحوں بعد ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ٹیلے کی جڑ میں
سے ایک تختہ سا کھلا اور اس میں سے ایک مسلح
شخص بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل کر اس طرف کو گھوم
جدھر کیپٹن حمید اور زیرو تھری گئے تھے ـــــ کرنل فریدی
نے یک لخت ہاتھ میں پکڑے ہوئے لمبی نال کے ریوالور
کا ٹریگر دبا دیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی نال سے ایک
شعلہ نکلا ـــــ اور وہ آدمی اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا
اور بُری طرح ہاتھ پیر مارنے لگا۔ ٹیلے کے نیچے کھلنے
والا تختہ اب بند ہو چکا تھا۔

اس آدمی کے نیچے گرتے ہی کرنل فریدی بجلی کی
سی تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے چٹان سے نیچے
گہرائی میں چھلانگ لگا دی ـــــ وہ پیروں کے بل نیچے
گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ پیرا ٹروپنگ کے انداز
میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ ٹیلے کے سامنے کی
طرف سے جانے کی بجائے سائیڈ کی طرف سے گھوم کر
زمین پر پڑے ہوئے اس آدمی کے پاس پہنچا جو اب
ساکت پڑا ہوا تھا ـــــ اور اس کی گردن کے اوپر

کھوپڑی کی پشت سے خون نکل نکل کر زمین پر گر رہا تھا۔
کرنل فریدی نے جلدی سے اُسے کاندھوں سے پکڑ کر
اپنی طرف کھینچا ـــــ اور پھر آگے لے جا کر اس نے
انتہائی تیزی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چونکہ
یہ آدمی قد و قامت میں کرنل فریدی سے ملتا جلتا تھا۔ البتہ
جسم میں وہ قدرے کرنل فریدی سے بھاری تھا۔ اس
لئے کرنل فریدی نے اس کا لباس اپنے لباس کے
اوپر پہن لیا ـــــ اس طرح وہ لباس اس پر پوری
طرح فٹ آگیا۔ اس آدمی نے سر پر ایک کیپ پہنی ہوئی
تھی جو آگے کی طرف سے تو پی کیپ کی طرز کی تھی۔ لیکن
پشت کی طرف سے وہ ہاف کیپ کی طرز کی بنی ہوئی تھی۔
اس آدمی کے گرنے سے یہ کیپ اڑ کر دور جا گری
تھی ـــــ کرنل فریدی نے وہ کیپ اٹھا کر سر پر ایڈجسٹ
کی تو اس کا چہرہ قدرے چھپ گیا۔ کرنل فریدی نے
کیپ پہننے کے بعد اس آدمی کو اٹھایا اور اسے اٹھا
کر وہ دو تین ٹیلوں کے پیچھے لے لیا اور ایک کھائی
میں اُسے پھینک دیا۔

اسی لمحے اُسے دور سے دو آدمیوں کی جھلک دکھائی
دی تو وہ تیزی سے ایک ٹیلے کے پیچھے ہو گیا۔ آنے
والے تیزی سے لیکن خاص احتیاط سے چلتے ہوئے
پہلے والے ٹیلے کے پیچھے سے نمودار ہو کر آگے

بڑھے ۔ کرنل فریدی نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے
فاصلے سے ہو کر اپنی طرف بلایا اور وہ دونوں گھومتے
ہوئے دوسرے ٹیلوں کی آڑ میں ہو کر اس کی طرف
آئے ۔

" آپ اور اس لباس میں " ۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے
قریب آکر حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" مجھے یقین تھا کہ اندر سے ان دونوں کو چیک کیا
جائے گا اور وہی ہوا ۔ ایک آدمی ٹیلے سے نکلا ۔ اور
میں نے اُسے گرا لیا ۔۔۔۔ اب تم میرے ساتھ چلو گے
یہ یہیں رہے گا " ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا ۔

اور دوسرے آدمی نے جس نے میک اپ کیا ہوا تھا
سر ہلا دیا ۔ کرنل فریدی نے قریب آنے کے بعد باوجود
میک اپ کے اُسے آسانی سے پہچان لیا تھا ۔

" لیکن آپ بغیر میک اپ کے " ۔۔۔۔ کیپٹن حمید
نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ۔ بس تم میرے
پیچھے مجھے کور دو گے " ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا ۔ اور
تیزی سے اس ٹیلے کی طرف بڑھ گیا جس کے نچلے حصے
سے وہ آدمی برآمد ہوا تھا ۔ کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا
اس کے پیچھے چل دیا ۔

کرنل فریدی نے ٹیلے کی جڑ کے پاس ابھرے

ہوئے مختلف پتھروں پر پیروں سے ضرب لگانی شروع
کر دی ۔ اور پھر جیسے ہی اس کا پیر ایک پتھر پر پڑا ۔ ٹیلے
کی ایک چٹان تختے کی طرح اٹھ کر اوپر کو چلی گئی اور
اندر جاتا ہوا ایک راستہ صاف نظر آنے لگا ۔۔۔۔ کرنل
فریدی آگے بڑھ گیا اس نے کیپ کو ذرا سا نیچے
کر لیا تھا ۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا ۔
ان دونوں کے آگے بڑھتے ہی ان کے عقب میں
چٹان خود بخود بند ہو گئی ۔۔۔۔ راستے کا اختتام ایک
چھوٹے سے کمرے میں ہوا ۔ جس میں ایک بڑی سی
مشین نصب تھی جو چل رہی تھی ۔ لیکن کمرے میں کوئی
آدمی موجود نہ تھا ۔۔۔۔ مشین کی سکرین پر باہر کا منظر موجود
تھا ۔ جس پر ناتھ وہی مخصوص گن اٹھائے کھڑا تھا ۔ کرنل
فریدی سمجھ گیا کہ وہ جس کے لباس میں اندر آیا ہے
وہی دراصل اس مشین کا آپریٹر تھا ۔۔۔۔ لیکن اس
کمرے کی تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں ۔ ان میں
کوئی دروازہ موجود نہ تھا ۔ کرنل فریدی تیزی سے اس
مشین کی طرف بڑھا ۔۔۔۔ ابھی وہ مشین کو غور سے دیکھ
ہی رہا تھا کہ یک لخت ایک بلب تیزی سے جل اٹھا ۔ اور
ساتھ ہی اس کے نیچے موجود باریک باریک سوراخوں
سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی ۔ جیسے کوئی مشین
چل پڑی ہو ۔۔۔۔ اسی لمحے سکرین پر جھماکے سے منظر

بدل گیا - اور اس پر ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔
"ہیلو ——— ون الیون - چیف باس باہر آرہے ہیں نوٹ کرلو" ——— اس نوجوان کے لب ہلے - اور اس کے ساتھ آواز ان باریک سوراخوں سے نکلی - اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا - سکرین پر جھماکے سے منظر بدل گیا ——— اب وہاں ایک راہداری کا منظر ابھر آیا تھا - اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اس راہداری میں تیز تیز چلتا ہوا آرہا تھا - اس کے پیچھے ایک نوجوان ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے ہوئے تھا -

کرنل فریدی نے مڑ کر کیپٹن حمید کو اشارہ کیا - اور اس نے سر ہلا دیا - اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کھسکتا ہوا کمرے کے دروازے پر جا کھڑا ہوا - صرف یہی ایک جگہ ایسی تھی جہاں سے اندرونی دروازہ نہ کھل سکتا تھا ——— ورنہ تو یہ راستہ کسی بھی طرف سے نکل سکتا تھا - کرنل فریدی مشین کے سامنے کھڑا رہا - البتہ اس نے پی کیپ اور زیادہ نیچے کی طرف جھکا لی تھی ——— سکرین پر آنے والوں کے چہرے بڑے ہوتے گئے - اور پھر جیسے ہی وہ قریب پہنچے یک لخت کھٹاک کی آواز سنائی دی - اور دائیں طرف دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا ——— اور پھر جیسے ہی وہ دونوں

اس دروازے سے باہر نکلے - کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے مڑا - اور آگے آنے والا آدمی چیختا ہوا اچھل کر کمرے کے وسط میں جا گرا ——— کرنل فریدی کا ہاتھ لہراتا ہوا اس کی کنپٹی پر پڑا تھا - اسی لمحے کیپٹن حمید نے جمپ لگایا اور اس کی زوردار فلائنگ کک پیچھے آنے والے کے سینے پر پڑی ——— اور وہ بھی چیختا ہوا پچھلی دیوار سے ٹکرایا اور پھر خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح دیوار کی جڑ میں ہی ڈھیر ہوگیا - کرنل فریدی نے پہلے آدمی کے گرتے ہی اچھل کر لات گھمائی ——— اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آدمی اوہ کی آواز کے ساتھ ہی ایک دھماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہوگیا -
کیپٹن حمید نے فلائنگ کک لگا کر الٹی قلابازی کھائی اور پھر جیسے ہی اس کا جسم سیدھا ہوا اس کے ہاتھ میں موجود گن کا دستہ دیوار کی جڑ میں اکڑوں بیٹھے ہوئے آدمی کے سر پر کھٹاک کی آواز سے پڑا اور وہ پہلو کے بل گر گیا -
"اسے اٹھاؤ - ہمیں فوراً باہر نکلنا ہے - اتفاق سے چیف باس ہاتھ لگ گیا ہے - جلدی کرو"
کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا - اور ساتھ ہی اس نے جھک کر اس باس کو اٹھا کر کاندھے پر لادا - اور تیزی سے کھلے دروازے سے بیرونی راستے کی طرف دوڑ

پڑا۔ کیپٹن حمید نے بھی بجلی کی سی تیزی سے گن کاندھے سے لٹکائی اور نہ صرف دوسرے آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا بلکہ اس نے اس کا ایک طرف پڑا ہوا بریف کیس بھی جھک کر اٹھا لیا ـــــ اور پھر وہ کرنل فریدی کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اس کے پہنچنے تک کرنل فریدی بیرونی راستہ کھول چکا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں ہی ٹیلے سے باہر نکل آئے۔

"اسے اٹھاؤ۔ اور جیپوں کی طرف چلو۔ جلدی"

کرنل فریدی نے چیف باس کو باہر کھڑے ناتھ کے کاندھے پر منتقل کرتے ہوئے کہا۔

اور ناتھ اُسے اٹھا کر کیپٹن حمید کے ساتھ ٹیلے کی سائیڈ سے گھوم کر بھاگ پڑا۔

کرنل فریدی ان کے جاتے ہی واپس اس کھلے تہ سے اندر داخل ہوا اور دوڑتا ہوا واپس اس کمرے میں پہنچا ـــــ وہاں پہنچ کر وہ سیدھا اس مشین کی طرف بڑھا جو ابھی تک چل رہی تھی۔ اس نے اس کی ایک بڑی ناب کو گھمایا تو سکرین پر منظر بدلنے لگے۔ وہ اس کو مسلسل گھماتا گیا ـــــ اور پھر جیسے ہی منظر پر وہ نوجوان نظر آیا جس نے اُسے چیف باس کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ کرنل فریدی نے اس ناب کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا ـــــ اس کے

ساتھ ہی نہ صرف سکرین تاریک ہو گئی بلکہ اس مشین پر جلنے والے چھوٹے بڑے بلب بھی بند ہو گئے۔ مشین آف ہو چکی تھی ـــــ کرنل فریدی تیزی سے واپس مڑا اور ایک بار پھر بھاگتا ہوا بیرونی دروازے سے نکل کر ٹیلے سے باہر آ گیا۔ وہاں سے وہ واپس اُسی ٹیلے کی طرف آیا جس کی چٹان پر لیٹ کر اس نے چیکنگ کی تھی ـــــ لیکن چونکہ وہ چٹان خاصی بلندی پر تھی۔ اس لئے وہ اوپر چڑھنے کی بجائے وہیں ایک چٹان کی سائیڈ میں ہو گیا۔ اس نے جلدی سے جیب سے وہی چھوٹا سا مائیک نما آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ لارڈ اسٹون کالنگ اوور"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ لیکن اس کی نظریں اُسی ٹیلے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"یس ـــــ زیرو فائیو اٹنڈنگ اوور" ـــــ دوسرے لمحے ایک آواز سنائی دی۔

"کیپٹن حمید اور ناتھ پہنچ گئے ہیں اوور" ـــــ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نو سر ـــــ یس سر وہ آ رہے ہیں۔ ان دونوں نے ایک ایک آدمی اٹھایا ہوا ہے اوور" ـــــ زیرو فائیو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم ان دونوں کا خیال کرو۔ انہیں جیپ میں ڈال کر ان کے ہاتھ پیر باندھ دینا اور کیپٹن حمید

اور باقی سب ساتھیوں کو میرے پاس بھیج دو۔ انہیں کہنا کہ وہ شمال کی طرف سے گھوم کر آئیں اور جو تھے ٹیلے کی سائیڈ سے ہو کر میرے پاس پہنچیں ——— فوراً جلدی۔ اوور اینڈ آل" ——— کرنل فریدی نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے جیب میں ڈال لیا۔

ٹیلے کا وہ تختہ بند ہو چکا تھا۔ لیکن کرنل فریدی کو یقین تھا کہ اندر موجود افراد باہر آئیں گے۔ چونکہ اُسے معلوم نہ تھا کہ اندر کتنے افراد موجود ہیں ——— اس لئے اس نے اس مشین کو بند کر کے دراصل انہیں باہر موجود گڑبڑ کا کاشن دیا تھا۔

چیف باس کے قابو میں آجانے کے بعد وہ اب اس خفیہ سنٹر کو مکمل طور پر چیک کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس مشین سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ یقیناً کوئی اہم ترین سنٹر ہے۔

اور چند لمحوں بعد اُسے ٹیلے کے عقب سے کیپٹن حمید کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ کرنل فریدی کا نام لے رہا تھا۔

"یس ——— کم ان" ——— کرنل فریدی نے اونچی آواز میں کہا۔

اور پھر کیپٹن حمید ٹیلے کی سائیڈ سے نکل کر آگیا۔

"کیپٹن حمید۔ سب لوگوں کو لے کر اردگرد پوزیشنیں لے

لو۔ ابھی اس سنٹر سے لوگ باہر آئیں گے۔ اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ کرنل فریدی چٹان کی اوٹ میں کھڑا ٹیلے کی طرف دیکھ رہا تھا ——— لیکن ٹیلے کا وہ تختہ بند تھا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا کرنل فریدی کے دل میں بے چینی سی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق اب تک کسی نہ کسی کو باہر آجانا چاہیئے تھا ——— اُسی لمحے جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں اور کرنل فریدی نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور ٹرانسمیٹر کو باہر نکال لیا۔

"ہیلو ہیلو ——— زیرو فائیو کالنگ اوور" ——— ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی زیرو فائیو کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس ——— لارڈ اسٹون اوور" ——— کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"سر ——— پوائنٹ سکس ون سے دس مسلح افراد نمودار ہوئے ہیں اور وہ ٹیلوں کی اوٹ لیتے ہوئے آپ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں مخصوص ساخت کی گنیں ہیں اوور" ——— زیرو فائیو نے کہا۔ اور کرنل فریدی اس کی اطلاع پر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے ٹرانسمیٹر پر ساتھ والا دوسرا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ہارڈ اسٹون اوور" ـــــ کرنل فریدی نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس ـــــ حمید اسٹنڈنگ اوور" ـــــ دوسرے لمحے کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

"حمید۔ ہمیں ٹریپ کیا جا رہا ہے۔ دس افراد شمالی طرف سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر جنوب کی طرف سمٹ جاؤ ـــــ جلدی کرو۔ وہ پہنچنے ہی والے ہوں گے اوور اینڈ آل" ـــــ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور اس چٹان کی اوٹ سے نکل کر کسی لومڑی کی طرح دوڑتا ہوا اس ٹیلے کی سائیڈ سے ہو کر اوپر چڑھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک ایسی جگہ پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا ـــــ جہاں سے وہ شمالی سمت میں آنے والوں کو بھی چیک کر سکتا تھا اور اس ٹیلے کو بھی دیکھ سکتا تھا جو اس کا ٹارگٹ تھا۔

چند لمحوں بعد ہی دس مسلح افراد انتہائی احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مختلف ٹیلوں کے پیچھے سے نمودار ہوئے ـــــ سب سے آگے والے کو دیکھتے ہی کرنل فریدی چونک پڑا۔ یہ اسی نوجوان کی تصویر تھی جس نے چیف باس کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نما آلہ تھا ـــــ چونکہ

اب وہ ٹارگٹ والا ٹیلہ قریب آ گیا تھا۔ اس لئے ان کی رفتار اور آہستہ ہو گئی تھی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ محتاط نظر آ رہے تھے ـــــ لیکن ظاہر ہے نہ ہی کرنل فریدی ان کی نظروں میں آ سکتا تھا اور نہ ہی کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی کیونکہ وہ جنوبی سمت میں چھپے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے وہ دس دو ٹیلوں کے پیچھے سے نکل کر اس ٹارگٹ والے ٹیلے کے پاس پہنچ گئے۔ کرنل فریدی مطمئن تھا کہ جس آدمی کا لباس اس نے پہن رکھا ہے ـــــ اس کی لاش بھی جنوبی سمت میں کھائی میں تھی۔ اس لئے وہ بھی انہیں نظر نہ آ سکتی تھی۔ اور دو پہرے دار تو ظاہر ہے جیپوں کے پاس ہوں گے۔

وہ دس افراد ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ٹیلے کی طرف بڑھ گئے۔ کرنل فریدی کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ اور اس کے کان انہی کی طرف تھے۔

"یہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ وہ پہرے دار کہاں گئے" ـــــ اس نوجوان کی آواز کرنل فریدی کے کانوں میں پہنچی۔

"ہو سکتا ہے چیف باس انہیں اپنے ساتھ لے گیا ہو" ـــــ ایک اور آدمی نے کہا۔

"لیکن پھر وہ مشین بند کر کے یہ راستہ کیوں کلوز کرایا گیا" ـــــ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور کرنل فریدی نے اس طرح سر ہلایا جیسے ان کی دوسرے راستے سے آنے کی وجہ وہ اب سمجھا ہو۔ مشین کے بند ہو جانے سے ادھر کا راستہ کلوز ہو گیا تھا۔ اس لئے انہیں کسی دوسرے دروازے سے نکل کر ادھر آنا پڑا تھا۔

"آپ ٹرانسمیٹر پر چیف باس سے بات کریں۔ تب صورت حال کا پتہ لگے گا" ــــ ایک اور آواز نے کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن کوئی جواب نہیں مل رہا" ــــ اُسی نوجوان کی آواز سنائی دی۔ وہ ابھی تک بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"میں اندر جاکر مشین آن کرتا ہوں۔ تم لوگ ارد گرد کے ٹیلوں کو دور دور تک اچھی طرح چیک کرو۔ ہیڈ کوارٹر کو خالی بھی نہیں چھوڑا جاسکتا ــــ ہو سکتا ہے کوئی اہم پیغام اسی دوران آجائے" ــــ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اس تختہ کھولنے والی جگہ کی طرف مڑ گیا۔

لیکن اب کرنل فریدی کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کوئی اہم مواصلاتی رابطہ سنٹر ہے ــــ اور اس وقت خالی ہے۔ اس نے آہستہ سے کاندھے سے لٹکی ہوئی وہ عجیب ساخت کی گن اتاری۔ اور پھر اس کی نال کا رخ ان لوگوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر

دبا دیا۔ دوسرے لمحے گن کی نال کے سرے پر نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا۔ اور ہلکی سی سرر کی آواز کے ساتھ ہی اس جگہ جہاں وہ نوجوان اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ نیلے رنگ کا تیز دھواں سا بھر گیا ــــ یہ دھواں اس قدر گہرا تھا۔ کہ وہ سب لوگ اور ٹیلہ تک اس دھوئیں میں چھپ گیا۔ کرنل فریدی حیرت سے اس دھوئیں کو دیکھنے لگا ــــ اور چند لمحوں بعد ہی دھواں غائب ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں اس نوجوان سمیت سب افراد کی لاشیں اس طرح جلی ہوئی پڑی تھیں جیسے انہیں زندہ جلا دیا گیا ہو ــــ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچے۔ اور پھر نیچے اترنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ رکا اور اس نے جیب سے وہی ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ لارڈ اسٹون کالنگ اوور"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ــــ زیرو فائیو اٹینڈنگ اوور"

دوسری طرف سے زیرو فائیو کی آواز سنائی دی۔

"وہ دونوں آدمی جنہیں کیپٹن حمید اور ناتھ نے پہنچایا تھا۔ کس پوزیشن میں ہیں اوور" ــــ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر ــــ دونوں ہوش میں آگئے تھے۔ لیکن میں نے

انہیں دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے۔ ویسے میں نے ان کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں اوور" ـــــ زیرو فائیو نے جواب دیا۔

"او۔کے ـــــ تم ایسا کرو کہ جیپوں کو ٹوچین کر کے پوائنٹ سکسٹی تھری پر آجاؤ۔ اوور اینڈ آل"

کرنل فریدی نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ بٹن آف کر کے اُسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اور نیچے اتر کر اس ٹیلے کی طرف بڑھ گیا جس کے سامنے دس جلی ہوئی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔

"ارے یہ کیا ہوا۔ یہ تو جل گئے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ـــــ یہ اس مخصوص گن کا کمال ہے۔ شاید کوئی خاص قسم کی ریز نکلتی ہیں۔ اس میں سے۔ خاصی خوفناک چیز ہے" ـــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد دو جیپیں بھی ٹیلوں کی اوٹ سے نکل کر ان کے قریب پہنچ کر رک گئیں۔ زیرو فائیو آگے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ جب کہ پچھلی جیپوں کو اس کے ساتھ ٹوچین کر دیا گیا تھا ـــــ اس طرح

وہ بغیر ڈرائیور کے کھینچ کر ساتھ آگئی تھیں۔

"ان دونوں کو اتارو۔ پہلے میں ان سے کچھ بات چیت کر لوں" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

اور دو افراد نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک جیپ میں پڑے ہوئے دونوں بے ہوش اور بندھے ہوئے افراد کو نیچے اتارا۔

"اس باس کو ہوش میں لے آؤ۔ لیکن ٹھہرو۔ وہ بریف کیس کہاں ہے۔ جو اس دوسرے کے ہاتھ میں تھا" کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے سر" ـــــ زیرو فائیو نے جیپ سے ایک بریف کیس اٹھا کر کرنل فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی نے بریف کیس اس کے ہاتھ سے لیا۔ اور پھر غور سے اس کے تالوں کو دیکھنے لگا۔ تالے بالکل منفرد ساخت کے تھے۔

"مجھے دیجئے۔ میں کھول دیتا ہوں" ـــــ کیپٹن حمید نے جو کرنل فریدی کے قریب کھڑا تھا آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے کرنل فریدی کا بازو تیزی سے گھوما۔ اور وہ بریف کیس فضا میں اڑتا ہوا ـــــ ایک ٹیلے کے اوپر جا کر گرا۔

" یہ کیا کیا آپ نے " ——— کیپٹن حمید نے حیرت سے چونک کر پوچھا۔

لیکن اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس ٹیلے کے گرد غبار سا پھیل گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی خوف ناک اور انتہائی طاقت ور بم پھٹا ہو ——— دھماکے کی زوردار آواز پہاڑیوں میں گونج اٹھی تھی۔

" کیا مطلب " ——— کیپٹن حمید کی آنکھوں میں واقعی شدید حیرت کے تاثرات تھے۔

" ہم بال بال بچ گئے ہیں کیپٹن۔ میں نے تالوں کے اندر یک لخت جل اٹھنے والے باریک سے بلب دیکھ لئے تھے ——— اگر ایک لمحہ اور یہ بلب چیک نہ ہوتے تو یہ ٹھیک ہمارے ہاتھوں میں پھٹتا۔ اور اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ ہمیں کہیں سے چیک کر لیا گیا ہے۔ اس لئے فوراً یہاں سے نکل چلو ——— چلو اٹھاؤ انہیں جیپوں میں ڈالو " ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے سارے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ کرنل فریدی ——— اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اور اس نے جیپ کا انجن سٹارٹ کر دیا ——— اس کے ساتھیوں نے جیپوں کو تیزی سے علیحدہ کیا۔ اور پھر ان بے ہوش افراد کو جیپوں میں ڈالنے کے لئے انہوں

نے جیسے ہی انہیں اٹھایا۔ یک لخت دو دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی انہیں اٹھانے والے دونوں افراد چیختے ہوئے ایک طرف جا گرے ——— اور کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ دونوں بے ہوش افراد کے جسم اس طرح ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے تھے جیسے ان کے جسموں کے اندر طاقت ور ڈائنا منٹ پھٹ گیا ہو ——— انہیں اٹھانے والے ایک طرف گرے ضرور تھے لیکن انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ اور وہ نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

" جلدی کرو۔ نکلو یہاں سے " ——— کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔

باقی افراد بھی بجلی کی سی تیزی سے جیپوں میں سوار ہوئے اور جیپیں خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھیں۔ پھر جیسے ہی انہوں نے دو ٹیلے کراس کئے اچانک ان کے عقب میں ایک خوف ناک گڑگڑاہٹ کی آواز آئی ——— اور پھر ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور جیپیں اس بری طرح ڈولیں کہ انہیں بڑی مشکل سے کنٹرول کیا گیا۔ ورنہ وہ لازماً الٹ جاتیں ——— عقب میں جہاں وہ سنٹر تھا۔ گرد و غبار کا بادل فضا میں اس طرح بلند ہوا تھا۔ جیسے کسی آتش فشاں کے اچانک پھٹنے سے لاوا آسمان کی

طرف اٹھتا ہے۔ اس غبار میں آگ کے نیلے شعلے بھی موجود تھے۔

کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچ لیے۔ یہاں آنا نہ صرف بے کار گیا تھا بلکہ شاید وہ اب خود بھی نگرانی میں آ گئے تھے ——— کیونکہ جس طرح وہ بریف کیس۔ دونوں آدمی اور وہ سنٹر تباہ ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ کہیں سے انہیں باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ چیکنگ پہلے کیوں نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان دونوں بے ہوش افراد کو قابو میں آئے خاصی دیر ہو چکی تھی ——— سوچتے سوچتے اچانک اُسے ایک خیال آیا تو اس نے سٹیرنگ پر ایک ہاتھ رکھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ——— ہارڈ اسٹون کالنگ زیرو فائیو اوور" کرنل فریدی کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"یس سر اوور" ——— دوسری طرف سے زیرو فائیو کی آواز سنائی دی۔ وہ پچھلی جیپوں میں سے کسی ایک سے بول رہا تھا۔

"زیرو فائیو ——— تم نے انہیں دوبارہ کس وقت بے ہوش کیا تھا اوور" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"سر ——— آپ کی کال آنے سے چند لمحے پہلے اوور" زیرو فائیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس طرح بے ہوش کیا تھا اوور" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"سر۔ گلا دبا کر۔ کیونکہ ان کے سروں پر پہلے ہی گومڑ ابھرے ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ مزید ضرب لگنے سے کہیں یہ ہلاک ہی نہ ہو جائیں اوور" ——— زیرو فائیو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لہجے سے حیرت کا عنصر واضح طور پر نمایاں تھا۔ شاید اُسے اس سوال جواب کی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"آپ کیا سوچ رہے ہیں" ——— ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں کے جسموں میں کوئی کاشن بٹن موجود تھا۔ یا ہو سکتا ہے کہ کسی ایک کے جبڑے میں ہو ——— اور اس نے ہوش میں آتے ہی جب اپنے آپ کو بندھا ہوا دیکھا تو اس نے وہ بٹن آن کر دیا۔ اس طرح کسی جگہ سے ساری لوکیشن چیک ہو گئی۔ اگر مجھے پہلے اس کا خیال ہوتا تو میں ان کی تلاشی لے لیتا" کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اور اب" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"اب ٹائیں ٹائیں فش ۔ اچھا خاصا اہم ترین کلیو ملا تھا ۔ جو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا ۔

اور کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹا سا کارڈ نکال کر کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا ۔

"یہ لیجئے ۔ کلیو میں دیتا ہوں "۔۔۔۔ کیپٹن حمید کے لبوں پر مسکراہٹ تھی ۔

"یہ کیا ہے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر کارڈ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا ۔ اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا ۔ کیونکہ کارڈ پر ایکریمیا کے ایک مشہور کلب ڈیانا کلب کا نام ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور نیچے ایک فون نمبر تھا ۔

"یہ کارڈ اس باس کی جیب سے نکلا ہے ۔ میں نے اس کی تلاشی لی تھی ۔ اس کے علاوہ اور کوئی خاص چیز نہ تھی "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"واہ ۔۔۔ یہ بات ہوئی نا ۔ یہ ایکریمیا کی فضا تمہیں راس آ رہی ہے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"راس آ جاتی تو یوں ویران پہاڑیوں میں دھکے کھاتا پھرتا "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے منہ بسورتے ہوئے کہا ۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا ۔

"تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے ۔ اس لئے میری طرف سے اجازت ہے ۔ تم دل بھر کر تفریح کر سکتے ہو "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا ۔

"تفریح ۔۔۔ اور آپ کرنے دیں گے "

کیپٹن حمید نے اسی طرح منہ بسورتے ہوئے کہا ۔

"کیوں ۔۔۔ میں تو تمہیں خود اجازت دے رہا ہوں "

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"اور آپ کیا کریں گے "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے پوچھا ۔

"ظاہر ہے ۔ میں نے تو کام کرنا ہے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا ۔

"تو پھر میری تفریح ہو چکی ۔ اب آپ خود سوچیئے اگر میں ساتھ نہ ہوتا تو آپ تو ہاتھ ملتے اطمینان سے واپس آ جاتے "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا ۔

اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا ۔

لیکن اسی لمحے انہیں اپنے سروں پر ایک عجیب سی گونج سنائی دی ۔ اور کرنل فریدی نے چونک کر ونڈ سکرین سے اوپر آسمان کی طرف دیکھا ۔۔۔ ایک سرخ رنگ کا طیارہ آگے کی طرف جا کر تیزی سے گھوم کر واپس ان جیپوں کی طرف آ رہا تھا ۔

"آؤٹ "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے یک لخت چیختے ہوئے کہا ۔ اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے

جیپ کو بریک مارے - اور باہر ایک ٹیلے کی طرف چھلانگ لگا دی۔

کیپٹن حمید بھی آؤٹ کا لفظ سنتے ہی انتہائی تیزی سے دوسری طرف چھلانگ لگا چکا تھا۔ دوسرے لمحے خوفناک دھماکے ہوئے ——— اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے بم عین ان کی پشت کے اوپر پھٹے ہوں طیارے کی گونج ان خوفناک دھماکوں کی آواز میں دب گئی تھی۔

یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا - جس میں دیواروں کے ساتھ ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں - ہر مشین کے اوپر چوبیس انچ کی سکرین نصب تھیں جو ساری کی ساری روشن تھیں ——— ہر مشین کے سامنے سفید کوٹ پہنے ہوئے ایک ایک آپریٹر بیٹھا ہوا تھا - ہال کے ایک کونے میں اندھے شیشے کا بنا ہوا ایک بڑا سا کیبن تھا ——— جس کے دروازے پر سرخ رنگ کا ایک بڑا سا دائرہ بنا ہوا تھا۔

ایک مشین کے سامنے بیٹھا ہوا آپریٹر یک لخت مشین کا ایک سرخ رنگ کا بلب جلنے پر چونک پڑا - اس وقت سکرین پر ایک بڑے سے کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا - جس میں ایک بڑی سی مشین چل رہی تھی ——— لیکن وہاں کوئی

آدمی نہ تھا۔ سرخ رنگ کا بلب جلتے ہی اس آپریٹر نے انتہائی پھرتی سے مختلف بٹن دبا دیئے تو سکرین پر تیز جھماکے ہونے شروع ہو گئے ۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر مختلف مناظر تیزی سے بدلنے لگے۔

چند لمحوں بعد ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر سکرین پر ابھر آیا۔ اور اس منظر کو دیکھتے ہی آپریٹر اس بری طرح سے اچھلا کہ سٹول پر سے گرتے گرتے بچا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین کی سائیڈ پر رکھا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"باس باس ۔۔۔ پوائنٹ زیرو زیرو الیون کے تہہ خانے میں ایمبرے بندھا ہوا پڑا ہے" ۔۔۔ آپریٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"

رسیور پر ایک چیختی ہوئی آواز ابھری۔

"باس۔ آپ خود چیک کر لیں۔ ریڈ کاشن ملنے پر میں نے چیک کیا ہے" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔

"میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی۔

آپریٹر نے جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک لمبوترے چہرے والا نوجوان بھاگتا ہوا اس آپریٹر کی طرف آیا۔

"یہ دیکھئے باس ۔۔۔ اوہ۔ یہ کون اندر داخل ہو رہا ہے" آپریٹر نے اسی لمحے اس تہہ خانے میں داخل ہوتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"جلدی سے میک اپ چیکو آن کرو۔ یہ جب تک کمرے میں ہے اسے چیک کیا جا سکتا ہے"

اس لمبوترے چہرے والے باس نے چیخ کر کہا۔ اور آپریٹر کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے مشین پر چلنے لگے۔ اس وقت وہ آدمی جھک کر فرش پر پڑے بندھے ہوئے ایمبرے کو اٹھا کر کاندھے پر لاد رہا تھا۔

مشین کی سکرین پر یک لخت سرخ روشنی سی پھیلتی گئی۔ جیسے سکرین پر سرخ رنگ کی سلائیڈ چڑھا دی گئی ہو۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ یہ تو ہیجر پرمود ہے۔ بلگارنیہ کا ہیجر پرمود" ۔۔۔ اس لمبوترے چہرے والے باس نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔ کیبن میں آ کر اس نے جلدی سے میز پر رکھی ہوئی ایک مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے۔ اور سائیڈ پر موجود مائیک پر چیخنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ آپریشن روم ون زیرو کالنگ ون ون اوور"

"یس ۔۔۔ ون ون اٹنڈنگ یو ۔۔۔ کیا بات ہے اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ زیرو زیرو الیون میں ایمبرے کو باندھ کر ڈال دیا گیا۔ اور ابھی ایک آدمی نے اندر داخل ہو کر اسے اٹھایا۔ میک اپ چیکنگ مشین سے چیک کیا گیا تو سر۔ انتہائی حیرت انگیز منظر سامنے آیا ہے اوور" ـــــ دن زیرو کے لہجے میں بے پناہ گھبراہٹ تھی۔

"دن زیرو۔ اطمینان سے بات کرو۔ کون تھا وہ۔ اور ایمبرے کو کس طرح باندھا گیا اوور" ـــــ دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"سر۔ وہ بلگارنیہ کا میجر پرمود تھا۔ میں نے اُسے خود دیکھا ہے اوور" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

"کیا ـــ کیا تم ہوش میں ہو۔ بلگارنیہ کا میجر پرمود اور یہاں۔ وہ تو بلگارنیہ میں ذہنی طور پر مفلوج ہوا پڑا ہے۔ اور پھر زیرو زیرو الیون میں وہ کیسے پہنچ گیا اوور" اس بار دوسری طرف سے بھی چیخ کر پوچھا گیا۔

"یس باس ـــ یہی تو حیرت کی بات ہے۔ میں نے اُسے خود دیکھا ہے۔ اور سر وہ بالکل الرٹ اور ٹھیک ٹھاک نظر آ رہا ہے اوور" ـــ لمبوترے چہرے والے نے کہا۔

"اوہ ـــ اگر ایسی بات ہے تو مجھے گریٹ چیف باس سے بات کرنی ہو گی۔ تم اس کی لوکیشن چیک کرو۔ اور

فوری طور پر ایکشن گروپ کو حرکت میں لا کر نہ صرف ایمبرے کو اس سے چھڑاؤ بلکہ ہو سکے تو اس میجر پرمود کو بھی اغوا کرا لو ـــ مزید ہدایات میں گریٹ چیف باس سے بات کر کے دوں گا اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

لمبوترے چہرے والے نے جلدی سے مشین کے بٹن آف کئے اور پھر دوڑتا ہوا کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ـــ وہ دوبارہ اُسی آپریٹر کی طرف دوڑ پڑا تھا۔

"باس ـــ میں نے ساری کوٹھی چیک کی ہے وہ میجر پرمود کوٹھی کے کمروں میں گھومتا رہا ہے۔ باس عقبی طرف چار لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ کتا بھی ہلاک ہو چکا ہے ـــ اور اب میجر پرمود پھاٹک سے باہر نکل گیا ہے۔ اس نے باس ایمبرے کو باہر پورچ میں کھڑے ایک اور ایکریمی کے حوالے کیا ہے۔ جس نے اُسے کار میں ڈالا ہے اور پہلے ہی باہر لے گیا ہے" ـــ آپریٹر نے باس کے پہنچتے ہی پوری رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ـــ اس کار کا نمبر کیا تھا" ـــ باس نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ اور

آپریٹر نے ایک نمبر بتا دیا۔

اُسی لمحے مشین سے زوردار گونج پیدا ہوئی۔ اور وہ دونوں چونک کر مشین کو دیکھنے لگے۔ سکرین پر اس وقت وہی بڑا ہال نظر آرہا تھا ——— جس میں وہ بڑی سی مشین موجود تھی۔ لیکن گونج کے ساتھ ہی سکرین یک لخت ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی۔ اور ساتھ ہی مشین پر جلنے والے چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے کئی بلب خود بخود بجھ گئے۔

"اوہ سر ——— زیرو زیرو الیون کو تباہ کر دیا گیا ہے"۔ آپریٹر کے لہجے میں اس بار خوف تھا۔

"ہاں ——— میں نے دیکھ لیا ہے" ——— باس نے سر جھٹکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ اور دوبارہ بھاگتا ہوا کیبن میں پہنچ گیا۔ میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر وہ یوں اچھل کر بیٹھا جیسے اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو کرسی اس کے نیچے سے غائب ہو جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر رکھی ہوئی مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے ——— چند لمحوں بعد اس مشین کے درمیان موجود سکرین پر اس نے ایک نوجوان کی تصویر ابھرتے ہوئے دیکھی۔

"ہیلو ہیلو ——— ون زیرو کالنگ اوور" ——— لمبوترے چہرے والے نے چیخ کر کہا۔

"یس باس ——— زاکورا اٹنڈنگ یو اوور"

اس نوجوان کے لبوں میں حرکت ہوئی اور ایک سپاٹ سی آواز مشین سے نکلی۔

"زاکورا ——— زیرو زیرو الیون سے ایمبرے کو اغوا کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی زیرو زیرو الیون کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور یہ کارروائی کرنے والا بلگارنیہ کا مشہور ڈی ایجنٹ میجر پرمود ہے ——— اس کا ایک ساتھی بھی ہے۔ ان دونوں نے ایکریمین میک اپ کیا ہوا ہے۔ ایمبرے کو جس کار میں لے جایا گیا ہے۔ اس کا نمبر آئی۔ یو۔ ٹی۔ سکس۔ زیرو۔ سکس۔ تھری۔ فور۔ ہے۔ تم فوراً اپنے گروپ کو حرکت میں لے آؤ ——— تم نے اس کار کو تلاش کر کے ایمبرے کو رہا کرانا ہے۔ اور ساتھ ہی ان دونوں کا خاتمہ بھی کرنا ہے۔ چیف باس کا حکم تو یہ ہے کہ میجر پرمود کو اغوا کیا جائے۔ لیکن تم اغوا کے چکر میں مت پڑو ——— ایمبرے کو رہا کرا کر انہیں اڑا دو۔ اور سنو۔ اگر سچویشن خراب ہو تو بے شک ایمبرے کو بھی بچانے کی کوشش نہ کرنا۔ لیکن ان دونوں کا خاتمہ ضروری ہے اوور"

ون زیرو نے چیختے ہوئے تفصیلی ہدایات دیں۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ سب کام ٹھیک ہو جائے گا اوور" ——— دوسری طرف

اس نوجوان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اس کا انداز
ایسا تھا جیسے یہ اس کے لئے انتہائی معمولی سا کام ہو۔
"سنو ——— میجر پرمود انتہائی حد تک خطرناک آدمی
ہے۔ اس لئے پوری احتیاط سے کام کرنا اوور"
ون زیرو نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔
"میں جانتا ہوں باس۔ آپ بے فکر رہیں اوور"
زاکورا نے کہا۔
اور لمبوترے چہرے والے باس نے اوور اینڈ آل
کہہ کر بٹن آف کر دیئے۔
اُسی لمحے مشین میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں
ابھریں تو اس نے جلدی سے دوتین اور بٹن دبا دیئے۔
"ہیلو ہیلو۔ ون ون کالنگ اوور" ——— وہی بھاری
آواز سنائی دی۔
"یس سر ——— ون زیرو اٹنڈنگ اوور" ——— نوجوان
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"سنو ——— گریٹ چیف باس بے حد مصروف ہیں۔
ان سے رابطہ فی الحال ممکن نہیں ہے۔ البتہ سیکنڈ چیف
باس سے بات ہوئی ہے۔ انہیں رپورٹ مل چکی ہے۔
کہ پاکیشیا کا علی عمران۔ نیدرلینڈ کا کرنل فریدی ——— اور
بلگارنیہ کا میجر پرمود تینوں انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنی اصل
حالت پر آ گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں

اپنے اپنے طور پر فور کارنرز کے خلاف کام کرنے
کے لئے حرکت میں آ گئے ہیں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز
نے اس اطلاع کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ان تینوں کو
ٹریس کر کے ان کو فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے۔
فور کارنرز کے گریٹ سیکرٹ ایجنٹ دو روز بعد حرکت
میں آ جائیں گے ——— اس لئے دو روز تک فور کارنرز
کے تمام سیکشن ان کے خلاف ورک کریں گے۔ اور
اگر یہ ان دو روز میں گرفت میں نہ آ سکے تو پھر گریٹ ایجنٹس
ان کے خلاف حرکت میں آ جائیں گے اوور"
ون ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے سر ——— میں نے زاکورا کو اس کار کا
نمبر بتا دیا ہے جس میں ایمبرے کو لے جایا گیا ہے۔
مجھے یقین ہے کہ زاکورا کا گروپ جلد ہی یہ مسئلہ طے
کر لے گا اوور" ——— ون زیرو نے جواب دیا۔
"او۔ کے ——— بہرحال اب پرمود ہمارے سیکشن
کی نظروں میں آیا ہے۔ اس لئے اب یہ ہمارے
سیکشن کی عزت کا مسئلہ بن گیا ہے۔ اسے ہمارے
سیکشن کے ہاتھوں ہی ختم ہونا چاہیئے"
ون ون نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں جناب ——— ویسے وہ کرنل
فریدی اور علی عمران کے بارے میں بھی اگر آپ حکم

کریں تو میں اپنے سیکشن کو ان کی تلاش میں لگا دوں۔
اوور "——— ون زیرو نے کہا۔
" اگر ہو سکے تو انہیں بھی ٹریس کر لو۔ بہرحال تم نے ساری توجہ اب میجر پرمود پر لگانی ہے۔ اور مجھے فوری رپورٹ دینی ہے۔ اوور اینڈ آل "——— ون ون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ون زیرو نے ٹرانسمیٹر کے بٹن آف کر دیئے۔

ارے اس کی تو شکل ہی بدل گئی۔ واہ۔ بڑی خوبصورت عمارت بنائی ہے "——— عمران نے الفرڈ بار کی جدید اور خوب صورت عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔
" آپ کتنے عرصے بعد آئے ہیں یہاں "——— صفدر نے پوچھا۔
" کم از کم چار سال تو ہو ہی گئے ہوں گے "
عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ بار کے وسیع و عریض ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال کو انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا ——— اور وہاں بیٹھے ہوئے افراد بھی ہائی سوسائٹی کے لوگ لگ رہے تھے۔ ایک طرف بنے ہوئے خوب صورت کاؤنٹر کے پیچھے دو نوجوان لڑکیاں موجود تھیں۔

"یہ ہم کہیں غلط جگہ تو نہیں آ گئے۔ باہر بورڈ تو الفرڈ بار کا ہی لگا ہوا ہے۔ لیکن یہاں نہ تو منشیات کا دھواں بھرا ہوا ہے ——— اور نہ وہ مخصوص شکلیں نظر آ رہی ہیں" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ کاؤنٹر کے پاس پہنچ گئے تھے۔

"جی فرمائیے" ——— ایک لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی شادی ہو چکی ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"جی ——— کیا مطلب" ——— لڑکی نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کس کا مطلب۔ آپ کا یا شادی کا۔ سیکرٹری۔ یہ مطلب بتانے کا کام تم سنبھالو" ——— عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر مسکرا دیا۔

"یہ لارڈ سرگم ہیں۔ آپ بتا دیں کہ شادی شدہ ہیں یا نہیں۔ بس لارڈ خوش ہو جائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے اس خوشی میں یہ سارا بار ہی آپ کو بخش دیں" ——— صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور اس بار مسکرانے کی باری عمران کی تھی۔ صفدر

نے واقعی اُسے گھسنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ بے حد سنجیدہ آدمی تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جب وہ جگت بازی پر اتر آئے تو بڑے کاٹ دار فقرے اس کے منہ سے نکلتے ہیں۔

"لارڈ سرگم ——— یہ کیسا نام ہے۔ ویسے میں شادی شدہ نہیں ہوں" ——— لڑکی نے اس طرح جواب دیا۔ جیسے اب اُسے یقین آگیا ہو کہ عمران کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔ یا وہ قصے کہانیوں میں جن احمق نوابوں کے قصے پڑھتی تھی۔ یہ بھی اُسی زمرے میں شامل ہے۔

"اچھا۔ کمال ہے۔ اس کے باوجود فرمائش۔ اگر آپ ریہرسل میں اتنی تیز ہیں تو پھر اصل پارٹ میں تو بیچارے شوہر کی خیر نہیں" ——— عمران نے کہا۔

"میں نے کب آپ سے کوئی فرمائش کی ہے"۔ اس بار لڑکی نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ نے ابھی تو کہا ہے کہ فرمائیے: اور فرمائیے کا لفظ فرمائش سے نکلا ہے۔ بلکہ فرمائش نے فرمائیے کو کک آؤٹ کر دیا ہے ——— ویسے مجھے الفرڈ کے ذوق کی داد دینی چاہئے۔ جس نے آپ جیسی خوب صورت کاؤنٹر گرل تعینات کی ہیں۔ انہیں کہئے کہ لارڈ آئے ہیں۔ میں ذاتی طور پر انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں" عمران کی زبان چل پڑی۔ لیکن بات اس نے اپنے مقصد

کی کر دی تھی۔
"اوہ ـــــ آپ الفرڈ رائٹ کی بات کر رہے ہیں"
لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔
"رائٹ نہ سہی رانگ سہی۔ ویسے رانگ نمبر پر جتنے خوب صورت رومانی مکالمے بولے جاتے ہیں۔ اگر انہیں کلکٹ کر لیا جاتے تو دنیا کا سب سے خوب صورت رومانی ڈرامہ وجود میں آجاتے "ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس بار دونوں لڑکیاں بے اختیار ہنس پڑیں۔
"آپ شاید کافی عرصے بعد تشریف لائے ہیں۔ پہلے اس بار کے مالک الفرڈ رائٹ صاحب ہوتے تھے۔ لیکن وہ اسے فروخت کر چکے ہیں ـــــ اب اس کے مالک ناراک کے رالف ہوٹل کے مالک سر رالف ہیں"
لڑکی نے عمران کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔
"وہ کہاں گئے ہیں" ـــــ صفدر نے جلدی سے پوچھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ عمران نے لازماً نیا قصہ چھیڑ دینا ہے۔
"معلوم نہیں جناب۔ ہمیں تو معلوم نہیں ہے۔ ہم تو ناراکی ہیں سر رالف کے ہوٹل سے تبدیل ہو کر یہاں آئی ہیں" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔
"تبدیل ہو کر ـــــ اوہ۔ پہلے آپ کیا تھیں" ـــــ عمران

نے آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔
"پہلے ـــــ پہلے بھی ہم کاؤنٹر گرل تھیں۔ کیوں"
لڑکی کی سمجھ میں شاید بات نہ آئی تھی۔
"اوہ۔ تو پھر تبدیلی کیا ہوئی۔ میں سمجھا آپ وہاں کاؤنٹر مین تھیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
اور اس بار دونوں لڑکیاں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ عمران کے لفظ تبدیلی کا مطلب وہ اب سمجھی تھیں۔
"آپ بتا سکتی ہیں کہ ہمیں الفرڈ صاحب کا موجودہ پتہ کہاں سے ملے گا۔ ہم نے انتہائی ضروری کام سے ملنا ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔
"میرا خیال ہے۔ شاید اولڈ جیمز جانتے ہوں۔ انہیں دنیا بھر کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ ساڈانا بار میں بیٹھتے ہیں ـــــ لیکن آپ کو ایک وہسکی کا جام انہیں پلانا پڑے گا" ـــــ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"میں انہیں یہیں نہ لے آؤں۔ ایک کی بجائے دو دو جام موجود ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔
اور لڑکیاں ایک لمحے تو خاموش رہیں جیسے عمران کے فقرے پر غور کر رہی ہوں۔ پھر یک لخت کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔
"ایسی خوب صورت تعریف کے لئے شکریہ"
لڑکیوں نے کہا۔

"آئیے لارڈ سر گم" ——— صفدر نے عمران کا بازو پکڑ کر اُسے واپس گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"جس کا سر ہی گم ہو وہ لارڈ کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ لینڈلارڈ ضرور بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ لینڈ کا معنی خوبصورت لڑکی ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر اُسے بازو سے پکڑے گھسیٹتا ہوا بار سے باہر لے آیا۔

"آپ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مطلب کی بات کیا کریں" ——— صفدر نے باہر نکل کر کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یار میں نے سنا ہے لڑکیاں مطلب کی بات بھی ایسے ہی فقروں میں سنتی ہیں۔ سیدھی بات پر جوتیاں پڑتی ہیں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے جولیا کو اب آپ کے ساتھ رکھنا پڑے گا۔ ورنہ اگر آپ نے ہر لڑکی کے سامنے اس طرح مطلب کی بات شروع کر دی تو ہمیں سالوں لگ جائیں گے الفرڈ کو ڈھونڈھنے میں" ——— صفدر نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"اب شاید اُسے ڈھونڈھنا ہی نہ پڑے" عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ——— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب واضح ہے ——— وہ یہاں سے جا چکا ہے۔ اور یقیناً وہ ناراک ہی گیا ہوگا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب ناراک جانا ہوگا۔ ہم نے خواہ مخواہ اتنا لمبا سفر کیا۔ یہ بات تو ٹیلی فون پر بھی معلوم کی جا سکتی تھی" صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی ایسا ٹیلی فون ایجاد نہیں ہوا جن پر ان لڑکیوں کی تصویریں بھی آ جاتیں اور جو لطف براہِ راست ملاقات میں ہے۔ وہ تصویر میں نہیں ہے" ——— عمران نے ٹھیٹھ عاشقوں جیسے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ آپ ان لڑکیوں میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں" ——— صفدر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بس اسی لفظ کی حدود کا تو سارا جھگڑا ہے۔ میری لغت میں ضرورت بڑا محدود سا لفظ ہے۔ اور تمہارے ہاں اس لفظ کی سرحدیں بڑی دور تک پھیلی ہوئی ہیں" عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ آپ کا رویہ دیکھ کر مجھے یوں نظر آتا ہے جیسے آپ کسی بین الاقوامی تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آنے کی بجائے صرف تفریح کرنے آئے ہوں" ——— صفدر نے کہا۔

"بس تم میں اور مجھ میں یہی فرق ہے۔ تم بین الاقوامی تنظیم میں بدصورت لوگوں کو ہی شامل سمجھتے ہو۔ جب کہ میں اس میں حسن کا خانہ بھی رکھ لیتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اس بار صفدر واقعی چونک پڑا۔

"اوہ اوہ۔ اب میں سمجھا تو آپ ان لڑکیوں کو واقعی مشکوک سمجھ رہے ہیں۔ لیکن آخر کس بات پر" صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر یقین نہ آرہا ہو تو بیک مرر میں اپنے پیچھے آنے والی سرخ گاڑی کو دیکھ لو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے چونک کر بیک مرر میں دیکھا۔ واقعی ایک سرخ رنگ کی کار کچھ فاصلے پر ان کے پیچھے آرہی تھی۔

"یہ تو الہام والی بات ہوگئی۔ ہم ایک گھنٹہ پہلے ایئرپورٹ پر اترے ہیں۔ اور ان لڑکیوں نے ہمیں پہلی بار دیکھا ہے ـــــ کیا ان کو ہمارے متعلق پہلے سے اطلاع تھی" ـــــ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا

"جناب صفدر یار جنگ بہادر صاحب ـــــ یہ سارا آپ کے مطلب کی بات کا نتیجہ ہے۔ میں انہیں یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ ہم الفرڈ کی تلاش میں آئے ہیں۔ بس ایسے ہی سرراہے پوچھ رہا ہوں ـــــ لیکن تم نے

براہِ راست بات کر دی۔ کہ الفرڈ کا پتہ کیا ہے۔ وہ کہاں مل سکتے ہیں۔ ہمیں اس سے انتہائی ضروری کام ہے۔ اس کے بعد کبھی الہام والی بات باقی رہ جاتی ہے۔ وہ الفرڈ کوئی فلم سٹار تو نہ تھا کہ ہم نے اس سے نئی فلم کا معاہدہ کرنا تھا ـــــ وہ ایک مجرم ہے۔ اور اگر دو اجنبی اس کی تلاش میں آئیں گے تو لازماً ان کا تعاقب بھی ہوگا۔ نگرانی بھی ہوگی" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کے چہرے پر شرمندگی کے آثار ابھر آئے۔ اب اسے واقعی اپنی اس حرکت پر شرمندگی ہو رہی تھی ـــــ اور اب وہ سمجھا تھا کہ عمران کی باتیں بظاہر کتنی ہی بے مقصد نظر آرہی ہوں ان کے پس منظر میں ضرور کوئی اہم مقصد ہوتا ہے۔

"اوہ ـــــ آئی۔ ایم۔ ویری سوری۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ میری ان باتوں کا یہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے"۔ صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ایسی شرمندگی کی بھی کوئی بات نہیں۔ اب ہم اطمینان سے الفرڈ رائٹ یارڈنگ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اس اولڈ جیمز کو جام نہ پلانا پڑے گا ـــــ اور تمہیں معلوم ہے کہ بچت کتنی اچھی عادت ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک سرخ رنگ کی کار تیزی سے ان کی سائیڈ میں آئی ——— اور پھر اس نے سائیڈ دباتے ہوئے صفدر کو کار روکنے پر مجبور کر دیا۔

"لو بھئی ——— بچت کھاتہ شروع ہو گیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کار ایک سائیڈ میں روک دی۔ جیسے وہ عمران کی بات سمجھ گیا ہو ——— اس کی کار رکتے ہی سرخ رنگ کی کار بھی ان کے سامنے رکی۔ اور دوسرے لمحے اس میں سے دو مسلح آدمی بجلی کی سی تیزی سے نکلے۔ اور پھر وہ اس طرح پچھلی سیٹ پر سوار ہو گئے۔ جیسے صفدر نے کار ہی انہیں بٹھانے کے لئے روکی ہو۔

"خبردار۔ اس سرخ کار کے پیچھے کار چلاتے جاؤ ورنہ ابھی گولیوں سے بھون ڈالیں گے" ——— ان دونوں نے صفدر اور عمران کی گردنوں سے ریوالورز کی نالیں لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سیکرٹری ——— دیکھا۔ میں نہ کہتا تھا یہ لوگ لارڈ کی قدر ضرور کریں گے۔ اب دیکھو پائلٹ اور باڈی گارڈ سب کچھ مہیا ہو گئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ لارڈ کے بچے۔ ورنہ ابھی ڈھیر کر دوں گا" ——— عمران کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لارڈ کے بچے ——— واہ سیکرٹری۔ دیکھا۔ اسے ہمارا شجرہ نسب بھی صحیح طور پر آتا ہے۔ ویری گڈ۔ اسے کہتے ہیں قدر دانی" ——— عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

لیکن صفدر ہونٹ بھینچے خاموشی سے سرخ رنگ کی کار کے پیچھے کار چلاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔

"یہ احمق آدمی ہے شیکل ——— اس لئے زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں ہے" ——— صفدر کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا ——— یہ واقعی ہماری معلومات میں اضافہ ہے۔ کہ یہاں احمق کو شیکل کہتے ہیں۔ سیکرٹری نوٹ کر لو" ——— عمران نے کہا۔

"یہ ——— یہ خاموش نہیں رہے گا۔ میں ......" شیکل نے غراتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

"اب اگر اس کی زبان چلے تو بے ٹوک گولی مار دینا" شیکل کے ساتھی نے کہا۔

"پلیز لارڈ آپ خاموش رہیں" ——— صفدر نے

جلدی سے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے واقعی اب اس نے نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔

سرخ رنگ کی کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک ویران سی سڑک پر پہنچی اور پھر ایک سائیڈ روڈ پر گھوم گئی ——— صفدر بھی خاموشی سے اس کی پیروی کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک فارم نما وسیع و عریض عمارت کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ سرخ کار رک گئی تھی ——— اور اس میں سے دو اور مسلح افراد نکل کر ان کی کار کی سائیڈ میں آ گئے تھے۔

"نیچے اترو" ——— پیچھے بیٹھے ہوئے شیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"آؤ سیکرٹری ——— یہاں ضرور ہمارے اعزاز میں کوئی سماجی تقریب منعقد کی جا رہی ہے" ——— عمران نے کار سے اترتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر بھی خاموشی سے نیچے اتر آیا۔

"شیکل ——— ان کی تلاشی لو" ——— سرخ کار میں سے نکلنے والے ایک آدمی نے کہا۔

اور ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہوئے شیکل نے جلدی سے آگے بڑھ کر بڑے ماہرانہ انداز میں ان کی

تلاشی لی۔

"کچھ نہیں ہے" ——— چند لمحوں بعد شیکل کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ——— چلو تم آگے" ——— اس آدمی نے صفدر اور عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر وہ صفدر اور عمران کو گھیرے میں لئے عمارت کے اندر داخل ہوئے۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیوں سے اتر کر وہ ایک بڑے ہال کمرے میں داخل ہوئے۔

"بیٹھ جاؤ ان کرسیوں پر۔ اور شیکل تم انہیں رسیوں سے باندھ دو" ——— اسی آدمی نے کہا۔

اور وہ دونوں چند لمحوں میں ہی رسیوں سے بندھ گئے۔ لیکن عمران اس طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے یہ سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہو۔ صفدر بھی خاموش تھا۔

"اب باس کو اطلاع کر دو" ——— اس آدمی نے کہا۔ اور شیکل تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کتنی تنخواہ دیتے ہو اس بے چارے کو" عمران نے بڑے ترس کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

"کیسے ——— کس کی بات کر رہے ہو" ——— اس لیڈر نما آدمی نے چونک کر پوچھا۔

"اس بے چارے شیکل کو۔ سارے کام اسی کے

ذمے ڈال رکھے ہیں تم نے ۔ تلاشی بھی شیکل سے ۔ رسیوں سے بھی وہی باندھے ۔ اور باس کو بھی وہی اطلاع دے ۔" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ اور وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا ۔

" تمہیں اس سے بہت ہمدردی ہو رہی ہے " اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" ابھی جب شیکل ان کے سینوں میں گولیاں اتارے گا تو ان کی ساری ہمدردی خود بخود ختم ہو جائے گی " ایک اور آدمی نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اچھا ۔ تو جلادی کا کام بھی شیکل ہی کرتا ہے ۔ واہ اسے کہتے ہیں رزق حلال " ــــــ عمران نے کہا ۔ اور اس بار وہاں موجود سب مسلح افراد قہقہہ مار کر ہنس پڑے ۔ صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا ۔ اور ایک لمبا تڑنگا آدمی جس کا سینہ کسی پہلوان کی طرح پھولا ہوا تھا اندر داخل ہوا ۔ اس کی سرخ رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں ٹھوڑی کے نیچے تک لٹک رہی تھیں ــــــ سر کے بالوں کا رنگ بھی مونچھوں کی طرح گہرا سرخ تھا ۔ جس کی وجہ سے اس کی ہیئت خاصی عجیب و غریب سی لگ رہی تھی ۔

" ہوں ــــــ تو یہ ہیں وہ لوگ جو الفرڈ کو تلاش کر رہے تھے " ــــــ اس سرخ مونچھوں والے نے صفدر اور

عمران کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

" باس ــــــ یہ آدمی تو احمق سا لگ رہا ہے " اس لیڈر نے سرخ مونچھوں والے سے مخاطب ہو کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" واقعی باس ۔ یہ راستے میں بھی اسی طرح احمقانہ باتیں کر رہا تھا " ــــــ باس کے پیچھے اندر آنے والے شیکل نے کہا ۔

" ابھی معلوم ہو جاتا ہے ۔ کیا یہ واقعی احمق ہے یا احمق بنا ہوا ہے ۔ میک اپ واشر لے آؤ " ــــــ سرخ مونچھوں والے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور شیکل سر ہلاتا ہوا ہال کے ایک کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا ۔

صفدر نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا ۔ لیکن عمران خاموش بیٹھا رہا ۔

" میک اپ واشر کی کیا ضرورت ہے ۔ تم ویسے بھی ہمیں بتا سکتے ہو کہ تمہاری مونچھوں اور سر کے بالوں کا رنگ مصنوعی ہے " ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے اس باس سے کہا ۔ اور وہ چونک کر ایک بار پھر عمران کو دیکھنے لگا ۔

" زیادہ زبان مت چلاؤ ۔ سمجھے ۔ میں فضول باتیں برداشت نہیں کیا کرتا " ــــــ سرخ مونچھوں والے نے انتہائی

کرخت لہجے میں کہا۔

"اس لئے وہ لڑکیاں کہہ رہی تھیں کہ پہلے الفرڈ رائٹ تھا اب رانگ ہو گیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ میرے خیال میں اب میک اپ واشر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں ویسے بھی پہچان گیا ہوں۔ تم علی عمران ہو" ـــــ مونچھوں والے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں بصیرت۔ ویسے تمہیں یہ مونچھیں اور سر کے بال رنگنے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی۔ کیا یہ بار بیچ کر بس اتنی ہی رقم ملی ہے کہ صرف مونچھیں اور بال ہی رنگے جا سکیں ـــــ بڑا سستا سودا کیا ہے پھر تو" ـــــ عمران نے اسی طرح شگفتہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے شیکل الماری سے ایک مشین جس کے ساتھ ایک کیف نما آلہ لگا ہوا تھا۔ نکال کر وہاں پہنچ گیا۔

"تسلی ہو جانی چاہئے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ عمران ہی ہو گا" ـــــ مونچھوں والے نے جو یقیناً الفرڈ تھا۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو یار۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ۔ یہ بتاؤ کہ آج کل کیا کر رہے ہو۔ ویسے بڑے بھائی یقین کرو مجھے تم سے ملنے کی بڑی خواہش تھی ـــــ میں نے

سنا ہے کوئی بڑے عہدیدار بن گئے ہو۔ میں نے سوچا چلو۔ میں بھی کسی اچھی سی نوکری کے لئے تمہاری سفارش کرا دوں گا" عمران نے کہا۔

اور الفرڈ نے ہاتھ کے اشارے سے شیکل کو ایک طرف ہٹنے کے لئے کہا۔ اور عمران سے مخاطب ہو کر بولا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں کوئی عہدیدار بن گیا ہوں" الفرڈ نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ عہدیدار ہی اس لہجے میں گفتگو کرتے ہیں یہ ٹھیک ہے۔ کسی موقعے پر مائیک پر بول لیا کبھی مہربانی کی تو براہِ راست گفتگو بھی کر لی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے اسے اس بات چیت کا حوالہ دیا جو اڈاہ پر اس سے پہلے ہوئی تھی۔ اور جس آواز کو پہچان کر وہ الفرڈ کے پیچھے یہاں تریپولی پہنچا تھا۔

"ہونہہ ـــــ تو یہ بات ہے۔ ویسے تمہاری یادداشت واقعی حیرت انگیز ہے۔ مجھے ذرا برابر بھی خیال نہ تھا کہ تم اس طرح میری آواز پہچان جاؤ گے۔ ویسے یہ بتاؤ عمران کہ تم ٹھیک کیسے ہو گئے" ـــــ الفرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اماں بی نے نظر اتار دی۔ اماں بی کے پاس نظر اتارنے کے بڑے اکسیری نسخے ہیں۔ ویسے تمہاری ترقی پر میں مبارکباد پیش کر دوں ـــــ اتنی بڑی بین الاقوامی تنظیم میں

اتنا بڑا عہدہ حاصل کر لینا واقعی ہمت کی بات ہے۔ ورنہ تم جیسے غنڈے تو سڑکوں پر عورتوں کے پرس اڑانے میں ہی زندگی گزار دیتے ہیں" ——— عمران نے بڑے طنزیہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ——— پہلے تو ہم نے تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ اور صرف مفلوج کرنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ لیکن اب تم زندہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ اور یہ بھی سن لو کہ تم ائیر پورٹ پر اترنے سے پہلے ہی ہماری نظروں میں آ چکے تھے۔ ہمیں اطلاع مل گئی تھی کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم لے کر پاکیشیا سے چل پڑے ہو ——— لیکن جب تمہارے جہاز نے تریپولی کا رخ کیا تو ہم چونک پڑے۔ تمہاری یہاں آمد کا مقصد ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ حالانکہ کرنل فریدی اس جگہ پہنچا تھا جو لوکیشن تم نے بال پوائنٹ ٹرانسمیٹر سے چیک کر کے اُسے بتائی تھی ——— اور میجر پرمود براہِ راست ناراک پہنچ گیا۔ لیکن تم ادھر آ گئے۔ اور پھر جب تم اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر الفرڈ بار میں پہنچے۔ اور تمہارے ساتھی نے بتایا کہ تم مجھے تلاش کر رہے ہو تو میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی تھی کہ آخر تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میرا تعلق فورکارنرز سے ہو سکتا ہے ——— لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اور مجھے حیرت

ہے کہ تم جو اپنے آپ کو دنیا کے سب سے بڑے شاطر سمجھتے ہو۔ کتنی آسانی سے پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت ہمارے قبضے میں آ گئے ہو"

الفرڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ویری گڈ ——— واقعی سچ بولنا اسی کو کہتے ہیں۔ بس میں تو اتنا معلوم کرنے آیا تھا۔ کہ تمہارا فورکارنرز میں عہدہ کیا ہے۔ اب کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ تم واقعی کسی اچھے عہدے پر ہو ——— اس لئے میرا خیال ہے اب تمہیں باضابطہ مبارک باد پیش کر دی جائے تو زیادہ بہتر ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سن کر صفدر کا ڈھیلا جسم یک لخت تن گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب عمران ایکشن میں آنے والا ہے۔

"مبارک باد کا شکریہ ——— اب تم چھٹی کرو۔ تمہارا اور تمہاری پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ بے فکر رہو۔ وہ بھی تمہارے پیچھے پیچھے پہنچ جائیں گے" ——— الفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنی سائیڈ پر ایک مسلح آدمی کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی سٹین گن اُسے دے دے۔ اس آدمی نے آگے بڑھ کر سٹین گن الفرڈ کے ہاتھ میں دے دی۔

"سنو۔ مجھے دھماکے سے بڑا خوف آتا ہے۔ اس لئے اگر مارنا ہی ہے تو اس کی نال میرے دل پر رکھ کر چلاؤ۔ کم از کم شور تو نہ ہوگا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہا ——— ہا ——— بڑے بڑے بہادروں کے موت کو سامنے دیکھ کر اسی طرح حواس مختل ہو جاتے ہیں۔ بہرحال میں تمہاری آخری خواہش ضرور پوری کروں گا" الفرڈ نے قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ قدم بڑھاتا آگے آیا ——— اور اس نے مشین گن کی نال بندھے ہوئے عمران کے سینے پر رکھ دی۔

"ارے ارے۔ میرا دل ذرا سا نیچے ہے۔ اسے بھائی تھوڑا سا نیچے کرو" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بڑے اطمینان سے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ سامنے کر کے نال پر رکھے۔ اور اسے ایڈجسٹ کرنے لگ گیا ——— اس نے یہ سب کچھ اس طرح اطمینان سے کیا تھا کہ شاید کسی کو بھی اس بات کا احساس نہ ہوا تھا کہ عمران کے ہاتھ آخر کس طرح کھل گئے۔

وہ سب اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ عمران خود ہی اپنی موت کو اتنے اطمینان سے ایڈجسٹ کر رہا ہے اور عمران کا شاید مقصد بھی یہی تھا کہ کسی کو آخری لمحے تک اس بات کا احساس نہ ہو سکے کہ عمران نے ہاتھ کیسے

کھول لئے ہیں۔ ورنہ سٹین گنوں سے مسلح دوسرے افراد یقیناً اسے کرسی سے اٹھنے کی بھی مہلت نہ دیتے۔

"ارے۔ اب یاد آیا کہ میرا تو دل ہی نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے" ——— عمران نے اچانک تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یک لخت سٹین گن کی نال کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ سٹین گن الفرڈ کے ہاتھ سے نکلی اور ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی طرح گھوم گیا۔ اور دوسرے لمحے ہال کمرہ سٹین گن کی مخصوص تڑتڑاہٹ اور الفرڈ کے ساتھیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

الفرڈ نے یک لخت اچھل کر دروازے کی طرف چھلانگ لگانی چاہی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر گرا ——— عمران نے اس کی ٹانگوں پر گولیاں چلائی تھیں۔

"خبردار۔ اب اگر ذرا بھی حرکت کی تو چھلنی کر دوں گا" عمران نے چیخ کر کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے انتہائی تیز رفتاری سے ایک ہاتھ سے ڈھیلی رسیاں کھولنی شروع کر دیں ——— کمرے میں موجود الفرڈ کے ساتھی ہلاک ہو چکے تھے۔ جب کہ الفرڈ منہ کے بل فرش پر گرنے کے بعد بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

ایک لمحے میں عمران رسیوں سے آزاد ہو کر دوڑتا ہوا الفرڈ کی طرف بڑھا اور اس نے جلدی سے الفرڈ کو

اُٹھایا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ الفرڈ کی آنکھیں چڑھ چکی تھیں اور اس کے منہ کے کونوں سے نیلے رنگ کی جھاگ کے بلبلے نکل رہے تھے۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا ـــــ اس کے دانت میں شاید کوئی زہریلا کیپسول تھا۔ جو یا تو اس نے خود چبا لیا تھا یا پھر اچانک منہ کے بل نیچے گرنے کی وجہ سے وہ اپنی مخصوص جگہ سے نکل کر دانت کے نیچے آکر ٹوٹ گیا تھا۔ بہرحال الفرڈ ہلاک ہو چکا تھا۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اور سب سے پہلے اس نے دروازے کی اندر سے کنڈی لگا دی اور پھر صفدر کی طرف بڑھ گیا ـــــ اس نے صفدر کی رسیاں کھول دیں۔ اور صفدر نے آگے بڑھ کر ایک سٹین گن جھپٹ لی۔

"آؤ ـــــ شاید عمارت میں اور آدمی ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے کی کنڈی آہستہ سے کھولی اور پھر دروازہ کھول کر وہ ذرا سا سائیڈ میں ہو گیا لیکن دوسری طرف خاموشی تھی ـــــ عمران باہر نکلا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر راہداری میں پہنچ گیا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا۔ چند لمحوں میں ان دونوں نے پوری عمارت چھان ماری ـــــ لیکن عمارت میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔

"تم یہیں برآمدے میں رکو۔ میں نے چھوٹے کمرے میں ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر دیکھا ہے۔ شاید کوئی بات بن جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

اور صفدر سر ہلاتا ہوا برآمدے کے ایک ستون کی اوٹ میں رک گیا۔

عمران نے اس چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھنے کی بجائے پہلے اس کمرے میں موجود سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی ـــــ کیونکہ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ یہاں سے کوئی نہ کوئی ایسی چیز ضرور مل جائے گی۔ جس سے فور کارنرز کے سلسلہ میں کوئی اہم کلیو مل جائے گا ـــــ لیکن پورا کمرہ چھان مارنے کے باوجود ایک بھی کاغذ ایسا نہ ملا جس سے کوئی پوائنٹ یا کلیو سامنے آتا۔

"کمال ہے بڑے محتاط لوگ ہیں یہ" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔

ابھی وہ اس جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر کو غور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ یک لخت ٹرانسمیٹر کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا ـــــ اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران اتنی دیر میں اس جدید

ساخت کے ٹرانسمیٹر کو کسی حد تک سمجھ گیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— ٹو زیرو کالنگ ٹو ٹو اوور"

ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ——— ٹو ٹو اٹنڈنگ اوور" ——— عمران نے الفرڈ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ——— ہم نے کوٹھی کے سامنے ٹارگٹ فٹ کر دیئے ہیں۔ اب آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ وہ لوگ ابھی اندر ہیں اور جو آدمی گئے تھے وہ بھی واپس نہیں لوٹے ——— اب کیا حکم ہے اوور" ——— ٹو زیرو نے پوچھا۔

"تفصیل بتاؤ ٹارگٹ فٹ کرنے کی اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"سر آپ کی ہدایت کے مطابق سامنے والی کوٹھی میں موجود دو افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور ان کی دوسری منزل کی اس کھڑکی میں جو ان لوگوں کی کوٹھی کے بالکل فرنٹ میں ہے۔ ٹاپ سٹنگر فٹ کر دیا ہے اوور" دوسری طرف سے جواب دیا گیا ——— لیکن لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر موجود تھا جیسے اُسے اس وضاحت طلب کرنے کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"سنو ——— جب تک یہ دونوں افراد واپس نہ

آئیں تم نے کچھ نہیں کرنا اور ان کی واپسی کے بعد مجھے کال کرنا۔ میں خود وہاں آؤں گا اور اس اہم ترین آپریشن کی نگرانی کروں گا اوور" ——— عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کوٹھی میں موجود اپنے ساتھیوں کو فون کر کے ان لوگوں کو قابو میں کرنے کی ہدایت دے کہ ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ——— عمران نے رسیور واپس رکھا اور تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ فریکونسی ظاہر کرنے والے ڈائل کو دیکھتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ یہ پہلی فریکونسی سے مختلف تھی ——— اور فریکونسی بتا رہی تھی کہ کال خاصے فاصلے سے کی جا رہی ہے۔ اس نے فریکونسی کو ذہن میں رکھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— تھری تھری کالنگ ٹو ٹو اوور"

ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ——— ٹو ٹو اٹنڈنگ اوور" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹو ٹو ——— تم نے اب تک عمران کے بارے میں رپورٹ نہیں دی۔ جب کہ تمہیں کہا گیا تھا کہ فوری رپورٹ

دو۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اس لئے فور فور کو اس بارے میں بے حد تشویش ہے اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت اور تحکمانہ تھا۔

"باس۔ مجھے احساس ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اس لئے ہم نے انتہائی احتیاط سے ان کے گرد گھیرا ڈال لیا ہے۔۔۔۔ اور اب میں مین آپریشن کے لئے جانے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ دباتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے لہجہ جان بوجھ کر قدرے مؤدبانہ رکھا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ کیا ابھی تک تم نے انہیں ختم نہیں کیا۔ حالانکہ تمہیں بہت پہلے ان کی تریپولی آمد کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ تم کیا کر رہے ہو۔ جب کہ چیف گریٹ باس کا حکم ہے کہ جیسے ہی یہ ایئرپورٹ پر اتریں ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑو۔۔۔۔ انہیں بالکل ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دو۔ لیکن تم کہہ رہے ہو کہ ابھی تم نے ان کے گرد گھیرا ڈالا ہے اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یہاں کی سچوئشن کو میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ مشن کو کس طرح کامیاب کرنا ہے اوور"

اس بار عمران نے جان بوجھ کر تلخ لہجہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اب ٹھری ٹھری کے حلق سے کوئی ایسی بات اگلوانا

چاہتا تھا جس سے اس کے متعلق کوئی واضح کلیو مل جائے۔

"کیا کیا۔۔۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم ہوش میں ہو۔ جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو اوور"۔۔۔۔ عمران کی توقع کے عین مطابق ٹھری ٹھری عمران کے لہجے سے ہی آپے سے باہر ہو گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے جناب۔۔۔۔ لیکن آپ بھی یہ سوچ کر بات کیا کیجئے کہ آپ ٹوٹو سے بات کر رہے ہیں۔ آپ کا لہجہ ایسا ہے جیسے آپ کسی حقیر آدمی سے بات کر رہے ہوں۔۔۔۔ اور میں ایسا لہجہ برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں اوور"۔۔۔۔ عمران نے پہلے سے زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔۔ یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب فور فور ہی تم سے بات کرے گا اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

لیکن عمران نے بجائے بٹن آف کرنے کے ہاتھ بڑھا کر نیچے لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔۔۔۔ اب وہ اس ٹرانسمیٹر کی ساخت کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ اس کے بٹن آف کرتے ہی فریکوئنسی ڈائل پر ہندسے یک لخت غائب ہو گئے۔ لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر ہندسے نمودار ہونے لگ گئے۔۔۔۔ اور عمران کے لبوں مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے اُسی ٹھری ٹھری کی ہلکی سی آواز ابھری۔

"ہیلو ہیلو ——— ٹھری ٹھری کالنگ فور فور باس۔ اٹ از ایمرجنسی اوور" ——— ٹھری ٹھری نے کہا۔

"یس ——— فور فور اٹنڈنگ ——— کیا ایمرجنسی ہے ٹھری ٹھری اوور" ——— چند لمحوں بعد ایک کرخت اور انتہائی بھاری آواز سنائی دی۔

"باس ——— میں نے ٹوٹو کو کال کیا ہے۔ لیکن مجھے شک پڑ رہا ہے کہ یا تو ٹوٹو کا دماغ خراب ہو گیا ہے یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ ٹوٹو کی جگہ وہ عمران بول رہا ہو۔ کیونکہ عمران میں یہ خاص صلاحیت ہے کہ وہ ہو بہو دوسرے کی آواز اور لہجے کی نقل کر لیتا ہے ——— میرے پاس وائس چیکنگ کمپیوٹر نہیں ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ میں وہ گفتگو ٹیپ سے سنواتا ہوں آپ اسے وائس چیکنگ کمپیوٹر سے چیک کریں اوور" ——— ٹھری ٹھری نے کہا۔

"اوہ ——— اگر ایسا ہے تو یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ اس عمران نے ٹوٹو سے لازماً سیکرٹس حاصل کرنے کی کوشش کی ہو گی اوور" ——— فور فور کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"نو سر ——— ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ٹوٹو کے جسم میں اس لئے میں نے مائنڈ بلائنڈز نصب کیا ہوا تھا۔ کیونکہ

بہرحال اس کا تعلق فیلڈ سے رہا تھا اس لئے کوئی بھی اسے پہچان سکتا تھا۔ اور میرا آئیڈیا بھی یہی ہے۔ کہ عمران ٹوٹو کی آواز ادشاہ پر اس کے دوران گفتگو میں پہچان گیا ہو گا۔ اس لئے وہ سیدھا ترپولی ٹیم سے کر پہنچا ہے ——— یہاں سے فاصلہ اتنا تھا کہ جس وقت مجھے عمران کے متعلق اطلاع ملی۔ اس وقت میں ترپولی خود نہ پہنچ سکتا تھا۔ ورنہ میں خود اس کے مقابلے میں جاتا ——— لیکن میں نے ٹوٹو کو مکمل ہدایات دے دی تھیں۔ لیکن اب ٹوٹو سے بات ہوتی ہے تو اس کا لہجہ اور آواز تو وہی ہے۔ لیکن اس کا مجھ سے بات کرنے کا انداز بدلا ہوا تھا ——— حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے اُسے ٹوٹو بننے میں مدد دی ہے۔ ورنہ اس قدر صلاحیتیں رکھنے کے باوجود وہ ابھی تک الفرڈ بار کا ایک عام غنڈہ ہی ہوتا ——— اس لئے کم از کم وہ صحیح دماغ ہونے تک مجھ سے ایسے انداز میں بات نہیں کر سکتا اوور" ——— ٹھری ٹھری نے کہا۔

"اوہ ——— اگر تمہیں اس قدر شک پڑ گیا تھا تو تم نے اس کو ریڈ وارننگ سے ختم کر دینا تھا اوور" ——— فور فور نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— آپ میری عادت جانتے ہیں کہ میں جب تک پوری تحقیق نہ کر دوں قدم آگے نہیں بڑھاتا۔ میں آپ کو ٹیپ سنواتا ہوں آپ کمپیوٹر پر چیک کر کے بتا دیں۔

اس کے بعد اگر واقعی میرا شک درست نکلا تو خالی ریڈ وارننگ سے کام نہیں ہو گا۔ مجھے خود ترپولی جانا پڑے گا اوور" تھری تھری نے کہا۔

"اوہ ہاں ——— وہ عمران واقعی انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ٹھیک ہے۔ ٹیپ سنواؤ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر پر خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی ——— اور پھر عمران کی ٹوٹو کی حیثیت میں بولے جانے والی تھری تھری سے ہونے والی گفتگو سنائی دینے لگی۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا وہ بٹن آف کیا اور واپس دروازے کی طرف مڑا۔ تو اس نے صفدر کو دروازے پر کھڑے دیکھا۔

"میں اس لئے یہاں آگیا تھا کہ آپ کو اندر آئے کافی دیر ہوگئی تھی" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ جلدی نکل چلو۔ جلدی کرو یہاں سے نکلو"

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بھاگتا ہوا وہ باہر کی طرف لپکا۔ لیکن وہ اپنی کار کی طرف جانے کی بجائے سرخ رنگ کی کار کی طرف بڑھ گیا ——— صفدر بھی اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آیا اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار موڑی اور اُسے بجلی کی سی تیزی سے پھاٹک کی طرف لے گیا۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے کار روکی اور صفدر

کو پھاٹک کھولنے کا اشارہ کیا۔ صفدر نے نیچے اتر کر لکڑی کا پھاٹک کھولا تو عمران کار باہر لے آیا۔ اور پھر صفدر جیسے ہی اس میں بیٹھا عمران نے کار کو یک لخت انتہائی تیز رفتاری سے مین روڈ کی طرف بھگانا شروع کر دیا۔

"آخر ہوا کیا۔ آپ اس قدر تیزی دکھا رہے ہیں" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی ان کے عقب میں یک لخت انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا ——— یہ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ عمران کو تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار سنبھالنی مشکل ہوگئی۔ لیکن ظاہر ہے سٹیرنگ عمران کے ہاتھوں میں تھا ——— اس لئے کار باوجود خاصی تیز رفتاری سے چلتے ہوئے بُری طرح ڈول جانے کے باوجود نہ ہی الٹی اور نہ کسی درخت سے ٹکرائی۔ اور چند ہی لمحوں میں مین روڈ پر پہنچ کر بائیں طرف کو گھوم گئی۔

"اوہ ——— تو آپ کو یہ خطرہ تھا" ——— صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"خطرہ نہیں خطرناک کہو۔ اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا اور تم نے ایک چھوٹا سا لفظ بول دیا خطرہ" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے ایک جگہ لگے ہوئے ٹیلی فون بوتھ کو دیکھتے

ہی کار کی رفتار آہستہ کی اور اُسے بوتھ کے قریب جا کر روک دیا۔ کار سے اتر کر اس نے بوتھ میں داخل ہو کر سکے ڈالے اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ــــــ لیکن پھر اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے رسیور اٹھایا جاتا عمران کو ایک خیال آیا اور اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور اچھل کر بوتھ سے نکلا۔ اور واپس کار میں آ بیٹھا۔ اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"جولیا اور اس کے ساتھی شدید خطرے میں ہیں۔ پہلے میں نے سوچا کہ ٹیلی فون کر کے انہیں خبر کر دوں لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ ان کا ٹیلی فون بھی ٹیپ کیا جا چکا ہو" ــــــ عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے خطرے میں ہیں" ــــــ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے مختصر طور پر ٹرانسمیٹر پر ٹونزیرو سے ہونے والی گفتگو اُسے سنا دی۔ اور صفدر کے چہرے پر تشویش کی پرچھائیاں لرزنے لگیں۔

"پھر آپ نے اب کیا سوچا ہے" ــــــ صفدر نے کہا۔

"ہم کار عقبی طرف لے جائیں گے۔ اس لئے میں نے

اپنے والی کار نہیں لی تھی۔ کیونکہ اُسے یہ لوگ یقیناً پہچانتے ہوں گے۔ پھر عقبی طرف سے ہم کوٹھی میں داخل ہوں گے" عمران نے کہا۔

"کس کوٹھی کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے عقب میں تو دوسری کوٹھی ہے" ــــــ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اس کوٹھی کی بات کر رہا ہوں جس میں یہ لوگ موجود ہیں اور جہاں سے وہ ہمارے والی کوٹھی کو ٹارگٹ بنا رہے ہیں" ــــــ عمران نے جواب دیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جیسے ہی اس رہائشی کالونی کے پہلے چوک میں پہنچے جہاں وہ کوٹھی موجود تھی کہ اچانک دور سے ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا ــــــ اور اس کے ساتھ ہی آگ کے خوفناک شعلے آسمان کی طرف بلند ہوتے دکھائی دیئے اور عمران اور صفدر دونوں کے چہرے یک لخت مسخ سے ہو گئے کیونکہ یہ شعلے بالکل اُسی جگہ سے اٹھ رہے تھے جہاں ان کے ساتھی رہ رہے تھے۔

دھماکے کے ساتھ ہی کالونی میں موجود افراد کی بھاگ دوڑ شروع ہو گئی۔ عمران کار اڑائے آگے بڑھا جا رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں بعد ان کے بدترین خدشات درست ثابت

ہوئے۔ وہی کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ جس میں جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کوٹھی سے آگ کا طوفان سا اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ اور پوری کوٹھی تنکوں کی طرح بکھر چکی تھی۔

"اوہ اوہ ——— یہ کیا ہوا۔ کاش میں فون ہی کر دیتا" عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور صفدر کی حالت تو ایسی تھی کہ اس سے بات ہی نہ ہو رہی تھی۔ اس کی نظروں کے سامنے جولیا اور اپنے سارے ساتھیوں کی جلی ہوئی اور کٹی پھٹی لاشیں پھڑکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اور اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے بریک لگائے اور زوردار جھٹکا لگنے سے صفدر کا ساکت ذہن یک لخت حرکت میں آیا اور اس کے لبوں سے بے اختیار آہ سی نکل گئی۔

کرنل فریدی دھماکہ ہوتے ہی یک لخت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے کسی پھرتیلے بندر کی طرح اچھل کر ٹیلے کی ایک ابھری ہوئی چٹان کے پیچھے چھلانگ لگا دی ——— اس کے باوجود اس کی پشت پر جیپ کا ایک حصہ پوری قوت سے آ ٹکرایا تھا۔ لیکن یہ حصہ کینوس کا بنا ہوا جیپ کا دروازہ تھا۔ اس لئے کرنل فریدی کے لئے وہ نقصان دہ ثابت نہ ہوا تھا ——— اگر کینوس کی بجائے یہ لوہے کا ہوتا تو جس قدر قوت سے یہ کرنل فریدی کی پشت سے ٹکرایا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے خاتمے کا باعث ضرور بن جاتا ——— طیارے کی گونج آگے سنائی دے رہی تھی۔ اور کرنل فریدی چٹان کے پیچھے پہنچتے ہی تیزی سے مڑا۔ تو اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ ———

کی جیپ سمیت پیچھے آنے والی ساری جیپیں بُری طرح تباہ ہوکر ادھر ادھر بکھر گئی تھیں اور اس کی زیر دفورس کے آدمیوں کے ٹکڑے زمین پر اس طرح پھیلے ہوئے تھے جیسے وہاں کسی نے خون کی ہولی کھیلی ہو۔

کیپٹن حمید کے سر پر شاید کوئی پر زہ لگا تھا۔کیونکہ اس کے سر سے بہتا ہوا خون بھی فریدی کو نظر آ رہا تھا —— اور کیپٹن حمید بھی اکڑوں بیٹھا اس طرح سر جھٹک رہا تھا جیسے وہ اپنے ذہن پر چھانے والے اندھیروں کو جھٹلنے کی کوشش کر رہا ہو۔ طیارہ اب واپس آ رہا تھا —— اور کرنل فریدی طیارے کو دیکھتے ہی اس کا ٹارگٹ سمجھ گیا۔ وہ گن تو جیپ کے ساتھ ہی تباہ ہو چکی تھی۔ اور ریوالور کرنل فریدی کے اصل لباس کی اندرونی جیب میں تھا —— اور اوپر اس نے وہ دوسرے آدمی کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس لئے جب تک وہ ریوالور نکالتا تب تک تو طیارہ کیپٹن حمید کو بھی ختم کر دیتا۔ اور اُسے بھی —— چنانچہ کرنل فریدی طیارے کو آتا دیکھ کر یک لخت چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر وہ اس قدر تیزی سے دوڑتا ہوا کیپٹن حمید کی طرف بھاگا کہ شاید اپنی پوری زندگی میں وہ کبھی اتنی تیزی سے نہ بھاگا ہوگا۔ اس نے دوڑتے دوڑتے ذرا سا جھک کر کیپٹن حمید کا بازو پکڑا —— اور دوسرے لمحے وہ کیپٹن حمید کو جیسے فض

میں اٹھائے اُسی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا سامنے والے ٹیلے کی طرف بھاگا۔ ابھی ٹیلہ دور ہی تھا کہ طیارے کی گونج اُسے اپنے سر پر سنائی دی —— کرنل فریدی پہلے سے ہی ذہنی طور پر اس سچوئیشن کے لئے تیار تھا۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ چاہے جس قدر بھی تیز رفتاری دکھائے کیپٹن حمید کو گھسیٹتا ہوا بہرحال ٹیلے تک نہیں پہنچ سکتا —— طیارے کی رفتار بے حد تیز تھی۔ لیکن اس کے ذہن میں ایک پلاننگ تھی اس لئے جیسے ہی طیارے کی گونج اُسے اپنے سر پر سنائی دی —— کرنل فریدی نے دوڑتے دوڑتے یک لخت غوطہ لگایا اور کیپٹن حمید سمیت وہ یک لخت جیسے کسی چیز کا زوردار دھکا کھا کر پیچھے پشت کے بل جا گرا —— تیزی سے دوڑتے ہوئے اس طرح یکدم پیچھے کی طرف اپنے جسم کو دھکیلنا اور وہ بھی اس صورت میں کہ کیپٹن حمید کا جسم بھی اس کے بازو کے زور پر لٹک رہا ہو —— تقریباً ناممکن ہی تھا لیکن کرنل فریدی جانتا تھا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر وہ دائیں یا بائیں کسی طرف بھی مڑتا تو لازماً طیارے سے ہٹ ہو جاتا —— بس طیارے پر موجود افراد کو صرف اس بات سے دھوکہ دیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ کم از کم وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ اتنی رفتار سے دوڑتا ہوا آدمی اس طرح

بیک گیر بھی لگا سکتا ہے۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا جسم کچھ فاصلے تک اٹھا ہو کر پیچھے گیا اور پھر وہ دونوں ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے گرے —— لیکن نیچے گرتے ہی کرنل فریدی کا جسم یک لخت کمان کی طرح مڑا اور وہ الٹی قلابازی کھا کر پیروں کے بل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اس نے کیپٹن حمید کا بازو اُسی طرح پکڑا ہوا تھا اس لئے کیپٹن حمید بھی اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا گیا۔

اُسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ عین اُسی جگہ ہوا جہاں ایک لمحہ پہلے وہ دونوں موجود تھے۔ اور طیارہ اپنی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا —— کیپٹن حمید کا جسم اب ڈھیلا پڑ گیا تھا اس لئے کرنل فریدی نے اُسے جھٹکا دے کر کاندھے پر ڈالا اور ایک بار پھر مڑ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اُسی ٹیلے کی طرف بڑھنے لگا جہاں وہ پہلے جا رہا تھا —— طیارہ اب ٹیلے کی دوسری طرف جا کر نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اور کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ اُسے واپس پلٹنے کے لئے کچھ وقت چاہئے تھا اور اس وقفے کے دوران اس نے محفوظ جگہ پر پہنچنا تھا —— چنانچہ جب وہ ٹیلے کی پتھریلی چٹانوں کے اندر داخل ہوا تو اس نے ایک باہر کو نکلی ہوئی چٹان کے نیچے کیپٹن حمید کو لٹایا اور پھر

خود بھی تیزی سے لیٹ کر پیچھے کی طرف کھسک گیا۔

اُسی لمحے طیارہ اس ٹیلے کے اوپر سے پلٹ کر گزرا۔ اور پھر اُسے اس ٹیلے کی طرف بڑھتا دیکھ کر جس میں سے کرنل فریدی نکلا تھا۔ کرنل فریدی کے لبوں پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی —— اس نے ڈاج ہی ایسا نفسیاتی دیا تھا کہ طیارے والے لازماً اس ڈاج میں آجاتے تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ طیارے والے یہی سمجھیں گے کہ وہ دوڑتا ہوا واپس اُسی ٹیلے کی طرف گیا ہو گا —— لیکن گرنے کے بعد جب اس نے قلابازی کھائی تھی تو اس کا رخ اُسی ٹیلے کی طرف ہی تھا اور طیارے والوں نے یقیناً یہی منظر دیکھا ہو گا۔ اس کے بعد ٹیلہ درمیان میں آگیا تھا —— اب انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ کرنل فریدی مڑ کر واپس اس ٹیلے کی طرف آ گیا ہے۔

طیارے نے اس کے سامنے اس ٹیلے پر دو میزائل پھینکے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی پورا ٹیلہ جیسے صفحہ ہستی سے غائب ہو گیا —— اور ہر طرف گرد اور پتھروں کی جیسے آبشار سی بہہ نکلی۔ کرنل فریدی نے انتہائی تیزی سے اپنے اصل لباس کے اندر سے ریوالور نکالا —— اور وہ طیارے کے پلٹنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن طیارہ کافی دور آگے جا چکا تھا۔ اور

بظاہر اس کے پلٹنے کے آثار نہ تھے۔ اور پھر دیکھتے
ہی دیکھتے طیارہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ کرنل فریدی
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ریوالور واپس سائیڈ جیب
میں ڈالا اور حمید کی طرف مڑ گیا ـــــ اس نے حمید کو
بُری طرح جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد حمید
نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"جلدی ہوش میں آؤ۔ ہم ابھی تک خطرے میں ہیں"۔
کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید تیزی سے
اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"میرے سر پر کوئی چیز لگی تھی۔ میں نے کوشش تو
کی تھی کہ ہوش سلامت رہیں۔ لیکن پھر مجھے ایسا محسوس
ہوا جیسے میں اچانک تیز ہواؤں میں تیرتا پھر رہا ہوں اور
میرے حواس ساتھ چھوڑ گئے" ـــــ کیپٹن حمید نے
اپنے سر سے رسنے والے خون کو ہاتھ لگا کر دیکھتے
ہوئے کہا۔

"جس کے خون میں عاشقی کے جراثیم ضرورت سے زیادہ
تعداد میں داخل ہو جائیں وہ اسی طرح تیز ہواؤں میں اڑتا
رہتا ہے" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور کیپٹن حمید بھی مسکرا دیا۔

"آؤ" ـــــ کرنل فریدی نے اٹھ کر چٹان کی اوٹ سے
باہر نکلتے ہوئے کیپٹن حمید سے کہا۔ اور کیپٹن حمید

سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے باہر نکلا۔ لیکن دوسرے لمحے اس
کے حلق سے بے اختیار حیرت بھری تیز آواز نکلی۔

"اوہ ـــــ یہ کیا ہوا" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"سارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ وقت ہی نہ تھا انہیں چوکنا
کرنے کا۔ ہم دونوں بھی بس قسمت تھی جو بچ گئے ہیں۔
انہوں نے آگے سے گھوم کر میزائل پھینکے ہیں ـــــ ورنہ
اگر وہ پیچھے سے میزائل پھینکتے آتے تو شاید ہمارے ٹکڑے
بھی ان ساتھیوں کے ساتھ یہاں پڑے ہوتے وہ دراصل
یقینی طور پر سب سے آگے والی جیپ کو ہٹ کرنا چاہتے
تھے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن آپ نے دوسری طرف چھلانگ لگائی تھی۔ پھر
ادھر کیسے آ گئے۔ اور وہ طیارہ کیسے چلا گیا۔ کیونکہ میں تو
کھلی جگہ پر گرا تھا" ـــــ کیپٹن حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔
اور کرنل فریدی نے اُسے مختصر طور پر اپنی اس جدوجہد کے
بارے میں بتا دیا جس کی وجہ سے وہ دونوں بچ نکلے تھے۔
اور کیپٹن حمید عقیدت بھری نظروں سے کرنل فریدی کو
دیکھنے لگا ـــــ کیونکہ یہ ناممکن کارنامہ کرنل فریدی ہی
سرانجام دے سکتا تھا ورنہ شاید وہ اگر کرنل فریدی
کی جگہ ہوتا تو ایسا کبھی کر ہی نہ سکتا تھا

"جلدی یہاں سے نکل چلو۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ
لازماً پڑتال کرنے آئیں گے" ـــــ کرنل فریدی نے

کہا۔ اور کیپٹن حمید نے قدم تیز کر دیئے۔ کرنل فریدی اگر اکیلا ہوتا تو لازمًا دوڑتا ہوا آگے بڑھتا لیکن وہ جانتا تھا کہ کیپٹن حمید کے سر میں چوٹ آئی ہے ---- اس لئے اگر وہ دوڑا۔ تو ذہن پر دھمک پڑنے سے وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ دوڑنے کی بجائے تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔

اور پھر وہ اس تباہ شدہ حصے سے کچھ دور ایک ٹیلے کے پیچھے پہنچ کر رک گئے۔

"کیا ہوا ---- آپ رک گئے"۔ ---- کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کو رکتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ---- ہم پیدل ان پہاڑیوں کو عبور نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہاں رک کر ان کی واپسی کا انتظار کرنا ہوگا" ---- کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جیب سے ریوالور نکال کر ایک چٹان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور کیپٹن حمید بھی سر ہلاتا ہوا ایک اور چٹان کے پیچھے دبک گیا۔

اور ابھی انہیں وہاں بیٹھے چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ دور سے ہیلی کاپٹروں کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی اور کرنل فریدی کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"تم یہیں رکو گے" ---- کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا۔ اور اس کی نظریں اس طرف کو جم گئیں جدھر سے آواز کی گونج آتی سنائی دے رہی تھی۔ اور چند لمحوں بعد

دو بڑے ہیلی کاپٹر بلندی پر نمودار ہوئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ نزدیک آتے گئے۔ کرنل فریدی اور حمید دونوں چٹانوں کی اوٹ سے انہیں دیکھ رہے تھے ---- ہیلی کاپٹروں کی بلندی کم ہونے لگ گئی تھی۔ اور پھر وہ ان کے سروں کے اوپر سے گزر کر ٹیلوں کے پیچھے چلے گئے۔

ان کے آگے بڑھتے ہی کرنل فریدی تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر ہیلی کاپٹر گئے تھے ---- ادھر ایک کافی اونچا ٹیلا تھا جس کے پیچھے دونوں ہیلی کاپٹر چھپ گئے تھے۔ کیپٹن حمید سے وہاں نہ بیٹھا گیا۔ اور حالانکہ کرنل فریدی نے اُسے وہیں رکنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیسے رک سکتا تھا ---- چنانچہ وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا کرنل فریدی کے پیچھے چل پڑا۔ کرنل فریدی اس اونچے ٹیلے کی چٹانوں میں غائب ہو چکا تھا۔ جب کیپٹن حمید وہاں پہنچا تو اس نے کرنل فریدی کو ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں موجود پایا۔

"اوہ ---- تم آ گئے" ---- کرنل فریدی نے اس کی آہٹ سن کر مڑ کر کہا۔

"ہاں ---- اور آپ بے فکر رہیں۔ اب میں آپ کے کاندھے کو تکلیف نہ دوں گا" ---- کیپٹن حمید نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی نے اسـ

ہلا دیا۔

ایک ہیلی کاپٹر فضا میں معلق تھا جب کہ دوسرا تباہ شدہ جیپوں کی سائیڈ میں زمین پر اترا ہوا تھا۔ اور چار مسلح افراد ان جیپوں کے ملبے کو چیک کر رہے تھے۔

"کاش اس وقت سٹین گن ہوتی" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں ـــــ لیکن اب ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر اور ایک زندہ آدمی تو بہر حال مجھے چاہیئے" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

اور اُسی لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا چیمبر کھول کر اُسے چیک کیا۔ اس میں چھ گولیاں تھیں ـــــ لیکن یہ ریوالور کافی چھوٹا تھا۔ اس لئے اتنی دور سے اس کی گولی شاید انسان کو تو زخمی کر دیتی لیکن ہیلی کاپٹر کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی۔

"آپ کیا سوچ رہے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے سچویشن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھتے جاؤ فرزند" ـــــ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے لہجے میں ایسی بات تھی کہ کیپٹن حمید کو بے اختیار جھرجھری سی آ گئی۔

کرنل فریدی ریوالور سنبھالے پتھر کی اوٹ سے باہر نکلا اور پھر کسی جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا ساتھ والے

چھوٹے ٹیلے کے پتھر کی اوٹ میں دبک گیا۔ حمید وہیں بیٹھا رہا۔ البتہ اس نے ایک مناسب سا پتھر اٹھا کر ہاتھ میں لے لیا تھا ـــــ اس وقت یہی ایک اسلحہ تھا۔ جو کارآمد ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کی جیبیں خالی تھیں اور گن اور ریوالور گر چکے تھے۔

کرنل فریدی ایک لمحے کے لئے اس پتھر کے پیچھے رکا اور ایک بار پھر تیزی سے دوڑتا ہوا اس سے آگے والے ٹیلے کے پتھر کے پیچھے دبک گیا۔

اُسی لمحے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ آدمی اُسی پتھر کی طرف اشارہ کر رہا تھا جس کے پیچھے کرنل فریدی گیا تھا ـــــ اس نے شاید کرنل فریدی کو دیکھ لیا تھا اور پھر وہ چاروں تیزی سے دوڑتے ہوئے اس ٹیلے کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن وہ پھیل کر آ رہے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں ـــــ اور کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب کرنل فریدی پھنس گیا ہے۔ چونکہ وہ پھیل کر آ رہے تھے۔ اس لئے کرنل فریدی بیک وقت چاروں کو نشانہ نہ بنا سکتا تھا۔

اس نے تیزی سے پتھر والا ہاتھ لہرایا ـــــ اور دوسرے لمحے پتھر اس کے ہاتھ سے گولی کی سی رفتار سے نکل کر ایک آدمی کی طرف بڑھا اور پھر وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ باقی تینوں نے یک لخت اس کی طرف

فائر کھول دیئے۔

اُسی لمحے اس پتھر کے پیچھے سے شعلے نکلے۔ اور دو آدمی چیخ کر نیچے گرے۔ اور تیسرے نے تیزی سے گھوم کر کرنل فریدی کی طرف فائرنگ کا رخ کیا۔ اور کیپٹن حمید کو دوسرا پتھر پھینکنے کا موقع مل گیا —— اس نے پلک جھپکنے میں ایک اور پتھر اٹھا کر پھینک دیا۔ یہ پتھر بھی نشانے پر گیا۔ اور وہ چوتھا آدمی بھی اچھل کر ڈھیر ہوا ہی تھا کہ کرنل فریدی کو موقع مل گیا —— نتیجہ یہ کہ وہ بھی گولی کھا کر تڑپنے لگا۔

فضا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر نے یک لخت غوطہ کھایا اور پھر اس کے نیچے موجود گن سے دو میزائل اڑتے ہوئے ٹھیک اس ٹیلے پر پڑے جہاں کرنل فریدی موجود تھا —— اور ایک خوفناک دھماکے سے پورا ٹیلہ ہی فضا میں بکھر گیا۔ یہ میزائل عین اس جگہ پھٹے تھے جہاں کرنل فریدی موجود تھا۔ ظاہر ہے کرنل فریدی کے زندہ بچ جانے کا ایک فی صد بھی چانس باقی نہ رہا تھا —— اور کیپٹن حمید کے ذہن پر تو جیسے سرخ چادر سی پھیلتی گئی۔ وہ سب کچھ بھول کر پتھر کے پیچھے سے نکلا۔ اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس ٹیلے کی طرف بھاگ پڑا۔ جس کے پتھر اب فضا میں اڑ کر بارش کی طرح نیچے گر رہے تھے —— اوپر اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر نے

یک لخت رخ موڑا اور دوڑ کر آتے ہوئے کیپٹن حمید کی طرف آنے لگا کہ کیپٹن حمید نے یک لخت لونگ جمپ لگایا —— اور پھر جیسے وہ فضا میں اڑتا ہوا آگے جا گرا۔ اور ہیلی کاپٹر سے چھوڑے جانے والا میزائل اس کے عقب میں پھٹا اور ہیلی کاپٹر آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا —— لیکن اب کیپٹن حمید ایک سٹین گن تک پہنچ گیا تھا۔ اور پھر فضا سٹین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ اُسی لمحے کیپٹن حمید کو اپنے عقب میں دھماکہ اور چیخ سنائی دی۔ اور کیپٹن حمید بجلی کی سی تیزی سے مڑا تو اس نے اپنے عقب میں ایک سٹین گن بردار کو نیچے گرتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر جھٹکا کھا کر پہلو کے بل اڑتا ہوا دور جا رہا تھا۔ اور اس میں اب آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ اور پھر کیپٹن حمید کو ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی نیچے کودتا دکھائی دیا۔ اس نے سٹین گن سیدھی کی ہی تھی۔

"فائر مت کرنا حمید" —— اُسی لمحے اُسے عقب میں سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا۔ تو اس نے کرنل فریدی کو تباہ شدہ ٹیلے کی سائیڈ میں موجود ٹیلے کے پیچھے سے نکل کر اپنی طرف دوڑتے دیکھ لیا —— اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور ہیلی کاپٹر شعلہ

بنا ہوا چٹانوں سے ٹکرا گیا تھا۔

"اوہ ——— آپ زندہ ہیں۔ خدا کا شکر ہے"
کیپٹن حمید نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل فریدی اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اس کے قریب سے کسی بگولے کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا ——— اور پھر اس نے ایک لمبی چھلانگ لگا کر پیراٹروپنگ انداز میں ہیلی کاپٹر سے نیچے گرنے والے آدمی کو چھاپ لیا۔

کیپٹن حمید بھی مشین گن اٹھاتے ان کی طرف دوڑ پڑا۔ لیکن جب تک وہ وہاں پہنچتا کرنل فریدی اس آدمی کو بے ہوش کر کے سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔

"یہ کیا حماقت تھی۔ تم اس طرح کھلے میدان میں دوڑ پڑے تھے" ——— کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سمجھا آپ ہٹ ہو گئے ہیں" ——— کیپٹن حمید نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میں فائرنگ کے بعد احمقوں کی طرح اسی ٹیلے میں بیٹھا رہوں گا۔ البتہ تم نے ایسی حرکت کی تھی کہ تم آسانی سے ہٹ ہو سکتے تھے"
کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کے فائر سے تو میں جمپ لگا کر بچ نکلا تھا۔

لیکن مجھے یہ خیال نہ رہا تھا کہ زمین پر کھڑے ہیلی کاپٹر میں بھی ابھی کوئی آدمی موجود ہو سکتا ہے"
کیپٹن حمید نے کہا۔

کرنل فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے جھک کر بے ہوش پڑے آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا ——— اور حمید کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ زمین پر کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"تم اس کا خیال رکھنا۔ میں ذرا اس ہیلی کاپٹر کو چیک کر لوں۔ کہیں اس میں بھی نگرانی کا کوئی سسٹم نہ ہو"
کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر کے عقب میں پہنچ کر اس آدمی کو زمین پر لٹایا۔ اور خود ہیلی کاپٹر کے بالکل ساتھ ساتھ احتیاط سے چلتا ہوا اس کے اگلے حصے کی طرف بڑھتا گیا ——— ہیلی کاپٹر کے پائلٹ والے حصے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ اور اس نے ذرا سا سر آگے نکال کر اندر جھانکا۔ وہ تیز نظروں سے ہیلی کاپٹر کی مشینری کو چیک کر رہا تھا ——— کچھ دیر تک بغور جائزہ لینے کے بعد وہ آگے بڑھا۔ اور پھر اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے مشین کے نیچے لگے ہوئے ایک علیحدہ ٹرانسمیٹر نما آلے کا جھک کر بغور جائزہ لینا شروع کر دیا ——— یہ عام سا ٹرانسمیٹر تھا۔ البتہ یہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر تھا۔ اس لئے کرنل فریدی نے

اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اور پھر دوبارہ نیچے اتر کر واپس ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں آ گیا۔ جہاں وہ آدمی ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"یہ شین گن مجھے دو اور تم جا کر ایک اور اٹھا لو۔" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کیپٹن حمید نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن فریدی کے ہاتھ میں تھما دی اور خود اس طرف بڑھ گیا جہاں لاشوں کے ساتھ شین گنیں پڑی ہوئی تھیں۔

کرنل فریدی نے شین گن کو نال سے پکڑا اور اس نے اُسے کسی لاٹھی کی طرح گھما کر زمین پر پڑے ہوئے بے ہوش آدمی کے جبڑے پر اس کا دستہ رسید کر دیا ۔۔۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی نہ صرف اس آدمی کا جبڑا ٹوٹ گیا بلکہ وہ چیخ مار کر ہوش میں بھی آ گیا۔

کرنل فریدی نے ایک لمحہ توقف کیا۔ اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ کرنل فریدی کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا ۔۔۔ اور اس بار دستہ اس آدمی کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑا۔ اور وہ کربناک انداز میں چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ کرنل فریدی نے اچھل کر پوری قوت سے اس کی

پسلیوں میں لات جما دی۔ اور وہ آدمی بری طرح پھڑکنے لگا۔ اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔

"سنو ۔۔۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو اسی طرح ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا" کرنل فریدی کا ہاتھ ساتھ ہی حرکت میں آیا اور شین گن کا دستہ اس بار اس کے تڑپتے ہوئے بازو پر پڑا۔

"ب ۔۔۔ ب ۔۔۔ بتاتا ہوں۔ مت مارو" اس آدمی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

اور کرنل فریدی نے شین گن کو اچھالا۔ اور اُسے دستے سے پکڑ کر اس کی نال اس آدمی کی کنپٹی سے لگا دی۔

"کیا نام ہے تمہارا۔ اور کس سیکشن سے تعلق ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ" ۔۔۔ کرنل فریدی نے بھوکے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا نام ٹھوتھی ہے۔ میرا نمبر زیرو سکسٹی ہے۔ اور میرا تعلق زیرو زیرو سے ہے" اس آدمی نے بھیک مانگنے کے سے انداز میں گڑگڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں سے اڑے ہو۔ جلدی بتاؤ" ۔۔۔ کرنل فریدی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"زیرو زیرو ہیڈ کوارٹر۔ تھرٹی تھری ایونیو۔ منٹی گن سے

"وہاں سپر ٹاپ پلازا ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے" ــــ ٹموٹھی نے گھگھیاتے ہوئے جواب دیا۔

"فور کارنرز کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ــــ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مم ــــ مم ــ مجھے معلوم نہیں ــــ مم ــــ مم میں تو زیرو زیرو سے متعلق ہوں ۔ زیرو زیرو کو معلوم ہو گا وہ ہمارا باس ہے" ــــ ٹموٹھی اب پوری طرح سرنڈر ہو چکا تھا۔

"زیرو زیرو کی پوری تفصیل ۔ اس کا حلیہ ۔ نام ۔ قدوقامت ۔ سب کچھ بتاؤ" ــــ کرنل فریدی کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"اس کا نام جبرائنڈ ہے ۔ وہ زیرو زیرو کا انچارج ہے ۔ یہاں موجود مواصلاتی سنٹر بھی اس کے تحت تھا۔ وہ سنٹر اس نے تباہ کر دیا تھا ــــ کیونکہ یہاں کے چیف باس نے اُسے ریڈ کاشن دیا تھا ۔ پھر اس نے کلنگ میزائل بھیجا ۔ اس نے واپس جا کر رپورٹ دی کہ تم سب لوگ ختم ہو گئے ہو ــــ لیکن جبرائنڈ کو یقین نہ آیا تو اس نے ہمیں لاشیں لے آنے اور رپورٹ لے آنے کے لئے بھیجا" ــــ ٹموٹھی نے اب قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کا قدوقامت اور حلیہ پوچھا تھا" کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

اور ٹموٹھی نے تفصیل سے اس کا حلیہ بتانا شروع کر دیا ۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر کی طرف سے ٹرانسمیٹر کی مخصوص لیکن تیز آواز سنائی دی ۔

"خطرہ باس ــــ ان لوگوں نے ...."

ٹموٹھی نے یہ آواز سنتے ہی یک لخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

لیکن کرنل فریدی نے اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ٹریگر دبا دیا اور مشین گن کی گولیوں نے اس کی کھوپڑی اڑا دی ۔

کرنل فریدی تیزی سے پلٹا اور دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا ۔ ٹرانسمیٹر سے ابھی تک ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سنائی دے رہی تھی ــــ کرنل فریدی اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ زیرو زیرو کالنگ اوور" ــــ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"یس ــــ زیرو سکسٹی اٹنڈنگ اوور"

کرنل فریدی نے ٹموٹھی کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تم لوگ وہاں کیا کر رہے ہو۔ کوئی رپورٹ نہیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی تحکمانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس ـــــ یہاں حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں۔ ہمارا ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا ہے۔ میرے علاوہ باقی سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہاں دو آدمی زندہ موجود تھے اور پہاڑی ٹیلوں میں چھپے ہوئے تھے ـــــ بڑی مشکل سے ان دونوں کا خاتمہ ہوا ہے۔ اور میں آپ کو رپورٹ دینے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی اوور" کرنل فریدی نے ٹھوکتی کے لہجے میں انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ زیرو سکس نے رپورٹ دی تھی کہ سب کا خاتمہ ہو گیا ہے اور تم ہوش میں ہو اوور" ـــــ زیرو زیرو کی حلق کے بل چیخنے کی آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ میں درست کہہ رہا ہوں۔ آپ خود آ کر دیکھ لیں اوور" ـــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ ان دو آدمیوں کا حلیہ بتاؤ جنہوں نے یہ سب تباہی کی ہے اوور" ـــــ زیرو زیرو نے پوچھا۔

اور کرنل فریدی نے اپنا اور کیپٹن حمید کا حلیہ بتا دیا۔ اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"اوہ اوہ ـــــ تو اب یہ واقعی ختم ہو گئے ہیں اوور" زیرو زیرو نے پوچھا۔

"یس سر ـــــ ان کی لاشیں میرے سامنے زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ سر یہ لوگ تو انتہائی خوفناک ثابت ہوئے ہیں۔ مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ یہ مر کیسے گئے ـــــ لیکن سر یہ مر چکے ہیں۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے ہیں اوور" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"پورے واقعے کی تفصیل بتاؤ۔ ایک ایک لفظ بتاؤ اوور" ـــــ زیرو زیرو نے کہا۔

اور کرنل فریدی سمجھ گیا کہ وہ خاصا ذہین آدمی ہے۔ لیکن ظاہر ہے اُسے جواب دینے والا بھی کرنل فریدی تھا ـــــ چنانچہ اس نے باقاعدہ پورا واقعہ سنانا شروع کر دیا کہ کس طرح وہ یہاں پہنچے اور پھر کس طرح ایک ہیلی کاپٹر اوپر اڑتا رہا جب کہ دوسرا نیچے اترا۔ وہ خود ہیلی کاپٹر میں بیٹھا رہا ـــــ اس کے بعد کرنل فریدی نے بالکل لفظ بلفظ وہ پورا سین سنا دیا جو گزرا تھا۔ البتہ آخر میں اس نے بتایا کہ اس نے شین گن سے پہلے ایک آدمی کو ختم کیا ـــــ اور پھر دوسرے آدمی نے فائر کھولا لیکن اس نے اُسے بھی گرا لیا۔

"اوہ ویری گڈ ـــــ زیرو سکسٹی۔ تم نے بہت بڑا

کارنامہ سر انجام دیا ہے بہت بڑا۔ اوہ زیرو سکسٹی۔
تمہارا نام کیا ہے اوور ——— تعریف کرتے کرتے
شاید زیرو زیرو کو وہم پڑ گیا تھا۔
"ٹھوٹھی سر اوور" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
"اور میرا کیا نام ہے اوور" ——— زیرو زیرو واقعی
انتہائی ہوشیار آدمی تھا۔
"جبرانڈ سر اوور" ——— کرنل فریدی نے جواب
دیا۔
"ہونہہ ——— اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے
اوور" ——— زیرو زیرو پورا انٹرویو لینے پر تل گیا تھا۔
اور کرنل فریدی نے بڑے اطمینان سے ٹھوٹھی کی بتائی
ہوئی ساری باتیں بتا دیں۔
"ٹھیک ہے ——— اب مجھے پورا اطمینان ہو گیا ہے۔
تم حیران تو ہو رہے ہو گے۔ لیکن ٹھوٹھی تم نہیں جانتے
کہ جنہیں تم نے ہلاک کیا ہے وہ کس پایہ کے لوگ
تھے ——— تم وہیں رکو میں خود آ رہا ہوں۔ میں ان کی
لاشیں خود اٹھا کر گریٹ چیف باس کو بھیجوں گا۔ اوور اینڈ
آل" ——— دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں
کہا گیا۔
اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر

ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
"شکر ہے۔ یہ کال کچھ دیر بعد آئی تھی۔ ورنہ تو بڑا
مسئلہ بن جاتا" ——— کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر سے
نیچے اترتے ہوئے کہا۔
"اس ٹھوٹھی کو کیا سوجھی کہ ٹوں ٹوں سن کر ہی چیخ
پڑا تھا" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔
"بس ذہنی دباؤ کہہ لو" ——— کرنل فریدی نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"اب کیا پروگرام ہے" ——— کیپٹن حمید نے
سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔
"پروگرام کیسا ——— اب زیرو زیرو آ جائے تو پھر اس
کے بعد پروگرام بن سکے گا۔ ویسے جو قد و قامت اور
حلیہ ٹھوٹھی نے اس کا بتایا ہے وہ تو قدرے مجھ
سے ملتا جلتا ہے ——— لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ کتنے
آدمی ساتھ لے کر آتا ہے" ——— کرنل فریدی نے
ٹھوٹھی کی لاش کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ آپ اب اس جبرانڈ کے میک اپ
میں اس گریٹ چیف باس تک پہنچنا چاہتے ہیں"
کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"خاصے سمجھدار ہو گئے ہو۔ ماشاء اللہ۔ کرنل فریدی
نے مسکرا کر کہا۔ اور پھر جھک کر اس نے ٹھوٹھی کی

لاش کو ٹانگ سے پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا ایک ٹیلے
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اُسے ایک کھائی میں
پھینک دیا۔

"یہاں میک اپ باکس، وغیرہ بھی نہیں ہے۔ بہرحال
اسے آنے دو۔ یہ اچھا چانس ہے اور اسے کسی قیمت
پر بھی گنوانا نہیں چاہتا" ——— کرنل فریدی نے واپس آ
کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں یہ لوگ بھی ہیلی کاپٹر میں ہی آئیں
گے" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں ظاہر ہے۔ آخر وہ ایک سیکشن کا چیف ہے۔"
کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو پھر میں اس ہیلی کاپٹر کے اندر سیٹوں کے پیچھے
چھپ جاتا ہوں۔ میرے خیال میں آخری لمحات میں میرے
اچانک نمودار ہونے کی ضرورت پڑ ہی جائے گی"
کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں ——— ہو سکتا ہے وہ شک پڑتے ہی ہیلی کاپٹر
اڑا دیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کیپٹن حمید عاشقی کی سنچری
مکمل کئے بغیر ہی بیک ٹو پویلین ہو جائے"
کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید بے اختیار ہنس پڑا۔

میجر پرمود ایمبرے سنٹر کو تباہ کرتے ہی انتہائی
تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا اپنی رہائش گاہ کی طرف
بڑھ گیا ——— جہاں طارق پہلے ہی ایمبرے کو اپنی کار
میں ڈال کر لے جا چکا تھا۔

"اس ایمبرے کو ہوش آگیا ہے۔ وہ بڑی چیخ و پکار
مچا رہا تھا۔ اس لئے میں نے اسے دوبارہ بے ہوش
کر دیا ہے" ——— میجر پرمود کے پہنچتے ہی طارق نے
اُسے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کچھ زیادہ تو چوٹ نہیں لگا دی۔ اس سے تو انتہائی اہم
پوچھ گچھ کرنی ہے" ——— میجر پرمود نے چونکتے ہوئے
پوچھا۔

"نہیں جناب ——— وہ ٹھیک ہے" ——— طارق نے

مسکراتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور میجر پرمود طارق کی رہنمائی میں اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں بے ہوش ایمبرے موجود تھا۔ طارق نے اُسے ایک صوفے پر لٹایا ہوا تھا۔

" اسے صوفے پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو "
میجر پرمود نے کہا۔

اور طارق اس کے حکم کی تعمیل میں تیزی سے حرکت میں آگیا۔

تھوڑی دیر بعد بے ہوش ایمبرے صوفے کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ لیکن اس کی گردن ابھی تک ڈھلکی ہوئی تھی وہ بے ہوش تھا ——— پھر میجر پرمود کے اشارے پر کیپٹن طارق نے آگے بڑھ کر اُسے ہوش میں لے آنا شروع کر دیا۔ مسلسل جھنجھوڑنے اور رخساروں پر زوردار تھپڑ کھانے کے بعد ایمبرے ہوش میں آگیا۔

" کون ہو تم لوگ اور مجھے کہاں لے آئے ہو۔ میں کہتا ہوں مجھے چھوڑ دو ورنہ تم سب اس قدر خوفناک عذاب سے گزرو گے کہ تمہاری روحیں بھی بلبلاتی پھریں گی "
ایمبرے نے ہوش میں آتے ہی بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" تمہاری تقریر ختم ہو گئی۔ صرف ایک سوال کا جواب دے

دو۔ اس کے بعد تم آزاد ہو گے۔ فورکارنرز کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے " ——— میجر پرمود نے اس کے خاموش ہوتے ہی بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

" کک ——— کک ——— کیا کہہ رہے ہو۔ کون سا فورکارنرز۔ میں کسی فورکارنرز کو نہیں جانتا " ——— میجر پرمود کا سوال سنتے ہی ایمبرے پہلے تو بُری طرح چونک پڑا۔ لیکن پھر اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں ابھی تک شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے ——— جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ اس کے سامنے موجود آدمی نے واقعی فورکارنرز کے متعلق ہی پوچھا ہے۔

" سنو ——— میں نے تمہارا اڈہ تباہ کر دیا ہے۔ لیکن تباہی سے پہلے میں نے اس کی مکمل تلاشی لی ہے۔ اس لئے تمہارے اس انکار سے تمہارا مسئلہ حل نہیں ہو گا ——— اور میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد تم جس عذاب سے گزرنے کی بات ہم سے کر رہے تھے اس سے ہزار گنا زیادہ بڑے عذاب سے تم گزرو گے " ——— میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" میرا کسی فورکارنرز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بس میں کہہ رہا ہوں تم فوراً مجھے رہا کر دو " ——— ایمبرے

خاصا سخت جان ثابت ہو رہا تھا۔

"او۔ کے" ——— میجر پرمود نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے طارق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کی ایک آنکھ نکال دو۔ اور پھر جب تک یہ پتہ نہ بتائے اس کا ایک کان۔ اس کے بعد ناک۔ اور پھر بھی نہ بتائے تو دوسرا کان اور آخر میں دوسری آنکھ۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں۔ پھر پیروں کی انگلیاں ——— اس کے بعد دونوں بازوؤں کی ہڈیاں۔ پھر دونوں پنڈلیوں کی ہڈیاں۔ پھر سینے کی ساری ہڈیاں گھونسے مار مار کر توڑ دو۔ اور سب سے آخر میں گردن کی ہڈی توڑ دینا ——— لیکن جہاں یہ پتہ بتا دے وہاں رک جانا۔ باقی کارروائی معاف۔"

میجر پرمود نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ اور خود واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سنو ——— میری بات سنو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں" ایمبرے نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن میجر پرمود مڑے بغیر اسی طرح قدم بڑھاتا کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کان میں ایمبرے کی ہولناک چیخ سنائی دی۔

اور میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ طارق نے کارروائی شروع کر دی ہے۔

وہ قدم بڑھاتا باہر برآمدے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ایمبرے چاہے کتنا ہی باحوصلہ کیوں نہ ہو۔ انسانی قوت برداشت بہرحال کسی نہ کسی جگہ آ کر شکست کھا ہی جائے گی ——— کمرے سے ایمبرے کی مسلسل کربناک چیخیں نکل رہی تھیں۔

"خاصا سخت جان ثابت ہو رہا ہے۔"

میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اندر اب خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ لیکن جلد ہی پھر چیخیں شروع ہو گئیں۔

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں ——— تم ظالم۔ بے رحم ہو۔ بتاتا ہوں" ——— اچانک ایمبرے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر پرمود مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"باس۔ یہ تیار ہے بتانے کے لئے"

کمرے میں داخل ہوتے ہی طارق نے کہا۔

اور میجر پرمود نے دیکھا کہ ایمبرے کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔ اس کی ایک آنکھ۔ کان اور ناک کٹ چکا تھا ——— چار انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں۔ البتہ ایک آنکھ سلامت تھی۔

"تم نے ترتیب غلط کر دی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ انگلیوں سے پہلے دوسری آنکھ نکال دینا" ——— میجر پرمود

نے سرد لہجے میں طارق سے مخاطب ہو کر کہا ۔
" سوری باس ۔ میں بھول گیا تھا ۔ اور پھر میں نے سوچا کہ شاید بتا دے "۔۔۔۔ طارق نے شرمندہ سے لہجے میں کہا ۔ اس کے ہاتھ میں خون آلود تیز دھار خنجر موجود تھے ۔ خنجر سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا
" پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی ۔ ۔۔۔ ایمبرے نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا ۔
" تم کہہ رہے ہو یہ بتانے پر تیار ہے ۔ نکالو دوسری آنکھ ۔ ۔۔۔ میجر پرمود نے کڑک کر کیپٹن طارق سے کہا ۔ اس نے ایمبرے کی پانی والی بات اس طرح نظرانداز کر دی تھی جیسے سنی ہی نہ ہو ۔ اور طارق سر ہلاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھا ۔
" رک جاؤ ۔ فار گاڈ سیک ۔ رک جاؤ ۔ میں بتاتا ہوں ۔ فور کارنرز کے ہیڈ کوارٹر کو میں نہیں جانتا ۔ میرا تعلق تو فور کارنرز کے سیکشن ون ون سے ہے ۔۔۔۔ اور میرا رینک زیرو زیرو الیون ہے ۔ ہمارا باس ون زیرو ہے ۔ اور اس سیکشن کا باس ون ون ہے ۔ ۔۔۔ ایمبرے نے چیختے ہوئے جواب دیا ۔
" اب اسے پانی پلاؤ ۔ اگر یہ ہمارے ساتھ تعاون کرے گا تو ہم بھی اس سے پورا تعاون کریں گے "۔
میجر پرمود نے سرد لہجے میں طارق سے مخاطب ہو کر کہا ۔

اور طارق سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا ۔ وہ ساتھ باتھ روم سے پانی کا جگ لینے گیا تھا ۔
" فور کارنرز کے کتنے سیکشن ہیں "۔۔۔۔ میجر پرمود نے پوچھا ۔
" چار سیکشن ہیں ۔ ون ون ۔ ٹو ۔ ٹو ۔ تھری ۔ تھری ۔ فور ۔ فور اور پھر گریٹ چیف باس اور اس کا ہیڈ کوارٹر "
ایمبرے نے فوراً ہی جواب دیا ۔
لیکن اس سے پہلے کہ میجر پرمود کوئی جواب دیتا ۔ اچانک اس کے کانوں میں طارق کی چیخ سنائی دی ۔
میجر پرمود بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اچھل کر کھلے دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا ۔ اس نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ریوالور نکال لیا تھا ۔۔۔ لیکن اسی لمحے برآمدے کی طرف کھلنے والی کھڑکی ایک زوردار دھماکے سے ٹوٹی اور پھر کمرے میں ایک چپٹا سا بم عین اس جگہ آ گرا جہاں ایمبرے بیٹھا ہوا تھا ۔۔۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور میجر پرمود کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے میں سورج اتر آیا ہو ۔ اور ساتھ ہی پورا کمرہ کسی خلائی جہاز کی طرح آسمان کی طرف پرواز کر گیا ہو ۔۔۔ اس کا اپنا ذہن بھی دھماکے کے ساتھ ہی تاریک ہو گیا تھا ۔ لیکن پھر جیسے پردہ یک لخت ہٹ جاتا ہے ۔ اس طرح میجر پرمود کے ذہن سے تاریکی چھٹ گئی ۔۔۔ اور اسی لمحے میجر پرمود نے

اپنے جسم پر چھت کا ملبہ گرتے ہوئے محسوس کیا۔ وہ چونکہ دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس لئے چھت کا ملبہ اس پر گرا ضرور تھا لیکن بے حد کم مقدار میں۔ البتہ درمیان میں ملبے کا ڈھیر سا لگ گیا تھا ——— اور پھر ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور چھت کا لوہے کا سٹرکچر جس میں بجری اور سیمنٹ بھرا ہوا تھا۔ نیچے آگرا۔ اس کے سریوں کے ٹوٹے ہوئے کنارے تیز چھریوں کی طرح دیوار کے ساتھ کھڑے میجر پرمود سے رگڑ کھاتے ہوئے نیچے گرے ——— اور میجر پرمود کو یوں محسوس ہوا جیسے سر سے پیر تک کسی نے خنجر کی مدد سے اُسے چھیل دیا ہو۔ اس کے کپڑے دھجیوں کی صورت میں ہو گئے تھے ——— اور شاید انہی کپڑوں نے اُسے بچا بھی لیا تھا۔ ورنہ شاید سریوں کے یہ کنارے اس کے جسم کو بھی دھجیوں کی صورت میں لیر لیر کر دیتے۔ البتہ اس کے چہرے اور ٹانگوں پر رگڑ کے تیز نشانات ابھر آئے تھے۔

ہر طرف گرد و غبار کی موٹی تہہ پھیل گئی تھی اور چند انچ سے زیادہ فاصلے پر کوئی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ لیکن چھت کا سٹرکچر گرنے کے بعد قدرے روشنی ہو گئی اور میجر پرمود نے چندھی ہوئی آنکھوں سے دھند کے پار سے چند سائے دیکھ لئے۔

میجر پرمود تیزی سے سمٹ کر نیچے بیٹھ گیا۔ اب وہ چھت کے سٹرکچر کے ملبے کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔

"باس۔ اندر افراد کی لاشیں نکالنی ہیں" ——— ایک چیختی ہوئی آواز میجر پرمود کے کانوں میں پڑی۔

"بالکل۔ یہ تحفہ تو باس کو بھیجنا ہے۔ تم باہر موجود سارے آدمیوں کو بلا لو۔ جلدی کرو" ——— میجر پرمود کے دائیں طرف موجود سائے کی طرف سے آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی سائے تیچھے ہٹتے ہوئے غائب ہو گئے ——— جب کہ وہ سایہ جسے باس کہا گیا تھا بدستور وہیں موجود نظر آ رہا تھا۔ وہ اب جھک کر کسی کو دیکھ رہا تھا۔ میجر پرمود تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ——— اور پھر جیسے بھوکا عقاب کسی چڑیا پر جھپٹتا ہے اس طرح میجر پرمود نے اس سائے پر چھلانگ لگا دی۔ وہ چاہتا تو وہیں سے فائر کر کے بھی اُسے گرا سکتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ فائر کی آواز سے باہر موجود سب افراد چوکنا ہو جائیں گے ——— اس لئے اس نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ اور پھر وہ اس سائے کو دبوچتا ہوا نیچے فرش پر گرا۔ اس سائے نے نیچے گرتے ہی بڑی مہارت سے میجر پرمود کو اچھال کر ایک طرف پھینکنا چاہا ——— لیکن میجر پرمود کے ذہن پر تو اس وقت

خون سوار تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے وہ ہاتھ سمیٹا جس میں ریوالور تھا اور پھر کھٹاک کی زوردار آواز کے ساتھ ہی ریوالور کا دستہ اس آدمی کی ناک پر پوری قوت سے پڑا ـــــ اور وہ آدمی اتنے زور سے تڑپا کہ میجر پرمود لیٹ کر سائیڈ میں گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہی میجر پرمود کا نچلا جسم یک لخت ہوا میں اٹھا ـــــ اور پھر اس کی دونوں جڑی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے اٹھتے ہوئے اس آدمی کے سینے پر پڑیں۔ اور اُسے اپنے ساتھ لئے ہوئے دھاکے سے نیچے گریں ـــــ اور میجر پرمود نے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپ کر ایک بار پھر ریوالور کا دستہ اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے ٹھونک دیا وہ دستہ مارنے کے لئے اتنی تیزی سے گھوما تھا کہ اس کا نچلا جسم کسی پنڈولم کی طرح دوسری طرف گھوم گیا تھا ـــــ اور اوپر والا جسم پوری قوت سے اس آدمی پر جا گرا تھا۔ اور دوسرا وار خاصا زوردار ثابت ہوا اور وہ آدمی ساکت ہو گیا۔

اسی لمحے پرمود کو دور سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور میجر پرمود اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اٹھتے ہوئے اس نے طارق کو بھی دیکھا ـــــ وہ سایہ جسے میجر پرمود نے مارا تھا اس طارق پر جھکا ہوا تھا۔

طارق اوندھے منہ پڑا تھا۔ اس کے سر کی پچھلی طرف ضرب لگائی گئی تھی۔ لیکن اس کے جسم میں معمولی سی حرکت موجود تھی۔ وہ اس وقت راہداری میں تھے۔

میجر پرمود نے اٹھتے ہی ریوالور ایک طرف اچھال دیا۔ کیونکہ کپڑے اس بُری طرح پھٹ چکے تھے کہ کوئی جیب ہی باقی نہ رہی تھی ـــــ اور پھر اس نے تیزی سے جھک کر طارق اور اس دوسرے باس کا ایک ایک ہاتھ پکڑا۔ اور انہیں گھسیٹ کر دوڑتا ہوا سامنے والے کمرے میں داخل ہو گیا ـــــ راہداری کے دوسری طرف کے کمرے درست حالت میں تھے۔ وہ انہیں گھسیٹتا ہوا کمرے کے درمیانی دروازے سے گزر کر پچھلے باتھ روم میں آ گیا۔

اور پھر انہیں وہیں چھوڑ کر اس کے باتھ روم کا دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھا دی اس کے بعد اس نے ایک طرف پڑا ہوا پانی سے بھرا ہوا برتن اٹھایا ـــــ اور اسے طارق کے چہرے پر انڈیل دیا۔ چند ہی لمحوں بعد طارق جھرجھری لے کر حرکت میں آیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"آواز نہ نکالنا طارق۔ باہر دشمن موجود ہیں" ـــــ طارق کے جسم کو حرکت میں آتے ہی میجر پرمود نے جھک کر سرگوشیانہ انداز میں طارق سے کہا۔

اور طارق نے حلق سے نکلنے والی بے اختیار کراہ کو بھی زبردستی دبا لیا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مجھ پر پیچھے سے وار کیا گیا تھا" طارق نے آہستہ سے کہا۔ وہ اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔

"باتیں مت کرو۔ جلدی کرو۔ ہم نے فوراً یہاں سے اس آدمی کو لے کر نکلنا ہے" ـــــ میجر پرمود نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔

اور طارق اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ حیرت سے میجر پرمود کو دیکھ رہا تھا جس کا کوٹ اور پتلون سامنے سے دھجیوں کی صورت میں بدل چکے تھے ـــــ لیکن بنیان کے اوپر پہنی ہوئی مخصوص واسکٹ اور انڈر ویئر محفوظ تھا۔

میجر پرمود نے جلدی سے آگے بڑھ کر باتھ روم کی وارڈ روب کھولی اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے پھٹی ہوئی پتلون اور کوٹ اتار کر وہیں پھینکے ـــــ اور ایک پتلون پہن کر اوپر کوٹ پہن لیا۔ اس کے بعد اس نے باتھ روم کی فرنچ طرز کی بڑی سی کھڑکی کھولی۔ اور دوسری طرف جھانکا ـــــ یہ عمارت کی سائیڈ گلی تھی۔ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ میجر پرمود کو معلوم تھا کہ وہ سب اس تباہ شدہ کمرے کی چھت کا سٹرکچر ہٹانے میں مصروف ہوں گے ـــــ چنانچہ وہ تیزی سے کھڑکی پر چڑھا اور پھر آہستہ سے دوسری طرف کود گیا۔

"اسے اٹھا کر مجھے دو" ـــــ پرمود نے طارق سے

کہا۔ اور طارق نے جھک کر اس بے ہوش پڑے آدمی کو اٹھایا۔ اور اُسے ـــــ کھڑکی میں سے آدھا باہر نکالا دیا ـــــ میجر پرمود نے گھسیٹ کر اُسے کندھے پر ڈال لیا۔ اور طارق بھی اچھل کر کھڑکی سے نکل کر باہر کود گیا۔ گلی کی دوسری طرف ساتھ والی کوٹھی کی دیوار تھی۔ جو زیادہ بلند نہ تھی ـــــ چنانچہ میجر پرمود کے اشارے پر طارق اچھل کر اس دیوار پر چڑھا۔ اور میجر پرمود نے کندھے پر موجود باس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کسی گیند کی طرح اوپر اچھال دیا ـــــ طارق نے اُسے دبوچا اور پھر اس سمیت دوسری طرف کود گیا۔ اس کے کودنے سے ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ لیکن چھت کا سٹرکچر توڑنے کی تیز آوازوں میں یہ آواز دب سی گئی۔ دوسرے لمحے میجر پرمود نے جمپ لگایا ـــــ اور ایک لمحے کے لئے اس کے پیر دیوار پر جمے دوسرے لمحے وہ دوسری طرف کود چکا تھا۔ یہ دوسری طرف کی عمارت کی سائیڈ گلی تھی ـــــ لیکن ان کے اندر کودنے کا کوئی ردعمل سامنے نہ آیا۔ البتہ سامنے بیرونی طرف کے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اور پھر میجر پرمود ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ باہر نکلے یا یہیں رُکے کہ انہوں نے ایک بوڑھے آدمی کو کھڑکی میں سے ہو کر اندر آتے دیکھا ـــــ یہ شکل وصورت اور لباس سے چوکیدار نظر آ رہا تھا۔ اس

بوڑھے نے پھاٹک کی کھڑکی بند کی اور پھر عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دونوں سائیڈ کی دیوار سے لگے کھڑے تھے ——— بوڑھا تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت میں داخل ہو گیا تو میجر پرمود نے طارق کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر دبے پاؤں دوڑتا ہوا سائیڈ سے نکل کر عمارت کے سامنے کے رخ سے گزر کر برآمدے کی طرف آیا تو اس نے فون کے ڈائل کئے جانے کی آواز سنی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا تو اس نے برآمدے کے کونے میں سٹینڈ پر پڑے فون کے سامنے اُسی بوڑھے کو جھکے ہوئے دیکھا ——— کوٹھی کے تمام دروازے بند تھے۔ میجر پرمود سمجھ گیا کہ کوٹھی خالی ہے۔ اور صرف چوکیدار وہیں ہے۔ اور وہ شاید باہر کی پوزیشن کا جائزہ لے کر اب پولیس کو فون کر رہا ہے ——— وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ چوکیدار ابھی آخری نمبر ڈائل کرنے ہی والا تھا کہ میجر پرمود کی آہٹ سن کر چونک کر مڑا۔ اور پھر سامنے میجر پرمود کو کھڑے دیکھ کر رسیور اس کے ہاتھوں سے پھسل گیا ——— میجر پرمود کا چہرہ اور سر کے بال گرد سے اٹے ہوئے تھے۔ صرف کوٹ اور پتلون صاف تھیں۔ اُسی لمحے میجر پرمود کا ہاتھ لہرایا اور اس بوڑھے کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ چھوٹا اور بوڑھا لہراتا ہوا فرش پر گر گیا ——— میجر پرمود نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر

بوٹ کی ٹو ماری اور بوڑھے کا تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ میجر پرمود تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمارت کا اندرونی صدر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا ——— اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ میجر پرمود تیزی سے واپس بھاگا اور سائیڈ میں آ کر اس نے طارق کو عمارت کی طرف آنے کا اشارہ کیا ——— طارق اس بے ہوش آدمی کو اٹھائے برآمدے کی طرف آیا۔ اور پھر میجر پرمود نے بے ہوش آدمی کو برآمدے میں ہی اس سے لے لیا۔

"تم یہیں رکو۔ میں اندر اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ یہ ان حملہ آوروں کا باس ہے" ——— میجر پرمود نے طارق سے کہا۔

اور پھر طارق کے سر ہلانے پر وہ اس آدمی کو اٹھائے عمارت کے ایک درمیانی کمرے میں لے آیا۔ اس نے اس آدمی کو نیچے فرش پر پشت کے بل لٹایا ——— اور پھر اس نے اس کے دونوں بازو کھینچ کر اس کے سر کے نیچے کئے اور ایک بھاری صوفہ گھسیٹ کر اس نے اس کے پائے اس آدمی کی دونوں ہتھیلیوں پر رکھ دیئے ——— اس کے بعد وہ اس کی ٹانگوں کی طرف بڑھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے بوٹ اتارے اور جرابیں کھینچ کر اتار دیں۔

جرابوں کو آپس میں باندھ کر اس نے بندھی ہوئی جرابوں
سے اس کی دونوں پنڈلیاں اکٹھی کر کے انہیں اچھی
طرح کس کر باندھ دیا ——— اور پھر خود وہ جا کر اسی
صوفے پر بیٹھ گیا جس کے پایوں کے نیچے اس آدمی
کے ہاتھ دبے ہوئے تھے ۔ ——— اس
کا وزن پڑنے سے اس آدمی کے جسم میں یک لخت
تیز حرکت پیدا ہوئی ۔ میجر پرمود صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا ۔
اور اس نے دونوں پیر اس آدمی کے سر کے دونوں
طرف رکھے ہوئے تھے ——— اور وہ اس آدمی کے
چہرے پر جھکا ہوا تھا ۔ اس آدمی کے جسم میں حرکت
محسوس کرتے ہی میجر پرمود نے اس کے نتھنوں میں دونوں
انگلیاں ڈالیں ——— اور ایک زوردار جھٹکے سے ہاتھ
اس نے اپنی طرف کھینچا ۔ تو چرر کی آواز کے ساتھ ہی
اس آدمی کے نتھنے چرتے گئے اور ساتھ ہی اس
آدمی کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی ——— اس
نے تڑپ کر اٹھنا چاہا ۔ لیکن اس کے ہاتھ صوفے
کے نیچے دبے ہوئے تھے ۔ اور اس صوفے پر میجر
پرمود خود بیٹھا ہوا تھا ——— اس کے ساتھ ہی ٹانگیں بھی
بندھی ہوئی تھیں ۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اٹھنا تو کجا
کے بھی قابل نہ رہا تھا ۔

"زیرو ناقن روڈ پر چار سو چوالیس نمبر عمارت کے نیچے
کوٹھے ۔ وہ کمپیوٹر چیکنگ سنٹر ہے ۔ دن زیرو کا نام راجر
ٹھے ہے ۔ ——— زاکورا کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح بول پڑا ۔
اور میجر پرمود کا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے نیچے
آیا ۔ اور اس کی انگلی کا ہک اتنی قوت سے اس کی
کنپٹی پر پڑا کہ پیشانی میں گڑھا سا پڑ گیا ——— اس کے
ساتھ ہی زاکورا ایک لخت تڑپا اور پھر اس کا جسم
ساکت ہو گیا ۔ اس کا سینہ ایک زوردار جھٹکا کھا کر
ساکت ہو گیا تھا ۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا ——— انگلی کے
ہک نے خون کی مین شریان کو پچکا دیا تھا ۔ اس طرح
خون کی روانی دل کی طرف جانے سے بند ہو گئی تھی ۔
"زاکورا ہلاک ہو گیا ——— البتہ اس کا طبی معائنہ
میجر پرمود نا تو یہی نتیجہ نکلتا کہ وہ ہارٹ اٹیک سے مرا
نتھنوں میں
جھٹکا دینے میجر پرمود کی خاص تکنیک تھی ۔ پیشانی کی رگ کا
نتھنے آدمی سے تھا ۔ لیکن اس کی حفاظت نتھنوں کے
سے موجود باریک رگیں کرتی تھیں ——— اور اگر نتھنوں کو
پر بھنے جاتے تو پھر اس رگ پر ہر چوٹ کا مطلب ہارٹ
کی صورت میں نکلتا تھا ۔ ہلکی چوٹ کا مطلب تھا کہ
رٹ اٹیک یہ اس قدر خوفناک طریقہ کار تھا کہ
بڑے سے بڑا طاقت ور اور مضبوط اعصاب کا آدمی

بھی چیں بول جاتا تھا۔

زاکورا کے مرتے ہی میجر پرمود اٹھا اور پھر بھاگتا ہوا وہ کمرے سے نکل کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ طارق وہاں ایک ستون کی اوٹ میں موجود تھا۔

"پولیس پہنچ گئی ہے۔ اس کے سائرن آپ سن رہے ہیں" ——— طارق نے کہا۔

"ہاں۔ آؤ نکل چلیں۔ کام ہو گیا ہے۔ میں نے ان کے مین سیکشن اور باس کا پتہ چلا لیا ہے۔ اب ہمارا کام آسان ہو گیا ہے" ——— میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں سائیڈ کی طرف دوڑے۔ اور سائیڈ سے ہوتے ہوئے عقبی طرف پہنچ کر وہ عقبی دروازہ کھول کر باہر سڑک پر آ گئے ——— پرمود نے چہرے اور بالوں پر دونوں ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے کو قدرے صاف کر لیا تھا۔

عقبی گلی سے ہوتے ہوئے وہ مختلف گلیوں سے گزر کر ایک مین روڈ پر پہنچ گئے۔

"اب کہاں جانا ہے" ——— کیپٹن طارق نے پوچھا

"مین ہیڈ کوارٹر ——— اب میں پوری تیاری سے اس سنٹر پہ چڑھائی کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ [illegible] زیادہ تیزی سے کام کرنا

چاہیئے۔ ورنہ علی عمران اور کرنل فریدی بازی لے جائیں گے" ——— میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن طارق نے سر ہلا دیا۔

ختم شد

چند باتیں

معزز قارئین! سلام مسنون۔ فورکارنرز کا دوسرا حصہ آپ یقیناً پڑھنے کے لئے بے چین ہوں گے لیکن آپ کے خطوط بھی عمران کے ایڈونچرز سے کچھ کم دلچسپ نہیں ہوتے اس لئے چند خطوط کی دلچسپی میں پہلے حصہ لیجئے پھر اطمینان سے عمران کو پڑھتے رہیئے۔

لاہور سے رانا ندیم احمد لکھتے ہیں۔ "گذشتہ دنوں ہمیں بھی ایک مہم سر کرنے کی سوجھی اور ہم چند دوستوں نے فیصلہ کیا کہ ہم ایکسٹو کو بے نقاب کریں گے۔ پھر ہمیں ایک نقاب پوش بھی نظر آ گیا جی ہاں! لیکن اس کے ساتھ سات ہٹے کٹے آدمی بھی تھے۔ لیکن ہم عمران سے بہادری میں کم تو نہ تھے اس لئے ہم نے انہیں للکارا اور اس نقاب پوش کو بے نقاب کرنے کے لئے آگے بڑھے ہی تھے کہ ان سات افراد کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے دکاندار اور راہ چلنے والے دوسرے افراد بھی ہم پر پل پڑے اور نتیجہ یہ کہ اب ہم بستر پر پڑے ہائے ہائے بھی کر رہے ہیں اور آپ کو خط بھی لکھ رہے ہیں۔ اب تفصیل کیا لکھیں آپ کو پتہ تو چل ہی گیا ہوگا کہ وہ نقاب پوش دراصل ایک خاتون تھیں"۔

رانا ندیم احمد صاحب! کیا لاہور میں آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر حضرات موجود نہیں ہیں (آپ کے زخموں کی وجہ سے میں نے ازراہ ہمدردی دماغ کے ماہر ڈاکٹر حضرات نہیں لکھا ورنہ حق تو یہی بنتا تھا) آپ برائے کرم زخموں کے مندمل ہونے کے بعد کسی ماہر ڈاکٹر سے ضرور شرف ملاقات حاصل کریں۔ اُمید ہے آئندہ آپ کی حسِ شناخت درست کام کیا کرے گی۔

منڈی بہاؤالدین سے محمد ادریس قریشی لکھتے ہیں۔ "میں نے بھی عمران کی پیروی میں مونگ کی دال کھانی شروع کر دی لیکن اس دال نے میرے سر کے سارے بال جھاڑ دیئے ہیں۔ عمران کا بھی یقیناً یہی حشر ہوا ہوگا۔ یعنی وہ بھی گنجا ہو چکا ہوگا اس لئے آپ اس کی

تصویر شائع نہیں کرتے۔

محمد ادریس قریشی صاحب! آپ تو ابتدا میں ہی گھبرا گئے۔ عمران کی طرح مستقل مزاجی سے کام لیجئے اور مونگ پھلی کی دال کھانا چھوڑیئے۔ پھر دیکھیئے کہ خدا کیا دکھلاتا ہے ابھی تو صرف سر گنجا ہوا ہے .... ایک شاعر نے کہا ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ۔ آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا

کوئٹہ سے خالد اختر لکھتے ہیں :۔ میں بھی عمران کی طرح سنگ آرٹ کا ماہر بننا چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی میری اس سلسلے میں رہنمائی کیجئے۔

خالد اختر صاحب! سنگ آرٹ کا ماہر تو ابھی عمران خود بھی نہیں بن سکا۔ ورنہ اماں بی کی جوتیاں اس کے سر پر تڑا تڑ نہ برس سکتیں۔ ویسے آپ نے عمران کی پیروی ہی کرنی ہے تو آغاز ان جوتیوں والے سبق سے کیجئے۔ کیا خیال ہے۔

سرگودھا سے امجد وحید صاحب لکھتے ہیں :- آپ نے جاسوسی ادب میں اب تک کئی خوبصورت اور جاندار کردار تخلیق کئے ہیں مثال کے طور پر کیپٹن شکیل ۔ ٹائیگر ۔ جوانا اور خاص طور پر فیصل کا کردار تو بہت ہی خوبصورت ہے آپ اب سیکرٹ سروس میں بھی چند نئے اور خوبصورت کردار تخلیق کر کے شامل کیجئے تو ناول پڑھنے کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

امجد وحید صاحب! نئے کرداروں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ جہاں تک سیکرٹ سروس میں نئے کرداروں کی شمولیت کا تعلق ہے تو نجانے ایکسٹو اس بارے میں کیوں کوئی اقدام نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے پرانے کرداروں نے خفیہ طور پر کوئی یونین بنالی ہو۔ یا پھر ایکسٹو اپنی اصول پسندی کی وجہ سے ان کی باقاعدہ ریٹائرمنٹ کا منتظر ہو۔ اُمید تو بہرحال اچھی ہی رکھنی چاہیئے۔

والسلام

مظہر کلیم ۔ ایم اے

جس کوٹھی میں جولیا اور سیکرٹ سروس کے ممبران موجود تھے وہ ملبے کا ڈھیر بن چکی تھی ۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے کوٹھی پر ایٹم بم گرا دیا ہو۔

کار رکتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا جولیا کی کوٹھی کے بالکل سامنے سڑک پار کوٹھی کے عقبی دروازے کی طرف دوڑتا گیا ـــــ صفدر نے بھی اپنے ذہن کو جھٹکا اور پھر وہ بھی نیچے اتر کر عمران کے پیچھے دوڑتا گیا۔ جیسے ہی عمران دروازہ پر پہنچا ۔ اُسی لمحے دروازہ کھول کر ایک آدمی نے باہر جھانکا ۔ اور عمران اُسے گھسیٹتا ہوا اندر لیتا گیا ـــــ اس نے انتہائی پھرتی سے اس کی گردن کے گرد دونوں بازوؤں کو مخالف سمت میں جھٹکا دیا اور اس آدمی کا جسم

اس کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ اس کی گردن کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹوٹ چکی تھی۔ اُسی لمحے صفدر بھی دوڑتا ہوا اندر آ گیا۔

"چیکو ـــــ اچھی طرح دیکھ لو۔ میں آ رہا ہوں" عمارت کے اوپر والے حصے سے وہی آواز سنائی دی۔ جس سے عمران نے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی جس نے اپنا نام ٹوزیرد بتایا تھا۔

عمران دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی کال کے باوجود اس ٹوزیرد نے ٹاپ سٹنگر جولیا کی کوٹھی پر فائر کر دیا ہے ـــــ اور یہ تباہی اُسی کا نتیجہ ہے۔ جس انداز سے کوٹھی تباہ ہوئی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کا بچنا تو ایک طرف ان کے جسم کا ایک ٹکڑہ بھی سلامت حالت میں نہیں مل سکتا تھا ـــــ یہی وجہ تھی کہ عمران اور صفدر دونوں کے ذہن کوٹھی کی حالت دیکھتے ہی بھیانک زلزلے کی زد میں آ گئے تھے۔

"کیا بات ہے چیکو۔ دوڑ کیوں رہے ہو" ـــــ اوپر سے ٹوزیرد کی آواز سنائی دی۔

لیکن عمران کوئی جواب دیئے بغیر ایک کی بجائے دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اور پھر اُسے وہ ٹوزیرو نظر آ گیا ـــــ جو ایک بڑے بیگ میں کسی چیز

کو چیک کر رہا تھا۔ اس کی پشت سیڑھیوں کی طرف تھی۔ عمران کے اوپر پہنچنے کی آہٹ سن کر وہ مڑا۔ اور پھر عمران کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کا ہاتھ تیزی سے کوٹ کی جیب کی طرف بڑھا۔ لیکن اُسی لمحے عمران اس پر جھپٹ پڑا ـــــ اور وہ اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں جکڑے اپنے جسم کے ساتھ اس کے جسم کو گھسیٹتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"بتاؤ۔ تم نے ٹوٹو کے منع کرنے کے باوجود ٹاپ سٹنگر کیوں فائر کیا ہے" ـــــ عمران نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پوری قوت سے اس کے چہرے میں گھیڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ہاتھوں سے اس کے چہرے کا پورا گوشت نوچ ڈالے گا ـــــ اور عمران کا چہرہ اس قدر بھیانک ہو چکا تھا کہ جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی خوف ناک عفریت ہو۔

"مم ـــــ مم ـــــ تھری تھری کا آرڈر تھا" ـــــ ٹوزیرد نے بھنچے بھنچے اور انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ آرڈر کس وقت آیا تھا اور کیسے آیا تھا" ـــــ عمران کی لہجے میں ایسی خوف ناک غراہٹ تھی کہ پیچھے کھڑا صفدر بھی کانپ اٹھا۔

" ابھی چند لمحے پہلے اچانک کال آئی تھی ۔ باس تھری تھری نے براہِ راست بات کی تھی ۔ انہوں نے جب مجھ سے بات کی اور پوچھا تو میں نے سچوئشن بتا دی ـــــ انہوں نے فائر کا حکم دے دیا اور کہا ٹو ٹو غدار ہو چکا ہے ۔ اُسے سزا دے دی گئی ہے اور اب تم ٹو ٹو ہو " ـــــ ٹو زیرو نے اُسی لمحے کانپتے ہوئے اور بھنچے لہجے میں کہا ۔

" کہاں ہے اس تھری تھری کا ہیڈ کوارٹر ۔ کون ہے وہ ۔ جلدی بتاؤ ۔ جلدی فوراً " ـــــ عمران نے اور زیادہ زور سے اس کا چہرہ انگلیوں سے دباتے ہوئے کہا ۔

" تھری تھری سر رالف ہے ۔ ناراک کے ہوٹل رالف کے مالک سر رالف " ـــــ ٹو زیرو نے جواب دیا ۔

" اس کا ہیڈ کوارٹر اُسی ہوٹل میں ہے " ـــــ عمران نے پوچھا اور ٹو زیرو نے سر ہلا دیا ۔

اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دونوں ہاتھوں کو زوردار جھٹکا دیا اور کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹو زیرو کی گردن بھی ٹوٹ گئی ۔ عمران اچھل کر پیچھے ہٹا ـــــ اور ٹو زیرو کا پھڑکتا ہوا جسم نیچے گر کر چند لمحے پھڑکتا رہا پھر ساکت ہو گیا ۔

" آؤ صفدر " ـــــ عمران نے واپس سیڑھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ اس قدر خونخوار نظر آ رہا تھا کہ صفدر نے فوراً نظریں جھکا لیں ۔

عمران دوڑتا ہوا سیڑھیوں پر پہنچا اور پھر اُسے پھلانگتا ہوا نیچے اترتا گیا ۔ اُسی لمحے اس نے سامنے کھلے دروازے سے ایک چہرے کو یک لخت پیچھے ہوتے دیکھا تو وہ بُری طرح چونک پڑا ۔

" چوہان ـــــ یہ چوہان کا چہرہ تھا " ـــــ عمران نے بے اختیار چیخ کر کہا ۔ اور اس کے پیچھے آنے والا صفدر یک لخت چونک پڑا ۔

عمران کی تیز آواز جیسے ہی بلند ہوئی پیچھے ہٹنے والا چہرہ دوبارہ دروازے میں نمودار ہوا ۔ وہ واقعی چوہان تھا ۔ اور چوہان اپنے سامنے عمران اور صفدر کو دیکھ کر جلدی سے آ گیا ۔

" آپ نے یہاں سے کوٹھی پر فائر کیا تھا "

چوہان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی ۔

" بتاؤ ۔ جولیا اور باقی ساتھی کہاں ہیں " ـــــ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر چوہان کو بُری طرح جھنجھوڑتے ہوئے کہا ۔

اُسے اچانک یہ خیال آ گیا تھا کہ شاید صرف چوہان باہر تھا اور وہی بچ نکلا ہے ۔

"وہ ٹھیک ہیں۔ میں پوزیشن چیک کرنے آیا تھا"
چوہان نے عمران کی حالت دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے ہاتھ چھوڑ کر اطمینان کی ایک زوردار سانس لی۔ اس کا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا تھا۔ جب کہ صفدر کا ستا ہوا چہرہ بھی چوہان کی بات سن کر کھل اٹھا۔

"کہاں ہیں وہ۔ کیسے بچ گئے تم۔ کوٹھی تو تباہ ہو گئی" ـــــ اس بار صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــــ لیکن ہم پہلے وہاں سے نکل چکے تھے۔ جولیا نے اچانک اس کوٹھی کی کھڑکی کو چیک کر لیا تھا۔ اور پھر دوربین کی مدد سے اس نے دیکھ لیا۔ کہ کوئی خوف ناک گن کا دہانہ اس کھڑکی سے ذرا سا باہر نکلا ہوا تھا۔ اور اس کا رخ بالکل ہماری کوٹھی کے سنٹر والے حصے کی طرف تھا ـــــ اور نعمانی نے دوربین سے اسے دیکھتے ہی بتا دیا کہ انتہائی خوف ناک اور تباہ کن ہتھیار ٹاپ سٹنگر ہے۔ جس سے نکلنے والا بم ٹاپ سٹنگر بم کہلاتا ہے ـــــ اور یہ بڑی بڑی عمارتوں کو ایک لمحے میں تنکوں کی طرح بکھیر دیتا ہے۔ اس پر مس جولیا نے فوراً کوٹھی خالی کرنے کے لئے کہا۔ چونکہ سامنے کی طرف نگرانی کا خطرہ ہو سکتا تھا ـــــ اس لئے ہم سب

گٹر میں سے ہو کر عقبی طرف نکلے۔ اور پھر ہم مختلف گلیوں سے گھوم کر ادھر آ رہے تھے کہ ہم نے انتہائی خوفناک دھماکہ سنا اور پھر ہمارے والی کوٹھی تباہ ہو گئی۔ چونکہ دور دور تک پتھروں کی بارش ہو رہی تھی ـــــ اس لئے ہم گلی میں ہی دبک گئے۔ اور اس کے بعد ہم سڑک پر پہنچے۔ اور میں اس کوٹھی کی پوزیشن دیکھنے آیا تھا ـــــ وہ پیچھے ایک زیر تعمیر عمارت میں ہیں"
چوہان نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ جاؤ۔ جا کر انہیں کہہ دو کہ وہ سب علیحدہ علیحدہ ہو کر فوراً بندرگاہ پر پہنچ جائیں۔ وہاں گھاٹ نمبر تین کے قریب موجود رہیں ـــــ میں اور صفدر وہیں پہنچ جائیں گے۔ جلدی کرو۔ دیر مت کرو ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور چوہان سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیزی سے دروازے سے نکل کر غائب ہو گیا۔

"آؤ صفدر۔ ابھی یہ سارا علاقہ پولیس گھیر لے گی۔ پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے" ـــــ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ایک ایک کر کے باہر نکلے اور پھر سائیڈ کی گلی سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ گئے ـــــ چونکہ پولیس کی گاڑیوں کے سائرن اب ہر طرف سے آتے سنائی دے رہے

تھے۔ اس لئے عمران نے کار کی طرف جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

مختلف گلیوں سے گزر کر وہ جلد ہی ایک معروف سڑک پر پہنچ گئے۔ اور پھر عمران نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دیا ۔۔۔ ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی اور عمران نے صفدر کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی دروا کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"جاز کلب لے چلو" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ لیکن خوب صورت اور جدید ڈیزائن کی عمارت کے سامنے رک گئی ۔۔۔ جس پر ایک جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اور بورڈ پر جاز کلب کے الفاظ جل بجھ رہے تھے۔

عمران نیچے اترا اور اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھا۔ اور تیزی سے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا۔

مین گیٹ پر ایک باوردی دربان موجود تھا۔

"انتھونی اندر ہے۔ اسے کہو پرنس آف ڈھمپ

آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے دربان سے مخاطب ہو کر انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب انتھونی اندر اپنے دفتر میں ہیں۔ آپ تشریف لے جائیں۔ سامنے سیڑھیوں کا اختتام ان کے دفتر پر ہوتا ہے" ۔۔۔ دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران صفدر کو ساتھ لئے تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ سامنے ایک بند دروازے کے باہر بھی ایک باوردی دربان موجود تھا۔ اور دروازے پر انتھونی پروپرائٹر کی تختی لگی ہوئی تھی۔

"یس سر" ۔۔۔ دربان نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"اندر جا کر کہو پرنس آف ڈھمپ آیا ہے۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور دربان نے بجائے اندر جانے کے سائیڈ پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر کوئی پرنس آف ڈھمپ آئے ہیں ان کے ساتھ ایک اور صاحب بھی ہیں" ۔۔۔ دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ــــ انہیں اندر بھیج دو" ــــ رسیور سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا گیا۔

"تشریف لے جائیے جناب۔ باس اندر ہیں" دربان نے اس بار مؤدبانہ انداز میں سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ ظاہر ہے صفدر اس کے پیچھے تھا۔

یہ کمرہ انتہائی قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ اور نفیس انداز کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن لمبے قد کا ایکریمی بیٹھا حیرت بھرے انداز میں عمران اور صفدر کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام انتھونی ہے۔ اور میں اس کلب کا مالک ہوں" ــــ انتھونی نے بیٹھے بیٹھے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اور اس بار انتھونی اس طرح اچھل کر کھڑا ہوا جیسے اس کے قدموں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ اوہ ــــ آپ ــــ آپ۔ کون ہیں" ــــ انتھونی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں باس کی طرف سے پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ نہیں بتایا گیا تھا" ــــ عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"جی۔ بالکل بتایا گیا تھا۔ میں تو آپ کا تعارف پوچھ رہا تھا جناب" ــــ انتھونی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ تعارف کا موقعہ نہیں ہے۔ کیا تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو جلد از جلد یہاں سے نکال کر ناراک پہنچا سکتے ہو" ــــ عمران نے سخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ سر ــــ میں جہاز چارٹر کرا دیتا ہوں" انتھونی نے کہا۔

"نہیں۔ کسی معروف طریقے سے نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ فورکا رنرز نے یہاں فوری طور پر چیکنگ کروا دی ہو" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ سر ــــ میں معلوم کرتا ہوں" انتھونی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس ــــ نکسن سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" میں انتھونی بول رہا ہوں نکسن۔ میں نے اپنے چند خاص آدمیوں کو یہاں سے نکال کر جلد از جلد ناراک پہنچانا ہے ——— لیکن ذریعہ ایسا چاہیئے جو تیز رفتار بھی ہو اور کسی چیکنگ کی زد میں بھی نہ آ سکے۔" انتھونی نے کہا۔

" اگر ایسی بات ہے باس تو پھر ایک ہی صورت ہے کہ اپنی لانچ میں ریڈسپاٹ پر پہنچا دیا جائے۔ اور وہاں سے اپنی کمپنی کے فشنگ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ناراک میں اپنے مخصوص اڈے پر پہنچا دیا جائے۔ اور وہاں سے لانچ انہیں ناراک چھوڑ سکتی ہے ——— ایسی صورت میں کہیں بھی چیکنگ نہ ہو گی " ——— نکسن نے جواب دیا۔

" گڈ ——— اس کا مطلب ہے۔ فشنگ ہیلی کاپٹر ریڈسپاٹ پر موجود ہے۔ پچھلے دنوں وہ خراب تھا " انتھونی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

" یس باس ——— آج ہی وہ درست ہو کر آیا ہے " نکسن نے جواب دیا۔

" اچھا ٹھیک ہے۔ ہم وہیں گھاٹ پر پہنچ رہے ہیں۔ تم نے ان کے ساتھ جانا ہے۔ اور پھر واپسی پہ مجھے رپورٹ دینی ہے " ——— انتھونی نے کہا۔

" یس باس ——— جیسے آپ کا حکم " ——— نکسن نے

مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور انتھونی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہیں " ——— انتھونی نے پوچھا۔

" ہم سمیت چھ مرد اور ایک عورت " ——— عمران نے جواب دیا۔

" پھر ٹھیک ہے۔ اتنے آدمی فشنگ ہیلی کاپٹر میں آجائیں گے " ——— انتھونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" آیئے۔ میں آپ کو روانہ کر آؤں " ——— انتھونی نے کہا۔ اور پھر وہ انتھونی کے ساتھ ہی اس کے دفتر سے نکل کر سیڑھیاں اترنے لگے۔ آگے آگے انتھونی تھا۔ جب کہ عمران اور صفدر اس کے پیچھے تھے۔

" یہ ہے کون ——— باس کو بھی جانتا ہے " صفدر نے دبے لہجے میں کہا۔

" یہ باس کا ہونے والا سالا ہے۔ بہت بڑی فشنگ کمپنی کا مالک ہے۔ اور آج کل اپنی بہن یعنی باس کی ہونے والی بیوی کو جہیز میں دینے کے لئے شارک مچھلیاں شکار کر رہا ہے " ——— عمران نے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ ——— اسی لئے آپ نے جولیا اور دوسرے

ساتھیوں کو گھاٹ پر پہنچنے کے لئے کہا تھا" صفدر نے آخری سیڑھی سے نیچے اترتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں ——— تاکہ جولیا بھی ان مچھلیوں کا نظارہ کر سکے۔ مجھے یقین ہے کہ ان مچھلیوں کو دیکھ کر ہی وہ خوف زدہ ہو جائے گی اور پھر ضد نہ کرے گی کہ اسے حق مہر میں دس لاکھ شارک مچھلیاں دی جائیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے جولیا آپ سے یہ فرمائش کر چکی ہے" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار تمہیں عورتوں کی نفسیات کا تو علم ہے۔ دوسری عورت کا شوہر اور دوسری عورت کا جہیز انہیں اپنے والوں سے زیادہ پسند آجاتا ہے ——— اس لئے حفظ ماتقدم کی بات کر رہا ہوں ورنہ باس کی بیوی کو ملنے والے جہیز کو دیکھ کر اس نے لامحالہ فرمائش کر دینی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"آیئے جناب۔ تشریف رکھئے" ——— پارکنگ میں پہنچ کر انتھونی نے سیاہ رنگ کی ایک بڑی اور جدید ماڈل کی کار کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور صفدر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے تو انتھونی

خود سٹیرنگ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار جاز کلب کی پارکنگ سے باہر نکل کر سڑک پر دوڑنے لگی۔

"جناب۔ آپ اس وقت ناراض ہو گئے تھے۔ دراصل میں نے پاکیشیا کے علی عمران کے کارناموں کی بڑی دھوم سنی ہوئی ہے۔ اس لئے مجھے انہیں دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا ——— باس نے جب مجھے بتایا کہ سیکرٹ سروس کسی بھی وقت مجھ سے رابطہ قائم کر سکتی ہے تو میں بے حد خوش ہوا تھا کہ اب عمران صاحب سے ملاقات ضرور ہو گی" ——— کار چلاتے ہوئے انتھونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تو تم علی عمران کو دیکھنا چاہتے ہو" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور صفدر مسکرا دیا۔

"جی ہاں ——— کیا آپ" ——— انتھونی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں احمق نظر آ رہا ہوں" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جج ——— جج ——— جی نہیں۔ مم۔ میرا مطلب" انتھونی بری طرح گڑبڑا گیا۔

"تمہارا مطلب کچھ بھی ہو۔ بہتر ہے اسے دیکھنے کی خواہش نہ کرو۔ کیونکہ ایک اور آدمی نے بھی ایک بار یہی خواہش ظاہر کی تھی ——— اور پھر باقی عمر اس کی

سر پر حقے کا پانی لگاتے گزر گئی تھی " ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" حقے کا پانی سر پر ۔۔۔ میں سمجھا نہیں " ۔۔۔ انتھونی واقعی بوکھلا گیا تھا۔

" اگر تمہارے دماغ کی یہی حالت ہے تو پھر پانی کی بجائے سالم حقہ ہی لگانا پڑے گا تمہیں سر پر "
عمران نے کہا۔ اور اس بار صفدر سے نہ رہا جا سکا۔ تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" ان کا مطلب ہے کہ جب آدمی گنجا ہو جائے تو بال اگانے کے لئے حقہ کا پانی سر پر لگاتا ہے " ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ مگر کیوں " ۔۔۔ انتھونی کا دماغ ابھی تک اصل بات تک نہ پہنچ سکا تھا۔

" میرا خیال ہے۔ علی عمران کو تو خواہ مخواہ عقلمند مشہور کر رکھا ہے دنیا نے۔ اصل عقلمند تم ہو " ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اور انتھونی اس طرح منہ بنا کر خاموش ہو گیا جیسے اسے ان دونوں کی باتوں کی سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

بھاری جبڑے والے شخص نے میز کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔ کہ یک لخت میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور اس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔۔۔ جیرالڈ سپیکنگ " ۔۔۔ بھاری جبڑے والے نے کرخت لہجے میں کہا۔

" باس ۔۔۔ میں راکی بول رہا ہوں۔ آپریشن روم سے آپ فوراً یہاں آ جائیں۔ انتہائی اہم بات ہے "
دوسری طرف سے انتہائی پرجوش لہجے میں جواب دیا گیا۔

" اوہ ۔۔۔ کیا ہو گیا ہے " ۔۔۔ جیرالڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"باسس پلیز جلد آجائیں" ——— دوسری طرف سے منت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں" ——— جبراللہ نے جواب دیا۔ اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا وہ لفٹ کے ذریعے ایک بڑے ہال میں پہنچا جہاں بڑی جدید قسم کی مشینیں نصب تھیں ——— ایک مشین کے سامنے ایک خوبصورت سا نوجوان کھڑا بڑی بے چینی کے عالم میں ہال کے بیرونی دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"باسس۔ پلیز جلدی" ——— اسس نوجوان نے بے چین لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا تمہیں" ——— جبراللہ نے کہا اور تیزی سے اسس کے قریب پہنچ گیا۔

"باسس۔ یہ منظر دیکھئے۔ مجھے خطرہ تھا کہ یہ لوگ ہیلی کاپٹر سے دور نہ ہٹ جائیں" ——— نوجوان نے مشین کی سائیڈ پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور جبراللہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اسس سکرین پر جھک گیا۔ سکرین پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آرہا تھا۔ اور اسس کی دم سے ذرا سے فاصلے پر دو آدمی کھڑے

باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک طویل القامت تھا۔ اور دوسرے کا قد اس سے قدرے دبتا ہوا تھا۔

"میرے خیال میں یہ لوگ بھی ہیلی کاپٹر میں ہی آئیں گے" ——— اسس دبتے ہوئے قد والے کے ہونٹ ہلے اور آواز مشین سے نکلی۔

"ہاں۔ ظاہر ہے۔ آخر وہ ایک سیکشن کا چیف ہے" بلند قامت نے جواب دیا۔

"تو پھر میں اسس ہیلی کاپٹر کے اندر سیٹوں کے نیچے چھپ جاتا ہوں۔ میرے خیال میں آخری لمحات میں میرے اچانک نمودار ہونے کی ضرورت پڑ ہی جائے گی" دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— ہو سکتا ہے۔ وہ شک پڑتے ہی ہیلی کاپٹر اڑا دیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کیپٹن حمید عاشقی کی سنچری مکمل کئے بغیر ہی بیک ٹو پویلین ہو جائے" ——— لمبے قد والے نے کہا۔

اور دوسرا آدمی جسے کیپٹن حمید کہا گیا تھا بے اختیار ہنس پڑا۔

جبراللہ کے چہرے پر غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نظر آرہے تھے۔ اسس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں پلاننگ سمجھاتا ہوں۔

نجانے یہ جبرالڈ اپنے ساتھ کتنے آدمی لے آئے۔ دوسرے آدمی نے کہا۔ اور بائیں طرف مڑ گیا۔

"کتنے ہی آدمی لے کر آجائے کرنل فریدی کا تو مقابلہ نہیں کر سکتا"—— کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس لمبے آدمی کے جسے کرنل فریدی کہا گیا تھا پیچھے چلتا ہوا سکرین سے غائب ہو گیا۔

"میں نے اس لئے آپ کو فوراً یہاں بلایا تھا۔ تاکہ آپ یہ منظر خود دیکھ سکیں۔ میں نے اتفاقاً ہیلی کاپٹر کی دم میں موجود زیرو سکس کو چیک کرنے کے لئے اس کا بٹن دبا دیا تو یہ دونوں سامنے آئے۔ ٹھوٹھی اس وقت نیچے زمین پر پڑا تھا—— جسے یہ لمبا آدمی ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ایک ٹیلے میں پھینک آیا۔ اس کے بعد یہ دونوں یہیں واپس آ کر باتیں کرنے لگے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ زیرو سکس کی رپورٹ کو ٹیپ نہیں کیا جا سکتا"—— نوجوان نے کہا۔

"اوہ—— تم نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے راکی۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ورنہ نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔ مجھے خواب میں بھی یہ خیال نہ آ سکتا تھا کہ میں جس سے ٹھوٹھی سمجھ کر بات کر رہا ہوں وہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے—— اس نے شاید ٹھوٹھی سے پوچھ گچھ کر لی تھی۔ میں نے چیکنگ کے لئے جو باتیں پوچھی تھیں وہ اس

نے درست بتا دیں۔ لیکن اب یہ دونوں میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکتے"—— جبرالڈ نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اسے میز پر رکھا—— اور پھر اس پر ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکونسی سیٹ ہوتے ہی اس نے مختلف بٹن دبائے تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔ زیرو زیرو کالنگ اوور"—— جبرالڈ نے بار بار یہ فقرہ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس—— فور فور اٹنڈنگ یو اوور"—— چند لمحوں بعد ایک کرخت اور انتہائی بھاری آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"باس۔ میں جبرالڈ بول رہا ہوں۔ آپ کو ایک اہم ترین رپورٹ دینی ہے اوور"—— جبرالڈ نے کہا۔

"کیسی رپورٹ—— تم نے بتایا تو تھا کہ کرنل فریدی کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کیا تمہیں ان کی لاشیں مل گئی ہیں۔ میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ وہ لاشیں فوراً میرے پاس بھجوا

دو تاکہ میں گریٹ چیف باس کو بھجوا دوں ۔ لیکن اب تم کسی اہم ترین رپورٹ کی بات کر رہے ہو اوور " دوسری طرف سے بولنے والے نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا ۔

"سر ۔ اسی بارے میں رپورٹ دینی ہے" جبرالڈ نے کہا ۔ اور پھر اس نے ٹموتھی سے ہونے والی تمام گفتگو سے لے کر سکرین پر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھنے اور ان سے سنی ہوئی تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں ۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔ وہ زندہ ہیں ۔ جب کہ ہمارا مین مواصلاتی سنٹر تباہ ہو چکا ہے ۔ اور اس قدر بے پناہ نقصان کے باوجود بھی وہ زندہ ہیں اوور " فورفور نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔

"یس سر ـــــ اگر اتفاق سے زیرو سکس آن نہ ہو جاتا تو پھر میں وہاں خود چیکنگ کے لئے جا رہا تھا اوور " جبرالڈ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اوہ ـــــ زیرو زیرو ۔ تمہاری کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے ۔ یہ رپورٹ جب گریٹ چیف باس کے پاس پہنچے گی تو مصیبت میری ہی آئے گی ۔ کیونکہ تم میرے ماتحت ہو اوور " ـــــ فورفور نے غراتے ہوئے جواب دیا ۔

"باس ـــــ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ یہ لوگ آخر زندہ کس طرح بچ گئے ۔ اسی لئے میں نے فوراً آپ سے بات کی ہے ۔ تاکہ اب آپ مجھے حکم کریں اوور " جبرالڈ نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔

"ہوں ٹھیک ہے ۔ اب مجھے خود حرکت میں آنا پڑے گا ۔ یہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید واقعی تمہارے بس کے نہیں ہیں ۔ میں دیکھتا ہوں یہ اب میرے ہاتھوں سے کیسے بچ سکتے ہیں ـــــ یہ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے کال کر کے رپورٹ دے دی ۔ ورنہ اگر تم خود وہاں پہنچ جاتے تو ہو سکتا تھا کہ وہ تمہیں قابو کر لیتا اوور اینڈ آل" فورفور نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں ۔

جبرالڈ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا ۔ اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا ۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے نئی زندگی مل گئی ہو ۔ کیونکہ وہ فورفور کی سخت مزاجی سے واقف تھا ۔ وہ معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہ کر سکتا تھا ۔ لیکن نجانے کیوں اس نے اُسے معاف کر دیا تھا اور کوئی سزا نہ دی تھی ۔

کرنل فریدی ایک بڑے سے ٹیلے کے پیچھے سٹین گن لئے خاموش بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس نے کیپٹن حمید کو اپنی بالکل مخالف سمت میں کافی فاصلے پر ایک ٹیلے کے پیچھے بٹھایا ہوا تھا —— ہیلی کاپٹر اس سے کافی فاصلے پر کھڑا تھا۔ لیکن جو جگہ کرنل فریدی نے منتخب کی تھی وہاں سے ہیلی کاپٹر صاف نظر آ رہا تھا —— کرنل فریدی جانتا تھا کہ جیرالڈ لازماً اس ہیلی کاپٹر کے قریب ہی اترے گا۔ اور پھر اس کے ساتھ آنے والوں کی تعداد دیکھتے ہوئے وہ ان سے نمٹنے کی کارروائی کرے گا۔

لیکن کافی دیر ہو جانے کے باوجود نہ ہی کوئی ہیلی کاپٹر نظر آیا اور نہ ہی کوئی جیپ وغیرہ۔ ہر طرف پر اسرار

سی خاموشی اور سکوت سا چھایا ہوا تھا۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ کرنل فریدی حیران ہو رہا تھا کہ آخر جیرالڈ اب تک کیوں نہیں پلٹا۔

اور پھر کچھ دیر مزید گزرنے کے بعد کرنل فریدی نے فیصلہ کیا کہ بجائے یہاں ان کا انتظار کرنے کے کیوں نہ اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے جیرالڈ کے ہیڈ کوارٹر وہ خود پہنچ جائیں —— لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دور سے آسمان پر ایک دھبہ سا دکھائی دیا۔ کرنل فریدی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ دھبہ تیزی سے بڑا ہوتا گیا —— اور پھر کرنل فریدی نے اسے پہچان لیا۔ یہ ایک عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر تھا جو خاصی تیز رفتاری سے ادھر ہی بڑھا آ رہا تھا۔

"آخر آ ہی گیا جیرالڈ" —— کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے سٹین گن کو سیدھا کر کے خود کو مزید ایک باہر نکلی ہوئی چٹان کے نیچے چھپا لیا۔ تاکہ آسمان سے اسے کسی طرح دیکھا نہ جا سکے۔

ہیلی کاپٹر عین اس جگہ پر آ کر معلق ہو گیا جہاں زمین پر ٹھوکھی کا ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ لیکن آنے والے ہیلی کاپٹر کی بلندی اس قدر تھی کہ وہ سٹین گن کی رینج میں نہ تھا۔ اس لئے کرنل فریدی خاموش بیٹھا رہا۔

اچانک ہیلی کاپٹر میں سے کوئی چیز نیچے گری - اور ساتھ ہی سرخ رنگ کا پیراشوٹ کھل گیا۔ کرنل فریدی نے دیکھا کہ پیراشوٹ کے ساتھ کوئی آدمی بندھا ہونے کی بجائے ایک عجیب سی ساخت کی مشین بندھی ہوئی تھی جو تیزی سے نیچے زمین کی طرف آرہی تھی۔

"یہ کیا چیز ہے" ——— کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور وہ اُسے غور سے دیکھنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین زمین پر گرتی - وہ اچانک ایک زوردار دھماکے سے پلٹ گئی - اور اس میں اس قدر تیز روشنی نکلی کہ جیسے سورج پھٹ پڑا ہو ——— یہ روشنی صرف ایک لمحے کے لئے تھی - پھر غائب ہوگئی - اور اس مشین کے پرزے پیراشوٹ سمیت نیچے کھڑے ہیلی کاپٹر کے پاس ہی نیچے گر پڑے تھے -

اُسی لمحے ہیلی کاپٹر میں سے نیلے رنگ کے دو شعلے سے چمکے اور پلک جھپکنے میں ان میں سے ایک شعلہ اس ٹیلے سے آٹکرایا جس میں کرنل فریدی چھپا ہوا تھا ——— جب کہ دوسرا شعلہ مخالف سمت میں اس ٹیلے کی طرف گیا تھا جس میں کیپٹن حمید موجود تھا۔

نیلا شعلہ ٹیلے سے ٹکرا کر غائب ہوگیا - لیکن کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں دوڑنے

والا خون برف بن کر جم گیا ہو - وہ بالکل بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

ہیلی کاپٹر اب تیزی سے نیچے اترنے لگا - اور چند لمحوں میں وہ ٹھوکتی والے ہیلی کاپٹر کے ساتھ آکر زمین پر اترا ——— اور پھر اس میں سے چار مسلح افراد اترے۔ ان میں سے دو تو دوڑتے ہوئے کرنل فریدی کی طرف آئے - اور دو اس ٹیلے کی طرف چلے گئے جس میں کیپٹن حمید موجود تھا۔

آنے والوں نے قریب آکر ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن کا دستہ زور سے کرنل فریدی کے جسم پر مارا تو کرنل فریدی اس طرح پہلو کے بل گر گیا جیسے وہ انسان کی بجائے ریت کا ڈھیر ہو ——— ضرب لگنے کے باوجود اُسے ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہوئی تھی۔

"یہ بے حس ہو چکا ہے - اٹھاؤ اسے" ——— ایک آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور اس نے سر ہلاتے ہوئے شین گن بغل میں لٹکائی اور آگے بڑھ کر پہلو کے بل گرے ہوئے کرنل فریدی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا ——— اور پھر اُسے کاندھے پر لاد لیا۔ جب کہ دوسرے نے کرنل فریدی کے ہاتھ سے گرنے والی شین گن اٹھائی - اور پھر وہ واپس آنے والے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔

ہیلی کاپٹر کے پاس بھاری جسم کا مالک آدمی کھڑا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

کرنل فریدی کو اس کے سامنے لے جا کر زمین پر لٹا دیا گیا۔ اور پھر تقریباً اُسی لمحے کیپٹن حمید کو بھی وہیں لے آیا گیا۔ اور اُسے بھی کرنل فریدی کے قریب لٹا دیا گیا۔

"ہوں ——— تو یہ ہیں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید۔ جس کے نام کی دہشت چھائی ہوئی ہے" ——— اس بھاری جسم والے نے بڑے حقارت بھرے انداز میں کرنل فریدی کے پہلو میں ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ یہ تو مواصلاتی سنٹر کا آدمی ہے۔ میں اسے جانتا ہوں" ——— ایک آدمی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ میک اپ میں ہے۔ میں نے چیکنگ ریز سے نہ صرف اس کی لوکیشن چیک کر لی ہے بلکہ اس کی اصل شکل بھی دیکھ لی ہے ——— ٹھیک ہے انہیں اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ڈالو۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ فور کارنرز کے مقابلے میں آنے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے" ——— اس بھاری آدمی نے ہونٹ بھینچ کر کہا اور اس کے حکم کی فوری تعمیل کر دی گئی۔ اور ان دونوں کو اٹھا کر بڑے سے ہیلی کاپٹر کے اندر سیٹوں کے درمیان لٹا دیا گیا۔ چند

لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

کرنل فریدی خاموش پڑا ہوا تھا اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ شخص کون ہے۔ ٹموتھی نے جیرالڈ کا جو حلیہ بتایا تھا یہ اس سے بالکل مختلف تھا ——— اور پھر اس نے جس انداز میں یہ ساری کارروائی کی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ان کی وہاں موجودگی سے بخوبی واقف تھا۔

اُسی لمحے ہیلی کاپٹر میں ٹوں ٹوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ جیسے کوئی ٹرانسمیٹر آن ہو گیا ہو۔

"ہیلو ہیلو ——— فور فور کالنگ گریٹ چیف باس اوور" ——— اس بھاری جسم والے کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— گریٹ چیف ہیڈ کوارٹر اوور"

دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز ابھری۔

"گریٹ چیف باس سے ریڈ لائن پر بات کراؤ۔ میں نے ایک اہم مسئلہ ڈسکس کرنا ہے اوور" فور فور نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"کوڈ اوور" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ریچرڈ آسن اوور" ——— فور فور نے کہا۔

"اوکے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔

صرف ہیلی کاپٹر کے چلنے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو ——— گریٹ چیف باس اسٹنڈنگ اوور"
ایک باوقار سی آواز ہیلی کاپٹر میں گونج اٹھی۔

"باس ——— میں رچرڈ آرسن بول رہا ہوں"
فورفور نے کہا۔ اور پھر اس نے زیرو زیرو سے ملنے والی رپورٹ کے ساتھ ساتھ اب تک کی تمام سچوئشن تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ۔ تم نے اچھا کیا کہ زیرو زیرو کی بجائے تم خود وہاں چلے گئے۔ تم ان دونوں کو میرے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس شکل میں باس ——— زندہ یا لاشوں کی صورت میں اوور" ——— فورفور نے پوچھا۔

"یہ زندہ ہاتھ لگ گئے ہیں اس لئے تم انہیں زندہ ہی بھیجو۔ میں یہ چیک کرنا چاہتا ہوں کہ اوٹاہ پراسس کے باوجود یہ لوگ ٹھیک کیسے ہو گئے اوور"
دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اچھا ہوا آپ سے بات ہو گئی۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ میں ان کی لاشیں آپ کے پاس بھیجتا اوور" ——— فورفور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لاشوں میں تو بہرحال انہوں نے تبدیل ہونا ہی ہے۔ جس طرح دوسرے ہو چکے ہیں۔ لیکن میری یہ سائنسی الجھن دور ہو جائے گی کہ آخر یہ ٹھیک کس طرح ہو گئے ——— میں اب اس کرنل فریدی کے دماغ پہ وسیع تجربات کروں گا اوور ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"یس باس۔ میں بھجوا دیتا ہوں۔ کوڈ بتا دیں اوور"
رچرڈ آرسن نے جواب دیا۔

"سپیشل کوڈ آون اگیس براؤن تھری اوور"
گریٹ چیف باس نے جواب دیا۔

"یس باس اوور" ——— فورفور نے جواب دیا۔
اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف ہونے کی آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری کوئی خاطر خدمت نہیں کر سکا ——— ورنہ یقین رکھو مجھے تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کرتے ہوئے انتہائی مسرت ہوتی ——— گریٹ چیف بڑا رحم دل آدمی ہے۔ اس لئے وہ بس تمہاری کھوپڑی توڑ کر تمہارا دماغ باہر نکال لے گا اور اس کے بعد تمہاری لاش کسی گٹر کے غلیظ پانی میں بہتے بہتے سڑ جائے گی" ——— فورفور نے مڑ کر سیٹوں کے درمیان مفلوج پڑے ہوئے

کرنل فریدی سے کہا - اور پھر مڑ کر پائلٹ کو ہدایات دینے لگا - جب کہ کرنل فریدی دل ہی دل میں یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ اس طرح اُسے فور کارنرز کے اصل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا موقع مل رہا ہے ـــــ اُسے اس بات کی قطعاً پرواہ نہ تھی کہ اس کا جسم مفلوج ہے - کیونکہ فور فور نے گریٹ چیف باس کو جو رپورٹ دی تھی اس میں اس نے مفلوج کرنے والی ان ریز کا ذکر کر دیا تھا ـــــ جس سے اس نے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو مفلوج کیا تھا اور فریدی کی ماہیت اور توڑ کو اچھی طرح جانتا تھا - اس لئے وہ بجائے پریشان ہونے کے ذہنی طور پر پوری طرح مطمئن تھا -

سرخ رنگ کی کار ناکسن انٹرپرائزز کی بڑی سی عمارت سے کچھ فاصلے پر بنی ہوئی جنرل پارکنگ میں آکر رکی ـــــ تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے استفہامیہ نظروں سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھا -

" تم میری واپسی تک یہیں رکو گے اعظم " ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا -

" تو آپ اکیلے جائیں گے " ـــــ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے چونک کر پوچھا -

" کیوں ـــــ میں کوئی عورت ہوں جو مجھے اغوا ہو جانے کا خطرہ ہے " ـــــ ساتھ والی سیٹ پر

بیٹھے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ بلکہ ...." ——— اعظم نے ہنستے ہوئے کہنا چاہا۔

"سنو ——— ہم نے صرف ایک آدمی کو اغوا کرنا ہے۔ اور بس۔ میجر پرمود اور کیپٹن طارق بھی اندر موجود ہوں گے۔ اس لئے زیادہ بھیڑ بھاڑ کی ضرورت نہیں ——— اور طارق اور میں بھی صرف اس لئے ساتھ جا رہے ہیں تاکہ اس آدمی کے قد وقامت اور حلیے کے مطابق اگر ہم تینوں میں سے کوئی ہو تو اُسے وہیں روک دیا جائے ——— تم نے یہاں اس لئے رہنا ہے کہ اس کار میں اس آدمی کو اٹھا کر لے جانا ہے۔ اس لئے کام فوری ہو جائے" ساتھ والی سیٹ سے نوجوان نے اترتے اترتے اعظم کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا آپ بے فکر رہیں۔ میں پوری طرح تیار رہوں گا" ——— اعظم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور ساتھ والی سیٹ والا نوجوان اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

جب وہ ناکس انٹرپرائزز کی عمارت کے کمپاؤنڈ

میں داخل ہوا تو وہاں خاصی چہل پہل تھی۔ بہت سی کاریں بھی موجود تھیں۔ اور لوگ بھی مختلف رنگوں کے بریف کیس اٹھائے آ جا رہے تھے ——— یہ سب لوگ اپنے لباس چہرے مہرے اور انداز سے تاجر ہی لگتے تھے۔

نوجوان اصل عمارت میں داخل ہوا ہی تھا کہ ایک سائیڈ پر کھڑا نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔

"آپ آ گئے مسٹر توفیق۔ میرے ساتھ آئیے۔ باس آپ کا ہی انتظار کر رہے ہیں" ——— اس نوجوان نے کہا۔

"کون سی منزل پر جانا ہے طارق" ——— توفیق نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"چوتھی منزل پر باس موجود ہیں" ——— طارق نے کہا۔

اور توفیق سر ہلاتا ہوا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

یہاں دو لفٹیں تھیں جو مسلسل اوپر نیچے آ جا رہی تھیں۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ وہاں میجر پرمود عام سے میک اپ میں موجود تھا ——— اس منزل پر بڑے بڑے دفاتر تھے اور باہر کاریڈور میں

کئی افراد ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے باتوں میں مصروف تھے۔

"آؤ" ـــــ میجر پرمود نے جو اطمینان سے دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑا ایک بزنس اخبار پڑھ رہا تھا۔ ان کے قریب پہنچتے ہی اخبار تہہ کر کے سائیڈ پر رکھے ہوتے سٹینڈ کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔

"یس میجر" ـــــ توفیق نے کہا۔

"میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اصل اڈہ جو کہ اس عمارت کے نیچے موجود ہے۔ اس کی خفیہ لفٹ اسی منزل پر ہے ـــــ آؤ اسسٹنٹ میجر نکسن سے ملنا ہوگا" ـــــ پرمود نے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ایک بڑے دفتر کے اندر داخل ہوگیا۔ طارق اور توفیق اس کے پیچھے تھے۔ اس بڑے ہال میں بے شمار میزیں تھیں جن پر کام ہو رہا تھا ـــــ ایک سائیڈ پر کیبنز کی قطاریں تھیں۔ جن پر منیجر اور اسسٹنٹ منیجرز کے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ آخری کیبن پر اسسٹنٹ منیجر نکسن کے نام کی تختی موجود تھی ـــــ چنانچہ وہ تینوں بھی اس طرف بڑھ گئے۔

اس کیبن کے باہر ایک کاؤنٹر پر ایک خوبصورت

سی لڑکی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

"نکسن صاحب اندر ہیں" ـــــ پرمود نے قریب پہنچ کر اس لڑکی سے پوچھا۔

"اوہ یس ـــــ مگر وہ مصروف ہیں" ـــــ لڑکی نے چونک کر میجر پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن سپر بزنس کے معاملے میں مصروفیت کوئی مسئلہ نہیں ہوتی" ـــــ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور لڑکی سپر بزنس کا نام سنتے ہی ایک بار پھر چونک پڑی۔

"لیکن آپ کون صاحب ہیں آپ پہلے تو کبھی یہاں نہیں آئے" ـــــ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے اطلاع کر دو کہ جی۔سی ہیڈکوارٹر سے پرتھم ملنا چاہتا ہے" ـــــ میجر پرمود نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ اچھا" ـــــ لڑکی نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ اور جلدی سے رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر۔ جی۔ سی ہیڈ کوارٹر سے مسٹر بوکھم آئے ہیں۔ ان کے ساتھ دو اور صاحب ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں ——— انہوں نے سپر بزنس کا حوالہ بھی دیا ہے" لڑکی نے جلدی جلدی کہا۔

"جی۔ سی ہیڈ کوارٹر سے ——— اوہ ٹھیک ہے۔ بھیج دو" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

اور لڑکی نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے خود ہی کیبن کا دروازہ کھول دیا۔

"تشریف لے جائیے" ——— لڑکی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"تھینک یوسس" ——— پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کیبن میں داخل ہوا۔ طارق اور توفیق اس کے ساتھ تھے۔

کیبن خاصا کشادہ تھا۔ اور سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اور مونچھیں گہرے سیاہ رنگ کی تھیں ——— ان دو متضاد رنگوں نے اس کے چہرے کو خاصا عجیب و غریب بنا دیا تھا۔ ویسے وہ شکل و صورت سے کوئی گھاگ قسم کا تاجر ہی لگتا تھا۔

"تشریف لائیے جناب۔ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو رہی ہے" ——— نکسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی تیز نظریں پرمود اور اس کے ساتھیوں کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

"شکریہ مسٹر نکسن۔ میرا نام بوکھم ہے اور یہ میرے ساتھی جیف اور جیکسن ہیں۔ ہم جی۔ سی ہیڈ کوارٹر سے آئے ہیں ——— اور ہم نے ایک خصوصی اور اہم پیغام مسٹر رچرڈ تک پہنچانا ہے" ——— پھر پرمود نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر رچرڈ ——— وہ کون ہیں" ——— نکسن نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"گڈ ——— ہمیں یہی بتایا گیا تھا۔ ون ون" پرمود نے اس طرح جواب دیا جیسے نکسن کا چونکنا بھی کوڈ میں شامل ہو۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ کون ون ون۔ کون رچرڈ۔ اور یہ جی۔ سی ہیڈ کوارٹر کس کا مخفف ہے" نکسن نے کہا۔

"یہ دیکھئے" ——— پرمود نے بڑے مطمئن لہجے میں جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور ایک کارڈ نکال کر نکسن کی طرف بڑھا دیا۔

نکسن جیسے ہی کارڈ دیکھنے کے لئے جھکا۔ پرمود نے

یک لخت ہاتھ بڑھایا۔ اور دوسرے لمحے اسس نے نکسن
کو گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور نکسن بھاری
جسم کا مالک ہونے کے باوجود اس زوردار جھٹکے
سے گھسٹتا ہوا میز کے اوپر سے ہو کر اسس طرف
کرسی پر آ گرا۔

توفیق بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اور اسس
دروازے کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ جہاں سے
وہ کیبن میں داخل ہوئے تھے ——— جب کہ طارق نے
جیب سے ریوالور نکالا اور سائیڈ کی دیوار سے لگ کر
کھڑا ہو گیا۔

جیسے ہی نکسن نیچے گرا۔ میجر پرمود نے ایک ہاتھ اس
کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اسس کا بازو پکڑ کر
اسے سیدھا کھڑا کر دیا ——— نکسن نے تڑپ کر میجر پرمود
کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن میجر پرمود نے یک لخت گھٹنا
موڑ کر اسس کی پشت پر کولھوں کے جوڑ سے ذرا اوپر
پورے زور سے مارا اور نکسن کا جسم یک لخت ڈھیلا
پڑ گیا ——— میجر پرمود یک لخت پیچھے ہٹا اور نکسن نیچے
قالین پر گر کر تڑپنے لگا۔ وہ اسس طرح حلق کھول رہا
تھا جیسے چیخ مارنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن اس
کی آواز نہ نکل رہی ہو۔

میجر پرمود اُسے چھوڑ کر تیزی سے میز کی سائیڈ میں

گھوما اور اسس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز کی سائیڈوں پر
بے شمار مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے۔
اور کرسی کے سامنے میز کے نیچے ایک پائیدان نما
مشین بھی موجود تھی ——— پرمود کو معلوم تھا کہ اگر نکسن کو
اسس طرح اچانک نہ گھسیٹا گیا تو وہ یقیناً ایسی کوئی حرکت
کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس سے انہیں پکڑا جا
سکے ——— اسس لئے اس نے اچانک گھسیٹ لیا
تھا اور نکسن کو واقعی مہلت ہی نہ ملی تھی کہ وہ کچھ کر سکتا۔

پرمود نے میز کی درازیں کھولنا شروع کر دیں۔
تیسری دراز سے اُسے ایک چھوٹی سی ڈائری مل گئی۔
جو کہ ایک کتاب میں رکھی ہوئی تھی ——— اور پرمود نے
ڈائری اٹھا کر میز پر رکھی درا۔ سے کھول کر دیکھنے لگا۔
اسس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس ڈائری میں
نکسن نے ان تمام بٹنوں اور مشین کی کارکردگی کے ساتھ
ساتھ اور بھی بہت سی باتوں کے اشارے لکھے ہوئے
تھے ——— میجر پرمود نے نکسن کا چہرہ دیکھتے ہی اندازہ
لگا لیا تھا کہ نکسن انتہائی وہمی مزاج کا آدمی ہے۔ اور
ایسے آدمی لازماً ہر چیز کسی نہ کسی جگہ اندراج ضرور کرتے
ہیں ——— کیونکہ انہیں وہم ہوتا ہے کہ کہیں وہ کوئی
چیز بھول نہ جائیں۔ اسس لئے پرمود اس ڈائری کو غور
سے پڑھتا رہا۔ اور پھر اسس نے ڈائری بند کر کے

اُسے واپس میز کی دراز میں رکھا اور پائیدان نما مشین
پر پیر رکھ کر اس نے اُسے دبایا اور ساتھ ہی میز کے
کنارے پر موجود ایک سرخ رنگ کے بٹن کو دبا کر
اس نے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام
کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز
سنائی دی۔

"ٹکسن بول رہا ہوں باس ۔۔۔۔ کیا آپ اوپر میرے
دفتر تک آ سکتے ہیں۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے"
میجر پرمود نے ٹکسن کے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا بات ہے۔ اور پھر تمہاری آواز بھی
کچھ بدلی ہوئی سی لگتی ہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے
بولنے والے نے چونک کر کہا۔

"باس۔ بڑی مشکل سے بولنے کے قابل ہوا ہوں۔
میرے پاس آپ کے لئے بہت عجیب تحفہ ہے۔ میجر
پرمود ۔۔۔ اس نے میری پشت پر نجانے کس جگہ گھٹنہ
مارا کہ میری تو زبان ہی بند ہو گئی تھی۔ بڑی مشکل سے
میں نے اس پر قابو پایا ہے۔ میں نے آئی بیم کا وار
کیا تب وہ قابو میں آیا ہے" ۔۔۔۔ پرمود نے
بات بناتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے
ڈائری میں درج ان مخصوص ریز کا ذکر بھی کر دیا جس کا

سسٹم یہاں موجود تھا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر یہ میجر پرمود تمہارے پاس کیسے پہنچ گیا۔
اُسے تو ایکشن گروپ نے مار گرایا تھا"
دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد پریشان
تھا۔

"میں نے ابتدائی پوچھ گچھ کر لی ہے۔ زاکورا نے
حملہ ضرور کیا ہے۔ لیکن میجر پرمود بچ نکلا ہے اور
نہ صرف بچ نکلا بلکہ اس نے زاکورا کو بھی اغوا کر
کے ساتھ والی کوٹھی میں اس پر تشدد کر کے آپ
کے اور میرے متعلق تمام تفصیلات معلوم کر لیں اور
پھر وہ مجھ پر چڑھ دوڑا ۔۔۔ لیکن اُسے یہاں کے
سسٹم کا علم نہ تھا۔ اس لئے مار کھا گیا"
میجر پرمود نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ ویری بیڈ۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ
زاکورا اُسے کچھ بتا سکتا ہے۔ ویسے بھی ابھی تک
زیرو ون نے زاکورا کے متعلق کوئی رپورٹ نہیں
دی ۔۔۔ اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم نے میجر پرمود
سے پوچھ گچھ بھی کر لی ہے۔ کیا میجر پرمود کوئی عام سا
آدمی ہے۔ کہ ایک تھپڑ کھاتے ہی سب کچھ بتا
دے گا" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے
کے لہجے میں یقین نہ آنے والا سا انداز نمایاں تھا۔

" باس - آپ کم از کم میرے متعلق تو ایسی بات نہ کہیں - آپ کو معلوم ہے کہ میرے پاس ڈی تھری سرچنگ سوئچ موجود ہے ___ اس کے سامنے میجر پرمود کیا پتھر بھی بول پڑتے ہیں " ___ میجر پرمود نے ایک بار پھر ڈائری کے اندراجات کا سہارا لیتے ہوئے کہا -

" اوہ ___ اچھا اچھا - اوہ واقعی مجھے اس کا خیال نہ آیا تھا - ویری گڈ - تم اُسے لے کر نیچے آجاؤ - فوراً " ___ دوسری طرف سے کہا گیا -

" باس - پہلے میری ایک درخواست سن لیں - میجر پرمود جس ٹائپ کا آدمی ہے - میرے خیال میں اُسے زندہ ہیڈکوارٹر میں داخل نہیں ہونا چاہیئے ___ اس لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ یہاں آجائیں - آپ اس سے شاید کوئی پوچھ گچھ کرنا چاہیں تو کرلیں ___ اور اُسے کسی اور سنٹر میں لے جاکر ہلاک کردیا جائے " ___ پرمود نے کہا -

" اوہ ٹھیک ہے - رکمن تم اب واقعی بے حد ذہین ہو گئے ہو - ٹھیک ہے ایسے آدمی کو اندر لے آنے کا رسک نہیں لینا چاہیئے ___ میں خود آرہا ہوں " ___ دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا -

میجر پرمود نے رسیور رکھا اور مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا -

" اب تیار ہوجاؤ - ڈائری کے مطابق وہ سامنے والی دیوار سے لفٹ کا دروازہ کھلے گا " پرمود نے اٹھ کر طارق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا -

نکسن ابھی تک قالین پر پڑا ہوا تھا - اس کا منہ کھلا تھا لیکن نہ ہی وہ کوئی بات کرسکتا تھا اور نہ حرکت کرسکتا تھا ___ پرمود نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مخصوص مہرہ توڑنے کے ساتھ ساتھ اس کے حرام مغز کی بڑی رگ جو ریڑھ کی ہڈی اور کولھوں کے جوڑ کے درمیان سے ہڈی سے نکل کر آگے جاتی تھی - ضرب لگائی تھی اور نکسن کا پورا اعصابی نظام ہی بے حس ہوگیا تھا -

" اب یہ رچرڈ ہم میں سے کسی کی قد وقامت کا نہ ہوا تو پھر " ___ دروازے کے قریب کھڑے توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا -

" تو پھر مجھے ڈائری میں لکھے ہوئے اس سرچنگ سوئچ کو تلاش کرنا پڑے گا " ___ پرمود نے کہا -

اُسی لمحے کیبن کی چھت کے درمیان روشنی کی گول ٹیوب ایک لمحے کے لئے جھکی جیسے لوڈ تیز آ گیا ہو اور پھر نارمل ہوگئی ___ پرمود - طارق اور

توفیق نے چونک کر اس ٹیوب کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یک لخت سامنے کی دیوار میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی ——— اور وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔ لیکن دیوار میں سے لفٹ کا دروازہ نمودار ہونے کی بجائے ایک چھوٹا سا بگل نما آلہ باہر نکلا ——— اور دوسرے لمحے میجر پرمود اور اس کے ساتھی اس طرح لہراتے ہوئے نیچے قالین پر گرے جیسے اچانک ان کے جسموں میں موجود توانائی کسی نے نچوڑ لی ہو ——— اور واقعی وہ بالکل بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔ ان کے نیچے گرتے ہی ایک بار پھر گڑگڑاہٹ سنائی دی اور وہ بگل دیوار میں غائب ہو گیا۔

میجر پرمود کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اُسے اندازہ بھی نہ تھا کہ اس طرح کی حرکت بھی ان کے ساتھ ہو سکتی ہے ——— ورنہ وہ کوئی اور طریقہ سوچتا۔ لیکن اب تو ایسا ہو چکا تھا۔ بگل کو غائب ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک کیبن کا بیرونی دروازہ کھلا اور وہی لڑکی ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کے منہ سے ایک چیخ سی نکلی ——— اور وہ واپس دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد دس بارہ آدمی اندر داخل ہوئے۔

"ارے۔ ان سب کو کیا ہوا۔ مس لوسی پانی۔ پانی لے آؤ" ——— ایک آدمی نے چیخ کر کہا۔

اور وہ لڑکی تیزی سے کیبن کے ایک کونے کی طرف دوڑی۔ وہاں ایک میز پر جگ اور گلاس پڑے ہوتے تھے ——— اس نے جگ اٹھایا ہی تھا کہ ایک آدمی نے جگ اس کے ہاتھ سے پکڑا اور اس نے پہلے نکسن کے کھلے منہ میں پانی ڈالا۔ اور اس کے بعد اس نے پرمود۔ توفیق اور طارق کے منہ میں پانی انڈیل دیا ——— پانی جیسے ہی پرمود اور اس کے ساتھیوں کے حلق میں اترا۔ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے اچانک غائب ہو جانے والی توانائی یک لخت روشنی کے جھماکے کی طرح واپس آگئی ہو۔

اور ابھی وہ اٹھ کر کھڑے ہی ہو رہے تھے کہ سائیڈ کی دیوار پھٹی اور تین سٹین گنوں سے مسلح افراد اندر داخل ہوئے ——— میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے پاس فوری طور پر بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔ کیونکہ اچانک گرنے کی وجہ سے ریوالور ان کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرے تھے ——— اور آنے والوں نے صورت حال دیکھتے ہی سٹین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ میجر پرمود نے یک لخت اپنے قریب موجود آدمی کو

زور سے دھکا دے کر آنے والوں پر اچھال دیا۔ اور اُسی لمحے توفیق نے چھلانگ لگائی اور جب تک آنے والے اپنے اوپر آکر ٹکرانے والے کو ہٹاتے توفیق ریوالور اٹھا چکا تھا ـــــ چنانچہ پلک جھپکنے میں تین دھماکے ہوئے اور سٹین گنوں سے مسلح تینوں افراد چیختے ہوئے نیچے گرے۔ کمرے میں موجود وہ لڑکی اور آنے والے دوسرے افراد یہ صورت حال دیکھ کر دروازے کی طرف پلٹے ہی تھے کہ یک لخت کمرے کی چھت پر موجود گول ٹیوب سے ایک بار پھر زوردار چھپاکا ہوا ـــــ لیکن اس بار سفید کی بجائے نیلے رنگ کی روشنی کمرے میں پھیل گئی اور پھر وہ اور اس کے ساتھی ایک بار پھر منہ کے بل نیچے قالین پر جا گرے ـــــ اس بار نہ صرف وہ بے حس و حرکت ہو گئے تھے بلکہ ان کے ذہنوں پر بھی گہری تاریکی کی دبیز چادر سی پھیلتی چلی گئی تھی۔

لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جیسے ہی دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام کی گھنٹی تیز آواز سے بج اٹھی ـــــ وہ جلدی سے قدم بڑھاتا میز کی سائیڈ سے ہو کر اس کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ چیئر پر آکر بیٹھ گیا۔ اور اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ آنے والے نے بھاری آواز میں کہا۔

"نکسن بول رہا ہوں باس ......" ـــــ دوسری طرف سے اوپر موجود اسسٹنٹ منیجر نکسن کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ان دونوں میں گفتگو شروع ہو گئی۔ لیکن

بھاری جسم والے آدمی کے چہرے پر جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھ رہی تھی حیرت کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے ـــــ گفتگو کے اختتام پر اس نے رسیور رکھا اور حیرت بھرے انداز میں اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں سے ہوتا ہوا ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا ـــــ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس میں مختلف مشینیں نصب تھیں۔ ایک سائیڈ پر ادھے شیشے کا کیبن تھا اور وہ آدمی سیدھا اس کیبن میں داخل ہو گیا۔

"یس باس" ـــــ کیبن میں ایک بڑی سی مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی آنے والے کو دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"نکسن کے کمرے کو چیک کرو" ـــــ آنے والے باس نے سخت لہجے میں اس آدمی سے کہا۔ اور خود اس کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یس باس" ـــــ اس نوجوان نے کہا۔ اور جلدی سے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کی سکرین پر جھماکے سے ہونے

لگے اور پھر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔

"اوہ اوہ ـــــ مجھے پہلے ہی شک تھا" ـــــ کمرے کا منظر سکرین پر ابھرتے ہی باس نے بری طرح کرسی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور دوسرا آدمی بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے سکرین کو اس طرح دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے سکرین پر دکھائی دینے والے منظر پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اوہ ـــــ یہ یقیناً میجر پرمود ہو گا۔ اوہ۔ اچھا ہوا میں اوپر نہیں چلا گیا" ـــــ باس نے چیخنے کے سے انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے خود ہی جلدی سے اس مشین کے مختلف بٹن جلدی جلدی دبانے شروع کر دیئے ـــــ اور پھر اس نے مشین کے نیچے لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کو زور سے جھٹکا دے کر نیچے گرا دیا اور دوسرے لمحے سکرین پر نظر آنے والے کمرے میں موجود تین افراد یک لخت اس طرح نیچے گرے جیسے ان کے جسموں سے اچانک روحیں نکل گئی ہوں۔

باس نے ہینڈل دوبارہ اوپر کر دیا اور پھر مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔

"باس ـــــ یہ کون ہیں۔ وہ نکسن تو نیچے گرا ہوا تھا" نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہیں ۔ اس میجر پرمود نے نکسن کی آواز میں چکر دے کر مجھے اوپر بلانے کی کوشش کی تھی ــــ لیکن اس کی بدلی ہوئی آواز سے میں کھٹک گیا تھا اس لئے بجائے سیدھا اوپر جانے کے میں نے سوچا کہ پہلے چیک کر لوں" باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اب اس کی آنکھوں میں چمک سی تھی ۔

"تو باس میں آدمی بھیج دوں ان کو نیچے لے آنے کے لئے" ــــ نوجوان نے کہا ۔

"نہیں ــــ میں انہیں ہیڈ کوارٹر میں زندہ نہیں لے آنا چاہتا ۔ ان کا خاتمہ وہیں کمرے میں ہی ہونا چاہیئے ۔ لیکن اب یہ بھاگ کر تو کہیں نہیں جا سکتے ۔ اس لئے میں چیف باس سے بات کر لوں ــــ کیونکہ ان کے بارے میں جی ۔ سی ہیڈ کوارٹر سے بڑی سخت ہدایات آئی ہوئی ہیں" ــــ باس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا گیا ۔ وہ راہداری سے گزر کر دوبارہ اپنے پہلے والے کمرے میں آیا اور اس نے ایک الماری سے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا ۔ اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا ــــ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دباتے اور خود کرسی پر

بیٹھ گیا ۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی ۔ اور اس پر موجود ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا ــــ چند لمحوں بعد یہ بلب یک لخت جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی سیٹی کی نکلنے والی آواز مدہم ہوتی گئی اور پھر ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی ۔

"یس اوور ــــ بولنے والے کا لہجہ بالکل روبوٹ جیسا تھا ۔

"ہیلو ــــ ون ون کالنگ گریٹ چیف باس اوور" باس نے بھاری آواز میں کہا ۔

"یس ــــ گریٹ چیف ہیڈ کوارٹر اوور" اسی مشینی آواز نے دوبارہ کہا ۔

"گریٹ چیف باس سے ریڈ لائن پر بات کراؤ ۔ میں نے ایک اہم ہدایت لینی ہے ان سے اوور" ون ون نے کہا ۔

"کوڈ اوور" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

"رچرڈ بروکلے اوور" ــــ ون ون نے جواب دیا ۔

"او ۔ کے اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی کچھ دیر خاموشی طاری رہی ۔

"ہیلو ــــ گریٹ چیف باس اٹنڈنگ اوور"

اچانک ایک باوقار سی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

" باس۔ میں رچرڈ برڈ کلے بول رہا ہوں ...... "
دن دن نے کہا۔

اور پھر نکسن کی کال آنے سے لے کر اب تک کے تمام واقعات اس نے تفصیل سے سنا دیئے۔

" اوہ ---- یہ کیا ہو رہا ہے کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی تم سے آ ٹکرائے ہیں اور نہ صرف ٹکرائے ہیں بلکہ اگر تم ذرا سی عقلمندی نہ ظاہر کرتے تو وہ دن دن ہیڈ کوارٹر پر یقیناً قبضہ کر لیتے ---- آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا فور کارنرز کی ساری تنظیمیں نکمی ہوتی جا رہی ہیں اوور " ---- گریٹ چیف باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" باس ---- میجر پرمود کو ہم نے چیک کر لیا تھا۔ اور پھر ایکشن گروپ نے بھی ان پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن سنا ہے یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوتے ہیں کہ نہ صرف ایکشن گروپ سے بچ نکلے ---- بلکہ اس نے ایکشن گروپ کے چیف زاکورا جیسے آدمی سے ساری باتیں پوچھ لیں۔ حالانکہ زاکورا جس ٹائپ کا آدمی ہے وہ مر تو سکتا ہے لیکن بتا کچھ نہیں سکتا ---- اس کے باوجود انہوں نے اس سے اگلوا لیا اور یہاں پہنچ گئے اوور " ---- دن دن نے سہمے ہوئے لہجے

میں جواب دیا۔ لیکن اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ تم لوگوں کا قصور نہیں ہے۔ یہ ایکسٹرا ٹائپ لوگ ہیں۔ اوٹاہ پراسس کے باوجود جو لوگ ٹھیک ہو سکتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کا اندازہ ہمارے سائنسدان بھی پوری طرح نہیں لگا سکتے ---- او۔ کے۔ تم ان کو میرے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اب میں نے یہی فیصلہ کیا ہے ان کے دماغوں پر خصوصی ریسرچ کی جائے اوور " گریٹ چیف باس نے کہا۔

" سر ---- انہیں ہلاک کر کے بھیجوں یا اوور " دن دن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" احمق آدمی۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ ان کے دماغوں پر ریسرچ ہونی ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ زندہ بھیجو اوور " ---- گریٹ چیف باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ ٹھیک ہے سر۔ سپیشل کوڈ بتا دیں سر اوور " ---- دن دن نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" سپیشل کوڈ ---- الون ایگس براؤن تھری اوور " گریٹ چیف باس نے جواب دیا۔

" یس باس اوور " ---- دن دن نے جواب دیا۔

" اور سنو ـــــ گریٹ ایکشن فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے ۔ اس لئے پلاننگ کینسل کر دی گئی ہے ۔ اب نئی پلاننگ بھیجی جائے گی اوور " ـــــ گریٹ چیف باس نے کہا ۔

" اوہ سر ـــــ ہم نے تو تقریباً تمام کارروائیاں مکمل کر لی تھیں اوور " ـــــ ون دن نے چونک کر کہا ۔

" جب میں کہہ رہا ہوں کہ کینسل تو اس کا مطلب کینسل ہی ہوتا ہے ۔ سمجھے اوور " ـــــ گریٹ چیف باس نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا ۔

" یس سر ۔ یس سر اوور " ـــــ ون دن نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا ۔

" اوور اینڈ آل " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی ۔ ون دن نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کے بٹن آف کئے ـــــ اور پیشانی پر آ جانے والا پسینہ پونچھنے لگا ۔ وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے موت کے منہ سے نکل کر آ رہا ہو ۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سیاہ رنگ کے انٹرکام کی تیز گھنٹی بج اٹھی اور ون دن نے چونک

کر انٹرکام کو دیکھا اور پھر جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس " ـــــ اس نے سخت لہجے میں کہا ۔

" باس ۔ میں آپریشن روم سے بول رہا ہوں ۔ میں نے اپنے طور پر حفاظت کے لئے اوپر زیرو سیکشن سے تین آدمی بھیجے تھے اور خود انہیں چیک کرنے لگا ـــــ اور باس اوپر بڑی گڑبڑ ہو گئی تھی ۔ ادارے کے آدمی نجانے کس طرح کمرے میں آئے اور انہوں نے ان آدمیوں کے منہ میں پانی ڈال دیا ۔ اس طرح بیزل ریز ختم ہو گئیں ـــــ اور وہ لوگ ٹھیک ہو گئے ۔ انہوں نے تینوں بھیجے جانے والے آدمیوں کو گولی مار دی ۔ اس پر میں نے فوری طور پر ایکٹیکا ریز کا بٹن دبا دیا ـــــ اور وہ نہ صرف مفلوج ہو گئے بلکہ وہ اب طویل عرصے کے لئے بے ہوش بھی ہو چکے ہیں " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

اور ون دن کی ان کے ٹھیک ہو جانے والی بات سن کر تیزی سے پھیلتی ہوئیں آنکھیں دوبارہ اپنی جگہوں پر واپس آ گئیں ۔

" اوہ اوہ ـــــ تم نے بہت اچھا کیا ۔ اوہ اگر یہ لوگ نکل جاتے تو گریٹ چیف باس تو ہمارے پورے سیکشن کو گولیوں سے اڑا دیتا " ـــــ ون دن نے

لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ قسمت ہی اچھی تھی کہ یہ لوگ دوبارہ ڈھیر کر لئے گئے۔ ورنہ یہ تو بہت خطرناک ہیں"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گریٹ چیف باس نے انہیں اپنے ہیڈ کوارٹر طلب کیا ہے۔ تم ان کا خیال کرنا۔ میں جیگر کو کال کر رہا ہوں" ــــــ ڈن ڈن نے کہا۔ اور انٹرکام کا رسیور رکھ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

رالف ہوٹل کی شاندار عمارت سے کچھ دور بنے ہوتے پارک کی ایک بنچ پر عمران ایک اخبار ہاتھ میں پکڑے بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا ــــــ اس کے چہرے پر ایسے اطمینان کے آثار تھے جیسے وہ بہت سا کام کرنے کے بعد اب پوری طرح مطمئن ہو کر بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہو ــــــ کہ اسی لمحے پارک کے بڑے دروازے سے جولیا اندر داخل ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی سیدھی اس بنچ کی طرف بڑھنے لگی جس پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

"آیئے آیئے مس جولیانا فٹز واٹر۔ آپ یہاں کیسے۔ آپ سے اتنے طویل عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے"

عمران نے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا جیسے واقعی وہ بڑے طویل عرصے بعد جولیا سے مل رہا ہو۔

"زیادہ اداکاری کی ضرورت نہیں۔ ہماری نگرانی نہیں ہو رہی۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔" —— جولیا نے قریب آکر بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ مس جولیانا فٹزواٹر —— یہ آپ کیسے فرما رہی ہیں کہ نگرانی نہیں ہو رہی۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ میاں دیکھ رہا ہے اور اس کی نگرانی بڑی سخت ہوتی ہے —— انسان چاہے جہاں مرضی آئے چھپ جائے اس کی نگرانی سے نہیں بچ سکتا۔" —— عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں دنیاوی نگرانی کی بات کر رہی ہوں۔ تم کہاں لے جاتے ہو بات کو۔ سنو۔ رالف ہوٹل میں نہیں آتا۔ اس کی رہائش گاہ کا میں نے نہ صرف پتہ معلوم کر لیا ہے بلکہ باقی ٹیم کو اس کی نگرانی کے لئے بھی بھیج دیا ہے وہ کنگسٹن کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں رہتا ہے۔" —— جولیا نے بنچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا کیا۔ بہت خوب صورت آدمی ہے جو تم اس کی رہائش گاہ بھی پوچھ آئی ہو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ —— ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔" جولیا نے غصیلے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"مذاق —— کیسا مذاق۔ مس جولیا آپ کا اور میرا مذاق

کا تو رشتہ نہیں ہے۔ بھلا بے چارے عاشق کی جرأت ہے کہ ...." —— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہنا شروع کیا لیکن فقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی اچھل کر آگے کی طرف چھلانگ لگا گیا ورنہ جولیا کا ہاتھ اس کے چہرے پر پڑتا۔

"تم باز نہیں آؤ گے۔" —— جولیا نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

"باز تو شکاری پرندہ ہوتا ہے۔ مس جولیا۔ اور میں نے سنا ہے کہ شکاری بڑی خطرناک سی چیز ہوتا ہے۔ بس جھپٹ پڑتا ہے اپنے شکار پر —— اور جب اس کا شکار آپ جیسی نرم و نازک ...." —— عمران بھلا اتنی جلدی اپنی زبان کہاں روکنے والا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ تم جانو اور تمہارا کام" جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے واپس پارک کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"ارے ارے —— مجھ جیسا پھر نہیں ملے گا۔ ہاں۔ ارے تم تو واقعی جا رہی ہو۔ ارے میں نے تو اس کا حلیہ پوچھا تھا" —— عمران نے کہا۔ اور آگے بڑھتی ہوئی جولیا یک لخت رک گئی۔

"کب پوچھا تھا حلیہ" —— جولیا نے مڑ کر خشمگیں لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ عورتوں سے براہِ راست کچھ نہیں پوچھا جاتا وہ اسے بدتہذیبی سمجھتی ہیں اسی لئے میں نے کہا نہیں تھا کہ وہ خوب صورت آدمی ہے ۔۔۔۔ اس سے میرا یہی مطلب تھا کہ تم جواب میں کہو گی نہیں وہ خوب صورت نہیں ہے بلکہ اس کا حلیہ ایسا ہے "۔۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔ اور اس بار جولیا واقعی ہنس پڑی۔

"تم سے خدا ہی سمجھے۔ ہر بات سے اپنے مطلب کی بات نکال ہی لیتے ہو "۔۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب تو ...."۔۔۔۔ عمران نے دوبارہ شرارت بھرے انداز میں کہنا شروع ہی کیا تھا کہ جولیا ایک بار پھر مڑنے لگی۔

"ارے ارے۔ مان لیا کہ تم پشت سے بھی بہت خوب صورت ہو لیکن ...."۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم ایک نمبر احمق ہو۔ تمہیں بات کرنے کی تمیز ہی نہیں رہی "۔۔۔۔ اس بار جولیا کو واقعی غصہ آگیا تھا۔

"کمال ہے۔ اگر میں گھما کر بات کروں تب بھی ناراض اگر سیدھی بات کر دوں تب بھی ناراض"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آخر تم وقت ضائع کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو"

جولیا نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں وقت ضائع کر رہا ہوں۔ کمال ہے۔ مانتی تم خود نہیں اور الزام مجھ پر لگا دیتی ہو "۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس ۔۔۔۔ فار گاڈ سیک۔ سنجیدہ ہو جاؤ پلیز۔ دیکھو میں ہاتھ جوڑتی ہوں "۔۔۔۔ جولیا اس بار واقعی بڑی طرح زچ ہو گئی تھی۔

"اچھا۔ واقعی۔ کمال ہے۔ مجھے آج تک پتہ ہی نہیں چلا کہ تم سنجیدہ ہو۔ میں تو تمہیں جولیانا فٹز واٹر ہی سمجھتا رہا ۔۔۔۔ واہ اچھا نام ہے مس سنجیدہ "۔۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

اور جولیا چند لمحے خاموش کھڑی ہونٹ کاٹتی رہی۔ پھر وہ کندھے اچکاتی ہوئی آگے بڑھی اور بنچ پر بیٹھ کر اس نے وہ اخبار اٹھا لیا جو تھوڑی دیر پہلے عمران پڑھ رہا تھا ۔۔۔۔ اس نے اخبار اٹھا کر اس طرح پڑھنا شروع کر دیا جیسے وہ یہاں آئی ہی اخبار پڑھنے ہو۔ اور عمران اس کی یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اخبار جب پڑھ لینا تو مجھ سے بھی بات کر لینا۔ ویسے جب ایکسٹو کو رپورٹ ملے گی کہ جولیا نے اتنے اہم مشن کو چھوڑ کر اخبار پڑھنا شروع کر دیا ہے تو ......" عمران نے بنچ پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں اسے بتا دوں گی کہ تمہیں اب صرف بکواس کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں رہا" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"سنو جولیا ——— تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ہو۔ کم از کم تمہیں تو اس طرح فارغ بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں فور کارنرز کے خلاف کام کر رہے ہیں ——— وہ نجانے اب تک کہاں پہنچ چکے ہوں گے اور ہم ابھی لوگوں کی نگرانی ہی کرتے پھر رہے ہیں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی یہی رہ گئی ہے تو پھر میرے خیال میں اب اس سروس کو استعفے دے دینے چاہئیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا اس کا لہجہ سن کر ہی چونک پڑی۔

"یہ تم کہہ رہے ہو۔ تم نے کبھی سوچا ہے کہ ہم لوگ کام کرنے کے لئے تمہارے ساتھ آتے ہیں۔ جھک مارنے کے لئے نہیں ——— لیکن تمہاری تو عادت ہو گئی ہے ہمیں نظر انداز کرنے کی۔ بس تم خود ہی پلاننگ بناتے رہتے ہو۔ خود ہی ان پر عمل کرتے رہتے ہو۔ اور ہم کٹھ پتلیوں کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ اس طرح دوڑتے رہتے ہیں جیسے ......" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ لیکن جیسے پر آ کر وہ رک

گئی۔ اسے شاید کوئی مناسب مثال سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"جیسے گدھے کے ساتھ پنخ جانتی ہو۔ پنخ کسے کہتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے تم نے اپنے آپ کو گدھا تو تسلیم کر لیا۔ باقی کوئی ہو گی پنخ وغیرہ بھی" ——— جولیا بھی اس بار مسکرا دی۔

"اب میں نے جواب دیا تو تم پھر ناراض ہو جاؤ گی۔ ایک تو یہ تمہاری ناراضگی بھی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ تم خود سوچو اگر میں گدھا ہوں تو پھر تم ...... چلو چھوڑو پھر ناراضگی والی بات ——— میں تمہیں پنخ کے متعلق بتاؤں۔ تم نے کبھی پاکیشیا میں گدھا گاڑی دیکھی ہے" عمران نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

اور جولیا شرمندہ سی ہو کر جھینپ گئی کیونکہ عمران جو کہنا چاہتا تھا وہ سمجھ گئی تھی۔

"ہاں۔ دیکھی ہے۔ لیکن ......" ——— جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اس میں ایک گدھا یا گدھی جتی ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک گدھی کا بچہ بھی ہوتا ہے۔ اسے پنخ کہتے ہیں ——— وہ بے چارہ بس ساتھ ساتھ دوڑتا رہتا ہے لیکن وہ گدھی یہ سمجھتی ہے کہ یہ سامان گھسیٹنے میں بھی میری مدد کر رہا ہے" ——— عمران نے باقاعدہ

لیکچر دینا شروع کر دیا اور جولیا اس بار واقعی ہنس پڑی۔

"اوہ اچھا اسے کہتے ہیں پخ۔ ویسے میں نے محاورہ تو سنا ہوا تھا۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا۔ بہرحال میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی" ——— جولیا نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس نے چونک کر ریسٹ واچ کا بٹن دبایا اور ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا کر اس نے گھڑی کو منہ کے قریب کر لیا۔ ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے اخبار جولیا کے ہاتھ سے جھپٹ کر اپنے آگے کر لیا۔

"ہیلو ہیلو ——— کیپٹن شکیل کالنگ اوور"

گھڑی میں سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— عمران اٹنڈنگ اوور" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ——— سر رالف کا اصل ٹھکانہ میں نے ڈھونڈھ لیا ہے۔ بوڑھے ہیری کو وہسکی کی دو بوتلیں پلانی پڑی ہیں۔ تب جا کر وہ بولا ہے اوور"

دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتایا کیا ہے اس نے اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"اس نے بتایا ہے کہ سر رالف کا اصل ٹھکانہ کیمکا بلز میں موجود ایک بڑی کیمیکل فیکٹری کے نیچے ہے۔ اور اس کیمیکل فیکٹری کے مینیجر کا نام رچرڈسن ہے ——— ہمیں اب رچرڈسن کو قابو میں کرنا ہو گا تب ہی ہم اس اڈے میں داخل ہو سکتے ہیں اوور" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"کیمکا ہلز ——— اوہ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو رالف ہوٹل کے قریب پارک میں آ جاؤ۔ میں اور جولیا وہیں موجود ہیں۔ پھر یہاں سے جانے کا پروگرام بنا لیں گے۔ اور سنو۔ وہ بوڑھا ہیری اب کہاں ہے اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"بوڑھا ہیری وہ ابھی تک پینے میں ہی مصروف ہے۔ میں اُسے اس کے کمرے میں چھوڑ آیا تھا کیوں اوور" کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تم فوراً وہاں سے چل پڑو۔ اور نگرانی کا خاص خیال رکھنا۔ ایسے لوگ عام طور پر ڈبل کراس بھی کرتے ہیں۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور پھر اخبار دوبارہ جولیا کی طرف پھینک کر اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن دبا کر اُسے آف کر دیا۔

"تو تم نے اسی لئے کیپٹن شکیل کو ہم سے علیحدہ بھیجا تھا" ——— جولیا نے کہا۔

"دیکھو جولیا۔ سر رالف فورکارنرز کا انتہائی اہم عہدیدار ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا پتہ آسانی سے تو نہیں چل سکتا ـــــ میں نے تمہیں ہدایات دے کر صرف اس لئے بھیجا تھا کہ تم اس رالف کا حلیہ اور قد و قامت کا پتہ چلا لو۔ تم نے کارکردگی دکھائی اور ٹیم کو اس کی رہائش گاہ کی نگرانی کے لئے بھی بھیج دیا ـــــ اب اگر وہاں وہ چیک ہو گئے تو پھر مسئلہ بن جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ ایسے لوگ عام طور پر رہائش گاہیں صرف کھاتہ پورا کرنے کے لئے رکھتے ہیں ـــــ وہ وہاں رہتے نہیں ہیں۔ یہاں ایک بوڑھا ہیگری ہے جو معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ اس نے کیپٹن شکیل کو تو بتا دیا ہے ـــــ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اسے لازماً ڈبل کراس کرے گا۔ اس لئے میں نے چوہان کو کیپٹن شکیل کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ اور میں یہاں کیپٹن شکیل کے پیغام کے لئے ہی انتظار میں بیٹھا تھا" ـــــ عمران نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو کیپٹن شکیل کو یہاں بلوا لیا ہے۔ اور اگر تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے تو کم از کم میں زچ تو نہ ہوتی" جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل کو یہاں بلوانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ فورکارنرز ہم تک خود بخود پہنچ جائیں" ـــــ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو" ـــــ جولیا عمران کا فقرہ سن کر بوکھلاتے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھو بیٹھو ـــــ اطمینان سے بیٹھو۔ سنو۔ فورکارنرز کے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ خاصا مشکل بلکہ تقریباً ناممکن بنا دیا گیا ہوگا۔ اس لئے اس کا آسان طریقہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ مخالف کو اپنے پاس بلوا لیا اور پھر اطمینان سے لدے ہوئے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے ـــــ کیسا آسان طریقہ ہے۔ یہ جاسوسی کا خاص راز ہے۔ اس کو پلے سے باندھ لو۔ لیکن اب کیا کیا جائے۔ دوپٹہ تم نے پہن نہیں رکھا کہ اس کا پلہ ہو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ لیکن اگر انہوں نے یہیں فائرنگ کر کے ڈھیر کر دیا تو ضروری تو نہیں کہ وہ ہمیں زندہ ہیڈ کوارٹر لے جائیں" ـــــ جولیا نے کہا۔

"دنیا میں ضروری کوئی چیز بھی نہیں ہوتی۔ مثلاً ضروری نہیں کہ ہر عشق کا انجام شادی ہو اور ہر شادی کا انجام عشق ہو ـــــ دیکھو ہیر رانجھا۔ سوہنی ماہیوال۔ ارے تمہیں تو شاید یہاں کی لوک داستانوں کا بھی علم نہ ہوگا۔ چلو سوئٹزرلینڈ کی مثالیں ہی لے لو۔ ضروری نہیں کہ لوجینا ڈارسن کی شادی ہو جاتے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور جولیا

کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"اوہ۔ تمہیں سوئٹیزرلینڈ کی اس قدر قدیم داستان کے کرداروں کا علم کیسے ہوا" ——— جولیا واقعی بے حد حیران تھی۔ کیونکہ لوجینا ڈارسن کی لوک داستان تو صرف سوئٹیزرلینڈ کے دیہاتوں تک ہی محدود تھی اور انتہائی قدیم ترین لوک داستان سمجھی جاتی تھی۔

"وہ ڈارسن بے چارہ روزانہ مجھے آکر خبردار کرتا رہتا ہے کہ سوئس لڑکیوں میں وفا نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس لئے میں باز آجاؤں ——— لیکن میں ہر بار اُسے یہی جواب دیتا ہوں کہ نہیں تم غلط کہتے ہو۔ اگر ایسی بات ہوتی تو بیٹشا راگر کی شادی کبھی نہ ہوتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلنے لگیں۔

"اوہ ——— انتہائی حیرت انگیز۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ کہ تمہیں بیٹشا راگر کی داستان کا بھی علم ہوگا۔ یہ آخر تم کیسے اس قدر معلومات حاصل کر لیتے ہو" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے واقعی اُسے حیران کر دیا تھا۔

"اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی ایک ہی فیلڈ میں ہو تو کچھ روحانی رابطے قائم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میرے روحانی رابطے ہی دنیا بھر کے عاشقوں سے ہیں اور وہ بے چارے اپنی اپنی داستانیں مجھے آکر سناتے رہتے

ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جواب گول کرنے میں واقعی تم دنیا بھر میں سب سے آگے ہو" ——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب دنیا گول ہے تو پھر چوکور کا یہاں کیا کام۔ ہر چوکور کو گول ہونا چاہیئے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے باقاعدہ دلیل دی۔ اور جولیا بھی سر ہلاتے ہوئے ہنسنے لگی۔

اُسی لمحے پارک کے دروازے سے کیپٹن شکیل اندر داخل ہوتا دکھائی دیا تو وہ دونوں خاموش ہو کر اُسے دیکھنے لگے ——— اس وقت وہ سب اصل شکلوں میں تھے۔ اسی لئے عمران نے ہوٹل میں پوچھ گچھ کرنے کے لئے خود جانے کی بجائے جولیا کو بھیجا تھا۔ کیپٹن شکیل تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا عمران اور جولیا کی طرف بڑھ آیا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب" ——— کیپٹن شکیل نے قریب پہنچتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب مجبوراً دنیا میں جانا پڑے گا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دنیا میں جانا پڑے گا ——— کیا مطلب" اس بار کیپٹن شکیل اور جولیا دونوں نے چونک کر

پوچھا۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت تھی۔

"جب جنت میں شیطان آیا تھا تو کیا ہوا تھا۔ دنیا میں جانا پڑ ہی گیا تھا نا، آدم و حوا کو" ——— عمران نے کہا اور اس بار کیپٹن شکیل جیسا سنجیدہ آدمی بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"لیکن اب شیطان بے چارہ کیا کرے جب آدم اُسے خود جنت میں طلب کر رہا ہو" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آدم کا کوئی قصور نہیں بلکہ حوا کو دنیا کی رنگینیاں زیادہ پسند ہیں۔ لو وہ آ گئے شیطان" ——— ——— عمران نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل اور جولیا نے چونک کر دیکھا۔ واقعی چار شین گنوں سے مسلح افراد پارک کے دروازے سے داخل ہو کر تقریباً ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہ پھیل کر آ رہے تھے ——— اور ان کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔

"خبردار ——— ہاتھ اٹھا لو ورنہ" ——— ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے شین گنوں کا رخ ان کی طرف کر لیا۔

"میں تو جناب پہلے ہی ہینڈز اپ ہوں۔ حکم کا غلام ہوں جناب" ——— عمران نے بڑے فدویانہ لہجے

میں کہا۔ اور ساتھ ہی دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔ جولیا نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔ جب کہ کیپٹن شکیل نے اس طرح ہاتھ اٹھائے جیسے وہ عمران کی وجہ سے مجبوراً ایسا کر رہا ہو ——— لیکن جولیا کو چونکہ عمران پہلے ہی اپنا پروگرام بتا چکا تھا۔ اس لئے اس کے چہرے پر کیپٹن شکیل کی طرح کوئی الجھن نہ تھی۔

"ریکو ——— ویگن اندر لے آؤ۔ جلدی"

حکم دینے والے نے تیز لہجے میں اپنے ایک ساتھی سے مڑ کر کہا۔ اور وہ دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا ——— پارک میں موجود دیگر افراد یہ صورت حال دیکھ کر تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے تھے۔ ان میں سے کسی نے مداخلت کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ کیونکہ یہاں کا معاشرہ ہی ایسا تھا کہ کوئی آدمی دوسرے کے کسی کام میں مداخلت نہ کرتا تھا ——— چند لمحوں بعد ایک بند باڈی کی ویگن تیزی سے پارک میں داخل ہوئی۔ اور ان کے قریب آ کر رک گئی۔ اسی لمحے ویگن کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک اور مسلح آدمی نیچے اتر آیا ——— جب کہ وہ آدمی جسے "ریکو" کے نام سے پکارا گیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔

"چلو اندر۔ اور سنو۔ اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالیں گے" ——— اس لیڈر نے کہا۔

لیکن عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھا ۔ اور ویگن کے اندر داخل ہوگیا ۔ اس کے پیچھے جولیا اور کیپٹن شکیل بھی تھے ـــــ اندر داخل ہوتے ہی جولیا اور کیپٹن شکیل چونک پڑے ۔ کیونکہ ویگن کی ایک سیٹ پر جوہان بے ہوش پڑا ہوا تھا ۔ اس کے سر پر ابھرا ہوا گومڑ صاف نظر آرہا تھا ۔

ویگن میں بھی دو مسلح افراد موجود تھے ۔ عمران ۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کو سیٹوں پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا ۔ اور وہ تینوں خاموشی سے سیٹوں پر بیٹھ گئے ـــــ دو اور مسلح افراد اندر داخل ہوئے اور پھر انہوں نے شین گنوں کی نالوں پر ان تینوں کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دیں ۔ اور اس کے ساتھ ہی ویگن حرکت میں آگئی ۔

عمران بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جب کہ جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے ـــــ وہ لیڈر جو کہ اس ساری کارروائی میں حکم دے رہا تھا عمران کے سامنے والی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا ۔

"مجھے باس نے تو کہا تھا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو ۔ لیکن تم تو کسی حقیر چوہے کی طرح گرفتار ہو گئے ہو" اس آدمی نے کہا ۔

"تمہارا باس ابھی صرف تھری تھری ہے ۔ جب وہ

فور فور اور پھر گریٹ چیف باس کے عہدے تک پہنچے گا ۔ اس کے بعد اسے پتہ چلے گا کہ خطرناک کون ہوتا ہے اور کون نہیں ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اوہ اوہ ـــــ تم تو واقعی خطرناک آدمی ہو ۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوگیا" ـــــ لیڈر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔

"ارے کمال ہے ۔ تم میں تو بڑے سیاستدان بننے کے پورے جراثیم موجود ہیں ۔ ایک لمحے میں اپنا بیان بدل سکتے ہو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"سنو ۔ میرا نام والش ہے اور میں نمبر ٹو ہوں ۔ میں فور کارنرز میں آنے سے پہلے ایکریمیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی سے بھی متعلق رہا ہوں ـــــ اور وہاں میں نے پاکیشیا کے علی عمران کے کارناموں کی دھوم سنی ہوئی ہے ۔ اور مجھے تم سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا ـــــ لیکن تم نے جس بھونڈے طریقے سے باس کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس سے میں بڑا مایوس ہوا ہوں ۔ تمہاری یہ ساتھی ہوٹل میں پہنچی ۔ اور اس نے ایک بیرے کو رشوت دے کر مسٹر الف کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی ۔ جس کی اطلاع

مجھے مل گئی ۔ اس کے بعد بوڑھے ہیری نے بھی
اطلاع دے دی کہ ایک آدمی سر رالف کے بارے
میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے ——— پھر تمہاری
اس لڑکی نے اپنے ساتھیوں کو سر رالف کی
رہائش گاہ کی نگرانی کے لئے جو ٹرانسمیٹر کال کی وہ بھی
ہم نے کیچ کر لی ——— اس طرح رہائش گاہ کی نگرانی
کرنے والے بھی آسانی سے گرفتار کر لئے گئے ۔
اور پھر اس لڑکی کی یہاں آمد بھی ہماری نظروں میں
تھی ——— اور تمہاری جو ٹرانسمیٹر کال ہوئی وہ بھی
ہم نے کیچ کر لی ۔ میں نے باس سے اس بارے
میں بات کی اور تمہارا نام بتایا تو باس نے حکم دیا کہ تم
سب کو زندہ گرفتار کر کے اس کے پیش کیا جائے ۔
اور پھر تم تینوں بھی بڑی آسانی سے قابو میں آ گئے ۔
اس آدمی کی نگرانی کرنے والا یہ آدمی بھی ہماری نظروں
میں آ گیا ——— یہ ساری باتیں بتانے کا میرا مقصد
صرف اتنا ہے کہ میں تمہیں بتا سکوں کہ تمہارے
کارناموں کی دھوم شاید پس ماندہ ملکوں تک ہی محدود
ہو گی ——— یہاں ہم لوگ انتہائی جدید ترین وسائل کے
مالک ہیں ۔ اور فور کارنرز نے تو یہاں نارک میں ایسا
جال پھیلایا ہوا ہے کہ ایک مکھی کے پروں کی حرکت
بھی ہم سے چھپی نہیں رہ سکتی " ——— والش نے

بڑے فخریہ انداز میں کہا ۔
" معلومات کا شکریہ ۔ لیکن اس کے باوجود سر
رالف سے ملنے کے لئے تم نے یہاں کوئی بورڈ
نہیں لگایا ہوا ہے ——— ہم دراصل سر رالف سے
ملنے کے بے حد خواہشمند تھے " ——— عمران نے
کہا ۔
" اوہ ——— تو تمہارا مطلب ہے کہ تم نے یہ سب
کچھ دانستہ کیا ہے ۔ تاکہ تم سر رالف تک پہنچ سکو ۔
لیکن کیوں تم ان سے کیوں ملنا چاہتے ہو "
والش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔
" سر رالف اور ڈیڈی کے بڑے پرانے خاندانی
تعلقات ہیں ۔ ڈیڈی نے کہا تھا کہ نارک جا کر انکل
رالف سے ضرور ملنا ——— اور میں تو تصور بھی نہیں کر
سکتا کہ ڈیڈی کی ہدایت پر عمل نہ کروں ۔ وہ بڑے
سخت مزاج آدمی ہیں ۔ کم از کم دو گھنٹے تو کان پکڑ کر
مرغا بننا پڑ ہی جاتا " ——— عمران نے جواب دیا ۔
والش چند لمحے تو خاموش بیٹھا عمران کو دیکھتا رہا ۔
اس کے انداز میں تذبذب کا پہلو نمایاں تھا ۔ جیسے
کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو ——— پھر اس نے فیصلہ کن
انداز میں کندھے اچکائے اور جیب سے ایک چھوٹا
سا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا ۔ ٹرانسمیٹر سے

ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ——— دانش کالنگ باس اوور"
دانش نے کہا۔

"یس باس اٹنڈنگ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"باس ——— عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ عمران سے میری بات چیت ہوئی ہے۔ مجھے حیرت تھی کہ آخر وہ اتنی آسانی سے کیسے گرفتار ہو گیا ——— وہ اب کہہ رہا ہے کہ اس نے ایسا صرف آپ سے ملنے کے لئے کیا ہے اوور"
دانش نے جواب دیا۔

"مجھ سے ملنے کے لئے ——— وہ کیوں اوور"
دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"آپ خود بات کر لیجئے۔ میں تو انہیں پوائنٹ تھرٹی پہ لے جا رہا ہوں۔ لیکن اگر آپ واقعی اس سے ملنا چاہتے ہیں تو پھر اُسے پوائنٹ ون پہ لے جایا جائے اوور" ——— دانش نے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس کی باتوں میں مت آ جاؤ۔ میں نے جی سی ہیڈکوارٹر بات کر لی ہے۔ وہ اُسے اور اس کے ساتھیوں کو زندہ طلب کر رہے ہیں ——— ورنہ میرا پروگرام تو ان کی لاشیں بھیجنے کا تھا۔

اس لئے تم انہیں پوائنٹ تھرٹی پہ ہی پہنچا دو۔ اور خاص طور پر محتاط رہنا۔ اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

دانش نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر اب پہلے سے زیادہ حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ——— شاید اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران جیسے احمق اور سیدھے سادھے آدمی کو مین ہیڈکوارٹر بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

لیکن اس کال کے سنتے ہی عمران کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ابھر آئی تھی ——— وہ دل ہی دل میں میں اس اتفاق پر حیران ہو رہا تھا کہ قدرت اس کی کس طرح خود بخود مدد کر رہی ہے کہ وہ براہِ راست فورکارنرز کے مین ہیڈکوارٹر پہنچ رہا ہے ——— ورنہ اس کے ذہن میں منصوبہ یہی تھا کہ وہ سرالف کو قابو میں کر کے اس سے مین ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا ——— اور پھر اس میں داخل ہونے کی منصوبہ بندی کرے گا۔ لیکن اب یہ سارا کام خود بخود ہو گیا تھا۔ اور وہ پوری ٹیم سمیت مین ہیڈکوارٹر میں داخل ہو رہا تھا۔ عمران کے نزدیک کرنل فریدی اور میجر پرمود کے مقابلے میں یہ اس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

بڑے سے ہال کمرے کے درمیان ایک بیضوی میز کے گرد پانچ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن میں سے چار کرسیاں پُر تھیں۔ البتہ ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ چاروں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے افراد آپس میں دبے دبے لہجے میں گفتگو کرنے میں مصروف تھے۔

اُسی لمحے کمرے کی ایک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور وہ چاروں چونک کر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ دروازے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا ـــــ اس کا سر انڈے کی طرح صاف تھا۔ لبوں پر گھنی مونچھیں تھیں۔ اور چہرے سے وہ خاصا خوشحال اور لارڈ قسم کا آدمی لگ رہا تھا ـــــ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا جدید تراش کا سوٹ تھا۔ وہ بڑے باوقار

انداز میں چلتا ہوا میز کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھ جاؤ" ـــــ آنے والے نے جو فورکارنرز کا گریٹ چیف باس تھا۔ باوقار سے لہجے میں کہا۔ اور ان چاروں کے بیٹھتے ہی وہ بھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں یہ اطلاعات تو مل چکی ہوں گی کہ فورکارنرز نے فی الحال مین مشن ملتوی کر دیا ہے۔ اور میں نے یہ خصوصی میٹنگ صرف اس لئے طلب کی ہے تاکہ اس بارے میں تمہارے ذہن صاف ہو سکیں" ـــــ گریٹ چیف باس نے کرسی پر بیٹھتے ہی ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ـــــ ہم تو حکم کے غلام ہیں۔ وضاحت کی ضرورت ہی نہیں" ـــــ ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے آدمی نے کہا۔

"نہیں ـــــ تھری تھری مین مشن کے بعد تم لوگوں نے دنیا پر دراصل حکومت کرنی ہے۔ میں تو پھر بھی انڈرگراؤنڈ ہی رہوں گا۔ اس لئے تمہارے ذہن صاف اور واضح ہونے چاہئیں ـــــ ویسے تم مجھے بتاؤ کہ مین مشن کے ملتوی ہونے کی تمہارے ذہن میں کیا وجوہات ہیں" گریٹ چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس ——— میرے خیال میں تو ان ایشیائی جاسوسوں کی وجہ سے ہی مشن ملتوی کیا گیا ہے" ——— تھری تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر باری باری باقی افراد نے بھی تھری تھری کے خیال کی تائید کر دی۔

"اسی بات کے لئے میں نے یہ میٹنگ طلب کی ہے۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تمہارے ذہنوں میں یہی بات آئی ہو گی ——— لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ فور کارنرز ایسی عام سی تنظیم ہے کہ چند سرپھرے ایشیائی ایجنٹوں کی وجہ سے اتنا بڑا مشن ملتوی کر سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کی وجوہات دوسری ہیں ——— بنیادی وجہ ذہنوں کی تبدیلی والے پروجیکٹ میں اچانک پیدا ہو جانے والی خرابی ہے۔ اور یہ خرابی کم از کم ایک ہفتے میں دور ہو سکتی ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ فور کارنرز نے فیصلہ کیا ہے کہ بجائے پوری دنیا میں دہشت گردی اور قتل و غارت کر کے دنیا پر قبضہ کرنے کے ذہنوں کو تبدیل کرنے والے پراجیکٹ کو استعمال کر کے دنیا پر قبضہ کر لیا جائے ——— ہم نے سپر پاورز میں اس پروجیکٹ کو نصب بھی کر دیا تھا۔ لیکن مین مشین میں اچانک خرابی پیدا ہو گئی۔ اس طرح مشن رک گیا ——— اس کے علاوہ دوسری چھوٹی چھوٹی اور بھی وجوہات ہیں جو قابل ذکر نہیں۔ اور جہاں تک ان ایشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کا تعلق ہے وہ سب کے سب

ہیڈ کوارٹر پہنچ چکے ہیں۔ میں نے انہیں ہیڈ کوارٹر کے زیرو سیکشن میں رکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی مین پراجیکٹ او۔ کے ہو گا ——— میں انہیں ایم سیکشن کے حوالے کر دوں گا اور پھر ان کے دماغوں پر تفصیلی ریسرچ ہوتی رہے گی۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت ہو ——— ویسے بھی ان تینوں کی ذہنی صلاحیتوں کا مجموعہ ہماری گریٹ سیکرٹ سروس بھی اب پوری طرح کام کرنے کے لئے تیار ہو چکی ہے ——— اور اگر یہ لوگ قابو میں نہ آتے تو ہمارے گریٹ ایجنٹ حرکت میں آ جاتے اور پھر ان کے بچ نکلنے کی ایک فی صد بھی گنجائش باقی نہ رہتی" ——— گریٹ چیف باس نے پوری تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"سر ——— میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں" اچانک ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

"یس ——— ٹو ٹو۔ بولو۔ کھل کر بات کرو" ——— گریٹ چیف باس نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ میرے نقطہ نظر سے ان لوگوں کو زندہ ہیڈ کوارٹر میں لے آنا اور پھر انہیں کچھ دن تک اس طرح رکھنا انتہائی خطرناک صورت حال ہے ——— یہ لوگ جہاں تک میں انہیں سمجھا ہوں۔ کسی بھی لمحے ناممکن کو

ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں"۔۔۔۔ ٹوٹو نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ تمہیں واقعی علم نہیں ہے کہ یہ لوگ کس پوزیشن میں ہیں۔ اس لئے تمہارے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی۔ اچھا ہے تم نے یہ بات کر دی۔ میں اب تمہیں ان کی پوزیشن دکھا دیتا ہوں۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے بتانا کہ یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ گریٹ چیف باس نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا مائیک نما آلہ باہر نکال کر اُسے منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو۔۔۔۔ انچارج زیرو سیکشن گریٹ چیف باس کالنگ"۔۔۔۔ گریٹ چیف باس نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔۔۔ ایکانو اٹنڈنگ یو"۔۔۔۔ اس مائیک کے دوسری سائیڈ سے ایک آواز نکلی۔

"فوراً اپنے سیکشن کے تینوں ریڈ ہالز کو کانفرنس روم میں پراجیکٹ کرو"۔۔۔۔ گریٹ چیف باس نے کہا۔ اور مائیک واپس جیب میں ڈال لیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کی ایک دیوار اس طرح روشن ہو گئی۔ جیسے وہ سکرین ہو۔ اور چند لمحے اس پر جھماکے ہونے کے بعد اس پر تین مختلف ہال کمروں کے مناظر

ابھر آئے۔ ہر ہال کمرے میں شیشے کے بڑے بڑے تابوت رکھے ہوئے تھے۔ ان تابوتوں میں سے رنگ برنگی تاروں کے گچھے نکل کر دیواروں میں لگے ہوئے پلگوں میں غائب ہو رہے تھے۔۔۔۔ ایک ہال میں نو تابوت تھے۔ جب کہ دوسرے ہال میں بیس کے قریب تابوت تھے۔ اور تیسرے ہال میں تقریباً پندرہ تابوت تھے۔

"دیکھا تم نے۔ یہ سب وہی ایشیائی ایجنٹ اور ان کے ساتھی ہیں۔ یہ تابوت کمپیوٹر کنٹرولڈ ہیں۔ اس میں سے یہ کسی صورت بھی باہر نہیں آسکتے۔۔۔۔ اور نہ حرکت کر سکتے ہیں۔ اور ان کے ذہنوں میں ابھرنے والے خیالات تک باقاعدہ ریکارڈ ہو رہے ہیں۔ ایسا کرنا ضروری تھا۔ تاکہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کا مکمل گرافک ریکارڈ مرتب ہو سکے۔۔۔۔ بعد میں ان کے دماغوں پر ریسرچ کرنے میں یہ ریکارڈ کام آئے گا"۔۔۔۔ گریٹ چیف باس نے فاتحانہ انداز میں اپنے ماتحتوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس۔ ویری سوری۔ اب میں مطمئن ہوں کہ یہ لوگ کوئی حرکت نہیں کر سکتے"۔۔۔۔ ٹوٹو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اور باس نے جیب سے دوبارہ وہی مائیک باہر نکالا۔

"ایکانو۔ ان ہال کمروں کی حفاظت کرتے ہوئے گریٹ ایجنٹس کو پروجیکٹ کرو"۔۔۔۔ گریٹ چیف باس نے

کہا۔ اور مائیک دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

دوسرے لمحے سکرین پر جھماکہ ہوا اور منظر بدلتا گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض میدان کا منظر تھا۔ جس میں دور دور فاصلے پر تین عمارتیں نظر آرہی تھیں ــــ ہر عمارت ایک منزلہ تھی۔ پھر سکرین پر باری باری ہر عمارت کا کلوز اپ نظر آنے لگی۔ ہر عمارت کے باہر بے شمار افراد بڑے مستعد سے کھڑے نظر آرہے تھے ــــ یہ سب ایک ہی جیسی قدوقامت اور چہرے مہرے کے تھے جیسے ایک ہی فیکٹری سے اور ایک ہی سانچے سے نکل کر آئے ہوں ــــ ان کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ وہ ہر عمارت کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ ان سب کی پشت پر سرخ رنگ کے بیگ لدے ہوئے تھے۔

"یہ ہیں گریٹ ایجنٹس جن کے ذہنوں میں کرنل فریدی۔ عمران اور میجر پرمود تینوں کی مشترکہ ذہنی صلاحیتیں موجود ہیں۔ یہ نہ صرف ذہنی طور پر انتہائی تیز ہیں بلکہ جسمانی طور پر بھی یہ ہر فن کی انتہا پر پہنچے ہوئے ہیں ــــ کیا ان کی موجودگی میں تابوتوں میں پڑے ہوئے افراد کوئی حرکت کر سکتے ہیں" ــــ گریٹ چیف باس نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"واقعی سر۔ ایک فی صد بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اب ہم پوری طرح مطمئن ہیں" ــــ ٹوٹو نے ہی جواب دیا۔

"گڈ" ــــ گریٹ چیف باس نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور جیب سے مائیک نکال کر اس نے ایکانو کو پروجیکٹ آف کرنے کی ہدایات دیں اور مائیک دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"ویسے بھی یہ زیرو سیکشن مین ہیڈ کوارٹر میں ہونے کے باوجود مین ہیڈ کوارٹر سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس لئے چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے مین ہیڈ کوارٹر کو کسی قسم کا کوئی خطرہ پیش آ ہی نہیں سکتا" ــــ گریٹ چیف باس نے کہا۔

"یس باس ــــ ہم سمجھ گئے ہیں باس" سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب چند دوسری باتیں بھی کرلیں۔ میں نے مین مشن کی مکمل پلاننگ بدل دی ہے۔ اس لئے نئی ہدایات تمہارے سنٹر میں پہنچ جائیں گی ــــ اور پھر تم نے ان ہدایات کے مطابق سپرپاورز کا کنٹرول سنبھال لینا ہے۔ باقی رہیں چھوٹی حکومتیں تو وہ خود بخود ہمارے کنٹرول میں آجائیں گی" ــــ چیف باس نے کہا۔

"سر۔ وہ ٹارگٹ مشن میں کیا خرابی تھی۔ اچھا تھا کہ دنیا پر ہماری طاقت کا رعب بیٹھ جاتا اس کے بعد کسی کو سر اٹھانے یا بغاوت کرنے کا خیال تک نہ آتا" فورفور نے پوچھا۔

"وہ اپنی جگہ موجود ہے۔ براعظم ایشیا کے آدھے سے زیادہ حصے کو تباہ کرنے کے لئے ٹارگٹ فکسڈ ہیں ——— اور اسے ایک لمحے میں آپریٹ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ذہنوں کو تبدیل کرنے والے پروجیکٹ کے بعد اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی ——— فی الحال تو یہ پروجیکٹ چار سپر پاورز میں سیٹ کئے گئے ہیں۔ یعنی ایکریمیا۔ روسیاہ۔ شوگران اور گریٹ لینڈ میں۔ ان کے کنٹرول میں آنے کے بعد باقی دنیا کے تمام ممالک میں بھی ان پراجیکٹس کو ایک طویل المیعاد منصوبے کے تحت سیٹ کر دیا جائے گا ——— اور اس کے بعد پوری دنیا قیامت تک کے لئے ہمارے مکمل کنٹرول میں آجائے گی۔ لیکن اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو پھر ٹارگٹ مشن آپریٹ کر دیا جائے گا اور اس طرح دنیا کو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ فور کاپرنز کس قدر تباہ کن صلاحیت رکھتی ہے" ——— گریٹ چیف باس نے کہا۔

"او۔ کے باس ——— آپ واقعی بے حد ذہین ہیں" فور فور نے کہا۔ اور گریٹ چیف باس مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اور اس کے ساتھ ہی باقی چاروں بھی کھڑے ہو گئے۔

"او۔ کے ——— اب تم سب اپنے اپنے سیکشنز میں جاؤ۔ اور مین مشن پر ورک کے لئے تیار رہو" گڈ بائی" ——— گریٹ چیف باس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو ہیلی کاپٹر سے اتار کر ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جایا گیا —— اور پھر ان دونوں کو اس طرح سٹریچروں پر ڈال دیا گیا جیسے مریض کو آپریشن ہال میں لے جانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ ان کے سروں پر شیشے کے بنے ہوئے بڑے بڑے ہلمٹ چڑھا دیئے گئے ان ہلمٹس کا تعلق دیوار سے نصب ایک کافی بڑی مشین کے ساتھ تھا —— اس مشین کے سامنے سفید کوٹ پہنے ہوئے دو آپریٹر موجود تھے۔ انہوں نے مشین کے مختلف بٹن دبائے تو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کے ہلمٹس میں زرد رنگ کا دھواں سا پھیل گیا —— اور اس دھوئیں کے پھیلتے ہی ان دونوں کے ذہنوں پر

تاریکی سی چھا گئی۔ کرنل فریدی نے اپنے ذہن کو بلینک کرنے اور اپنے آپ کو بے ہوش نہ ہونے دینے کی شعوری کوشش کی —— لیکن یہ زرد رنگ کا دھواں اس قدر زود اثر تھا کہ اس کی کوئی کوشش بھی بارآور ثابت نہ ہوئی۔ اور اس کے ذہن پر خود بخود تاریکی کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی۔

• تاریکی کی اس چادر میں اچانک روشنی کا ایک نقطہ سا ابھرا اور پھر آہستہ آہستہ یہ نقطہ پھیلتا چلا گیا۔ اور کرنل فریدی کو ایسے محسوس ہوا جیسے ایک اندھے آدمی کو اچانک بینائی سی مل گئی ہو —— اب اُسے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں گذشتہ مناظر کسی فلم کی طرح ابھر آئے جب اُسے نیلے شعلے کے ذریعے بے حس و حرکت کرنے کے بعد ایک سٹریچر پر لٹایا گیا تھا —— اور شیشے کا ہلمٹ اس کے سر اور چہرے پر چڑھا دیا گیا تھا۔ لیکن اب وہ اپنے آپ کو سٹریچر کی بجائے ایک بڑے سے تابوت میں چت لیٹا ہوا محسوس کر رہا تھا —— اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی اور اُسے یہ محسوس کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ اس کا بے حس و حرکت جسم اب پوری طرح حرکت میں تھا —— لیکن تابوت کی لمبائی چوڑائی اور بلندی اس قدر نہ تھی کہ وہ اس میں اٹھ کر بیٹھ بھی سکے۔

البتہ حرکت کرنے میں کوئی رکاوٹ مانع نہ تھی۔ تابوت چونکہ شفاف شیشے کا تھا۔ اس لئے پورے ہال کا منظر اُسے صاف نظر آرہا تھا ——— اور اب جب اس نے تابوت میں سے اس ہال کا منظر دیکھا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس ہال کمرے میں بیس کے قریب تابوت تھے۔ جن میں پڑے ہوئے افراد اُسے صاف نظر آرہے تھے۔ ان میں سے کئی کلبلا رہے تھے اور کئی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے ——— ساتھ والے تابوت میں کیپٹن حمید تھا۔ اور باقی تابوتوں میں اس کی زیرو فورس کے افراد موجود تھے۔

"اوہ ——— یہ زیرو فورس کے آدمی یہاں کیسے پہنچ گئے۔ جنہیں میں ساتھ لے گیا تھا وہ تو ختم ہو گئے تھے۔ اور یہ تو شہر میں تھے پھر ان کا پتہ کیسے لگ گیا۔ اور یہ سب کیسے گرفتار کر لئے گئے" ——— کرنل فریدی نے بُری طرح چونکتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

لیکن ظاہر ہے وہاں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو اس کی بات کا جواب دیتا۔

کرنل فریدی تابوتوں میں سے نکلنے والی رنگ برنگی لہروں کو بھی دیکھ رہا تھا جو دیواروں میں بنی ہوئی ساکٹوں میں جاکر غائب ہو رہی تھیں ——— وہ چند لمحے خاموش پڑا اس ساری صورت حال کو چیک کرتا رہا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے ہم فورکارنرز کے مین ہیڈکوارٹر میں پہنچ چکے ہیں" ——— کرنل فریدی نے سوچا۔ اور پھر اس نے فوری طور پر حرکت میں آجانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر تابوت کے ڈھکن کو زور لگا کر چیک کیا ——— لیکن ڈھکن اتنی مضبوطی سے اپنی جگہ جما ہوا تھا کہ جیسے اُسے علیحدہ لگانے کی بجائے پورے تابوت کے ساتھ ہی بنایا گیا ہو۔ وہ غور سے ڈھکن اور باقی تابوت کے جوڑوں کو دیکھتا رہا ——— واقعی ڈھکن علیحدہ نہ لگا ہوا تھا۔ اور شیشے کی ساخت بھی بتا رہی تھی کہ شیشہ انتہائی مضبوط ہے۔ اسے کسی صورت بھی توڑا نہیں جا سکتا ——— لیکن اُسے اس تابوت میں ظاہر ہے باہر سے ہی ڈالا گیا ہوگا۔ اس لئے ایک ہی صورت سمجھ میں آرہی تھی کہ ڈھکن سائیڈوں میں ہو سکتے ہیں۔ پیروں کی طرف سے بھی جوڑ نظر نہ آرہا تھا ——— اس لئے اب منطقی طور پر ایک ہی صورت باقی رہ گئی تھی کہ اس کے سر کی طرف ——— والے حصے کو بطور ڈھکن استعمال کیا جاتا ہوگا ——— لیکن وہ اپنے سر کے عقبی طرف دیکھ نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے اوپر والے جسم کو کہنیوں کی مدد سے اوپر اٹھایا اور پھر تیزی سے کروٹ بدلنی شروع کر دی ——— تابوت اس کے جسم سے ذرا سا بڑا تھا۔ اس لئے کروٹ لینے میں خاصی مشکل پیش آ

رہی تھی۔ لیکن اس نے کسی نہ کسی طرح کروٹ بدلی۔ اور پھر وہ چت لیٹنے کی بجائے سینے کے بل تابوت میں لیٹ گیا ——— اب وہ اپنا سر اٹھا کر اطمینان سے تابوت کا وہ حصہ دیکھ سکتا تھا جو پہلے پشت کے بل لیٹنے کی وجہ سے وہ چیک نہ کر سکتا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ کیونکہ یہ حصہ بھی بغیر جوڑ کے تھا۔

"اوہ ——— کیا انہوں نے مجھے اندر لٹا کر تابوت بنایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— کرنل فریدی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے اس کی نظریں نچلے حصے پر پڑیں جہاں سے تاروں کے گچھے نکل کر جا رہے تھے جب کہ ان کے دوسرے سرے فرش میں غائب تھے ——— غور سے دیکھنے پر اُسے نچلے حصے میں جوڑ بھی صاف نظر آنے لگے۔ بلکہ ان جوڑوں میں کہیں کہیں ہوا کے لئے سوراخ بھی بنے ہوئے تھے۔

"ہونہہ ——— اگر میں پلٹ نہ جاتا تو یہ جوڑ مجھے کبھی نظر نہ آتا" ——— کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ ان جوڑوں کو کیسے توڑے۔ کیونکہ فرش پر رکھے جانے کی وجہ سے وہ توڑے نہ جا سکتے تھے ——— کرنل فریدی کچھ دیر اُسی طرح منہ کے

بل تابوت میں پڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا اور اپنی انگلی ہوا کے لئے بنے ہوئے ایک سوراخ میں ڈالی ——— تاروں کا گچھا اسی سوراخ کے قریب سے جا رہا تھا۔ اس کی ایک انگلی اس سوراخ سے باہر نکل گئی۔ اور کرنل فریدی نے باہر نکلی ہوئی انگلی کو موڑا۔ تو اس کی انگلی اس تار کے گچھے تک پہنچ گئی ——— اور کرنل فریدی نے اُسے انگلی کے ہک کی گرفت میں لیا۔ اور سوراخ کی طرف کھینچنے لگا۔ تھوڑی دیر کی مسلسل کوشش کے بعد وہ گچھے کو مڑی ہوئی حالت میں اندر گھسیٹ لینے میں کامیاب ہو گیا ——— اور پھر اس نے اس میں اور انگلیاں بھی ڈالیں اور اپنے ہاتھ کو ایک زور دار جھٹکا دیتے ہوئے پیچھے کی طرف سمیٹا تو تاروں کا یہ گچھا کھٹاک کی آواز سے ساکٹ سے ٹوٹ کر ہال کے فرش پر بکھر گیا ——— اور اس کے ٹوٹے ہوئے سرے سے مختلف رنگوں کے جگنو سے چمکنے لگے۔ ان جگنوؤں کو چمکتا دیکھ کر کرنل فریدی بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے بجلی جیسی تیزی سے گچھے کو اور زیادہ تیزی سے تابوت کے اندر کھینچنا شروع کر دیا ——— اور پھر جیسے ہی تاروں کے ٹوٹے ہوئے سرے سوراخ میں سے گزر کر اندر آئے۔ کرنل فریدی نے ان سروں کو تابوت کی دیوار کے ساتھ لگا دیا ——— دوسرے لمحے جس جگہ

تاروں کے یہ سرے ٹچ ہوئے وہ جگہ پگھل کر بہنے لگی ۔ کرنل فریدی گچھے کو پکڑے ان سروں کو اوپر اٹھاتا گیا ۔ اور تابوت کا شیشہ پگھلتا چلا گیا —— کرنل فریدی مسلسل شیشہ پگھلانے میں لگا رہا ۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تابوت میں اتنا سوراخ کرنے میں کامیاب ہو گیا جس سے وہ سمٹ سمٹا کر باہر نکل سکے —— اس نے تاروں کو ایک طرف پھینکا اور اپنا اوپر والا جسم پگھلے ہوئے حصے کی طرف بڑھایا ۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اس کا اوپر والا جسم اس حصے سے باہر نکلا —— اور پھر کرنل فریدی اپنے جسم کو سمیٹتا ہوا باہر فرش پر رینگتا گیا ۔ اور پھر جیسے ہی اس کے پیر باہر آئے وہ اچھل کر فرش پر کھڑا ہو گیا —— اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ کھیل رہی تھی ۔ وہ ایک ناممکن کو ممکن بنا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔

اُسی لمحے اپنی پشت پر کھٹکے کی آواز سنتے ہی وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے جیسے عقاب اڑتا ہوا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اس طرح اس کا جسم اڑتا ہوا دیوار کے کھلے حصے میں سے اندر آنے والے دو مسلح افراد سے جا ٹکرایا —— اور وہ دونوں اس سے ٹکرا کر نیچے گرے ہی تھے کہ کرنل فریدی یک لخت اچھلا اور اس کے ساتھ ہی ایک

آدمی کے حلق سے کربناک چیخ نکلی ۔ کرنل فریدی کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے اس آدمی کے سینے پر جسم کے پورے وزن سمیت پڑے تھے اور اس کا سینہ پچک سا گیا —— اور اس کی ناک اور منہ سے خون کے فوارے سے نکلنے لگے جب کہ اچھلتے ہوئے کرنل فریدی کا جسم بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور اس نے دوسرے آدمی کو گردن سے پکڑ کر اپنے ساتھ ہی فضا میں اٹھایا اور پھر پوری قوت سے اُسے سر کے بل نیچے پختہ فرش پر پٹخ دیا ۔ اور اس آدمی کے حلق سے بھی پہلے جیسے آدمی کی طرح چیخ نکلی —— اور اس کا جسم ایک دھماکے سے ایک تابوت کے ساتھ ٹکراتا ہوا نیچے گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا ۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی ۔ کرنل فریدی نے اچھل کر اس کے ہاتھوں سے گری ہوئی سٹین گنوں میں سے ایک سٹین گن اٹھائی —— اور تیزی سے دیوار میں کھلے ہوئے حصے کی سائیڈ میں ہو گیا ۔ دوسری طرف اُسے ایک پتلی سی راہداری نظر آ رہی تھی جو اس ہال کمرے کے ساتھ ہی گھومتی ہوئی آگے جا رہی تھی ۔ کرنل فریدی چند لمحوں تک وہیں رکا رہا —— لیکن جب راہداری میں اُسے کسی کی موجودگی کے ردعمل کا پتہ نہ چلا تو وہ سٹین گن سمیت اس کھلے حصے سے باہر راہداری میں آیا ۔

باتیں طرف راہداری کے اختتام پر ایک کھلا ہوا دروازہ اور اس کھلے دروازے سے اُسے اندر کمرے میں مشینوں کا جال سا نصب نظر آ رہا تھا ---- وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ خالی تھا البتہ پورے کمرے کی دیواروں میں مشینیں نصب تھیں ---- جن میں سے ایک مشین پر سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ اور اس میں سے ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے خطرے کا الارم بجتا ہے ---- اس مشین کی سکرین تاریک تھی۔ جب کہ دوسری مشینوں کی سکرینیں روشن تھیں اور ہر سکرین پر ایک ایک دو دو تابوت نظر آ رہے تھے۔ البتہ درمیان میں ایک بڑی مشین تھی جس کی بڑی سی سکرین پر پورے ہال کا منظر نظر آ رہا تھا ---- کرنل فریدی تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا۔ اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس مشین کی سائیڈ میں ایک چھوٹی سکرین پر اُسے اپنی جدوجہد کی پوری فلم چلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی ---- وہ فلم ختم ہو کر دوبارہ شروع ہو جاتی اور پھر ختم ہو کر دوبارہ شروع ہو جاتی۔ اس طرح ایک سرکل سا چل رہا تھا۔ جب کہ اس سکرین کے اوپر ایک اور چھوٹی سی سکرین پر مختلف ہندسے تیزی سے ظاہر ہوتے اور غائب ہوتے دکھائی دے

رہے تھے۔ کرنل فریدی ہونٹ بھینچے مشین کی کارکردگی کو دیکھتا رہا۔ اب اُسے ساری صورت حال سمجھ میں آ رہی تھی ---- اس مشین کے ذریعے ہی تمام مشینوں کو کنٹرول کیا جا رہا تھا اور جس مشین کی سکرین تاریک تھی وہ لازماً کرنل فریدی کے تابوت سے منسلک تھی۔ اور تاریں علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ بند ہو گئی تھی۔

کرنل فریدی بڑی مشین کو غور سے دیکھتا رہا۔ لیکن یہ بالکل ہی نئی ساخت کی مشینیں تھیں ---- ایسی اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ اس لئے وہ انہیں سمجھ نہ پا رہا تھا آخر اس نے ایک فیصلہ کیا اور پیچھے ہٹ کر اس نے سٹین گن کی نال کا رخ اس بڑی مشین کی طرف کیا۔ اور ٹریگر دبانے ہی لگا تھا کہ یک لخت اُسے ایک خیال آیا تو اس نے سٹین گن کی نال کا رخ بدلا ---- اور دوسری مشین کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دھماکے ہوئے اور مشین کے پرخچے اڑ گئے ---- کرنل فریدی نے ہاتھ روک کر بڑی مشین کی سکرین کی طرف دیکھا تو وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ سکرین پر نظر آنے والے ہال کے منظر میں ایک تابوت پلٹ گیا تھا ---- اور اس میں سے زیرو فورس کا ایک آدمی باہر نکل رہا تھا۔ اب ظاہر ہے کرنل فریدی کا ہاتھ کیسے رک سکتا تھا۔ اس نے ایک ایک کر کے

باقی تمام مشینوں پر فائر کھول دیا۔ اور چند لمحوں بعد سوائے بڑی مشین کے باقی سب مشینیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی تھیں ــــ اس نے جان بوجھ کر بڑی مشین پر فائر کرنے سے ہاتھ روک دیا تھا۔ کیونکہ اُسے یک لخت خیال آیا تھا کہ لازماً اس مشین کا رابطہ کسی اور جگہ ہوگا۔ اور اس کے ٹوٹتے ہی وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ اور ایسی صورت میں جب کہ کیپٹن حمید اور زیرو فورس کے باقی رکن تابوتوں میں بند پڑے ہوں۔ وہ رسک نہ لے سکتا تھا ــــ لیکن اب صورت حال مختلف تھی۔ مشینوں کے ٹوٹنے سے تابوت بھی ٹوٹ چکے تھے اور اب ہال میں کیپٹن حمید سمیت زیرو فورس کے سب افراد آزاد ہو چکے تھے۔

کرنل فریدی تیزی سے مڑا اور اس راہداری میں دوڑتا ہوا واپس ہال میں پہنچ گیا۔

"جلدی کرو۔ ان سب کو ہوش میں لے آؤ۔ جلدی" کرنل فریدی نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ اس وقت تک وہیں رکا رہا جب تک کہ کیپٹن حمید سمیت سب افراد ہوش میں نہ آ گئے۔

"تم لوگ کیسے گرفتار ہوئے" ــــ کرنل فریدی نے ایک لمبے تڑنگے آدمی سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سر ــــ اچانک ہی ہم بے ہوش ہو گئے۔ اور آنکھ یہاں تابوت میں کھلی ــــ" اس نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بعد میں دیکھوں گا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا۔ فی الحال باہر نکلنے کی سوچیں" ــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کھلے دروازے سے واپس راہداری میں آ گیا۔ کیپٹن حمید اور زیرو فورس کے ارکان بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے باہر راہداری میں آ گئے۔

"حمید۔ تم دائیں طرف راہداری میں جا کر دیکھو کہ ادھر کیا ہے۔ ساتھ آدمی لے جاؤ۔ جلدی۔ میں ادھر سامنے والے کمرے میں موجود ہوں" ــــ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

اور کیپٹن حمید زیرو فورس کے آدمیوں کے ساتھ دائیں طرف راہداری میں دوڑ گیا۔

"میرے ساتھ آؤ راجش تمہیں مشینری کا علم ہے۔ ادھر آؤ" ــــ کرنل فریدی نے اس لمبے تڑنگے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس سے اس نے پوچھ گچھ کی تھی۔ اور راجش سر ہلاتا ہوا کرنل فریدی کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں مشینیں نصب تھیں۔

"اس بڑی مشین کو دیکھو۔ اس کی کیا کارکردگی ہے۔"

"اور اس کا رابطہ کہاں کہاں ہے" ــــــ کرنل فریدی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑی مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے راجش سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور راجش تیزی سے قدم بڑھاتا اس مشین کی طرف بڑھ گیا۔ جو ابھی تک چل رہی تھی۔ وہ کچھ دیر تک اس مشین کی بغور چیکنگ کرتا رہا۔

"اوہ سر۔ یہ ایکوم فائن کی طرز کی مشین ہے۔ کنٹرولنگ مشین۔ اس کا لنک لازماً کسی اور مشین سے ہو گا۔ اور یہ یہاں کی ساری صورت حال کو اس مشین پر ٹرانسمٹ کر رہی ہو گی" ــــــ راجش نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں ساتھ کھڑے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اسی لمحے کیپٹن حمید کمرے میں داخل ہوا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے" ــــــ کرنل فریدی نے چونک کر کیپٹن حمید سے پوچھا۔

"دوسری طرف ایک بڑا کمرہ ہے جس میں بے شمار جدید قسم کا اسلحہ موجود ہے۔ میں نے سٹین گنیں تو وہاں سے اٹھا کر سارے ممبرز میں تقسیم کر دی ہیں۔ البتہ باقی اسلحے کو میں نے نہیں چھیڑا" ــــــ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"ہوں ــــــ راجش تم نے اس مشین کا خیال رکھو۔ میں

پہلے یہ اسلحہ دیکھوں آؤ۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے جس کی مدد سے ہم یہاں سے باہر نکل سکیں" کرنل فریدی نے راجش سے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ باہر زیرو فورس کے افراد موجود تھے ــــــ کرنل فریدی کیپٹن حمید کو ساتھ لئے راہداری میں دوڑتا ہوا عمارت کے گرد گھوم کر جب دوسری طرف پہنچا تو وہاں واقعی ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"یہ ہے وہ اسلحہ خانہ" ــــــ کیپٹن حمید نے کہا۔ اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ واقعی وہ پورا اسلحہ خانہ تھا۔ بڑے بڑے ریکس میں علیحدہ علیحدہ اسلحہ رکھا ہوا تھا ــــــ کرنل فریدی بغور اسلحے کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ ایک ایک کے سامنے رک گیا۔ اس کے اندر چھوٹے چھوٹے باکس نما مشینیں موجود تھیں ــــــ جن کے ساتھ چوڑے منہ والی گنیں نصب تھیں۔ یہ گنیں ان مشینوں کے ساتھ لچھے دار تار کے ساتھ منسلک تھیں۔

"اوہ اوہ ــــــ ویری گڈ۔ یہ تو ایلٹان مشینیں ہیں۔ انتہائی خوفناک اسلحہ۔ ٹھیک ہے۔ بلاؤ فورس کو" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں مڑ کر کیپٹن حمید سے کہا۔ اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ کرنل

فریدی نے ایک مشین کو ساتھ بندھے ہوئے تسمے کی
مدد سے بغل سے لٹکا لیا۔ چند لمحوں بعد فورس کے
آدمی اندر داخل ہوئے۔ اور پھر کرنل فریدی کے حکم پر
سب نے ایک ایک مشین اٹھا لی ـــــ اور کرنل فریدی
ان کے استعمال کے بارے میں انہیں ہدایات دینے
لگا۔

"اوہ کرنل صاحب ـــــ یہ تو انتہائی خوف ناک مشین
ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے تفصیلات سننے کے بعد
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اس میں سے نکلنے والی ریز کی رینج بھی کا
زیادہ ہوتی ہے اور یہ چٹانوں کو بھی پگھلانے کی طاقت
رکھتی ہیں" ـــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے ا
کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"پروگرام کیا ہوتا ہے۔ اب کسی دیوار کو پگھلا کر ا
عمارت سے باہر نکلنا ہوگا" ـــــ کرنل فریدی نے
اور پھر سب کو تیار رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس
نے اپنے کندھے سے لٹکی ہوئی ایلٹان مشین کی نا
کو دستے سے پکڑ کر اس کا رخ راہداری کی بیرو
دیوار کی طرف کیا ـــــ اور پھر مشین کی سائیڈ کا بٹن دبا

شین میں سے ہلکی ہلکی گونج کی آوازیں نکلنے لگیں۔ کرنل
ریدی نے دستے کے ساتھ لگا ہوا ٹریگر پریس کیا تو
ال میں سے سرخ رنگ کی روشنی کا تیز دھارا سا نکل کر
یوار پر پڑا ـــــ اور دوسرے لمحے ایک خوف ناک
ھماکہ ہوا اور دیوار کا ایک کافی بڑا حصہ یک لخت غائب
و گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی باہر سے چیخوں کی آوازیں
سنائی دیں ـــــ ایسا لگتا تھا جیسے دیوار کے اس
صے کے ساتھ کچھ لوگ موجود تھے جن پر اس کا ملبہ گرا
ہے اور وہ اس میں دب کر چیخ رہے ہوں۔

اُسی لمحے باہر سے اس کمرے ہوئے تھے پر
گولیوں کی خوف ناک بوچھاڑ شروع ہو گئی اور کرنل فریدی
بس اتفاق سے ہی بچ گیا ـــــ اگر وہ ایک لمحہ بھی مزید
ہیں کھڑا رہتا تو یقیناً ان برستی ہوئی گولیوں کی زد میں آجاتا
ہلی گولی جو اس کی سائیڈ سے نکل کر پچھلی دیوار سے ٹکرائی
ھی کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک
سائیڈ پر ہو گیا تھا اس لئے بچ گیا تھا۔

دوسری طرف سے اب دوڑتے ہوئے قدموں کے
ساتھ ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ سی آنے لگی تھی اور اس
بوچھاڑ میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا ـــــ کرنل فریدی
کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے باہر پوری فوج موجود ہو۔
وہ سب دیوار کے ساتھ ساتھ کافی دور تک لگے کھڑے

تھے ۔ اس لئے باہر سے اندر آنے والی گولیوں سے بچے ہوئے تھے ۔ لیکن لمحہ بہ لمحہ گولیوں کا زاویہ پھیلتا جا رہا تھا ——— اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی اور اس کے ساتھی بھی سائیڈ میں اور زیادہ فاصلے تک ہٹتے جا رہے تھے ۔ لیکن پھر اچانک کرنل فریدی کو ایک خیال آیا تو وہ دوڑتا ہوا کافی فاصلے پر گیا ——— اور اس نے ایک بار پھر اس طرف ایلٹان مشین کا فائر دیوار پر کر دیا ۔ اور پھر جیسے ہی خوف ناک دھماکے سے دیوار کا بڑا حصہ غائب ہوا کرنل فریدی نے بے اختیار چھلانگ لگائی اور اچھل کر باہر میدان میں جا گرا ——— اور پھر اُسے اٹھنے کی مہلت ہی نہ ملی ۔

میجر پرمود کی آنکھیں کھلیں تو اس نے اپنے آپ کو شیشے کے ایک تابوت میں بند پشت کے بل پڑے ہوئے پایا ——— وہ چند لمحوں تک تو حیرت سے ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا ۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو ۔ کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے ۔ اور پھر اس کے ذہن پر ناکسن انٹرپرائزر کے اس کمرے کی فلم سی چلنے لگی ——— جہاں اس نے دیوار کے کھلنے والے خلا میں سے نکلنے والے افراد کو تو گولی مار دی تھی لیکن پھر اچانک وہ بے ہوش ہو گیا تھا ۔ اب اس کا ذہن پوری طرح کام کرنے لگ گیا تھا ۔ اس نے دیکھا کہ یہ ایک ہال کمرہ تھا جس میں اس سمیت پندرہ کے قریب تابوت پڑے ہوئے تھے ۔

چونکہ تابوت شفاف شیشے کے تھے۔ اس لئے ان تابوتوں میں موجود افراد بھی اُسے صاف نظر آرہے تھے۔ اس نے توفیق اور طارق کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی پہچان لیا۔

"اوہ ——— میرے ساتھ تو صرف طارق اور توفیق تھے۔ یہ لوگ تو ساتھ بھی نہ تھے۔ بلکہ ہیڈکوارٹر پہ تھے پھر یہ یہاں کیسے پہنچ گئے" ——— میجر پرمود نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے تقریباً تمام ساتھی ہوش میں آچکے تھے اور وہ بھی تابوتوں میں گردنیں موڑ موڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہے تھے ——— اب میجر پرمود نے ان تابوتوں کی ساخت کا معائنہ کرنا شروع کر دیا۔ تابوتوں میں سے تاروں کے گچھے نکل کر دیواروں میں موجود ساکٹوں میں غائب ہو رہے تھے۔

میجر پرمود نے ہاتھ اٹھا کر تابوت کی دیوار پہ مارا۔ تو اُسے محسوس ہوا کہ تابوت کسی خاص شیشے کے بنے ہوئے ہیں جو خاصا سخت اور ساخت کے لحاظ سے بے حد مضبوط محسوس ہو رہا تھا ——— میجر پرمود ہونٹ دبائے غور سے اس تابوت کو دیکھتا رہا۔ اُسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ اس تابوت کو کس طرح توڑا جائے۔ لیکن کوئی ترکیب اس کے ذہن میں نہ آرہی تھی ——— اس نے اپنے جسم کو دیکھا تو یک لخت چونک پڑا۔ اس کا

لباس اس کے جسم پر موجود تھا۔ اس نے جلدی سے اپنے لباس کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اس کی مخصوص جیکٹ بھی اس کے جسم پر موجود تھی ——— لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ میجر پرمود نے تیزی سے جیکٹ کے بٹن کھولنے شروع کر دیئے۔ اُسے یقین تھا کہ تلاشی لینے والوں کے ہاتھ یقیناً جیکٹ کی انتہائی خفیہ جیبوں تک نہ پہنچ سکے ہوں گے ——— اور پھر چند لمحوں بعد ایک خفیہ جیب میں اس نے جیسے ہی دو انگلیاں داخل کیں اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ زیرو ٹیپ جیب میں موجود تھی ——— اس نے انگلیوں کی مدد سے وہ ٹیپ باہر کھینچ لی۔ یہ ہلکے نیلے رنگ کی ایک بالکل باریک اور پتلی سی پٹی تھی۔ جو بظاہر بے حد نرم سی تھی۔ لیکن میجر پرمود اس کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا ——— اس نے پٹی کو پکڑا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے اس کا ایک سرا تابوت کی سائیڈ پہ شیشے سے لگایا۔ اور اس کے دوسرے سرے کے ایک کونے کو انگلی سے مخصوص انداز میں موڑ کر جیسے ہی دبایا ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تابوت کے ٹکڑے اڑ کر ہال میں بکھر گئے ——— تابوت کی پوری سائیڈ ہی اڑ کر باہر جا گری تھی۔ البتہ اس کی چھت محفوظ تھی۔ دھماکہ ختم ہوتے ہی میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے وہ اس ٹوٹے

ہوئے تابوت سے باہر فرش پر آگرا۔ اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ساتھ ہی کیپٹن توفیق کا تابوت تھا۔ اس نے اس تابوت کی سائیڈ سے پتی لگائی ——— اور پھر جیسے ہی اس نے مڑے ہوئے کنارے کو دبایا تو پہلے کی طرح دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی سائیڈ کے شیشے کے ٹکڑے ٹوٹ کر توفیق کے جسم پر جا گرے ——— توفیق پہلے ہی اپنا منہ دوسری طرف پھیر چکا تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ زخمی ہونے سے بچ گیا۔

"باہر آجاؤ جلدی" ——— پرمود نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوڑ کر وہ طارق کے تابوت کی طرف بڑھ گیا۔ اب اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس تابوت کے شیشے کار کی ونڈ سکرین کی طرح کے ہیں ——— ان شیشوں کی ساخت بالکل جدا ہوتی ہے۔ یہ دو پرتوں کو ملا کر بنائے جاتے ہیں۔ جن کے درمیان گیس ہوتی ہے۔ اس طرح یہ شیشہ ٹوٹ جاتے تو گیس کی وجہ سے اس کی کرچیاں بالکل مٹی ہو جاتی ہیں ——— اور بظاہر وہ شیشے کی ہی کرچیاں ہوتی ہیں۔ لیکن ہاتھ لگانے سے وہ اس طرح بھر جاتی ہیں جیسے مٹی کی بنی ہوئی ہوں۔ اس طرح یہ نقصان پہنچانے کے قابل نہیں رہتیں ——— چنانچہ اب اس نے بے دھڑک ہو کر تابوت توڑنے شروع کر دیئے۔ لیکن ابھی وہ طارق کا تابوت توڑ کر اپنے دوسرے ساتھی کے تابوت کی طرف

بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اُسے سائیڈ کی دیوار میں کھٹکا سا محسوس ہوا۔ اور میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے گھومتے ہوئے پتی کا رخ اس طرف کیا اور کنارہ دبا دیا۔ پتی میں سے ہلکے نیلے رنگ کی لہر سی نکلی ——— اور دوسرے لمحے دیوار میں پیدا ہونے والے خلا میں سے نمودار ہونے والے ایک مسلح آدمی کے جسم کے اس طرح پرخچے اڑ گئے جیسے کسی نے اس پر ایٹم بم پھینک دیا ہو ——— اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن بھی مڑ تڑ گئی تھی۔

"توفیق ——— تم تابوت توڑو۔ میں آرہا ہوں" میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پتی توفیق کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دیوار میں نمودار ہونے والے خلا میں چھلانگ لگا دی ——— باہر ایک پتلی سی راہداری تھی۔ وہ راہداری میں پہنچ کر جیسے ہی سیدھا ہوا اچانک سامنے بنے ہوئے کمرے کا دروازہ کھلا اور شین گن سے مسلح آدمی نمودار ہوا ——— اب میجر پرمود بُری طرح پھنس گیا تھا۔ اس کے پاس بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس لئے اس نے یک لخت ایک بار پھر چھلانگ لگائی ——— اور جس طرح وہ ہال سے باہر آیا تھا اُسی طرح دوبارہ اڑتا ہوا واپس ہال کمرے میں آ گرا۔ اور اس بار واقعی وہ بال بال بچا تھا۔ کیونکہ

گولیوں کی بوچھاڑ سی اس کے قریب سے گزر گئی تھی۔ اگر اُسے ایک لمحہ کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً وہ ہٹ ہو جاتا۔

"پتی مجھے دو"——میجر پرمود نے چیختے ہوئے توفیق سے کہا۔ اور توفیق نے بھاگ کر پتی اس کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

اب راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دے رہی تھیں۔ میجر پرمود نے سائیڈ کی دیوار سے لگ کر پتی کا سرا خلا میں اس طرف کو کیا جدھر سے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں—— اور پھر اس نے اس کا مڑا ہوا کنارہ دبا دیا۔ پتی کے سرے سے نیلے رنگ کی روشنی کی لہر سی نکلی اور خلا کے کنارے سے ہو کر راہداری میں گئی—— اور اس کے ساتھ ہی کسی کے چیخنے اور گرنے کا دھماکہ سنائی دیا۔ اور میجر پرمود نے ایک بار پھر اچھل کر باہر چھلانگ لگا دی۔ پتی اس کے ہاتھ میں تھی—— لیکن اُسے دوبارہ پتی کا فائر کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ وہ آدمی جو اس خلا سے ذرا فاصلے پر تھا۔ راہداری کے فرش پر گرا ہوا تھا۔ اور اس کا جسم اس طرح کٹ پھٹ چکا تھا جیسے کسی نے چھریوں سے اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے ہوں۔ اس کی

مشین گن بھی پہلے والے کی طرح تڑ مڑ کر ضائع ہو چکی تھی۔ سامنے والے کمرے کا کھلا دروازہ اُسے نظر آ رہا تھا—— میجر پرمود دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا—— جب کہ دیواروں کے ساتھ نصب مشینیں چل رہی تھیں۔ جن کی سکرینوں پر ہال کمرے میں موجود تابوت نظر آ رہے تھے۔ چند سکرینوں پر ٹوٹے ہوئے تابوت نظر آ رہے تھے۔ جب کہ باقی پر صحیح سالم تھے—— میجر پرمود نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر واپس پلٹ پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا تھا کہ زیرو پتی کی مدد سے وہ ان تمام مشینوں کو تباہ کر دے—— لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اُسے معلوم نہ تھا کہ ان مشینوں کو تباہ کرنے کا کیا ردعمل سامنے آئے گا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ ان مشینوں کو تباہ کرنے سے پہلے زیرو پتی کی مدد سے سارے تابوت توڑ کر اپنے ساتھیوں کو صحیح سلامت باہر نکال لے—— چنانچہ وہ الٹے قدموں دوڑتا ہوا واپس ہال میں داخل ہوا۔ اور اس کے بعد اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔

زیرو پتی کے فائروں سے اس نے ایک ایک کر کے سارے تابوت توڑ دیئے۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کے سارے ساتھی صحیح سلامت ان خوف ناک تابوتوں سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔ اور ایک بار پھر راہداری میں آ گیا۔ لیکن اس بار وہ کمرے کی طرف جانے کی بجائے دوسری طرف گھوم گیا۔ تاکہ ادھر کی صورت حال کا جائزہ بھی لے سکے۔۔۔ لیکن اس طرف آگے جا کر راہداری ختم ہو گئی تھی۔ وہ واپس پلٹا اور پھر اپنے ساتھیوں سمیت دوبارہ اسی مشین روم میں آ گیا۔۔۔ وہاں مشینیں ابھی تک چل رہی تھیں۔ لیکن ان کی سکرینوں پر نظر آنے والے سارے تابوت ٹوٹے ہوئے تھے۔

"اب کسی دیوار کو توڑنا ہو گا۔ تب ہی پتہ چلے گا کہ ہم کہاں ہیں اور باہر کون ہے"۔۔۔ میجر پرمود نے مشین روم سے نکل کر راہداری میں آتے ہوئے کہا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ سوائے اس زیرو پتی کے اور کسی قسم کا کوئی اسلحہ ان میں سے کسی کے پاس نہ تھا۔ اور زیرو پتی میں موجود مخصوص طاقت بھی محدود ہوتی تھی۔ اس لئے اب اس میں بھی باقی برائے نام ہی طاقت رہ گئی تھی۔۔۔ اور کم از کم وہ کسی ٹھوس دیوار کو تو ہرگز نہ

توڑ سکتی تھی۔

"میجر۔۔۔ اس بلڈنگ سے باہر جانے کا کوئی نہ کوئی راستہ بہرحال ہو گا اس لئے اگر ہم ان مشینوں کو تباہ کر دیں تو یقیناً کوئی ہمیں چیک کرنے اندر آئے گا"۔۔۔ توفیق نے کہا۔

"اوہ یس توفیق۔۔۔ موجودہ حالت میں اس سے بہتر تجویز اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں مشین روم کو اڑاتا ہوں۔ ابھی زیرو پتی میں بہرحال اتنی طاقت موجود ہے کہ ایک مشین کو تباہ کر دے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ساری مشینیں ایک دوسرے سے منسلک ہوں گی"۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین روم کے دروازے میں رک کر درمیان میں موجود سب سے بڑی مشین کو ٹارگٹ بنایا۔۔۔ اور پھر جیسے ہی اس نے زیرو پتی کا مڑا ہوا کنارہ دبایا ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور مشین کے پرخچے اڑ گئے۔ میجر پرمود بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا۔۔۔ اور دوڑتا ہوا دور کھڑے اپنے ساتھیوں کی طرف آ گیا۔ مشین روم سے ابھی تک مسلسل دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہال کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے

تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے درمیان کافی فاصلہ رکھا تھا۔ لیکن راہداری کی دیوار ویسے ہی سپاٹ تھی۔ اب کمرے میں بھی سکوت طاری ہو چکا تھا۔

”آدھے آدمی گھوم کر دوسری طرف چلے جائیں۔ ہو سکتا ہے دروازہ اس طرف سے کھلے“ ——— میجر پرمود نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

اور طارق سر ہلاتا ہوا چند ساتھیوں سمیت دوسری طرف چل پڑا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک میجر پرمود کو مشین روم کی طرف سے کھٹکا سنائی دیا۔ وہ انتہائی تیزی سے لیکن پنجوں کے بل دوڑتا ہوا مشین روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا ——— اور پھر اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے مشین روم کی پچھلی دیوار جس سے مشینیں فٹ تھیں ایک پتلا سا خلا پیدا ہوتے دیکھا ——— میجر پرمود دروازے کی سائیڈ میں ہوا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کیا۔

اب مشین روم کے اندر سے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں جو اس دروازے کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ میجر پرمود بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ کہ اچانک دروازے میں سے جیسے سرخ رنگ کی تیز روشنی کا

ایک سیلاب سا نکلا اور پلک جھپکنے میں راہداری میں پھیلتا چلا گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دروازے میں کسی طاقتور سرچ لائٹ کو روشن کر دیا گیا ہو ——— یہ روشنی صرف چند لمحوں کے لئے چمکی اور پھر غائب ہو گئی۔ لیکن جیسے ہی یہ روشنی راہداری میں پھیلی میجر پرمود کے ساتھی حشرات الارض کی طرح نیچے فرش پر اس طرح گرتے گئے جیسے خطرناک زہر کے سپرے سے کیڑے مکوڑے گرتے ہیں۔ ان سب کے جسم ٹیڑھے میڑھے ہو گئے تھے۔

میجر پرمود چونکہ دروازے کی سائیڈ سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ اس لئے وہ براہِ راست اس روشنی کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔

”آؤ ——— اب یہ سب ختم ہو چکے ہیں“ ——— کمرے سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور میجر پرمود کا جسم یک لخت تن گیا۔

دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا آدمی ہاتھ میں ایک جدید ساخت کی سٹین گن تھامے دروازے سے نکل کر راہداری میں آیا ——— وہ آہستہ آہستہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ میجر پرمود اسی طرح دیوار سے چپکا کھڑا رہا۔ کیونکہ اندر ہونے والی گفتگو سے وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ کمرے میں ایک سے زیادہ آدمی موجود ہیں۔ اور وہی

ہوا۔ دوسرے لمحے ایک اور آدمی باہر نکلا۔ وہ بھی بالکل پہلے جیسے شخص کی قد و قامت کا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی شین گن تھی ـــــ اس کے بعد تیسرا برآمد ہوا۔ اور اب میجر پرمود نے حرکت میں آجانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ پہلا آدمی کافی آگے جا چکا تھا۔ اور وہ کسی بھی وقت پلٹ سکتا تھا ـــــ ایسی صورت میں میجر پرمود کے پاس بچنے کی گنجائش نہ ہوتی۔

"پہلے اس میجر پرمود کو تلاش کرو۔ وہ مجھے ان میں نظر نہیں آرہا" ـــــ پہلے آدمی نے مڑ کر پیچھے آنے والے سے کہا۔ اور مڑتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما۔ کیونکہ گردن موڑنے کی وجہ سے اُسے دیوار سے چمٹا میجر پرمود نظر آگیا تھا ـــــ لیکن اس سے پہلے کہ وہ شین گن کا ٹریگر دباتا میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی زیرو پتی کے مڑے ہوئے کنارے پر دباؤ ڈال دیا ـــــ اور وہ تینوں یوں اچھل کر نیچے گرے جیسے خوفناک طوفان میں کوئی حقیر تنکا اچھلتا ہے۔ اور دوسرے لمحے میجر پرمود یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان تینوں کے جسموں سے مختلف چھوٹے اور باریک پرزے نکل کر ادھر ادھر پھیل چکے تھے ـــــ اور ان کے جسم اس طرح مڑ تڑ گئے تھے جیسے مشین روم کی مشینیں تباہ ہوتے وقت مڑ تڑ گئی تھیں۔

"اوہ ـــــ یہ تو مصنوعی انسان تھے۔ کمال ہے بالکل انسان لگتے تھے" ـــــ میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھنے کی بجائے وہ کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ پتلا سا خلا ابھی تک موجود تھا ـــــ اور دروازے کے پاس ہی ایک مستطیل سی مشین پڑی ہوئی تھی۔ جس کے سامنے واقعی سرچ لائٹ کی طرز کا بڑا سا بلب شیڈ تھا۔

میجر پرمود نے اُسے اٹھایا۔ اور اس مشین کے ساتھ موجود تسمے کی مدد سے اُسے بغل سے لٹکا لیا۔ اور پھر واپس مشین روم سے نکل کر دوڑتا ہوا ان مصنوعی انسانوں کے بکھرے ہوئے جسموں کی طرف بڑھا۔ شین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری تھیں۔ اس لئے وہ تباہ ہونے سے بچ گئی تھیں ـــــ پرمود نے جھک کر ایک شین گن اٹھائی اور اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔ اس نے جھک کر ایک ساتھی کے جسم کو چیک کیا تو وہ زندہ تو تھا لیکن اس کی حالت ایسی تھی جیسے ابھی ختم ہونے والا ہو۔

میجر پرمود ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ طارق اور اس کے ساتھی گو دوسری طرف تھے۔ لیکن ان کے ادھر نہ آنے کی وجہ سے میجر پرمود سمجھ گیا تھا۔ کہ ان کا بھی یہی حشر ہوا ہوگا ـــــ وہ سوچ رہا تھا کہ

اب اپنے ساتھیوں کو کیسے ہوش میں لاتے۔ اور اُسی لمحے اُسے ایک خیال آیا تو اس نے چونک کر بغل سے لٹکی ہوئی سرچ لائٹ ٹائپ مشین کو اتارا۔ اور پھر اُسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر غور سے دیکھنے لگا۔ اس مشین کی پشت پر دو بٹن تھے ــــ اس کے نیچے عبارت موجود تھی۔ میجر پرمود نے اس عبارت کو پڑھا تو اس کا دل یک لخت خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ ایک بٹن کے نیچے فائر کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ جب کہ دوسرے بٹن کے نیچے اینٹی فائر کے الفاظ موجود تھے ــــ میجر پرمود نے فوراً لائٹ والا رخ سامنے کر کے اینٹی فائر والا بٹن پریس کیا تو یک لخت راہداری میں سبز رنگ کی روشنی کا سیلاب سا پھیل گیا۔ یہ روشنی صرف ایک لمحے کے لئے چمکی اور پھر بجھ گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کے جسموں میں حرکت کے آثار نمودار ہو گئے ــــ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب اچھل اچھل کر کھڑے ہونے لگے۔ میجر پرمود نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ انہیں ختم کرنے کی بجائے بہرحال زندہ رکھنا چاہتے تھے ــــ ورنہ وہ اس مشین کے ذریعے انہیں اس طرح بے ہوش کرنے کی بجائے سٹین گنوں کو بھی استعمال کر سکتے تھے۔ اور پھر سب سے آگے

والے مصنوعی انسان کا یہ فقرہ کہ پہلے میجر پرمود کو ڈھونڈھو۔ صاف بتا رہا تھا کہ وہ کس چکر میں آئے تھے۔

چند لمحوں بعد ہی طارق اور اس کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے آ گئے۔ اور طارق نے اپنے بے ہوش ہونے کی رپورٹ دینی شروع کی ہی تھی کہ میجر پرمود نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

" یہاں سب کے ساتھ یہی ہوا ہے۔ دو سٹین گنیں ہیں۔ وہ توفیق اور تم لے لو۔ ایک میرے پاس رہے گی اور اب یہاں سے باہر نکلو ــــ میجر پرمود نے کہا۔ اور پھر تیزی سے مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ مشین روم کی دیوار میں بنے ہوئے خلا میں سے اس نے دوسری طرف جھانکا تو دوسری طرف بھی ایک طویل راہداری سی نظر آ رہی تھی ــــ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ میجر پرمود آگے بڑھ گیا۔ اور اس کے ساتھی ایک ایک کر کے قطار کی صورت میں پیچھے آنے لگے۔

ابھی وہ سب راہداری کے درمیان میں پہنچے تھے کہ اچانک راہداری کی چھت پر تیز بلب روشن ہوئے اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے یک لخت چھلانگ لگائی ــــ اور اچھل کر قریباً پانچ گز آگے جا کھڑا ہوا۔ کیونکہ جس جگہ چھت پر آخری بلب جل رہا تھا۔ میجر پرمود تقریباً اس کے نیچے تھا۔ اس لئے وہ چھلانگ لگا

کر آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کے ساتھی بھی روشنی ہوتے ہی اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے چمٹ گئے۔ لیکن بلب دوسرے لمحے بجھ گئے۔ تو میجر پرمود نے حیرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا ——— اُسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر یک لخت راہداری کی سائیڈ والی دیوار سرر کی تیز آواز سے اٹھتی ہوئی اوپر چھت میں غائب ہو گئی ——— اور پھر جیسے گولیوں کا طوفان سا برس پڑتا ہے۔ اس طرح باہر سے راہداری میں گولیاں برسیں اور راہداری انسانی چیخوں سے گونج اٹھی ——— میجر پرمود کے ساتھی یک لخت مکھیوں کی طرح ڈھیر ہو رہے تھے۔ غائب ہونے والی دیوار کی دوسری طرف پچاس کے قریب ہی مصنوعی انسان ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے ——— اور وہ مسلسل راہداری میں گولیاں برسا رہے تھے۔ البتہ جس جگہ میجر پرمود تھا۔ اس حصے کی دیوار غائب نہ ہوئی تھی ——— دیوار صرف اتنے حصے کی غائب ہوئی تھی جتنے حصے میں بلب جلے تھے۔ میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کے گولیوں کی بارش میں ڈھیر ہوتے ہی وہی مشین بجلی کی سی تیزی سے سیدھی کر کے فائر والا بٹن دبا دیا ——— اور سرخ رنگ کی روشنی کا تیز سیلاب غائب ہوئی دیوار والے حصے سے دوسری طرف

کھڑے گولیاں برساتے انسانوں پر پڑا اور وہ سب بھی بالکل اُسی طرح گر گئے۔ جس طرح پہلے والی راہداری میں میجر پرمود کے ساتھی گرے تھے۔

ان لوگوں کے گرتے ہی میجر پرمود نے سرچ لائٹ نما مشین ایک طرف پھینکی اور پھر مشین گن سیدھی کئے وہ کھلے حصے کی طرف دوڑا۔

اُسی لمحے اس کے چھ ساتھی بھی اٹھنے کی کوشش کرتے دکھائی دیئے۔ اور میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے مشین گن کا فائر نیچے بے ہوش پڑے ہوئے افراد پر کھول دیا ——— اس کے ساتھ ہی دو اور مشین گنیں بھی حرکت میں آگئیں میجر پرمود نے چونک کر دیکھا تو توفیق اور طارق دونوں سیدھے کھڑے مشین گنیں چلا رہے تھے ——— جب کہ ان کے ساتھ پانچ اور ساتھی بھی کھڑے تھے۔ توفیق کے بازو سے اور طارق کی ران سے خون رس رہا تھا۔ اس طرح باقی ساتھی بھی کہیں نہ کہیں زخم کھا چکے تھے۔

"گنیں اٹھا لو جلدی" ——— میجر پرمود نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے خالی ہاتھ ساتھی اچھل کر آگے بڑھے۔ تاکہ نیچے گرے ہوئے افراد کے ہاتھوں سے نکلی ہوئیں مشین گنیں اٹھائیں ——— لیکن جیسے ہی وہ اس

راہداری کی حدود سے باہر نکل کر گنیں اٹھانے لگے۔ اچانک سائیڈ سے گولیوں کی بوچھاڑ سی آئی۔ اور وہ پانچوں کے پانچوں بری طرح چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔

میجر پرمود نے طارق اور توفیق کو اپنی طرف بلایا۔ اور طارق لنگڑاتا ہوا دوڑتا ہوا میجر پرمود کی طرف آیا ——— جب کہ توفیق ایک ہاتھ سے زخمی بازو کو تھامے بھاگ کر آگے آیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ پرمود کے پاس پہنچے۔ اچانک پرمود کو اپنی پشت پر کھٹکا سا محسوس ہوا ——— وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پوری قوت سے اُسے دھکا دیا ہو۔ اور وہ بے اختیار اچھل کر پہلو کے بل راہداری کے فرش پر گرا ——— یہی حال طارق اور توفیق کا بھی ہوا۔ میجر پرمود نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اُسی لمحے جس طرف سے انہیں دھکا لگا تھا کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور ان تینوں کے تقریباً درمیان میں آ گری ——— اس کے ساتھ ہی ایک لرزا دینے والا خوفناک دھماکہ ہوا اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے میجر پرمود کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا کہ اس کا جسم سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر ادھر ادھر بکھر گیا ہے ——— اور اس کے بعد

اس کا ذہن اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

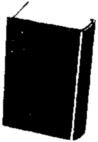

عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک تابوت میں پڑے ہوئے دیکھا۔ یہ تابوت شیشے کا بنا ہوا تھا ——— وہ انتہائی حیرت سے یہ منظر دیکھنے لگا۔ اس کا شعور ابھی پوری طرح بیدار نہ ہوا تھا۔ اور پھر اُسے گزشتہ ساری باتیں یاد آتی گئیں۔ والش اُسے اور جولیا۔ کیپٹن شکیل اور چوہان کو ایک ویگن میں گرفتار کر کے لے جا رہا تھا۔ پھر والش نے ٹرانسمیٹر پر ہیڈ کوارٹر سے بات کی جہاں سے

اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے ۔ یہ ویگن ایک چھوٹی سی ویران عمارت میں جاکر رکی تھی ——— اور پھر عمران ، اور اس کے ساتھیوں کو ایک کمرے میں لے جایا گیا ۔ کمرے میں پہنچتے ہی وہاں موجود ایک آدمی نے اچانک ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک عجیب ساخت کے ریوالور کا فائر کیا ——— اور اس ریوالور کی نال سے فائر کے باوجود کوئی چیز نہ نکلی اور گو عمران فائر ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک سائیڈ پر ہوا تھا تاکہ ریوالور کے فائر سے بچ سکے ——— لیکن پھر اس کے قدموں نے زمین نہ پکڑی اور وہ پہلو کے بل ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گرا تھا ——— اور اس کے ساتھ ہی اس کے حواس تاریکی میں ڈوب گئے تھے ۔ اور اس کے بعد اب اس کی آنکھیں اس شفاف شیشے کے بنے ہوئے تابوت میں کھلی تھیں ——— عمران نے سب سے پہلے تو اپنے جسم کو چیک کیا ۔ اور جب اُسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا جسم کسی جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا ——— اس ہال نما کمرے میں اس جیسے کئی تابوت موجود تھے ۔ اور ان سب میں جولیا اور اس کے ساتھی بند تھے ۔

" واہ ۔ اسے کہتے ہیں عزت ——— کیا خوب صورت تابوت ملا ہے " ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" عمران ۔ تمہاری آواز ——— یہ ہم کہاں ہیں " اُسی لمحے جولیا کی مدھم سی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی ۔

" فی الحال تو کسی ایئرکنڈیشنڈ اجتماعی قبر میں ہیں لیکن ابھی تک کوئی حور نظر نہیں آئی " ——— عمران نے اونچی آواز میں کہا ۔

" قبریں حوریں نہیں آتیں منکر نکیر آتے ہیں " صفدر کی ہلکی سی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی ۔ اور عمران مسکرا دیا ۔

" عمران ——— یہاں سے نکلو ۔ میرا دم گھٹ رہا ہے " ——— جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" فکر نہ کرو ۔ ہم ان شیشے کے تابوتوں سے نکل سکیں نہ نکل سکیں دم ضرور نکل جائے گا ۔ کیونکہ آواز بھی تو آ جا رہی ہے " ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کروٹ لی اور اوندھے منہ ہو گیا ۔ اُسے تابوت کے اوپر اور سائیڈوں پر کہیں کوئی معمولی سا سوراخ بھی نظر نہ آیا تھا ——— جب کہ آواز اندر داخل ہونے کا یہی مطلب تھا کہ بہر حال تابوت میں سوراخ

موجود ہیں۔ اس لئے وہ کروٹ بدل کر اوندھے منہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ اب تابوت کا نچلا حصہ ہی رہ گیا تھا۔ جو کروٹ بدلے اُسے نظر نہ آسکتا تھا ——— اور پھر اُسے نچلے حصے کی سائیڈوں میں انگلی سے موٹے کئی سوراخ نظر آگئے۔ تابوت میں سے تاروں کا گچھا سا نکل کر دیوار میں نصب ساکٹ میں غائب ہو رہا تھا۔

عمران غور سے ان سوراخوں اور تاروں کے اس گچھے کو دیکھتا رہا ——— پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر شیشے کی دیوار کو تھپتھپایا۔ لیکن شیشہ اپنی ساخت کے لحاظ سے خاصا مضبوط نظر آرہا تھا۔ شیشہ تھپتھپاتے ہوئے اس کی نظر اپنی کلائی پر پڑی ——— اس کی کلائی سے گھڑی بھی غائب تھی۔ اور پیروں میں جوتے اور جرابیں بھی نہ تھیں۔

" خاصے ذہین لوگ ہیں۔ شکر ہے لباس تو ہے ورنہ حور شرما کر واپس چلی جاتی " ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے یقین تھا کہ لباس کی جیبیں بھی خالی ہی ہوں گی جو لوگ اس قدر محتاط تھے کہ انہوں نے بوٹ۔ جرابیں اور گھڑی اتار لی تھی۔ وہ اب جیبوں میں کہاں کچھ باقی رہنے دیتے تھے۔

عمران کی نظریں سوراخوں سے نیچے رینگ گئیں۔ نیچے تابوت کا جوڑ صاف نظر آرہا تھا۔

" کمال ہے۔ الٹا تابوت بنا دیا ہے انہوں نے۔ احمق کہیں کے " ——— عمران نے کہا اور اپنے جسم کا دباؤ ایک سائیڈ پر ڈالا کہ تابوت کو الٹ دے۔ لیکن تابوت تو شاید فرش کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اس نے معمولی سی حرکت بھی نہ کی تھی۔

عمران نے ایک سوراخ میں انگلی ڈال کر تاروں کے گچھے کو پکڑنا چاہا۔ لیکن گچھا سوراخوں سے کافی فاصلے سے گزر رہا تھا ——— اس لئے وہ اس کی انگلی کی گرفت میں نہ آسکتا تھا۔

" عمران کیا کر رہے ہو۔ جلدی کوئی ترکیب سوچو " اُسی لمحے جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اس میں ترکیب سوچنے کی کیا بات ہے۔ گواہ موجود ہیں چاہے تابوتوں میں ہی سہی۔ لیکن وہ تمہاری بات سن سکتے ہیں۔ بس ہاں کہہ دو " ——— عمران نے اونچی آواز میں جواب دیا۔

" تم اس حالت میں بھی بکواس سے باز نہیں آرہے " جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

" تو پھر خاموش ہو جاؤ۔ مجھے کچھ سوچنے دو " عمران نے اس بار تلخ لہجے میں جواب دیا تو جولیا کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی۔

عمران بار بار کوئی ترکیب سوچنے کے لئے اپنے

ذہن پر پورا زور ڈال رہا تھا۔ لیکن ایسا لگتا تھا جیسے تابوت میں بند ہونے کے بعد اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی یکسر فیل ہو کر رہ گئی ہو ـــــ کوئی ترکیب ہی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس نے اچھل کر پشت سے تابوت کے ڈھکن پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن تابوت کا شیشہ بے حد مضبوط قسم کا تھا۔

"یا اللہ ـــــ اب میری کھوپڑی کو بھی اتنا سخت بنا دے کہ چلو فولاد نہ سہی شیشہ تو توڑ لے" ـــــ عمران نے بڑبڑا کر دعا مانگنے کے سے انداز میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے صرف دعا مانگنے سے تو اس کا سر اتنا مضبوط نہ بن سکتا تھا ـــــ اس لئے اب اس نے غور سے اس حصے پر نظریں جما دیں جس میں جوڑ اُسے نظر آ رہا تھا۔ اور ہوا کے لئے سوراخ موجود تھے۔ اس نے ان سوراخوں کی تعداد اور ان کا درمیانی فاصلہ دیکھا۔ تو اُسے محسوس ہوا کہ سوراخوں کے درمیان فاصلہ باقاعدہ نہیں ہے ـــــ بلکہ کہیں فاصلہ زیادہ ہے اور کہیں فاصلہ کم۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ تابوت بناتے وقت یہ سوراخ نہیں رکھے گئے تھے۔ بلکہ بعد میں خیال آنے کی وجہ سے ان میں سوراخ بنائے گئے تھے۔ اور اس خیال کے ذہن میں آتے ہی اُسے اچانک ایک ترکیب سمجھ میں آ گئی اور وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ ترکیب

بظاہر تو احمقانہ تھی۔ لیکن اُسے یقین تھا کہ بہرحال ترکیب کامیاب رہے گی۔ اس نے ایک ایسے سوراخ میں انگلی ڈالی جو درمیان میں بنا ہوا تھا ـــــ دوسرے سوراخ اور اس سوراخ کے درمیان شیشے کی پتلی سی لکیر تھی۔ اس نے انگلی کو ذرا سا جھٹکا دیا تو انگلی کے ناخن میں موجود بلیڈ باہر نکل آیا ـــــ اس نے بلیڈ کو اس درمیانی پٹی پر رگڑنا شروع کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ پتلی سی دیوار تیز بلیڈ سے آسانی سے کاٹی جا سکتی ہے۔ اس طرح دو سوراخ مل جائیں گے ـــــ اور پھر اسی طرح باقی سوراخ بھی کاٹ کر ایک بڑا سا سوراخ بنایا جا سکتا ہے۔ اور اگر اسی طرح سارے سوراخوں کو درمیان سے کاٹ دیا جائے تو ایک سائیڈ کا جوڑ بلا نا کمزور پڑ جائے گا اور پھر زوردار جھٹکے سے شاید اُسے توڑا جا سکے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ مایوس ہو گیا ـــــ کیونکہ ناخن کا تیز بلیڈ اس شیشے کو کاٹنا تو ایک طرف اس پر ہلکی سی خراش بھی نہ ڈال سکا تھا۔ نجانے وہ شیشہ کس انداز میں بنایا گیا تھا ـــــ اور عمران نے مایوس ہو کر انگلی واپس اندر کی اور اُسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر بلیڈ کو واپس ناخن میں غائب کر دیا۔

"عمران صاحب ـــــ اس بار ٹھیک پھنسے ہو" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے آپ سے مخاطب

ہو کر کہا۔ اور پھر کہنیوں کے بل لیٹا تابوت سے نکلنے پر غور کرنے لگا۔ لیکن ظاہر ہے صرف غور کرنے سے تو تابوت نہ ٹوٹ سکتا تھا ——— لیکن وہ مسلسل ذہن پر زور ڈال رہا تھا۔ سوچتے سوچتے اچانک جیسے بجلی کا جھماکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے ذہن میں جھماکا ہوا اور وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ ——— اسے کہتے ہیں ضرورت سے زیادہ عقلمندی" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ کیونکہ جو ترکیب اس کی سمجھ میں اب آئی تھی وہ اتنی سیدھی سادھی تھی کہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اپنی کھوپڑی پر خود دس چپتیں لگائے ——— آخر اب تک اُسے یہ ترکیب سمجھ میں کیوں نہ آئی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے سر کی طرف تابوت کے شیشے کی سائیڈ کو بالشت سے ماپنے لگا ——— کیونکہ سوراخ صرف لمبی سائیڈوں پر تھے۔ سر اور پیر کی طرف جو سائیڈیں تھیں ان میں سوراخ نہ تھے۔ اور عمران جانتا تھا کہ شیشہ چاہے جتنا بھی مضبوط ہو ——— اس کا ایک کمزور مرکزی نقطہ بہرحال ہوتا ہے۔ اور یہ نقطہ صرف اس صورت میں کمزور ہوتا ہے۔ جب شیشے میں کہیں سوراخ نہ ہو ——— کیونکہ سوراخ ہونے کی وجہ سے اس کا مرکزی نقطہ وہی سوراخ بن جاتا ہے۔ اور

چونکہ وہاں سے ہوا گزر جاتی ہے۔ اس لئے وہ کمزور نہیں رہتا۔ اس لئے اُسے خیال آیا تھا کہ اگر وہ سر کی طرف والی سائیڈ جو ٹھوس تھی کا مرکزی نقطہ تلاش کر لے تو اس نقطہ پر ہلکی سی ضرب لگانے سے پورا شیشہ کرچیوں کی صورت میں تڑخ جائے گا۔ اس نے شیشے کی ساخت دیکھ لی تھی ——— یہ دو پرتوں اور درمیان میں بھری جانے والی گیس والا شیشہ تھا۔ اور جدید دور میں اس قسم کے مضبوط شیشے بنائے جاتے تھے ——— جیسے کاروں کی ونڈ سکرین ہوتی ہے۔ ہوا کا انتہائی دباؤ بھی وہ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن مرکزی نقطے پر ایک چھوٹا سا پتھر بھی لگ جائے تو پورا شیشہ کرچیوں میں تبدیل ہو جاتا ہے ——— مرکزی نقطہ تلاش کرنا البتہ مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ شیشے کی لمبائی چوڑائی کی افقی بلندی اور اس کی ضخامت کے لحاظ سے ایک خاص فارمولے کے تحت بنتا ہے۔
لیکن عمران کو یقین تھا کہ وہ یہ مرکزی نقطہ بہرحال تلاش کر لے گا ——— چنانچہ اس نے بالشتوں سے شیشے کو ماپنا شروع کر دیا۔ بار بار وہ اُسے افقی بلندی اور لمبائی چوڑائی کے تحت ماپتا رہا پھر اس نے انگلی شیشے کے دائیں طرف والے کونے سے ذرا پہلے ایک جگہ رکھ دی ——— فارمولے کے مطابق

یہی اس کا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے ۔ انگلی وہیں رکھے وہ اب نظروں سے ایک بار پھر لمبائی چوڑائی اور افقی بلندی ماپنے لگا تاکہ غلطی کا کوئی امکان نہ رہے ۔ جب اُسے ذہنی طور پر تسلی ہو گئی تو اس نے اس جگہ جہاں انگلی رکھی ہوئی تھی اپنی نظریں مرکوز کر دیں ۔ اور انگلی پیچھے کر کے اس نے انگلی کو موڑ کر ہک بنایا ـــــ اور دوسرے لمحے اس ہک کو پوری قوت سے عین اس جگہ مارا جہاں اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں ۔ گو انگلی کا جوڑ لگنے سے تکلیف کی وجہ سے اس کے پورے جسم میں سنسناہٹ کی ایک تیز لہر سی دوڑ گئی تھی ـــــ لیکن اس کا فارمولا درست نکلا تھا ۔ کیونکہ انگلی کے ہک کی زوردار ضرب لگتے ہی شیشے کی سائیڈ ایک دھماکے سے کرچی کرچی ہو کر ٹوٹ گئی تھی ـــــ اب پوری سائیڈ خالی ہو چکی تھی اور عمران بڑے اطمینان سے رینگتا ہوا اس خوب صورت تابوت سے باہر نکل آیا ۔

" ارے تم نے شیشہ توڑ لیا " ـــــ جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں کی بھی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ عمران خالی ہاتھ کھڑا تھا ـــــ اور خالی ہاتھ اس قدر مضبوط شیشہ توڑ لینا کم از کم ان کی سمجھ میں نہ آ سکتا تھا ۔

" وہ کیا شعر ہے ۔ کہ ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں " اور جب زنجیریں ذوق یقین سے کٹ سکتی ہیں تو شیشہ کیوں نہیں ٹوٹ سکتا ـــــ کیونکہ مجھ میں کم از کم اتنا یقین تو پہلے ہی سے موجود ہے ۔ کہ بہرحال جولیا ہاں کر دے گی " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ارے تو جلدی سے ہمیں بھی اس تابوت سے نجات دلاؤ " ـــــ جولیا نے چیختے ہوئے کہا ۔

" سوری ـــــ ابھی یقین اتنا ہی پیدا ہوا ہے کہ ایک شیشہ ٹوٹ سکتا ہے " ـــــ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ ـــــ ساتھ موجود جولیا کے تابوت سے نکل کر دیوار میں جانے والے تاروں کے گچھے پر جھک گیا ـــــ وہ اس دیوار میں نصب اس ساکٹ کو غور سے دیکھ رہا تھا جس میں یہ تاریں غائب ہو رہی تھیں کہ اچانک اپنی پشت پر کھٹکے کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک کر مڑا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ خودبخود سر سے اوپر اٹھتے گئے ۔ کیونکہ ہال کی دیوار میں نمودار ہونے والا خلا میں ایک شین گن بردار کھڑا تھا ۔ اور ظاہر ہے اس کی شین گن کا رخ عمران کی طرف تھا ـــــ اور درمیان میں فاصلہ بہرحال اتنا موجود تھا

کہ وہ چاہے جتنی بھی پھرتی دکھاتا ٹریگر دبنے سے پہلے اس شین گن بردار تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ اس کا تابوت اس دیوار سے بالکل مخالف سمت کی دیوار کے ساتھ تھا ——— اگر وہ خلا والی دیوار کے قریب ہوتا تو یقیناً عمران ہاتھ کھڑا کرنے کی بجائے اس پر چھلانگ لگا چکا ہوتا۔

"تم نے شیشہ کیسے توڑا ہے۔ تم تو اس پر انگلی مار رہے تھے" ——— آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں تو چیک کر رہا تھا کہ جناب کہ یہ شیشہ مضبوط بھی ہے یا نہیں۔ لیکن وہ نازک سا شیشہ خود بخود ٹوٹ گیا۔ مم ——— میرا کوئی قصور نہیں ہے" ——— عمران نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"یہ دنیا کا سب سے مضبوط شیشہ ہے۔ یہ کیسے انگلی سے ٹوٹ سکتا ہے۔ ایک طرف ہٹو میں اسے خود چیک کرنا چاہتا ہوں ——— اور سنو۔ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالوں گا" شین گن بردار نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت تھی۔

"جج ——— جج ——— جناب۔ میں نے ساری زندگی کوئی غلط حرکت نہیں کی۔ بے شک آپ فرشتوں سے پوچھ لیں جناب۔ اب مرنے کے بعد کیا غلط حرکت کر سکتا ہوں" ——— عمران کا لہجہ بالکل رو دینے والوں جیسا ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اس کا جسم بھی خوف کی شدت سے نمایاں طور پر کانپنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے کی طرف ہٹتا ہوا دیوار کے ساتھ لگ گیا ——— اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور زیادہ اونچے اٹھا لئے۔

"ہونہہ ——— اب نیا تابوت مین ہیڈ کوارٹر سے منگوانا ہو گا" ——— شین گن بردار نے آگے بڑھتے ہوئے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جج ——— جناب کی تعریف حضور والا" ——— عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"میں گریٹ ایجنٹ ہوں" ——— آنے والے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ ——— ساری عمر مجھے حسرت ہی رہی کہ کسی گریٹ ایجنٹ کو دیکھ سکوں۔ زندگی میں نہ سہی مرنے کے بعد سہی حسرت تو پوری ہو گئی" ——— عمران نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بکواس لگا رکھی ہے تم نے۔ مرنے کے بعد
مرنے کے بعد" ـــــ گریٹ ایجنٹ نے قریب آ کر
جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جج ـــ جج ـــ جناب۔ مرنے کے بعد ہی تابوت
نصیب ہوتا ہے جناب۔ یہ تو بالکل سیدھی سی بات
ہے" ـــــ عمران نے اس طرح کہا جیسے اتنی
سیدھی سی بات بھی اس سٹین گن بردار کی سمجھ نہ آنے
پر اُسے حیرت ہو رہی ہو۔
"شٹ اپ یو نانسنس" ـــــ سٹین گن بردار نے
جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔
"نانسنس ـــــ اوہ تم مجھے نانسنس کہہ رہے ہو
پھر تو میں زندہ ہوں۔ لاحول ولا۔ میں خواہ مخواہ اب
تک مردہ بنا رہا۔ کم از کم اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے
کہ مرے ہوؤں کو کوئی نانسنس نہیں کہتا۔ ان کا نام
احترام سے لیا جاتا ہے" ـــــ عمران نے منہ بنا
ہوئے کہا۔
"تم خاموش نہیں رہ سکتے" ـــــ سٹین گن بردار
نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ
اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن آگے کر
ہوئے اس کی نال کا سرا اس کے سینے سے لگا
دیا ـــــ لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر پشت کے

بل ٹوٹے ہوئے تابوت کے اوپر جا گرا۔ جب کہ سٹین
گن اب عمران کے ہاتھوں میں تھی۔ عمران شاید چاہتا
بھی تھا کہ فاصلہ کم سے کم ہو جائے ـــــ کیونکہ
وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ ہر طرف تابوت موجود
تھے جن میں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور وہ
نہیں چاہتا تھا کہ اچانک ہی کوئی گولی کسی تابوت میں
سوراخ کرتی ہوئی کسی ساتھی کی جان لے جائے۔ اور
اور اس کا مقصد جیسے ہی پورا ہوا اس نے بیک وقت
سٹین گن بھی چھین لی اور لات مار کر اس گریٹ ایجنٹ
کو بھی پیچھے اچھال دیا تھا۔

لیکن یہ گریٹ ایجنٹ واقعی انتہائی درجے کا پھرتیلا
ثابت ہوا۔ وہ تابوت پر گرتے ہی اتنی تیزی سے
اچھل کر عمران کی طرف واپس آیا کہ عمران کو سٹین گن
بھی سیدھی کرنے کا موقع نہ ملا ـــــ اگر مقابلے
میں عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً گریٹ ایجنٹ
کی زوردار ضرب اُسے دیوار سے چپکا دیتی۔ لیکن
عمران اس کے واپس اچھلتے ہی بجلی سے بھی زیادہ
تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا اور وہ گریٹ ایجنٹ
پورے زور کی وجہ سے جیسے ہی دیوار کی طرف بڑھا۔
عمران کی لات پوری قوت سے گھومتی ہوئی اس کی
پشت پر پڑی ـــــ اور گریٹ ایجنٹ ایک زوردار

دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن اس کے حلق سے کوئی چیخ نہ نکلی اور وہ دیوار سے ٹکرا کر اس طرح پیچھے ہٹ کر پلٹا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے ربڑ کا بنا ہوا ہو ــــ اس کے چہرے پر ذرا سی خراش بھی نہ آئی تھی۔ لیکن اُسی لمحے عمران نے پوری قوت سے شین گن کا دستہ اس کے چہرے پر مارا لیکن زوردار دستہ لگنے کے باوجود اس گریٹ ایجنٹ کے حلق سے کوئی چیخ نہ نکلی ــــ اور نہ ہی اتنی قوت سے لگنے والے شین گن کے دستے نے اس کے جسم پر کوئی ضرب کا نشان چھوڑا۔ البتہ وہ ضرب کا زوردار دھکا لگنے کی وجہ سے ایک بار پھر دیوار کے ساتھ پشت کے بل جا ٹکرایا۔

عمران ضرب لگا کر تیزی سے پچھلے قدموں دوڑتا ہوا اس سے کافی فاصلے پر جا رکا۔ اور پھر گریٹ ایجنٹ نے دوڑ کر عمران پر کسی عقاب کی طرح چھلانگ لگا دی ــــ لیکن عمران ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ اور گریٹ ایجنٹ جو اچھل کر عین اس جگہ آیا تھا جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا ــــ عمران کو وہاں موجود نہ پا کر دو قدم آگے دوڑا اور انتہائی پھرتی سے مڑا۔ لیکن اتنی دیر میں عمران شین گن سیدھی کر چکا تھا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز

کے ساتھ ہی گولیاں مڑتے ہوئے گریٹ ایجنٹ کے جسم سے ٹکرائیں۔ اور اس بار گریٹ ایجنٹ اچھل کر نیچے گرا ــــ اور پھر یک لخت اس طرح بے حس و حرکت ہو گیا جیسے چلتی ہوئی مشین یک لخت رک گئی ہو۔ اس کے سینے سے مختلف چھوٹے چھوٹے پرزے نکل کر ادھر ادھر فرش پر بکھر گئے تھے۔ عمران حیرت بھرے انداز میں آگے بڑھا اور جھک کر غور سے اُسے دیکھنے لگا ــــ اس کی آنکھوں میں واقعی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

اُسی لمحے اس کے حساس کانوں میں باہر سے کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ گو آواز بے حد ہلکی تھی لیکن عمران کے حساس کانوں نے اُسے سن لیا ــــ وہ تیزی سے سیدھا ہوا اور پنجوں کے بل دوڑتا ہوا دیوار سے جا لگا۔ آنے والا خلا کے قریب آ کر رک گیا۔ اور پھر شین گن کی نال خلا سے برآمد ہوئی ــــ اس نال کا رخ عین اس طرف تھا جہاں عمران نے کھڑے ہو کر اس گریٹ ایجنٹ کو گولی ماری تھی۔ لیکن اب عمران انتظار نہ کر سکتا تھا ــــ کیونکہ شین گن کی سیدھ میں چوہان والا تابوت تھا۔ عمران نے یک لخت ہاتھ مارا۔ اور شین گن یک لخت آنے والے کے ہاتھوں سے نکل

کر اچھل کر اندر آ گری اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اس خلا میں باہر چھلانگ لگا دی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک زوردار ضرب کھا کر باہر راہداری کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا ——— آنے والے نے اس کے سینے پر واقعی انتہائی زوردار ضرب لگائی تھی۔ اور عمران کا سر اتنی قوت سے دیوار سے ٹکرایا کہ اس کے ذہن پر یک لخت رنگ برنگے ستاروں کی پھلجھڑی سی چھوٹ گئی ——— لیکن دیوار سے ٹکراتے ہی وہ یک لخت اچھل کر سائیڈ میں ہوا اور اس بار وہ خوف ناک فلائنگ کک سے بس بال بال بچا تھا۔ دوسرا آدمی بھی بالکل پہلے جیسا تھا ——— وہی شکل و صورت وہی قد و قامت۔ وہی انداز۔ عمران کے ہٹ جانے کی وجہ سے اس کے دونوں پیر دیوار پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھاتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ لیکن راہداری تنگ ہونے کی وجہ سے وہ پوری قلابازی نہ کھا سکا ——— اور اس کا سر نیچے فرش پر اور ٹانگیں اوپر رہ گئیں اور وہ اسی انداز میں دیوار سے ٹکرایا ہی تھا کہ عمران نے سٹین گن کا فائر کھول دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں فرش پر پڑی ہوئی اس کی کھوپڑی سے ٹکرائیں ——— اور کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فرش پر بکھر گئی اور وہ آدمی

پہلو کے بل نیچے فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کی کھوپڑی سے سرخ رنگ کا مائع سا نکل کر فرش پر بہنے لگا ——— عمران ایک لمحے تک حیرت سے اس کی ٹوٹی ہوئی کھوپڑی کو دیکھتا رہا۔ کھوپڑی میں واقعی رگیں تھیں۔ جن میں سے یہ سرخ رنگ کا مائع نکل رہا تھا ——— اس میں مشینری کے پرزے نہ تھے۔

"یہ انتہائی حیرت انگیز ایجاد ہے۔ جسم مشین سے اور کھوپڑی انسانی رگوں جیسی کسی چیز سے بنائی گئی ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظریں راہداری کے آخر میں ایک کمرے کے کھلے دروازے پر پڑیں۔ اس کے اندر نصب مشینیں اسے نظر آ رہی تھیں ——— وہ سٹین گن سنبھالے تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے پاس رک کر اس نے ایک لمحے تک اندر کسی کی موجودگی کی آہٹ لینی چاہی لیکن اندر سے صرف مشینیں چلنے کی مخصوص سنسناہٹ سنائی دے رہی تھی ——— عمران سٹین گن اٹھائے اندر داخل ہوا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ لیکن دیواروں کے ساتھ نصب مشینیں چل رہی تھیں۔ عمران ہونٹ دبائے ان مشینوں کی طرف بڑھ گیا ——— اور پھر اس کے

لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی - وہ ساخت کی وجہ سے ان عجیب وغریب مشینوں کو پہچان چکا تھا - مشینوں کی سکرینوں پہ تابوت صاف دکھائی دے رہے تھے ——— درمیان میں ایک بڑی مشین تھی جس کی سکرین پہ پورے ہال کا منظر دکھائی دے رہے تھے - یہی باقی مشینوں کی کنٹرولنگ مشین تھی - عمران نے سٹین گن کو کاندھے سے لٹکایا ——— اور پھر جھک کر غور سے اس مشین کو دیکھنے لگا - چند لمحوں بعد وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی دو نالوں کو دائیں بائیں گھمایا ——— اور ان نالوں کے اوپر موجود ڈائلوں پہ جیسے ہی سوئیاں حرکت کرتی ہوئیں مخصوص ہندسوں پہ پہنچیں - اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے ——— آخری بٹن دبا کر اس نے جیسے ہی ہاتھ ہٹایا - مشین سے تیز سیٹی کی آواز برآمد ہوئی - اور اس کے ساتھ ہی اس نے سکرین پہ نظر آنے والے تابوتوں کو تیزی سے پلٹ کر سیدھا ہوتے دیکھا ——— اور جیسے ہی اس کے نچلے حصے اوپر آئے وہ کسی ڈھکن کی طرح خود بخود کھلتے گئے - اور جب عمران نے اپنے ساتھیوں کو ان تابوتوں سے باہر نکلتے دیکھا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس

لیا - اور ایک بار پھر اس مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے - تابوت ایک بار پھر پہلے کی طرح بند ہو کر پلٹ گئے ——— عمران نے سائیڈ پہ لگا ہوا ایک بٹن دبایا -

"ہیلو ممبرز ——— میں علی عمران بول رہا ہوں - آپ حضرات اطمینان سے راہداری میں آکر میرے پاس پہنچ سکتے ہیں" ——— عمران نے کہا - اور بٹن آف کر دیا - اُسے معلوم تھا کہ اس کی آواز ہال میں گونج گئی ہو گی - اور پھر جب تک اس کے ساتھی اس مشین روم تک پہنچے عمران نے اس کنٹرولنگ مشین کے اور بٹن دبا کر اور مختلف نالوں کو گھما کر اس کی سائیڈ کی دیوار میں ایک چھوٹا سا خلا پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا -

خلا پیدا ہوتے ہی اس نے اس خلا سے سر باہر نکالا تو دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا - اور اس نے مشین کے مختلف بٹن دبا کر خود ہی یہ خلا بند کر دیا -

"یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران صاحب - یہ لوگ تو روبوٹ ہیں" ——— صفدر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا -

"باہر اس خلا میں کم از کم پچاس ساٹھ ایسے ہی گریٹ ایجنٹ موجود ہیں - اور ہمارے پاس اسلحہ نام

کی کوئی چیز موجود نہیں ہے" ——— عمران نے مڑ کر کہا
اس کے لہجے میں تشویش موجود تھی۔
"باہر ——— کیا مطلب" ——— جولیا نے چونک کر پوچھا۔
اور عمران نے اُسے بتایا کہ اس نے کنٹرولنگ مشین کو آپریٹ کر کے دیوار میں خلا پیدا کیا تھا۔ جس کے باہر ایک وسیع میدان ہے جس میں ایسے ہی گریٹ ایجنٹ گھوم رہے ہیں۔
"اب کیا کریں" ——— جولیا نے کہا۔
"کرنا کیا ہے۔ لفٹ رائٹ کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اور جیسے ہی گولیوں کی بارش ہوگی۔ ہم کوئیک مارچ شروع کر دیں گے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کی نظریں مسلسل اس کنٹرولنگ مشین پر جمی ہوئی تھیں۔
اور پھر چند لمحوں بعد وہ یک لخت چونک پڑا۔ اس نے جھک کر اس کے نیچے لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک مشین میں سے ایک گونجدار سی آواز برآمد ہوئی ——— آواز ایسی تھی جیسے کوئی روبوٹ بول رہا ہو۔
"ہیلو ——— گریٹ ایجنٹ زیرو تھری اوور"
"یس ——— اٹنڈنگ اوور" ——— عمران نے پہلے والے گریٹ ایجنٹ کی آواز میں جواب دیا۔

"زیرو تھری میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی اوور"
دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔
"گڑبڑ کیسی اوور" ——— عمران نے جواب دیا۔
"اوہ ——— زیرو ون اور زیرو ٹو میں موجود قیدی تابوت توڑ کر باہر نکل آئے تھے۔ زیرو ون کا اسلحہ خانہ اوپن تھا۔ اس لئے انہوں نے ایلٹان مشین سے راہداری کی دیوار توڑ دی ——— لیکن انہیں کور کر لیا گیا ہے۔ زیرو ٹو والے اسلحہ خانہ تو ٹریس نہ کر سکے۔ البتہ وہ ایک راہداری میں پہنچ گئے تھے۔ انہیں بھی وہاں کور کر لیا گیا ہے ——— اس لئے میں پوچھ رہا تھا کہ زیرو تھری میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہے اوور" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"نو سر ——— سب او۔ کے ہے اوور"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"او۔ کے ——— پوری طرح محتاط رہنا۔ اوور اینڈ آل"
دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس طرح کی آواز سنائی دی جیسے کوئی بٹن آف کیا گیا ہو۔
"اس کا مطلب ہے کہ یہاں بھی کوئی اسلحہ خانہ ہے۔ اس راہداری کی دوسری طرف جا کر چیک کرو"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور صفدر اور کیپٹن شکیل سر ہلاتے ہوئے مڑے

اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

"یہ آخر ہے کیا مصیبت۔ یہ زیرو ون اور زیرو ٹو۔" جولیا نے جھلاتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"یہ خالی خولی مصیبت نہیں۔ بلکہ مصیبت کا پہاڑ سمجھو۔ ہم اس وقت فور کارنرز کے مین ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے ——— یہ زیرو ون اور زیرو ٹو بھی اسی جیسی ہی عمارتیں ہیں۔ اور لازماً ان میں بھی ہماری طرح کے ہی قیدی تابوتوں میں رکھے گئے ہوں گے ——— اور یہ قیدی کرنل فریدی اور میجر پرمود کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان تابوتوں کو نہ صرف انہوں نے توڑا بلکہ انہوں نے راہداری بھی اڑا دی ——— اب یہ معلوم نہیں کہ اس باس کا کور کرنے سے کیا مطلب ہو سکتا ہے" عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے صفدر واپس کمرے میں داخل ہوا۔ اور عمران اس کی طرف مڑا۔

"ادھر راہداری بند ہے۔ وہاں کوئی سٹور وغیرہ نہیں ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"اوہ ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ مشینی باس کی باتوں سے تو یہی محسوس ہو رہا تھا کہ سٹور ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو شاید یہاں کوئی فائل وغیرہ ہو" ——— جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں ——— اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا" عمران نے چونک کر کہا۔ اور پھر اس کی نظریں گھومتی ہوئیں اس کنٹرولنگ مشین کے نچلے حصے پر جم گئیں جو بالکل بند تھی ——— اور اس پر کوئی ڈائل یا بٹن موجود نہ تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے جھک کر مشین کے اس حصے کو ہاتھ سے تھپتھپانا شروع کر دیا ——— اور پھر ایک جگہ ہاتھ پڑتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے یہ جگہ حساس ہو۔ عمران نے غور سے اس جگہ کو دیکھا۔ لیکن وہاں کوئی درز یا کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے پتہ چلتا کہ یہاں اگر کوئی خانہ ہے تو اسے کیسے کھولا جا سکتا ہے ——— کافی سر کھپانے کے بعد عمران طویل سانس لیتا ہوا اٹھا اور ایک بار پھر مشین پر موجود بٹنوں کے نیچے لکھی ہوئی عبارتوں کو باری باری غور سے پڑھنے لگا ——— پڑھتے پڑھتے وہ چونک پڑا۔ اس نے کونے میں موجود ایک چھوٹے سے بٹن کو انگلی سے پریس کیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی مشین کے نچلے حصے میں ایک خانہ خود بخود کھل گیا ——— عمران نے جھک کر اس خانے میں جھانکا اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ

تیر گئی۔ خانے میں ایک نہیں اکٹھی چار فائلیں موجود تھیں عمران نے ہاتھ بڑھا کر چاروں فائلیں باہر نکالیں۔ اور پھر اس نے انہیں کھول کر دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ چاروں فائلیں کسی بالکل ہی نامانوس اور اجنبی کوڈ میں تھیں ـــــ ایسا کوڈ جو اس سے پہلے عمران کی نظروں سے نہ گزرا تھا۔

"یہ کون سی زبان ہے" ـــــ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ جو اس کی سائیڈ پر سے جھک کر فائل کو دیکھ رہی تھی۔

"اسے زبان عشق کہتے ہیں۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ نہ سمجھنے کی نہ سمجھانے کی بلکہ صرف محسوس کرنے کی" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

اور جولیا منہ بناتے ہوئے پیچھے ہٹ گئی۔ البتہ باقی ساتھی بدستور فائل پر جھکے رہے۔ نعمانی نے عمران کے ہاتھوں سے ایک فائل لے لی تھی۔ اور وہ صفدر اور تنویر اس پر جھکے ہوئے تھے۔

"کمال ہے۔ میرا خیال تھا کہ میں ہر قسم کا کوڈ حل کر سکتا ہوں۔ لیکن بُرا ہوا اس تابوت کا جس نے میری ریڈی میڈ کھوپڑی ہی فیل کر دی ہے ـــــ کچھ سمجھ تو نہیں آ رہی کہ یہ کیسا کوڈ ہے" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ واقعی یہ کوڈ اس کی سمجھ

ے بالاتر ثابت ہو رہا تھا۔

"میں سمجھ گیا۔ یہ کون سا کوڈ ہے" ـــــ اچانک
میقی نے ایسے چیخ کر کہا جیسے اچانک نتیجہ نکل آنے
کامیاب ہونے والے طالب علم خوشی سے چیختے

یا۔

"لارڈ کوڈ ہوگا۔ تبھی اتنے زور سے چیخے ہو"
ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ یہ فرنٹ لائن کوڈ ہے عمران صاحب۔
ے کلیدانی کوڈ بھی کہتے ہیں ـــــ چوہان نے کہا۔

"ہوا ـــــ اوہ چوہان ـــــ واقعی تم زندہ باد ہو۔
رے کہیں اس تابوت نے میری کھوپڑی تو تم میں
نفٹ نہیں کر دی۔ اوہ اب سمجھ گیا یہ واقعی فرنٹ
ائن کلیدانی کوڈ ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور
وہان کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو گیا۔

"یہ کون سا کوڈ ہے۔ کچھ ہمیں بھی پتہ چلے"
صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہزاروں سال قبل مسیح کی ایک تہذیب آثار قدیمہ
یں دریافت ہوئی ہے۔ جسے کلیدانی تہذیب کہتے
ہیں ـــــ ان کی تختیاں ملی ہیں۔ جن پر اسی طرح کے
حروف کندہ تھے۔ بڑا عرصہ ماہرین ان پر مغز ماری
کرتے رہے۔ اور آخر کار اسے حل کر لیا گیا۔ اور

اس زبان کا نام فرنٹ لاتن زبان رکھا گیا ہے
جسے عرف عام میں کلیدانی زبان بھی کہتے ہیں - ا
کے اصول مرتب ہوئے ـــــ اور پھر اس زبان ک
آسانی سے سمجھ لیا گیا - یہ بالکل وہی زبان استعما
کی گئی ہے " ـــــ عمران نے کہا - اور پھر اُسے
غور سے دیکھنے لگا -

" تمہیں کیسے پتہ چلا چوہان ـــــ کمال ہے - تم
یہ زبان جانتے ہو " ـــــ جولیا نے حیرت بھرے
انداز میں چوہان سے مخاطب ہو کر کہا -

" آثار قدیمہ میری ہابی ہے مس جولیا ـــــ او
میں اس پر کتابیں فرصت کے وقت پڑھتا رہتا
میں نے اسے اسی لئے پہچان لیا تھا " ـــــ چوہان
نے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا -

عمران خاموش کھڑا غور سے اس فائل کو گھورے
جا رہا تھا - وہاں کاغذ پنسل تو موجود نہ تھی کہ وہ اسے
باقاعدہ کسی کاغذ پر ڈی کوڈ کرتا ـــــ اس لئے وہ
ذہن میں ہی اسے ڈی کوڈ کرتا جا رہا تھا -

" سٹور روم کا تو پتہ چل گیا - ویسے یہ فائلیں ہیں
بڑے کام کی - اس مشین روم - ہال اور اس سا تے
علاقے کے متعلق اس میں تفصیلات درج ہیں - تم
جا کر سٹور سے اسلحہ نکال لو ـــــ اس وقت تک

انہیں پڑھتا ہوں " ـــــ عمران نے کہا -
کہاں ہے سٹور ـــــ کچھ بتاؤ گے بھی نہیں "
یا نے جھلا کر پوچھا -

صفدر ـــــ راہداری جہاں ختم ہوتی ہے وہاں
رکی دائیں طرف نیچے سے تیسری قطار کی دائیں
ہ کی چوتھی اینٹ کو دباؤ تو دیوار ہٹ جائے گی
سٹور نمودار ہو جائے گا " ـــــ عمران نے صفدر
مخاطب ہو کر کہا - کیونکہ وہی اس طرف گیا تھا - اور
در سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا - باقی ساتھی بھی اس
ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گئے -

عمران خاموش کھڑا فائل پڑھتا رہا - ایک فائل ختم کر
اس نے دوسری فائل کھولی - اس بار اس کے
ھنے کی رفتار پہلی فائل کی نسبت زیادہ تیز تھی - کیونکہ
اسے اس کوڈ میں پڑھنے کی قدرے پریکٹس
تھی ـــــ ہر فائل میں صرف ایک ایک فل
پ کاغذ تھا - اور جب تک اس کے ساتھی واپس
ہ وہ چاروں فائلوں کو پڑھ کر انہیں واپس خانے
کھ چکا تھا ـــــ اور اس نے بٹن دبا کر خانہ واپس
دیا -

مران صاحب ـــــ یہ تو بہت بڑا اور جدید اسلحہ
ہے - ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے - اور ایسا بھی

ہے جس کے متعلق شاید ہمیں بھی معلوم نہیں کہ ان ک
فنکشن کیا ہے" ——— صفدر نے کمرے میں د
ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اکیلا ہی واپس آیا تھا۔

"جولیا سے بھی بڑا اسلحہ خانہ ہے وہ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور باہر راہدا
کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ مس جولیا کو اب بے حد تنگ کرنے لگ گئے ہیں" ——— صفدر نے مسکراتے ہو
کہا۔

"اگر میں اسے تنگ نہ کرتا رہوں تو وہ پھیل کر
سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے۔ اور تمہیں معلوم
کہ ہتھنی کا کام صرف بچوں کو سیر کرانا ہی رہ جا
عمران نے جواب دیا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑ

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے راہداری
دوسرے سرے پر پہنچ گئے۔ جہاں واقعی
بہت بڑا کمرہ موجود تھا ——— اور سارے ممبر
کمرے کے باہر موجود تھے۔ ان سب کے ہا
میں مشین گنیں تھیں۔

عمران اس کمرے میں داخل ہوا۔ تو وہ بھی
رہ گیا۔ واقعی یہ کافی بڑا اور جدید قسم کا اسلحہ خانہ
عمران غور سے جدید قسم کے اسلحے کو دیکھتا رہا۔

پھر وہ ایک ایک کے سامنے رک گیا۔ اور اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے اس ریک میں پڑی ہوئیں بیلٹس میں سے ایک بیلٹ اٹھائی۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا ڈبہ تھا جو ہر طرف سے بالکل سپاٹ تھا۔

"یہ کیا ہے" ——— جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ سلیمانی ٹوپی کی قسم کی چیز ہے۔ آج کل ٹوپی پہننے کا رواج نہیں رہا۔ اس لئے بیلٹ بنائی گئی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بیلٹ کو کمر سے باندھنے لگا۔ ڈبہ دائیں سائیڈ پر آ گیا۔

"کیا اس کے پہننے سے آدمی غائب ہو جاتا ہے" ——— صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"غائب ہی سمجھو۔ جب اس پر کوئی اسلحہ اثر نہ کرے گا تو غائب ہی سمجھو۔ یہ دراصل ری بیک ریز بیلٹ ہے۔ اس ڈبے میں انتہائی طاقتور ری بیک ریز پیدا کرنے والی مشین ہے ——— بیلٹ پہننے کے بعد جب اس مشین کو آن کیا جاتا ہے تو یہ ریز اس بیلٹ کے کناروں پر موجود چھوٹے چھوٹے رنگز سے نکل کر افقی حالت میں نیچے اور اوپر پھیل جاتی ہیں ——— اس طرح جسم کے گرد ان کا ایک سرکل سا بن جاتا ہے۔ یہ ریز نظر نہیں

آتیں۔ لیکن ان ریز میں یہ خاصیت ہے کہ ان پر ایٹم بم
بھی پھینک دیا جائے تو یہ ریز اُسے بیک کر دیتی ہیں۔
اس طرح وہ آدمی اس سے بچ جاتا ہے ـــــ تم
سب یہ بیلٹس باندھ لو۔ پھر میں اسے آن اور آف کرنے
کا طریقہ بتاتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے
سارے ساتھی اس حیرت انگیز خاصیت کی حامل بیلٹس
پر جھپٹ پڑے۔ تھوڑی دیر بعد ان سب نے یہ بیلٹس
باندھ لیں تو عمران نے انہیں اس کے آپریشن کا خصوصی
طریقہ سمجھانا شروع کر دیا۔

"عمران صاحب ـــــ ان ریز کی موجودگی میں ہم بھی
تو کوئی اسلحہ استعمال نہیں کر سکتے" ـــــ کیپٹن شکیل
نے پوچھا۔

"بڑے اطمینان سے کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ ری بیک
ریز ہیں یعنی باہر سے ان کی طرف جو چیز آئے گی ری
بیک ہو جائے گی اندر سے جو جا رہی ہو گی وہ تو ظاہر
ہے جائے گی ہی سہی" ـــــ عمران نے کہا۔ اور سب
نے اس طرح سر ہلا دیئے۔ جیسے انہیں عمران کی یہ
بات سن کر بے حد اطمینان ہو رہا ہو۔

"اب آؤ یہ شین گنیں ہی کافی ہیں۔ البتہ ان کا میگزین
لے لو۔ شاید یہ کام آ جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

"لیکن اب جانا کہاں ہے۔ یہاں تو باہر نکلنے کا کوئی

راستہ ہی نہیں ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"جذبے سچے ہوں تو راستے خود بخود بن جاتے ہیں۔
چوہان کی آثار قدیمہ والی چابی آخر کس روز کام آئے
گی ـــــ ویسے ایک بات کا خیال رکھنا اس چوہان
سے ذرا بچ کر رہنا ورنہ یہ چابی کے ہاتھوں کسی روز تمہیں
بھی اہرام مصر کی ممی بنا دے گا" ـــــ عمران نے کہا۔
اور چوہان بے اختیار مسکرا دیا۔

شین گنیں ہاتھوں میں اٹھائے اور ری بیک بیلٹس
باندھے وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے واپس اسی مشین
روم میں پہنچ گئے۔

"سنو ـــــ باہر موجود تمام افراد مشینی انسان ہیں۔
اس لئے کوشش کرنا کہ ان کی کھوپڑیوں پہ گولیاں پڑیں
جسم پر صرف ایک کمزور پوائنٹ ہے۔ اور اس کا
فوری طور پر نشانہ لینا مشکل ہو جائے گا ـــــ اور ہاں
یہ بھی بتا دوں کہ یہ ری بیک بیلٹس صرف اسلحے کو ری
بیک کرتے ہیں آدمیوں کو نہیں۔ اس لئے دست بدست
جنگ میں یہ کام نہیں آئیں گی" ـــــ عمران نے کہا۔
اور اس نے کنٹرولنگ مشین کی مدد سے دیوار میں
وہی پہلے والا خلا بنایا اور پھر شین گن اٹھائے وہ اچھل
کر باہر نکل آیا ـــــ اس کے پیچھے باقی افراد بھی
ایک ایک کر کے آ گئے۔ یہ ایک وسیع میدان تھا۔

جس میں بے شمار گریٹ ایجنٹس موجود تھے۔ اور پھر جیسے
ہی انہوں نے انہیں دیکھا وہ بجلی کی سی تیزی سے
دوڑتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔

باقی سب ممبرز تو بڑے اطمینان سے کھڑے تھے
کیونکہ انہیں تو ری ہیک بیلٹس کی وجہ سے مکمل تحفظ
کا احساس تھا ——— لیکن عمران کا چہرہ تیزی سے
بگڑتا جا رہا تھا۔ کیونکہ اس نے ان گریٹ ایجنٹس کو
اپنے کاندھوں پر لدے ہوئے سرخ رنگ کے بیگز
سے پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے تیر پھینکنے والی
مشین نکالتے دیکھ لیا تھا ——— یہ تیر مکمل طور پر پلاسٹک
کے بنے ہوئے تھے۔ اور ان کے سرے لوہے
سے بھی تیز تھے شاید انہوں نے ری ہیک بیلٹس
دیکھتے ہی میکانکی انداز میں یہ مشینیں نکال لی تھیں۔ اور
اور پھر جب تک عمران ان تیروں کے متعلق کچھ کہتا۔
اچانک چاروں طرف سے ان پر سینکڑوں کی تعداد میں
رنگ برنگے پلاسٹک کے یہ تیر بارش کی طرح برسنے
لگے ——— اور عمران کے ساتھیوں کے حلق سے
بے اختیار چیخیں نکلیں۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا
جیسے شہد کی مکھیوں کے ہزاروں ڈنک اس کے
جسم میں چبھ گئے ہوں اور مسلسل چبھتے جا رہے
ہوں ——— یہ اس کے ذہن میں ابھرنے والا آخری

احساس تھا اور اس کے بعد ذہن پر دبیز تاریکی کی چادر
سی پھیل گئی۔ اور اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے
شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

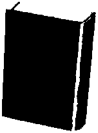

چیف باس کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک
پھیلتی جا رہی تھیں۔ اور اس کی گھنی مونچھیں اس طرح
پھڑپھڑانے لگی تھیں جیسے تیز ہوا سے درختوں کی
کمزور شاخیں پھڑپھڑانے لگتی ہیں ——— سامنے دیوار
پر موجود بڑی سی سکرین پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔
جس پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر
بعد وہ مناظر ختم ہو گئے ——— اور اس کی جگہ ایک
نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔ جس کے چہرے پر عجیب سی
وحشت ناچ رہی تھی۔

"گریٹ باس ـــــ ان لوگوں کو گرفتار کر کے میں نے مین زیرو ہال میں رکھا ہوا ہے۔ اب آپ کا جو حکم ہو" ـــــ مشین کے نیچے لگی ہوئی جالی سے ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایکانو ـــــ تم زیرو سیکشن کے انچارج ہو۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ سب کیسے ممکن ہوا۔ یہ تابوت آخر کیسے ٹوٹے۔ اور گریٹ ایجنٹ کیسے مرے" گریٹ باس نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ میں نے جو سرسری سی انکوائری کی ہے۔ اس کے مطابق ون زیرو میں تابوت پگھلے ہوئے پائے گئے ہیں ـــــ اور وہاں کے اسلحہ خانے سے ایٹان مشینوں کے ذریعے راہداری توڑی گئی ہے۔ ٹو زیرو میں کسی خاص ہتھیار کی مدد سے تابوت توڑے گئے ہیں اور ریڈ راہداری میں آنے پر ان لوگوں کی ان حرکات کا پتہ چلا ـــــ جب کہ تھری زیرو میں ایک تابوت کی سائیڈ کا شیشہ توڑا گیا ہے۔ اور باقی تابوت مشینوں سے کھولے گئے ہیں۔ اس کے اسلحہ خانے میں آر۔ بی بلیٹس موجود تھیں جنہیں استعمال کیا گیا اور پھر وہ باقاعدہ سب دروازے سے باہر آئے ـــــ یہ تو گریٹ ایجنٹس نے آر۔ بی بلیٹس چیک کرتے ہی ان پر

ہی۔ اسے استعمال کئے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو قابو کر لیا گیا۔ ویسے مجھے اب تک حیرت ہے کہ ان لوگوں نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا۔ یہ ویسے تو انتہائی ناممکن ہے" ـــــ ایکانو نے جواب دیا۔

"ہونہہ ـــــ تمہاری کارکردگی تو ایسی ہے کہ تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت میں زندہ آگ میں جلا دوں۔ لیکن جن لوگوں سے تمہارا واسطہ پڑا ہے۔ وہ واقعی تمہارے بس کے نہیں تھے ـــــ میں نے خود ان کے لئے ان تابوتوں کی تجویز سوچی تھی اور میرا خیال تھا کہ صرف یہی تابوت ہی انہیں روک سکیں گے۔ لیکن وہ بھی انہیں نہیں روک سکے ـــــ اس لئے ان کی صلاحیتوں کے متعلق میرا یقین اور زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور گریٹ ایجنٹس بھی ان کے مقابلے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں ـــــ حالانکہ ان تینوں کی ذہنی صلاحیتوں کا مجموعہ ان کے ذہنوں میں داخل کیا گیا تھا لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ادٹاہ پراسس کامیاب نہیں ہو سکا ـــــ گریٹ ایجنٹس ابھی تک ان ذہنی صلاحیتوں تک نہیں پہنچ سکے۔ جہاں یہ لوگ خود ہیں۔ اس لئے میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو معاف کرتا ہوں" گریٹ چیف باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اور سکرین پر موجود نوجوان کا خوف اور دہشت سے بگڑا

ہوا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگا۔

"تھینک یو باس ——— اب کیا حکم ہے۔ ان کا خاتمہ کر دیا جائے" ——— ایکانو نے سر جھکا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— میں اس قدر قیمتی ذہن اب ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں اب دوسرا طریقہ استعمال کروں گا۔ میں انہیں اب ان کی اصل ذہنی حالت میں فورکارنز کا فرمانبردار بناؤں گا ——— یہ فورکارنز کے لئے انتہائی قیمتی سرمایہ ثابت ہوں گے۔ تم ایسا کرو کہ انہیں فوری طور پر پوائنٹ تھرٹی ون میں پہنچا دو۔ انہیں وہاں سے اس وقت نکالا جائے گا جب فورکارنز کی پوری دنیا پر حکومت مکمل طور پر قائم ہو چکی ہو گی" گریٹ چیف باس نے کہا۔

"پوائنٹ تھرٹی ون ——— اوہ باس۔ آپ کا مطلب ٹی لینڈ کے پہاڑی اڈے سے ہی ہے" ایکانو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— کیوں ——— تمہیں مطلب پوچھنے کی ضرورت کیوں پڑی" ——— گریٹ چیف باس نے بگڑے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے باس کہ پہلے آپ کا آرڈر تھا کہ انہیں مین ہیڈکوارٹر میں رکھنا ہے اور پوائنٹ تھرٹی ون تو

ٹی لینڈ میں ہے جو کہ مین ہیڈکوارٹر سے سینکڑوں میل دور ہے" ——— ایکانو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک فورکارنز کا مین مشن قطعی طور پر مکمل نہیں ہو جاتا۔ ان کو مین ہیڈکوارٹر سے دور رکھا جائے۔ کیونکہ ان جیسے خطرناک صلاحیتوں کے مالک افراد کی اس وقت مین ہیڈکوارٹر میں موجودگی کسی بھی وقت ہمارے مین مشن کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اور چونکہ میں نے انہیں زندہ رکھنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے ——— اس لئے ان کے لئے پوائنٹ تھرٹی ون سب سے زیادہ بہتر رہے گا" ——— گریٹ چیف باس نے کہا۔

"یس باس ——— وہاں سے واقعی یہ کسی صورت بھی نہ نکل سکیں گے" ——— ایکانو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ایٹی فائیو راکٹ استعمال کرو اور انہیں فوری وہاں پہنچا دو۔ میں اس کے چیف کو ہدایات جاری کر دیتا ہوں" ——— چیف باس نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز کی سائیڈ پر ——— ایک پینل پر نصب بے شمار رنگ برنگے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا

اور مشین کی سکرین آف ہو گئی۔

چیف باس نے تین مختلف رنگوں کے بٹن بیک وقت دبا دیئے۔ تو سکرین پر ایک بار پھر روشنی کے جھماکے سے ہونے لگے ——— اور پھر اس پر ایک آدمی کی تصویر ابھر آئی۔ اس آدمی کے بال اس کے کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے۔ اور جسامت کے لحاظ سے وہ ایک دیو نظر آ رہا تھا ——— اس نے جسم پر شیر کی کھال پہنی ہوئی تھی۔ اس کی خوفناک مونچھیں اور بگڑا ہوا چہرہ دیکھ کر ہی دہشت ہوتی تھی۔

"ہیلو چیف ٹائیگر ——— میں گریٹ چیف باس بول رہا ہوں" ——— گریٹ چیف باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— حکم باس" ——— اس وحشی سانڈ نما آدمی نے جواب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ مؤدبانہ ہونے کی بجائے خاصا کرخت اور وحشیانہ سا تھا۔

"سنو ——— میں ہیڈ کوارٹر سے چند افراد تمہارے پوائنٹ پر بھجوا رہا ہوں۔ یہ لوگ حد سے زیادہ خطرناک ہیں۔ میرے آئندہ احکامات تک انہیں وہیں رہنا ہے ——— اگر یہ وہاں سے نکل گئے تو میں تمہیں تمہارے تمام ٹائیگرز سمیت گولیوں سے اڑا دوں گا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا یہ لوگ مجھے

ذہنی طور پر صحیح حالت میں واپس چاہئیں۔ ان کے جسموں کے ساتھ تم جو چاہے کرو لیکن ان کے ذہنوں کو کوئی گزند نہ پہنچے" ——— گریٹ چیف باس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں سمجھ گیا باس۔ مطلب یہ کہ یہ زندہ بھی رہیں اور صحیح دماغ کے ساتھ آپ فکر نہ کریں باس۔ یہ چاہے جس قدر بھی خطرناک ہوں یہاں میری مرضی کے بغیر حرکت بھی نہ کر سکیں گے" چیف ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سنو ——— یہ لوگ صرف جسمانی طور پر ہی تیز طرار نہیں ہیں بلکہ انتہائی ذہنی صلاحیتوں کے مالک ہیں اس لئے تم انہیں اپنے پوائنٹ میں مستقل طور پر قید رکھنا ——— یہ کسی بھی حالت میں پوائنٹ سے باہر نہ آئیں۔ اپنا ذہن استعمال کرنا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نہ صرف جسمانی طور پر ناقابل شکست ہو۔ بلکہ ذہنی طور پر بھی تمہاری صلاحیتیں کم نہیں ہیں۔ اس لئے میں انہیں تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں" گریٹ چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ——— آپ کے اعتماد کو کسی صورت بھی ٹھیس نہ پہنچے گی" ——— چیف ٹائیگر نے جواب دیا۔

" جیسے ہی یہ تمہارے پاس پہنچیں تم نے مجھے رپورٹ دینی ہے " ——— گریٹ چیف باس نے کہا۔

" یس باس " ——— چیف ٹائیگر نے کہا۔ اور گریٹ چیف باس نے وہی بٹن دوبارہ پریس کر کے سکرین کو آف کیا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا وہ میز پر اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل پر جھک گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

جھنجھناہٹ کی آوازیں عمران کے شعور میں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی کی چادر سمٹتی چلی گئی ——— اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ چند لمحوں تک اس کا شعور نہ جاگا۔ لیکن آہستہ آہستہ شعور نے جاگنا شروع کر دیا۔ اور عمران پھر یک لخت اچھل کر بیٹھ گیا ——— وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

" کمال ہے۔ کبھی تابوتوں میں اور کبھی پنجروں میں۔ یہ آخر ہو کیا رہا ہے " ——— عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کی پہلے سے حیرت زدہ آنکھیں اور زیادہ پھیلتی گئیں۔ کیونکہ وہ کسی گھنے اور وسیع جنگل میں موجود تھا۔ گھنے

درخت چاروں طرف موجود تھے۔ لیکن ان درختوں کے نیچے چاروں طرف جہاں جہاں اس کی نظریں پہنچ رہی تھیں پنجرے ہی پنجرے نظر آ رہے تھے ——— لوہے کی سلاخوں سے بنے ہوئے پنجرے۔ ایسے پنجرے جیسے شیروں کو بند کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ——— فولاد کی بنی ہوئیں انتہائی موٹی اور مضبوط سلاخوں سے بنے ہوئے۔ اور ہر پنجرے میں ایک ایک آدمی موجود تھا۔ کئی بیٹھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہے تھے ——— اور کئی ابھی تک چت لیٹے ہوئے تھے۔ پنجرے خاصے بڑے تھے۔ اتنے بڑے کہ ان میں آسانی سے نہ صرف لیٹا جا سکتا بلکہ حرکت بھی کی جا سکتی تھی ——— پنجرے کی سلاخیں نیچے آ کر زمین میں غائب ہو گئی تھیں۔ اور پنجروں کے نچلے حصے میں گھاس والی زمین تھی۔ عمران خود بھی گھاس والی زمین پر بیٹھا ہوا تھا ——— پنجرے کی بلندی کافی اونچی تھی۔ تقریباً بیس پچیس فٹ اونچی اور اوپر چھت بھی سلاخوں سے بنی ہوئی تھی۔

ساتھ والے پنجرے میں اسے ایک نوجوان آدمی بیٹھا ہوا نظر آیا۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر یک لخت اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ یہ میجر پرمود کا اسسٹنٹ توفیق تھا ——— اس کے بعد

اس نے باری باری ہر پنجرے میں موجود آدمیوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے چیک کر لیا کہ اس کے ارد گرد موجود پنجروں میں کرنل فریدی کی بلیک فورس کے آدمی تھے ——— البتہ کرنل فریدی۔ میجر پرمود اور عمران کے اپنے ساتھی اسے نظر نہ آ رہے تھے۔ وہ شاید دور کے پنجروں میں تھے۔ کیونکہ پنجروں کے درمیان میں آ جانے کی وجہ سے وہ واضح طور پر نظر نہ آ رہے تھے۔

عمران خاموش بیٹھا غور سے ان سلاخوں کو دیکھتا رہا اور پھر اس کی نظریں ایک سلاخ کے زمین میں غائب ہوتے ہوئے سرے پر جم گئیں ——— اس سرے کے ساتھ ہی کی تار سی لپٹی ہوئی تھی۔ جو کہ زمین میں غائب ہو گئی تھی۔

اسی لمحے اسے دور سے کسی کی زوردار چیخ اور گرنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔ یہ آواز اس کے ساتھیوں میں سے کسی کی نہ تھی۔

اور پھر اس نے ایک دیو ہیکل آدمی کو ایک درخت کے پیچھے سے نمودار ہوتے دیکھا۔ اس آدمی کے جسم پر چیتے کی کھال کا لباس تھا ——— اور اس کے کاندھے سے ایک ہنٹر لٹکا ہوا تھا۔ وہ خاصا تیز طرار آدمی نظر آ رہا تھا۔

"تم لوگوں کو ہوش آگیا ہے تو میری بات سن لو۔ ان پنجروں کی سلاخوں میں الیکٹرک کرنٹ ہے۔ جسے ابھی ہلکا رکھا گیا ہے۔ تاکہ تمہیں صرف کاشن ہو سکے۔ اس کے بعد اُسے انتہائی پاورفل کر دیا جائے گا اور پھر جس نے بھی کسی سلاخ کو چھوا وہ طاقتور الیکٹرک شاک سے فوراً مرجائے گا ——— اب تم نے انہی پنجروں میں رہنا ہے۔ تم کسی صورت یہاں سے باہر نہیں آسکتے۔ تمہارا کھانا اور پانی اندر پہنچ جائے گا" اس آدمی نے کاندھے سے لٹکے ہوئے لاؤڈر کو اتار کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔ اور لاؤڈر کی وجہ سے اس کی آواز دور دور تک پھیل گئی تھی۔

"جناب ٹارزن صاحب ——— کیا آپ میری ایک دست بستہ گزارش سماعت فرمائیں گے" ——— عمران نے اچانک اونچی آواز میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے" ——— اس آدمی نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کا لہجہ بے حد کرخت ہو گیا تھا۔

"جناب مجھے تو قبض کی بیماری ہے۔ اس لئے میرا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ سب پنجرے والوں کو قبض ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ لیکن چاہے جو کچھ بھی ہو۔ تم اس پنجرے سے باہر نہیں جا سکتے۔ جو کچھ بھی تم نے کرنا ہے اسی پنجرے میں ہی کر سکتے ہو" اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ اور کم از کم ابھی تم اتنے وحشی تو نہیں ہوئے ہو گے کہ یہی حکم عورت کے متعلق بھی صادر کر دو گے۔" ——— عمران نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ اُسے یہاں سے کافی دور اکیلا رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے" اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چلو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم اتنے وحشی نہیں ہو جتنے شکل سے نظر آنے کی کوشش کر رہے ہو۔ کیا تم ہم پنجرے والوں کو یہ بتا سکتے ہو کہ آخر ہمیں کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ سوال کرنے کے عادی معلوم ہوتے ہو۔ اور ہم سوال سننے کے عادی نہیں ہیں ——— یہ میں آخری بار تمہیں بتا رہا ہوں۔ کہ تم فور کارنرز کے قیدی ہو" ——— اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ

تیزی سے دوڑتا ہوا درختوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔

"اوہ۔ کرلو سیکرٹ سروس میں نوکری۔ آخر نوبت یہی آنی تھی" ____ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ____ میں توفیق ہوں میجر پرمود کا اسسٹنٹ" ____ ساتھ والے پنجرے میں موجود توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اللہ تمہیں نیک توفیق دے۔ میں تمہیں پہلے ہی پہچان گیا تھا۔ ویسے تمہارے میجر صاحب یہاں نظر نہیں آ رہے" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور توفیق ہنس پڑا۔

"وہ بھی ظاہر ہے کسی نہ کسی پنجرے میں موجود ہوں گے۔ لیکن اب ہم ان پنجروں سے کیسے نکلیں گے" توفیق نے کہا۔

"میرا خیال ہے ان پنجروں سے نکلنے کے لئے ہمیں مکھی بننا پڑے گا۔ کیونکہ مکھی ہی ان سلاخوں سے ٹکرائے بغیر باہر نکل سکتا ہے۔ اور کم از کم میں تو مکھی بننا نہیں چاہتا۔ تم چاہو تو بن سکتے ہو" ____ عمران نے کہا۔ توفیق کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ واقعی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کا ذہن لازماً یہاں سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی ترکیب بہرحال سوچ لے گا ____ میں آپ کو

اچھی طرح جانتا ہوں" ____ توفیق نے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ میں واقعی مکھی بن جاؤں گا" ____ عمران نے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ توفیق اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ درختوں میں سے دس بارہ افراد نمودار ہوئے ____ سب سے آگے ایک دیو قامت آدمی تھا۔ جس کی خوفناک مونچھیں تھیں۔ اور اس نے شیر کی کھال پہنی ہوئی تھی۔ جب کہ اس سے پیچھے آنے والے افراد نے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی تھیں ____ اور ان سب کے کاندھوں سے سٹین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔

"کس نے باتیں کی تھیں تمہارے ساتھ"

شیر کی کھال والے نے بڑے جارحانہ انداز میں مڑ کر اپنے پیچھے آنے والے سے پوچھا۔

"یہ ہے چیف" ____ اس آدمی نے عمران کے پنجرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ چیف عمران کے پنجرے کی طرف مڑ گیا۔ قریب آ کر وہ رک گیا ____ اس طرح غور سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے بچے چڑیا گھر میں کسی نئے جانور کو غور سے دیکھتے ہیں۔

"جناب کتنی ٹکٹ بھر کر آئے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا اور وہ چیف بے اختیار چونک پڑا۔

"ہوں ——— کیا نام ہے تمہارا" ——— اس نے دھاڑنے والے انداز میں پوچھا۔

"نام تو اس پنجرے میں آنے سے پہلے تھا۔ اب تو میں پنجرے والا ہی ہو سکتا ہے۔ ویسے اس پنجرے کا نمبر کیا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میں تمہارا نام پوچھ رہا ہوں بدقسمت آدمی۔ اور جو میری بات کا جواب نہ دے وہ ہمیشہ کے لئے فنا ہو جاتا ہے" ——— اس چیف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا جیسے اس پر وحشت سی سوار ہو گئی ہو۔

"ہمیشہ کے لئے تو کوئی چیز فنا نہیں ہوتی۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ مادہ شکلیں بدل لیتا ہے فنا نہیں ہوتا۔ اب جیسے کسی زمانے میں تم مچھر ہو گے ——— بھیں بھیں کرتے اڑتے پھر رہے ہو گے پھر کسی نے تالی بجائی اور تم ختم۔ کیا خیال ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور اس چیف کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ یک لخت بری طرح مسخ ہو گیا۔

"اسے گولی مار دو" ——— اس نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے جلدی سے سٹین گن عمران کی طرف سیدھی کی۔

"سوچ لو ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد میں بدروح بن کر تم سے چمٹ جاؤں" ——— عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے گولی مار دینے کے حکم سے ذرا برابر بھی پریشانی نہ ہوئی ہو۔ اور اس چیف نے یک لخت ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھی کو سٹین گن چلانے سے روک دیا ——— اور اس بار واقعی عمران جیسا آدمی بھی حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس آدمی کا غصے کی شدت سے مسخ چہرہ یک لخت نارمل ہو گیا تھا ——— اور نہ صرف نارمل ہو گیا تھا بلکہ وہ مسکرا بھی رہا تھا۔

"میں سمجھ گیا۔ تم عمران۔ کرنل فریدی یا میجر پرمود میں سے ایک ہو سکتے ہو" ——— اس آدمی نے اس طرح کہا جیسے اس نے واقعی کوئی حیرت انگیز چیز دریافت کر لی ہو۔

"کمال ہے۔ میرے خیال میں مجھ سے مثال دینے میں غلطی ہو گئی ہے۔ تم لازماً پہلے گرگٹ ہو گے تبھی تم اتنی جلدی رنگ بدل سکتے ہو" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" ——— اس چیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اب اس کے چہرے سے ذرہ برابر بھی محسوس نہ ہو رہا تھا کہ اُسے کبھی غصہ بھی آسکتا ہے۔

"اور اگر میں کہوں کہ تم غلط کہہ رہے ہو تو پھر" عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک نہیں کئی سٹین گنیں بیک وقت چلیں گی۔ اور تمہارا پنجرہ خالی ہو جائے گا۔ کیونکہ ہمیں حکم ہے کہ ہم نے صرف ان تین افراد کو جان سے نہیں مارنا باقی کے ساتھ ہم جو چاہیں سلوک روا رکھ سکتے ہیں۔ اور ہم فضول باتیں کرنے اور سوالات پوچھنے والا آدمی ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے" اس چیف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ علی عمران ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں" اچانک ساتھ والے پنجرے میں موجود توفیق نے کہا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے اب وہ توفیق کو کیا کہہ سکتا تھا۔

"ہوں ——— تو تم ہو پاکیشیا کے علی عمران۔ ٹھیک ہے۔ اب تمہارا پنجرہ خصوصی سیکشن میں پہنچا دیا جائے گا" ——— اس چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پیچھے کھڑے

آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹائیگر تھری۔ اسے سپیشل سیکشن میں پہنچانے کا بندوبست کرو۔ میں دو دوسروں کو ٹریس کر لوں" چیف نے کہا۔ اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

وہ آدمی جسے چیف نے حکم دیا تھا سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

چیف اور اس کے ساتھی اس دوران چلتے ہوئے کافی دور نکل گئے تھے۔ وہ ہر پنجرے میں موجود آدمی کا بغور جائزہ لے رہے تھے ——— لیکن وہ رک کہیں نہ رہے تھے۔

ابھی عمران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ سپیشل سیکشن میں پہنچانے کے لئے یہ لوگ کیا طریقہ کار استعمال کرتے ہیں کہ یک لخت پنجرے کی ایک سلاخ سے سرخ روشنی پھوٹی اور اس نے ایک لمحے میں عمران کے جسم کو گھیر لیا ——— روشنی صرف ایک لمحے کے لئے چمکی اور پھر غائب ہو گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عمران کو اپنا جسم مکمل طور پر مفلوج محسوس ہوا۔ اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔

وہ واقعی مکمل طور پر مفلوج ہو چکا تھا ——— وہ جس انداز میں بیٹھا تھا اسی انداز میں بیٹھا رہ گیا۔ وہ چیف اور اس کے ساتھی اب نظر نہ آ رہے تھے۔ عمران

دیکھ سکتا تھا۔ سوچ سکتا تھا لیکن وہ گردن تو کجا آنکھیں بھی نہ گھما سکتا تھا۔ اس لئے اب اُسے صرف سامنے کا منظر ہی نظر آ رہا تھا ـــــ اور یہ وہی منظر تھا۔ جس طرف چیف اور اس کے ساتھی گئے تھے۔ کیونکہ سلاخ میں سے سرخ روشنی پھوٹتے وقت عمران اُسی طرف دیکھ رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ یہ سرخ روشنی کیسی تھی"
توفیق کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی لیکن ظاہر ہے عمران جواب نہ دے سکتا تھا۔

اُسی لمحے عمران کو اپنی سائیڈ پر کھٹکا سا محسوس ہوا۔ اور پھر اس کا جسم ہوا میں اٹھتا گیا۔ اور اب جب عمران نے دیکھا تو وہ اُسی آدمی کے کاندھے پر لٹکا ہوا تھا جسے چیف نے حکم دیا تھا۔ اور وہ آدمی اُسے پنجرے سے باہر نکال کر لے جا رہا تھا ـــــ پنجرے کی سلاخیں کیسے غائب ہوئی ہیں۔ یہ عمران نہ دیکھ سکا تھا۔ کیونکہ اب اس آدمی کے کاندھے پر ہونے کی وجہ سے اُسے صرف زمین ہی نظر آ رہی تھی ـــــ وہ آدمی کافی دیر تک چلتا رہا۔ اور پھر اس نے عمران کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور عمران پہلو کے بل زمین پر گرا۔ اور اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ویسی ہی پنجرے کی موٹی موٹی سلاخیں تھیں ـــــ لیکن یہاں

رخت وغیرہ نہ تھے۔ بلکہ سپاٹ زمین تھی۔ وہ آدمی سے پٹخ کر کہیں غائب ہو گیا تھا۔ عمران پہلو کے بل زمین اُسی طرح پڑا رہا ـــــ پھر اچانک جیسے جسم میں سردی ی ایک تیز لہر دوڑتی ہے اس طرح اس کے جسم ں ایک تیز لہر سی دوڑتی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی مران کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی ـــــ اور عمران ہلے تو پلٹ کر چت لیٹ گیا۔ اور پھر ایک طویل سانس یتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ وہ بالکل پہلے جیسے پنجرے میں بند ھا ـــــ لیکن اردگرد جنگل کی بجائے کھلی جگہ تھی۔ اور سامنے ایک اونچی دیوار بھی نظر آ رہی تھی جو دور تک گھومتی ہوئی چلی گئی تھی۔ عمران نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ و اوپر کافی بلندی پر اُسے چھت نظر آئی ـــــ اور اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کسی عمارت کے ہال میں ہے۔ اور پھر گھوم کر چاروں طرف دیکھنے کے بعد اُس نے اپنے خیال کو چیک بھی کر لیا ـــــ وہ واقعی ایک وسیع ہال نما کمرے میں موجود تھا۔ لیکن پنجرے کے اندر۔

"تو یہ ہے سپیشل سیکشن" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ابھی اس کی بڑبڑاہٹ ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ یکلخت سرسراہٹ کی تیز آوازیں اس کے دائیں بائیں دونوں

اطراف میں سنائی دیں۔ اور پھر فرش میں سے ویسے ہی پنجرے نکل کر اوپر بلند ہوتے دکھائی دیئے۔

" اس کا مطلب ہے کرنل فریدی اور میجر پرمود کی آمد آمد ہے " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد دو آدمی نمودار ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر کرنل فریدی اور میجر پرمود لدے ہوئے تھے۔ اسی طرح بے حس و حرکت حالت میں۔

وہ دونوں ان پنجروں کے پاس آکر رک گئے۔ سرسراہٹ کی تیز آوازیں ایک بار پھر سنائی دیں۔ اور عمران نے دیکھا کہ دونوں پنجروں کی ایک سائیڈ کی سلاخیں تیزی سے زمین میں غائب ہو گئیں ——— ان دونوں آدمیوں نے پنجرے میں داخل ہو کر مفلوج کرنل فریدی اور میجر پرمود کو خالی زمین پر پٹخا اور پھر پنجرے سے باہر نکل گئے ——— ان کے باہر نکلتے ہی سرسراہٹ کی آوازیں دوبارہ سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سلاخیں واپس زمین سے نکل کر اوپر چھت والی سلاخوں کے ساتھ جڑ گئیں اور پنجرہ مکمل ہو گیا ——— لیکن کرنل فریدی اور میجر پرمود اسی طرح بے حس و حرکت پڑے ہوتے تھے۔ وہ دونوں آدمی چلتے ہوئے کسی دروازے سے دوسری طرف نکل گئے تھے۔

چند لمحوں بعد ہی سلاخ میں سے وہی سرخ رنگ کی روشنی پھوٹی اور کرنل فریدی اور میجر پرمود کے جسموں پر پڑی اور غائب ہو گئی ——— اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے جسموں میں حرکت نمودار ہوتی دکھائی دی۔

" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا اخیان " عمران نے خالصتاً عربی لہجے میں کہا۔

اور کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں ہی بری طرح چونک کر عمران کی طرف مڑے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔ جیسے عمران کی وہاں موجودگی کی انہیں توقع ہی نہ ہو۔

" عمران تم ——— تم بھی پہنچ گئے " ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پہنچا نہیں ہوں پہنچایا گیا ہوں " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم کہاں سے یہاں پہنچے ہو " ——— میجر پرمود نے چونک کر پوچھا۔

" جنگل سے تمہارے توفیق صاحب نے میرا تعارف اس چیف ٹائیگر صاحب سے کرا دیا تھا " ——— عمران نے کہا۔

" اوہ تو توفیق زندہ ہے۔ گڈ " ——— میجر پرمود نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"توفیق کے ساتھ ساتھ میں نے جناب کرنل ہارڈ سٹون کی بلیک فورس کے معزز ارکان بھی دیکھے تھے" ——— عمران نے کہا۔ اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"میرا خیال ہے۔ تمہارے سارے ساتھی ہی یہاں پہنچ چکے ہیں۔ البتہ جولیا مجھے نظر نہیں آئی تھی" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اُسے پردہ میں بٹھایا گیا ہے۔ آپ کے کیپٹن صاحب تو بخیریت ہیں ناں" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بڑی مدت کے بعد ملنے پر ایک دوسرے کا باقاعدہ حال احوال پوچھا جاتا ہے۔

"ہاں ——— کیپٹن حمید میرے ساتھ والے پنجرے میں موجود تھا۔ نجانے میرے کتنے ساتھی زندہ ہیں۔ بہرحال توفیق کے متعلق تو اطلاع مل گئی"
میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب۔ آپ ایلٹان مشین حاصل کر لینے کے باوجود ان کے قابو میں کیسے آئے"
عمران نے کہا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ——— تمہیں کیسے معلوم ہوا"
کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔ اور عمران اپنے

اندازے کی درستی پر مسکرا دیا۔ کیونکہ مشین پر اُسے اس چیف باس نے بتایا تھا کہ زیرو دون اور زیرو ٹو میں سے دو لوگ نکلے ہیں ——— اور زیرو دون والوں نے ایلٹان مشین استعمال کی تھی۔ ایلٹان مشین بالکل جدید ساخت کی مشینیں تھیں۔ اسی لئے عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ انہیں لازماً کرنل فریدی نے استعمال کیا ہوگا۔ کیونکہ کرنل فریدی کو سائنس سے خاصا ربط ضبط تھا۔

"مجھے تو میجر پرمود صاحب کے بارے میں بھی معلوم ہے کہ یہ ریڈ راہداری تک پہنچ گئے تھے لیکن" عمران نے کہا۔ اور اس بار چونکنے کی باری میجر پرمود کی تھی۔

"اس شیطان کو ہر چیز کا علم ہو جاتا ہے میجر۔ تمہیں اس بارے میں حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آپ شیطان کو اتنا رتبہ دے رہے ہیں کہ اُسے علم غیب بھی ہوتا ہے۔ اگر اس بیچارے کو ایسے ہی ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ کبھی سجدے سے انکار نہ کرتا ——— کیونکہ اُسے پتہ لگ جاتا کہ سجدے سے انکار کرنے پر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملعون اور مردود ہو جائے گا" ——— عمران نے باقاعدہ وعظ کرنا شروع کر دیا۔

"کرنل صاحب۔ میرا خیال ہے ہمیں فضول باتوں کی بجائے اس قید سے رہائی کی کوئی ترکیب سوچنی چاہئے" میجر پرمود نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واہ ——— کیا شاندار بات ہے کہ میجر اور کرنل مل کر سوچیں گے۔ ظاہر ہے اب سوچنے کا کام آپ لوگوں کی ذمہ داری بن گیا ہے۔ اس لئے مجھ جیسا بلیک مین تو اطمینان سے پیر پسار کر سو سکے گا" عمران نے کہا اور وہیں زمین پر لیٹ کر اس نے اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے اُسے گہری نیند آ رہی ہو۔

"تمہارے ذہن میں کوئی ترکیب آ رہی ہو تو بتاؤ" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے میجر پرمود سے کہا۔ جو عمران کو اس طرح سوتا دیکھ کر بُرے بُرے منہ بنا رہا تھا۔

"ان سلاخوں میں تو طاقتور کرنٹ دوڑ رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان ——— سلاخوں سے مفلوج کر دینے والی ریز بھی نکلتی ہیں ——— اور مجھے یقین ہے کہ کسی سکرین پر ہمیں باقاعدہ چیک بھی کیا جا رہا ہو گا" میجر پرمود نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"نہ صرف چیک کیا جا رہا ہو گا بلکہ ہماری آوازیں بھی یقیناً ان تک پہنچ رہی ہوں گی" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"صرف میرے خراٹے ساؤنڈ پروف ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ لازماً انہیں سنائی نہ دے رہے ہوں گے" ——— عمران نے سوتے سوتے جواب دیا۔

اور اس بار کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ارے میجر صاحب ہنس رہے ہیں۔ واہ کیا ذوق پایا ہے۔ کہ پنجرے میں بند ہو کر ہنس رہے ہیں۔ اچھی جگہ ملی ہے ہنسنے کی" ——— عمران نے یک لخت اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم سوتے ہوئے زیادہ خوب صورت لگتے ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ سوتے ہی رہو ——— میجر پرمود نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"لیجئے کرنل صاحب۔ آپ کا سکوپ ختم۔ اب میں دونوں اور میجر پرمود۔ ویسے میجر پرمود تم نے تابوت کیسے توڑا تھا ——— یہ بتا دو۔ شاید اُسی سے کوئی ترکیب ذہن میں آ جائے ——— عمران نے بات کرتے کرتے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میری مخصوص جیکٹ میں زیرو دیتی موجود رہ گئی تھی۔ اس کی مدد سے میں نے سارا کام کیا تھا۔ لیکن اب کمرے سے وہ جیکٹ ہی غائب ہے" میجر پرمود نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور آپ کرنل صاحب۔ کیا آپ کے پاس بھی
جیکٹ ہوتی ہے۔" ——— عمران نے اس طرح کہا
جیسے کوئی صحافی کسی کا انٹرویو لے رہا ہو۔

"نہیں ——— میں نے تابوت کے سوراخ سے
تاروں کا گچھا کھینچ لیا تھا اور پھر جھٹکے سے وہ تاریں
ساکٹ سے ٹوٹ گئیں اور ان سے ٹی تھری ریز
نکلیں ——— ان کی مدد سے میں نے تابوت پگھلا
تھے" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ٹی تھری ریز ——— اوہ اوہ۔ کرنل صاحب۔ ٹی تھری
ریز یقیناً یہاں بھی استعمال کی جا رہی ہیں۔ اوہ مجھے
پہلے ان کا خیال نہیں آیا تھا" ——— عمران نے چونک
ہوئے کہا۔

"تم شاید اس سرخ مفلوج کر دینے والی روشنی
وجہ سے ایسا کہہ رہے ہو۔ نہیں۔ یہ سرخ روشنی
تھری ریز سے نہیں بلکہ آرکیٹک ریز پر مشتمل ہیں
نے محسوس نہیں کیا کہ تمہارا ذہن کام کر رہا تھا۔
تھری ریز تو ذہن کو بھی ساتھ ہی مفلوج کر دیتی ہیں"
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عم
نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع
دیا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"

اچانک خاموش بیٹھے میجر پرمود نے کہا۔ اور وہ
دونوں چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔

"میں نے دیکھا ہے کہ اس پنجرے کے سامنے
والے حصے کی سلاخیں زمین سے نکل کر اوپر چھت سے
ملی ہیں ——— ایسا لازماً کسی مشین کے ذریعے کیا گیا ہو
گا۔ اور اس مشین کو آپریٹ کرنے کے لئے ان
سلاخوں کے ساتھ یقیناً کوئی تار موجود ہو گی۔ اگر ہم
اس تار کو تلاش کر لیں تو میرا خیال ہے ان سلاخوں
کو واپس زمین میں دھنسایا جا سکتا ہے"
میجر پرمود نے کہا۔

"گڈ ——— اچھی سوچ ہے۔ لیکن اس تار کے
ذریعے مشین تو بہرحال آپریٹ نہیں ہو سکتی۔ زیادہ
سے زیادہ تار کو توڑ کر مشین کا لنک ان سلاخوں سے
ختم کیا جا سکتا ہے" ——— کرنل فریدی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"اگر ایسا بھی ہو جائے تب بھی کام بن سکتا ہے۔
جنگل میں جو پنجرہ تھا اس کی سلاخ کے ساتھ میں نے
تار دیکھی تھی اور وہ صرف اکیلی ہی تار تھی ——— اس کا
مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس تار کے ذریعے ہی اس
پنجرے میں ہر ایکشن کو کنٹرول کیا جاتا ہو گا"
عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— تمہارا مطلب ہے کہ اگر اس تار کو علیحدہ
کر دیا جائے تو سلاخوں میں کرنٹ اور وہ مفلوج کر
دینے والی آرکیٹک ریز وغیرہ سارا سلسلہ ختم ہو
جائے گا " ——— کرنل فریدی نے چونک کر کہا ۔
" بالکل ——— مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا "
عمران نے جواب دیا ۔
" اگر ایسا ہے تو پھر تار تو میں یہاں بیٹھے بیٹھے بھی
تلاش کر سکتا ہوں " ——— کرنل فریدی نے کہا ۔
اور اس بار میجر پرمود اور عمران دونوں ہی چونک پڑے
کیونکہ ایسی کوئی تار باوجود کوشش کے ان دونوں کو
اب تک نظر نہ آئی تھی ۔
" آپ کا مطلب کہیں نگاہوں کی تار سے تو نہیں "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
" میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں ۔
ہمارے پنجروں میں تو ایسی کوئی تار نہیں تھی ۔ بہرحال
ہو گی تو ضرور ——— لیکن وہ زمین کے اندر ہو گی ۔ جب کہ
تم کہہ رہے ہو کہ تم نے تار دیکھی تھی ۔ ہو سکتا ہے
اس پنجرے میں وہ زمین سے کچھ اوپر رہ گئی ہو ۔
تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ وہ تار پنجرے کے کس
حصے اور کس سلاخ کے ساتھ منسلک تھی "
کرنل فریدی نے کہا ۔

" یعنی آپ کا مطلب ہے کہ اس پنجرے میں بھی تار
ی سلاخ کے ساتھ ہو گی " ——— عمران نے مسر
تے ہوئے کہا ۔
" تم بتاؤ تو سہی ۔ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں اسے
ے تلاش کر سکتا ہوں " ——— کرنل فریدی نے
اب دیا ۔
" وہ پنجرے کے دائیں ہاتھ والے حصے کی دائیں
ن سے تیسری سلاخ کے ساتھ منسلک تھی "
ان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا ۔
" اور تمہارے پنجرے کی جو سلاخیں کھلی تھیں وہ
ں رخ پر تھیں " ——— کرنل فریدی نے بدنکتے
ئے پوچھا ۔
" میرا خیال ہے وہ اس تار والے حصے کی بائیں
ن کا حصہ تھا " ——— عمران نے جواب دیا ۔
" گڈ ——— تو پھر یہاں ان پنجروں میں وہ تار یقیناً
ے والے حصے کے بائیں ہاتھ کی تیسری سلاخ کے
تھ منسلک ہو گی " ——— کرنل فریدی نے فوراً
جواب دیا ۔
" بائیں حصے پر وہ کیسے چلی گئی ۔ وہ یقیناً یہاں بھی
ں حصے کی طرف ہو گی " ——— عمران نے منہ
تے ہوئے کہا ۔

"تم نے آرکیٹک ریز کا بنیادی نقشہ تو دیکھا ہو گا۔ ریز ترچھے انداز میں چلتی ہیں۔ تم جنگل میں جس پنجرے میں تھے اس کا رخ جیسا کہ تم بتا رہے ہو اس کا کھلنے والا حصہ تمہارے دائیں ہاتھ پر تھا ——— اور آرکیٹک ریز بھی یقیناً اُسی حصے میں سے نکلی ہوں گی جیسا کہ ہمارے پنجرے سے نکلی تھیں۔ لیکن یہاں ا... پنجرے میں کھلنے والے حصے تمہارے بائیں ہاتھ پر ہیں ——— اس لئے یقیناً یہ ترچھی چلنے والی ریز اس کے بائیں حصے پر ہی ہوں گی" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر میں اپنا رخ بدل لوں تو وہ تار بھی بدل جائے گی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے رخ سے پنجرے کا کھلنے والا حصہ نہیں بدل جائے گا۔ وہ تو وہیں رہے گا اور ... نے بتایا ہے کہ آرکیٹک ریز ترچھی چلتی ہیں۔ یہاں ... کے پنجرے کا رخ بدلا ہوا ہے" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ کرنل میرے ذہن میں یہ پوائنٹ نہ آیا تھا" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے درمیان فیصلہ ہو گیا۔ تو پھر طے ہوا کہ اس تار کو تلاش کیا جائے" ——— میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— لیکن یہ زمین بے حد سخت ہے۔ اس کا کھودنا بھی ایک مسئلہ ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"اس مسئلے کا حل میرے پاس ہے"

میجر پرمود نے کہا۔ اور اس نے جلدی سے اپنے پیر میں پہنا ہوا ایک جوتا اتارا۔ اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے اُسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اور پھر جب ہاتھ باہر نکالا تو جوتے کے اندر کے حصے کا پورا چمڑہ اس نے باہر نکال لیا ——— اور پھر جوتے کو اس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مخصوص انداز میں موڑا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ جوتا درمیان سے علیحدہ ہو گیا ——— اور اب ایک حصے سے نکلے ہوئے تیز دھار سوئے کی نوک نظر آ رہی تھی۔ پرمود نے اس نوک کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے باہر کھینچا تو بغیر دستے کا ایک باریک لیکن مضبوط سوا باہر آ گیا ——— اس نے سوا ایک طرف رکھ کر جوتے کے دونوں حصے دوبارہ جوڑے اور پھر اس چمڑے کو واپس اندر رکھ کر اس نے جوتا دوبارہ پہن لیا ——— کرنل فریدی اور عمران

دونوں خاموش بیٹھے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے
میجر پرمود نے جوتا پہن کر وہ سوا اٹھایا اور پھر اپنے بائیں ہاتھ پر دائیں طرف سے تیسری سلاخ کے نزدیک اس نے اس سوئے کی مدد سے زمین کھودنا شروع کر دی ——— سوئے کا دستہ نہیں تھا اس لئے سوئے سے سخت زمین کھودنے میں میجر پرمود کو خاصی مشکل پیش آ رہی تھی۔ لیکن وہ مسلسل کام کر رہا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے خاصی زمین کھود ڈالی۔
کھودتے کھودتے اچانک سوا کسی سخت چیز سے ٹکرایا۔
اور میجر پرمود کے جسم کو اس قدر زوردار جھٹکا لگا کہ وہ بے اختیار اچھل کر اپنی پشت والی سلاخوں سے جا ٹکرایا۔
اور ان سلاخوں سے ٹکراتے ہی اس کا جسم ایک بار پھر گیند کی طرح اچھلا ——— اور اس بار وہ پہلے سے زیادہ قوت سے سامنے والی سلاخوں سے ٹکرایا۔ اور اس بار اس کا جسم پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے واپس مڑا۔
"اوپر بلندی کی طرف میجر" ——— یک لخت کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔
اور میجر پرمود کا پیچھے ہٹتا ہوا جسم یک لخت قدرے اوپر کو اٹھا لیکن اس کے باوجود وہ کسی گیند کی طرح پچھلی سلاخوں سے ٹکرا کر واپس پلٹا لیکن اس بار میجر پرمود

کا جسم پہلے سے زیادہ بلندی کی طرف اٹھا۔ اور پھر وہ سامنے والی سلاخوں سے ٹکرانے کی بجائے اس کے قریب ایک دھماکے سے زمین پر گرا۔ اور میجر پرمود نے سلاخوں کی طرف پھیلتے ہوئے اپنے ہاتھ تیزی سے سکوڑے ——— اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا پورا جسم اس طرح کانپ رہا تھا۔ جیسے اُسے لرزے کا بخار چڑھ گیا ہو۔ چہرہ پسینے سے بُری طرح بھیگ گیا تھا ——— اور وہ زور زور سے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔
"ویل ڈن میجر پرمود ویل ڈن ——— واقعی تم بے پناہ قوت برداشت کے مالک ہو ورنہ اس قدر طاقت ور کرنٹ بار بار کھانے کے بعد تو تمہارے ہوش و حواس ہی رخصت ہو جاتے" ——— عمران نے بے اختیار انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔
"میجر پرمود واقعی انتہائی طاقت ور اعصاب کا مالک ہے۔ ورنہ یقیناً اس طرح سلاخوں سے ٹکرا ٹکرا کر ختم ہو جاتا" ——— کرنل فریدی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔
اور میجر پرمود مسکرا دیا۔
"آپ نے بروقت مجھے بچاؤ کا راستہ بتا دیا تھا۔ شکریہ" ——— میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اب وہ اپنے آپ کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔

" تمہارا سُوا تار سے ٹکرا گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تار ننگی ہے۔ اور ننگی چیزوں سے مجھے بڑی الجھن ہوتی ہے ——— اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اسے کپڑے پہنا دو " ——— عمران نے کہا۔ اور میجر پرمود چونک پڑا۔

" عمران درست کہہ رہا ہے تم ایسا کرو اپنی جراب اتار کر ہاتھ پر لپیٹ لو " ——— کرنل فریدی نے کہا۔

" ہاتھ پر۔ ارے ننگی تو تار تھی " ——— عمران نے کہا۔ لیکن اس بار میجر پرمود اور کرنل فریدی دونوں میں سے کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ البتہ میجر پرمود جلدی سے ایک بار پھر جوتا اتارنے لگا۔

" ارے ارے ننگوں کو جوتے نہیں مارے جاتے چوٹ زیادہ لگتی ہے " ——— عمران کی زبان بھلا کہاں رکتی تھی۔

" تم خاموش نہیں رہ سکتے " ——— کرنل فریدی نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر میں خاموش ہو گیا تو پھر ابھی وہ شیر چیتے یہاں پہنچ جائیں گے " ——— عمران نے کہا تو کرنل فریدی چونک پڑا۔

" کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں " ——— کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ کو شاید یاد نہیں رہا کہ میں نے کہا تھا کہ
برے خراٹے ساؤنڈ پروف ہیں۔ وہ میں نے
درست کہا تھا ——— دراصل زمین پر لیٹا میں یہی
ات چیک کر رہا تھا کہ کیا ہماری آواز وہاں تک
ہنچ جاتی ہے یا نہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ساؤنڈ
یکارڈ چاہے کس قدر بھی جدید ہو اس میں انتہائی
مولی سی سنسناہٹ ضرور نکلتی ہے ——— اور میں
نے اسے چیک کر لیا تھا۔ زمین کے اندر سنسناہٹ
وجود تھی۔ لیکن یہ سنسناہٹ صرف ساؤنڈ ریکارڈ کی
ہیں تھی بلکہ ساؤنڈ ٹرانسمیٹر و ریکارڈ دونوں کی آوازیں
ھیں ——— اس کا مطلب ہے کہ ہماری آوازیں ان
ک پہنچ سکتی ہیں اور ان کی آوازیں ہم تک پہنچ سکتی
یں۔ لیکن ساؤنڈ ٹرانسمیٹر کے قریب ٹوں کی آواز پیدا
و تو وہ ان لہروں میں مداخلت کرتی رہتی ہے۔ اس
رح ساؤنڈ ٹرانسمیٹر اور ریکارڈ دونوں ہی اس
داخلت کی وجہ سے صحیح طور پر کام نہیں کر سکتے اور
سنناہٹ بتا رہی تھی کہ مشین میرے والے پنجرے
ں نصب ہے ——— یہی وجہ ہے اس لئے مجھے مسلسل
لنا پڑ رہا ہے۔ ورنہ اب تک ساؤنڈ ریکارڈ ہماری
وازیں وہاں تک پہنچا چکا ہوتا۔ بلکہ سوئے کی زمین
ے ٹکرانے کی آواز بھی ان تک پہنچ جاتی "

عمران نے تیز آواز میں کہا۔

"اوہ ——— اچھا اچھا۔ میرا ذہن اس طرف نہ گیا تھا پھر تو ٹھیک ہے۔ بولتے رہو" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن اب میں بولتے بولتے تھک گیا ہوں۔ اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پنجرہ بدل لیں۔ آپ بڑی اچھی تقریر کر لیتے ہیں ——— اس لئے آزادی ایک بڑی نعمت ہے کے موضوع پر آپ دو چار گھنٹے کی تقریر ہی کر ڈالیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس دوران میجر پرمود تار توڑنے میں کامیاب ہو ہی جائے گا" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اتنی لمبی تقریر کی ضرورت نہ پڑے گی" کرنل فریدی نے اونچی آواز میں کہا، تاکہ اس کی آواز عمران کے پنجرے میں گونج جائے۔ عمران کا پنجرہ چونکہ درمیان میں تھا ——— اس لئے کرنل فریدی بولنے کی آواز بھی اس کے پنجرے تک خاصی طاق میں پہنچ جاتی تھی۔

"چلو تقریر نہ سہی۔ ہم دونوں آپس میں باتیں تو کر سکتے ہیں۔ تو سنائیے کب شادی کر رہے ہیں آپ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شاید آج کل شادی کے علاوہ اور کوئی موضو

ہی نہیں ملتا" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کمال ہے۔ آپ نے وہ محاورہ تو سنا ہوا ہے کہ کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ تو شادی ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں سارے مسئلے آجاتے ہیں" عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

ادھر میجر پرمود ہاتھ پر جراب لپیٹے تار کو کھینچ کر توڑنے میں مسلسل مصروف تھا۔ لیکن تار بے حد مضبوط تھی ——— اس لئے ظاہر ہے وہ آسانی سے کہاں ٹوٹ سکتی تھی۔

"طلاق سے شادی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور طلاق کا مطلب ہوتا ہے علیحدگی۔ تو ثابت ہوا کہ توڑنے کا ایک طریقہ علیحدگی بھی ہوتا ہے ——— چاہے وہ شادی ہو یا کوئی اور چیز۔ کیا خیال ہے کرنل فریدی" عمران نے میجر پرمود کی طرف مڑ کر اونچی آواز میں کہا۔

"شکریہ ——— میں سمجھ گیا" ——— میجر پرمود نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ابھی تمہاری شادی ہوئی نہیں اور تم نے طلاق کے بارے میں پہلے سوچنا شروع کر دیا" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ تو گیا تھا کہ عمران نے میجر پرمود کو اشارہ دیا ہے کہ اگر تار

ٹوٹ نہیں رہی تو اُسے سلاخ سے علیحدہ کر دے۔
لیکن ظاہر ہے اب بات تو کرنی ہی تھی۔

"لیجیئے صاحب طلاق ہو گئی" ــــــ اُسی لمحے میجر پرمود نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاتھ ملا کر دیکھو۔ کیا اب بھی جذبات کی گرمی باقی ہے" ــــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ طلاق کے بعد جذبات بیچارے تو سو جاتے ہیں" ــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور میجر پرمود نے آگے بڑھ کر ان کے اشارے کے مطابق پہلے آہستہ سے ایک انگلی سلاخ سے لگائی ــــــ وہ کرنٹ کو چیک کر رہا تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سلاخوں کو پکڑ لیا۔

"ان جذبات کو اب زمین میں دفن ہو جانا چاہیئے" عمران نے کہا۔

اور میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے پوری قوت سے سلاخوں کو نیچے دبانا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی پنجرے کے کھلنے والے حصے کی سلاخیں زمین میں غائب ہو گئیں۔ اور میجر پرمود چھلانگ لگا کر پنجرے سے باہر نکل گیا۔ سُوا اس نے بیلٹ میں اٹکایا ہوا تھا۔

"واہ ــــــ اسے کہتے ہیں مکمل طلاق" ــــــ عمران
نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہیں بھی مل جائے گی۔ صبر تو کرو" ــــــ کرنل
دی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور میجر پرمود ــــــ بیلٹ سے سوا نکال کر تیزی
ے عمران کے پنجرے کے بائیں ہاتھ کی تیسری
لاخ کے قریب جھک کر تیزی سے زمین کھودنے
ــــــ اس بار اس نے جراب کو دستانے کے
ر پر ہاتھ پر چڑھایا ہوا تھا۔ اس طرح سوئے پر اس
ی گرفت بھی مضبوط ہو گئی تھی اور کرنٹ لگنے کا خطرہ
ی دور ہو گیا تھا ــــــ اس کا ہاتھ اب بے حد
ز رفتاری سے چل رہا تھا۔

"کرنل صاحب ــــــ مجھے یقین ہے کہ یہ فورکارنرز
ا مین ہیڈ کوارٹر نہیں ہو سکتا۔ ہمیں لازماً بے ہوشی کے
الم میں وہاں سے نکال کر دور پہنچا دیا گیا ہے"
ران نے اس بار واقعی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم اندازہ کر سکتے ہو کہ یہ کون سی جگہ ہو
تی ہے" ــــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے
ئے پوچھا۔

"ایک درخت تو مجھے ایسا نظر آیا ہے جس سے
ندازہ ہوتا ہے کہ یہ لازماً ٹی لینڈ کا کوئی حصہ ہے"

عمران نے کہا۔
"تم شمشرم درخت کی بات کر رہے ہو۔ میں نے بھی اس سے اندازہ لگایا تھا۔ یہ درخت دنیا میں صرف نی لینڈ میں ہی ہوتا ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"آپ کی علیحدگی بھی مکمل ہو گئی عمران صاحب"۔ اسی لمحے میجر پرمود کی آواز سنائی دی۔
اور عمران جو اس کی طرف پشت کئے بیٹھا کرنل فریدی سے باتیں کر رہا تھا چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس تیزی سے پنجرے کے اس حصے کی طرف بڑھا کھل جاتا تھا۔۔۔۔ میجر پرمود اب گھوم کر کرنل فرید کے پنجرے کی طرف جا رہا تھا۔ عمران نے چند ہی لمحوں میں اپنا پنجرہ کھول لیا۔ اور پھر تیزی سے با آگیا۔
"تم سُوا مجھے دو میجر پرمود اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ کسی بھی وق ادھر آ نکلیں تو کم از کم ایک آدمی کو ان کے مقاب پر ضرور آنا چاہیئے"۔۔۔۔ عمران نے پنجرے سے باہر آتے ہی کہا۔
"نہیں۔ مجھے اب تار علیحدہ کرنے کا صحیح طریقہ گیا ہے۔ تمہارے لئے نئے سرے سے مشکل

ں آئے گی۔ اسی لئے تم خود خیال رکھو"
ر پرمود نے کہا۔
اور عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا۔ اور اس ن کو بڑھ گیا جدھر دیوار میں دروازہ نظر آ رہا تھا۔ اس ہ جان بوجھ کر میجر پرمود کو یہ آفر کی تھی۔۔۔۔ کیونکہ میجر پرمود کی نفسیات اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اگر ا انہیں چھوڑ کر ادھر آ گیا تو وہ خواہ مخواہ ناراض ہو ئے گا۔
دروازہ بند تھا۔ عمران ایک لمحے کے لئے وازے کے ساتھ کان لگائے دوسری طرف سے نے والی آہٹ سنتا رہا۔۔۔۔ لیکن دوسری طرف ل خاموشی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازے د آہستہ سے دبایا تو دروازہ کھلتا گیا۔ وہ لاک نہ ۔۔۔۔ شاید اُسے لاک کرنے کی ضرورت ہی نہ ھی گئی تھی۔ دروازے کے دوسری طرف ایک بل راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور بند وازہ نظر آ رہا تھا۔۔۔۔ وہ راہداری میں پنجوں ے بل دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ تو دروازے کے یب پہنچ کر وہ ایک بار پھر رک کر آہٹ لینے لگا۔ ر پھر اس نے دروازہ پر دباؤ ڈال کر اُسے ولا۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں

چمک اٹھیں۔ کیونکہ اس کے سامنے ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا۔ جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور اندر سے مشینوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"میجر پرمود —— اس عمران کی کسی بات کا بُرا نہ منایا کرو۔ یہ بس ایسے ہی باتیں کرتا رہتا ہے" کرنل فریدی کی اونچی آواز اُسے ہال کے دروازے سے آتی سنائی دی اور عمران مسکرا پڑا۔

ہال کا دروازہ ایک برآمدے میں تھا جس کی دونوں سائیڈوں میں راہداریاں تھیں۔ بائیں طرف کی راہداری کے آخر سے اُسے مختلف لوگوں کے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور عمران تیزی سے آگے بڑھا —— پہلے تو اس نے ہال کمرے کے دروازے میں رک کر اندر مشینوں کو چیک کیا۔ بے شمار چھوٹی چھوٹی مشینیں تھیں جن کی سکرینوں پر پنجرے نظر آ رہے تھے —— ایک طرف ایک بڑی مشین تھی۔ اس کی سکرین پر تین پنجرے نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے دو کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور تیسرے کی سائیڈ پر میجر پرمود ابھی تک جھکا ہوا تھا اور کرنل فریدی اس سے مسلسل باتیں کر رہا تھا —— عمران مسکرا دیا۔ اس نے تو کرنل فریدی پر رعب ڈالنے کے لئے ساؤنڈ ریکارڈ

اور ٹرانسمیٹر کا رعب ڈالا تھا۔ ورنہ یہاں تو نہ صرف ان کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں بلکہ وہ خود بھی صاف دکھائی دے رہے تھے —— اب یہ اور بات تھی کہ ہال کمرہ ہی خالی تھا۔ اگر یہاں کوئی آدمی موجود ہوتا تو پھر وہ لوگ اس طرح کبھی آزاد نہ ہو سکتے۔

عمران اب گھوم کر تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جدھر سے لوگوں کے بولنے اور ہنسنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں —— راستے میں ایک اور کمرے کا دروازہ دکھائی دیا جو آدھا کھلا ہوا تھا۔ اور اس کے قریب سے گزرتے ہوئے عمران ٹھٹھک کر رک گیا —— اس نے دیکھ لیا تھا کہ یہ اسلحہ خانہ تھا اور اندر مختلف قسم کا خاصا اسلحہ پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران جلدی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے قریبی ریک میں رکھی ہوئی ایک مشین گن اٹھائی —— اور اس کا میگزین چیک کرتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے ابھی تک آوازیں آتی سنائی دے رہی تھیں۔ اور اب ان واضح آوازوں کی وجہ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ تاش کھیلنے میں مصروف ہیں۔

عمران دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔

"ارے چیف ٹائیگر کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ ہمیں تو تاش میں وقت کا خیال ہی نہیں رہا۔ وہ بڑا سخت آدمی ہے ——— اس نے مشین روم خالی دیکھا تو غصے سے پاگل ہو جائے گا" ——— اچانک ایک چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے واقعی۔ اٹھو۔ اٹھو" ——— دوسری آواز سنائی دی۔

"پہلے اس سے بڑے پاگل سے تو نمٹ لو" عمران نے اچانک ادھر کھلے دروازے پر زور سے لات مارتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے اس کی مشین گن نے مسلسل شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ اور وہ کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا ——— عمران فائرنگ کے ساتھ ساتھ ہاتھ کو قوس کی صورت میں دائیں بائیں گھما رہا تھا۔ اس کمرے میں آٹھ افراد موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر چیتوں کی کھالیں تھیں ——— وہ کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز کے گرد بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ جب عمران نے دیکھا کہ ان میں سے کسی کے زندہ رہنے کا کوئی چانس باقی نہیں رہا تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور مڑ کر راہداری میں آیا تو اسی لمحے اس نے کرنل فریدی

اور میجر پرمود کو برآمدے میں داخل ہوتے دیکھا۔

"ادھر اسلحہ خانہ ہے کرنل صاحب۔ یہاں سے اسلحہ لے لیں اور میں نے ادھر آٹھ چیتے تو گرا دیئے ہیں ——— البتہ ان شیر صاحب کی آمد آمد ہو رہی ہے۔ اس لئے ذرا جلدی کریں" ——— عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ اسلحہ خانے کے دروازے پر آکر رک گیا۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود دوڑتے ہوئے اس تک پہنچے اور پھر انہوں نے بھی مشین گنیں اٹھا لیں۔

"میرا خیال ہے ہم تینوں کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں چھپنا چاہیئے۔ نجانے شیر کی آمد کس طرف سے ہو۔ وہ اگر قابو آ جائے تو پھر سارے مسئلے حل ہو جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔

"اسے زندہ پکڑنا پڑے گا۔ نجانے یہاں اور کتنے آدمی ہوں اور کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہوں" کرنل فریدی نے کہا۔

"تو پھر ایک آدمی مشین روم میں۔ ایک اس اسلحہ خانے میں اور ایک ان لاشوں والے کمرے میں رکنا چاہیئے" ——— عمران نے کہا۔

"میں مشین روم میں رکتا ہوں۔ میجر تم اس اسلحہ خانے کے دروازے کے اندر رک جاؤ۔

اور عمران تم اس کمرے میں چلے جاؤ۔ وہ کمرہ تم نے دیکھا ہے "——کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے "——عمران نے کہا۔ اور تیزی سے واپس اس کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ یہاں سے نہ صرف پورا کمرہ اُسے نظر آرہا تھا بلکہ وہ دروازے کو بھی چیک کر سکتا تھا——جب کہ دروازے کی طرف الماری کی اوٹ ہونے کی وجہ سے وہ دروازے سے داخل ہونے والے کو فوراً نظر نہ آسکتا تھا۔

ابھی عمران کو وہاں کھڑے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک دروازے کی بجائے اس کی مخالف سمت کی دیوار میں کھٹکا سا ہوا——اور دوسرے لمحے وہاں ایک خلا نمودار ہوا۔ اور پھر اس خلا میں وہی شیر کی کھال پہنے ہوئے آدمی اندر داخل ہوا——عمران جس طرف کھڑا تھا وہاں سے وہ آدمی عمران کو صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔ اس آدمی کی نظریں اندر کمرے میں قدم رکھتے ہی عمران پر پڑیں——اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹنا چاہا۔ مگر اُسی لمحے عمران

نے ٹریگر دبا دیا اور وہ آدمی چیختا ہوا وہیں اس خلا کے درمیان ہی گر پڑا۔ عمران نے گولی اس کی ران میں اتاری تھی——مشین گن کا وہ مخصوص بٹن پہلے ہی دبا چکا تھا جس سے گن کی مشین بند ہو جاتی تھی۔ اور وہ صرف گن رہ جاتی تھی اس طرح ایک بار ٹریگر دبانے سے صرف ایک ہی گولی نکلتی تھی——کیونکہ عمران کو اندازہ تھا کہ اگر فوری گولی چلانی پڑی تو پھر مشین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ مدمقابل کا ایک لمحے میں خاتمہ کر دے گی۔ اور اس نے اُسے بہرحال زندہ پکڑنا تھا۔

وہ آدمی نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھا۔ لیکن عمران کے لئے اتنا وقفہ ہی کافی تھا۔ وہ اس کے سر پر پہنچ چکا تھا——چنانچہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ دیو ہیکل آدمی اچھل کر اس خلا سے نکل کر کمرے میں آگرا۔ لیکن عمران سے اندازے کی غلطی ہو گئی تھی——ان مرنے والوں کی لاشوں کے قریب ہی ان کی سٹین گنیں بھی پڑی تھیں۔ اور یہ چیف ٹائیگر جس جگہ گرا تھا۔ وہاں ایک سٹین گن موجود تھی——عمران اُسے اچھال کر اپنی گن سیدھی کر رہا تھا کہ چیف ٹائیگر نے اس پر سٹین گن کا فائر کھول دیا۔ لیکن عمران اپنی مخصوص

فطرت کے مطابق گھومتے ہوئے یک لخت اچھل کر ایک طرف ہٹا تھا۔ اور وہ گولیوں کی بوچھاڑ سے بس بال بال بچا تھا ——— چیف ٹائیگر نے تیزی سے ہاتھ گھمانا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔

"تم واقعی خاصے تیز ہو" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر وہ مشین گن لئے اس کے سر پر پہنچ گیا۔

"کاش ——— تم اچھلتے نہ تو" ——— چیف ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ باوجود ران میں گولی کھانے کے اس کے چہرے پر تکلیف کے ذرا بھی آثار نظر نہ آرہے تھے ——— لیکن اب عمران محتاط ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو فضا میں اچھالا۔ اور پھر مشین گن کا دستہ لہراتا ہوا چیف ٹائیگر کی کھوپڑی سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ اور چیف ٹائیگر دھماکے سے نیچے گرا ——— لیکن اس نے سر جھٹک کر پھر اٹھنے کی کوشش کی۔ اسی لمحے عمران نے دوسری اور تیسری ضرب لگائی۔ اور پھر اس کا ہاتھ مسلسل حرکت میں آگیا ——— چیف ٹائیگر واقعی بے حد مضبوط اعصاب کا مالک اور انتہائی

سخت جان تھا۔ پانچویں زوردار اور مسلسل ضرب کھانے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہوا تھا۔

"عمران ——— کیا ہو رہا ہے" ——— اسی لمحے دروازے کے باہر سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"آجائیں۔ شیر صاحب بے ہوش ہو گئے ہیں" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے کرنل فریدی اور میجر پرمود اکٹھے ہی دروازے سے میں داخل ہوئے۔

"ہم نے فائرنگ کی آوازیں سن لی تھیں۔ لیکن سچویشن کا علم نہ تھا۔ اس لئے فوراً مداخلت مناسب نہ سمجھی تھی" ——— کرنل فریدی نے چیف ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"میرے خیال میں اب ہمیں تیزی سے حرکت میں آجانا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے اور ساتھی یہاں پہنچ جائیں" ——— میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جھک کر چیف ٹائیگر کو اٹھا کر اسی طرح کاندھے پر ڈال لیا

جیسے وہ کاغذ کا بنا ہوا ہے ۔ میجر پرمود اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا ۔ کیونکہ چیف ٹائیگر واقعی دیو قامت اور دیو ہیکل آدمی تھا ـــــ لیکن عمران نے اُسے اتنی آسانی سے اٹھا لیا تھا جیسے اس میں وزن ہی نہ ہو ۔

" حیران ہونے کی ضرورت نہیں میجر ۔ میرا باورچی کبھی کبھی مونگ کی دال میں باداموں کا حریرہ بھی شامل کر دیتا ہے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔

" تم اس سے پوچھ گچھ کرو ۔ میں اور میجر پرمود اس خلا سے جاتے ہیں " ـــــ کرنل فریدی نے کہا ۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کے نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس ـــــ الیگزنڈر سپیکنگ " ـــــ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا ۔

" باس ـــــ میں ریڈ روم سے ٹونی بول رہا ہوں آپ فوراً ریڈ روم میں آجائیں ۔ پلیز فوراً " دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

" اوہ ـــــ کیا ہو گیا ہے " ـــــ الیگزنڈر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا کمرے کے

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جہاں ایک بڑی سی مشین کے ساتھ سٹول پر ایک پستہ قامت نوجوان بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا ٹونی" ——— الیگزنڈر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔ یہ دیکھیں یہ سارے پنجرے خالی ہیں۔ میں نے چیف ٹائیگر سے رپورٹ لینے کے لئے ٹرانسمیٹر کال کی تھی ——— لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو میں نے سچوئشن چیک کی" ——— ٹونی نے سٹول سے اٹھتے ہوئے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب۔ پنجرے کیسے خالی ہو سکتے ہیں" ——— الیگزنڈر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور مشین پر جھک گیا۔ جس پر موجود سکرین پر ایک جنگل میں موجود پنجرے نظر آرہے تھے۔ لیکن یہ سارے پنجرے خالی تھے۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے وہاں کوئی لمبی گڑبڑ ہوئی ہے۔ زیرو سکس مشین آن کرو۔ جلدی" الیگزنڈر نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ اس کی سپیشل فریکونسی تو بتائیں۔ اس کے

بغیر تو" ——— ٹونی نے ایک کونے میں رکھی ہوئی مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

یہ مشین کور سے ڈھکی ہوئی تھی۔ پھر جب تک ٹونی کور ہٹاتا الیگزنڈر نہ صرف اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ بلکہ اس نے سپیشل فریکونسی بتا دی تھی ——— اس مشین کے اوپر خاصی بڑی سکرین تھی۔ لیکن یہ سکرین چھوٹے چھوٹے مختلف حصوں میں تقسیم تھی۔ ٹونی کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے مشین کی نابوں پر چلنے لگے ——— وہ سپیشل فریکونسی ایڈجسٹ کر رہا تھا۔ اور پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور مشین کے ہر حصے پر جھماکے سے ہونے لگے۔ الیگزنڈر کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں ——— چند لمحوں بعد سکرینوں پر مختلف کمرے نظر آنے لگے۔ اور پھر ایک کونے میں نظر آنے والے بڑے سے کمرے کا منظر دیکھتے ہی وہ دونوں بری طرح اچھل پڑے ——— کیونکہ ہال کمرے میں اٹھارہ انیس افراد نظر آرہے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ لیکن ان کی آوازیں سنائی نہ دے رہی تھیں۔

"اوہ ——— یہ وہی لوگ ہیں جنہیں اس سنٹر میں

بھیجا گیا تھا۔ لیکن سنٹر کا تو کوئی آدمی بھی نظر نہیں آ رہا" الیگزنڈر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ادھر چار نمبر میں دیکھیں" ——— ٹونی نے کہا اور الیگزنڈر کی نظریں سکرین کے ایک اور حصے کی طرف رہ گئیں۔

"اوہ ——— یہ آٹھوں یہاں مرے پڑے ہیں۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہیں۔ لیکن وہ چیف ٹائیگر کہاں ہے" ——— الیگزنڈر نے کہا۔

"اوہ ——— وہ اس ہال کمرے میں ہے۔ یہ دیکھیں یہ اس عورت کے پیروں کے پاس اس کی ٹانگ نظر آ رہی ہے" ——— ٹونی نے اس ہال کمرے کی سکرین پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ——— یہ بھی مر چکا ہے۔ اس پر تو بے پناہ تشدد ہوا ہے" ——— الیگزنڈر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہاں سے اب چند آدمی ہٹ گئے تھے اور فرش پر پڑی ہوئی ٹائیگر کی لاش صاف نظر آنے لگی تھی ——— اس کا جسم بری طرح ادھڑا ہوا تھا۔ واقعی ایسے لگتا تھا جیسے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہو۔

"تم انہیں چیک کرتے رہو۔ میں گریٹ باس سے

بات کرتا ہوں" ——— الیگزنڈر نے ٹونی سے کہا۔ اور بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکلا اور پھر اس نے مختلف راہداریاں اتنی تیزی سے کراس کیں۔ جیسے اس کے پاؤں میں مشین نصب ہو گئی ہو۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس نے ٹونی کی کال ریسیو کی تھی۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا ——— اور اس کی سائیڈ سے اس نے ایریل کا سرا نکال کر اسے اوپر بلند کرنا شروع کر دیا۔ اس بکس پر صرف ایک ہی بٹن تھا ——— ایریل پوری طرح بلند کرنے کے بعد اس نے باکس کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایریل کے آخری سرے سے ہلکے نیلے رنگ کی شعاعیں اس طرح نکل کر گردش کرنے لگیں ——— کہ ان کی گردش سے ایک ستارہ سا بن گیا۔ ساتھ ہی باکس سے ایک تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ——— مین ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ اوور" ڈبے میں سے اچانک سیٹی کی آواز کی بجائے ایک مشینی سی آواز برآمد ہوئی۔

"الیگزنڈر ——— فرام دے پوائنٹ تھرٹی ون۔ گریٹ چیف باس سے بات کراؤ اوور"

الیگزنڈر نے تیز آواز میں کہا۔

"او۔ کے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد گریٹ چیف باس کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"یس ——— گریٹ چیف باس اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے الیگزنڈر۔ تم نے ریڈ ٹرانسمیٹر کیوں استعمال کیا ہے۔ کیا ایمرجنسی ہے اوور" ——— گریٹ چیف باس کی سخت آواز سنائی دی۔

"باس۔ انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ہے۔ باس! ٹی لینڈ کے پوائنٹ تھرٹی ون پر آپ نے جن افراد کو بھیجا تھا وہ آزاد ہو گئے ہیں ——— اور چیف ٹائیگر اور ان کے سارے ساتھی ختم ہو گئے ہیں اوور" الیگزنڈر نے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ چیف ٹائیگر نے مجھے رپورٹ دی تھی کہ اس نے انہیں سپیشل پنجروں میں رکھا ہے اوور" ——— گریٹ چیف باس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس ——— میرے اسسٹنٹ ٹونی نے رابطہ رپورٹ لینے کے لئے ٹرانسمیٹر کال کی۔ لیکن کال رسیور نہ ہونے پر اس نے سپیشل سکرین مشین آن کی تو پنجرے خالی نظر آئے ——— اس پر

اس نے مجھے ریڈ روم میں بلایا۔ میں نے زیرو سکس مشین آن کی۔ تب میں نے دیکھا کہ بڑے کمرے میں وہ سب لوگ اکٹھے ہیں ——— اور چیف ٹائیگر کی لاش پڑی ہوئی دکھائی دی۔ اس پر بے پناہ تشدد بھی کیا گیا ہے اوور" ——— الیگزنڈر نے کہا۔

"اوہ۔ یقیناً انہوں نے اس سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی ہو گی ——— لیکن وہ تو اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن اب ان کو ختم ہو جانا چاہیئے۔ اب میں مزید برداشت نہیں کر سکتا۔ تمہارے سیکشن میں ایٹی فائیو مشین تو ہے اوور" ——— گریٹ چیف باس نے کہا۔

"یس باس ——— موجود تو ہے اوور" الیگزنڈر نے جواب دیا۔

"اُسے اسی لئے رکھا گیا تھا۔ تم اُسے آن کر دو۔ اس کی خصوصی فریکونسی تھرٹی ون زیرو تھرٹی ون ہے۔ جلدی اُسے آن کر کے فائر کھول دو۔ اس طرح پورا الیون تھرٹی سنٹر ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا اوور" ——— گریٹ چیف باس نے کہا۔

"یس باس اوور" ——— الیگزنڈر نے کہا۔

"جلدی کرو ——— کہیں وہ وہاں سے نکل نہ جائیں اور فائر کر کے پھر چیک کرو اور مجھے فوراً رپورٹ دو اوور اینڈ آل" ——— گریٹ چیف باس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

الیگزنڈر نے جلدی سے ریزٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا تو ایریل پر شعاعوں کا ستارہ غائب ہو گیا۔ اور اس نے جلدی سے ایریل واپس اندر دھکیلا اور پھر اسے واپس دراز میں رکھ کر وہ بھاگتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ٹونی موجود تھا۔

"کیا پوزیشن ہے ٹونی" ——— الیگزنڈر نے ریڈ روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"باس وہ سب ہائی دے پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ دیکھیں۔ وہ ہینگر کھول کر ہیلی کاپٹر باہر نکال رہے ہیں" ——— ٹونی نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— مجھے جلدی کرنی چاہیئے" الیگزنڈر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور بھاگتا ہوا کمرے کے ایک کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے سے اس نے ایک بڑی سی مشین کو باہر کھینچ لیا۔

مشین کے نیچے پہیئے لگے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ باآسانی باہر آ گئی۔ الیگزنڈر اُسے دھکیلتا ہوا ایک دیوار تک لے گیا ——— اور اس کی سائیڈ میں موجود تار کھینچ کر اس نے دیوار میں موجود ایک پن میں فٹ کیا۔ اور پھر مشین کے مختلف بٹن تیزی سے دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"باس ——— اب وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے لگ گئے ہیں۔ وہ ہیلی کاپٹر میں" دور کھڑے ٹونی نے چیخ کر کہا۔

"ابھی انہوں نے چھت کھولنی ہو گی" الیگزنڈر نے کہا۔ اور جلدی سے ایک ناب گھما کر اس کی ٹارگٹ فریکونسی سیٹ کرنی شروع کر دی ——— جب ڈائل پر مخصوص فریکونسی سیٹ ہو گئی۔ تو اس نے جلدی سے مزید بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور مشین کے درمیان لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی ——— اس پر ایک بڑے جنگل کا منظر نظر آنے لگ گیا جس کے درمیان ایک خالی قطعہ تھا۔ ایبون تھرڈ سنٹر اس خالی جگہ کے نیچے زیر زمین واقع تھا۔

الیگزنڈر نے تیزی سے مشین کے نیچے موجود

ایک سرخ رنگ کا بٹن دبایا تو مشین یک لخت بند ہوگئی۔ اور ساتھ ہی سکرین بھی تاریک ہوگئی۔ اس کا مطلب تھا کہ فائر مکمل ہو چکا تھا ——— الیگزنڈر دوڑتا ہوا اب ٹونی کی طرف گیا۔

"وہ چھت کھول رہے ہیں باس اور ہیلی کاپٹر سٹارٹ ہو گئے ہیں۔ ان کے پر گھوم رہے ہیں" ——— ٹونی نے کہا۔

"فکر نہ کرو ابھی سب ڈھیر ہو جائیں گے۔ فائر ہونے میں اب صرف چند لمحے اور لگیں گے" الیگزنڈر نے ٹونی کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اور اب وہ بھی سکرین پر نظر آنے والا منظر دیکھ رہا تھا۔ چھت اب کھل چکی تھی ——— اور دونوں ہیلی کاپٹروں کے پنکھوں کی گردش میں خاصی تیزی آگئی تھی وہ کسی بھی لمحے اڑنے کے لئے تیار تھے۔

"یہ فائر کیوں نہیں ہو رہا" ——— الیگزنڈر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ اچانک اردگرد کی دیواریں فضا میں اڑتی دکھائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر گہرے گرد و غبار کے بادل سے چھا گئے۔

"وہ مارا ——— بڑے وقت پر ہوا ہے فائر" الیگزنڈر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے ٹونی نے بھی مسکراتے ہوئے تائید میں سر ہلا دیا۔

گرد و غبار کے بادل چھٹنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے ——— اور وہ دونوں اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سکرین کو دیکھ رہے تھے جیسے اس گرد و غبار کی دبیز چادر کے پار دیکھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

پھر چند منٹ بعد گرد و غبار میں دھندلایا ہوا منظر واضح ہوا اور انہوں نے دیکھا یہ دونوں ہیلی کاپٹر وہیں موجود تھے ——— وہ آدھے سے زیادہ ملبے میں دفن ہو چکے تھے۔ ان کے پر ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔ اور اس ڈھیر میں سے لاشوں کے سر اور جسم کے دوسرے حصے کچھ کچھ نکلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"سب ختم ہو گئے۔ اب مجھے رپورٹ دینی ہوگی" الیگزنڈر نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

"باس ——— گریٹ باس کو رپورٹ دینے جا رہے ہیں" ——— ٹونی نے پوچھا۔

"ہاں ——— کیوں" ——— الیگزنڈر نے رک کر

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ مجھے اس ڈھیر میں حرکت سی محسوس ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں کچھ لوگ ابھی مرے نہیں ہیں بلکہ زخمی ہوں گے —— اس لئے یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ ہیلی کاپٹر پہ جاکر وہاں خود ساری پوزیشن کو چیک کریں۔ اور اگر کوئی بچ گیا ہو تو اُسے گولی مار دیں —— اس کے بعد گریٹ باس کو حتمی رپورٹ دی جائے۔ ورنہ بعد میں رپورٹ میں ذرا بھی گڑبڑ ہوئی تو گریٹ باس کی طبیعت تو آپ جانتے ہی ہیں" —— ٹونی نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی مجھے خود وہاں جاکر چیک کرنا چاہیئے۔ تم یہاں مشین پہ انہیں چیک کرو میں جاتا ہوں" —— الیگزنڈر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب مشین پہ کیا چیک کرنا ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ شاید ایک کی بجائے دو کی ضرورت پڑ جائے" —— ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ" —— الیگزنڈر نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"اب یہاں سے نکل کر آپ کا کیا پروگرام ہو گا کرنل" —— عمران نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ چیف ٹائیگر تو کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ اور یہاں بھی کوئی ایسا کلیو موجود نہیں ہے جس سے فور کارنرز کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کیا جا سکے" —— کرنل فریدی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ کہاں ہے فور کارنرز کا ہیڈ کوارٹر" تیسری کرسی پہ بیٹھے ہوئے میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔ اور عمران اور فریدی دونوں چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔ دونوں کے چہروں پہ بے پناہ

حیرت تھی۔

"یہ ہیڈ کوارٹر ناراک کے شمال مشرق میں موجود ٹو پہاڑی سلسلے کے نیچے ہے" ——— میجر پرمود نے ان دونوں عظیم جاسوسوں کی حیرت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ٹاسا کا پہاڑی علاقے سے ہے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— بالکل وہی" ——— میجر پرمود نے جواب دیا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا" ——— کرنل فریدی نے ہی پوچھا۔ کیونکہ عمران خلاف معمول خاموش بیٹھا تھا۔

"میں جب تابوتوں والے مشین روم سے نکل کر ریڈ راہداری میں آیا اور پھر وہاں اچانک راہداری کی ایک سائیڈ غائب ہو کر ہم پر فائر کھولا گیا تھا تو میں نے ایک لمحے میں ٹاسا کا پہاڑی کی سب سے بلند چوٹی کو دیکھ لیا تھا ——— آپ جانتے ہیں کہ ٹاسا کا پہاڑی کی چوٹی پر جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو تو انتہائی حیرت انگیز منظر ہوتا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے نیلے رنگ کی شعاعیں چوٹی کے گرد ناچ رہی ہوں ——— میں نے یہی منظر دیکھا تھا۔ لیکن صرف ایک لمحے کے لئے۔ اس کے بعد یکلخت

منظر غائب ہو گیا تھا۔ یہ اوہ یقیناً ان پہاڑیوں کے اندر ہے اور شاید کسی وجہ سے اس کا اوپر والا حصہ کھولا گیا تھا ——— جس سے یہ منظر نظر آیا۔ اور یہ حصہ بند ہوتے ہی منظر غائب ہو گیا" ——— میجر پرمود نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— تم نے واقعی مسئلہ حل کر دیا" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میجر صاحب درست کہہ رہے ہیں اور اب میں مزید اس میں اضافہ کر دوں کہ یہ ہیڈ کوارٹر ٹاسا کا پہاڑیوں کے عین اس سلسلے کے نیچے ہے جسے جغرافیائی اصطلاح میں کیمل بیک کہا جاتا ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اس مشین روم میں موجود کوڈ ورڈز میں فائلوں کا مطالعہ کیا تھا۔ اس میں اس ہال۔ اسلحہ خانہ اور مشینوں کی تفصیلات تھیں ——— لیکن اس پورے سنٹر کے متعلق وہاں ایک لفظ کیمل بیک درج تھا۔ اور اس وقت تو یہ لفظ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ لیکن اب میجر پرمود کے ٹاسا کا پہاڑیوں کے سلسلہ میں بات ہونے پر اس لفظ کے اصل معنی سامنے آ گئے ہیں"

عمران نے جواب دیا۔

"ہاں عمران صاحب۔ یہ تو اور بھی اچھا ہوا۔ اس طرح ہم طویل و عریض پہاڑی سلسلے میں بھٹکنے سے بچ گئے ——— کیمل بیک تو ایک محدود جگہ ہے۔" میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب اتنی بھی محدود جگہ نہیں ہے۔ بہرحال اب پھر بھی مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ ایک بات مجھے بھی معلوم ہے کہ اس ہیڈ کوارٹر میں وہ تابوتوں والا ہال اس جگہ کے قریب ہے جہاں ڈی ماس کی مشہور دلدل ہے ——— وہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے ہال کی بیرونی راہداری سے جب باہر چھلانگ لگائی تھی تو نیچے زمین پر گرتے ہوئے مجھے منہ میں سے دلدل کی مانوس بو محسوس ہوئی تھی ——— اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جگہ دلدل کے قریب کی تھی۔ لیکن اس سے پہلے میں اس بات کا یقین نہ کر سکتا تھا کہ یہ دلدل کون سی ہے۔ کیونکہ براعظم ایکریمیا کے طول و عرض میں بے شمار دلدلیں پھیلی ہوئی ہیں لیکن ٹاساکا پہاڑی سلسلے میں ایک ہی دلدل ہے جسے ڈی ماس کہتے ہیں" کرنل فریدی نے کہا۔

"ہم خواہ مخواہ بے چارے چیف ٹائیگر کی کھال ادھیڑنے میں مصروف رہے۔ مسئلہ تو سہ فریقی

کانفرنس میں ہی حل ہو سکتا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔ دو ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہیں" ——— میجر پرمود نے کہا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ ناراک پہنچ کر پہلے کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈنر کھائیں گے اور اس کے بعد لفٹ رائٹ کرتے ہوئے ٹاساکا پہاڑیوں میں پہنچ جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ہیڈ کوارٹر پر اکٹھا حملہ کرنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے طور پر ریڈ کرنا چاہئے ——— اس طرح یقیناً وہ لوگ بوکھلا جائیں گے اور ایسی صورت میں کامیابی کے امکانات زیادہ واضح ہو جاتے ہیں" ——— کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک کرنل صاحب ——— بلکہ میرا تو خیال ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کے پروگرام کے متعلق بھی علم نہ ہو۔ اس طرح ہم زیادہ آسانی سے کام کر سکتے ہیں" ——— میجر پرمود نے فوراً جواب دیا۔

"تمہاری کیا رائے ہے" ——— کرنل فریدی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو رائے پنچوں کی وہی سر پنچ کی" ——— عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران کے اس جواب پر کرنل فریدی تو قہقہہ مار کر ہنس پڑا جب کہ میجر پرمود نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اُسے عمران کا یہ اندازِ تفاخر قطعی پسند نہ آیا تھا کہ وہ ان کو توپنچ کہے اور اپنے آپ کو سرپنچ۔ لیکن وہ صرف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہوگیا ـــــ اس نے کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔ عمران کے اٹھتے ہی وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے ـــــ ان کے سارے ساتھی ہیلی کاپٹرز شیڈ کی طرف گئے تھے۔

"مجھے ٹرانسمیٹر کال پر اپنے آدمی فوراً طلب کرنے ہوں گے۔ کیونکہ میرے صرف دو آدمی زندہ بچے ہیں" ـــــ پرمود نے خشک لہجے میں کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"شاید مجھے بھی ضرورت پڑ جائے۔ کیونکہ زیرو فورس کی خاصی نفری ختم ہو گئی ہے۔ بہرحال میں ناراک پہنچ کر سوچوں گا" ـــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میجر آپ ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر سے کال کر لیں۔ فضا کی بلندی پر کال ہونے سے اس کے چیک ہونے کے امکانات ختم ہو جائیں گے" ـــــ عمران نے

بڑے خلوص بھرے لہجے میں میجر پرمود سے کہا۔ اور میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد وہ تینوں ہی ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک بڑے سے بند شیڈ میں آ گئے ـــــ یہاں نہ صرف ہیلی کاپٹر موجود تھے بلکہ ان تینوں کے ساتھی بھی موجود تھے۔

"کانفرنس ختم ہو گئی۔ میرا تو خیال تھا کہ ہمیں مزید ایک سال انتظار کرنا پڑے گا" ـــــ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے آگے بڑھ کر کرنل فریدی سے کہا۔

"ایک سال ـــــ ارے نہیں۔ تم نو ماہ میں ہی فارغ ہو جاؤ گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن حمید نے گھور کر اُسے دیکھا لیکن اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

اور پھر وہ سب ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے لگے۔ اوپر چھت کھولنے کا فریضہ عمران نے اپنے ذمہ لے لیا تھا ـــــ ایک بڑے ہیلی کاپٹر میں عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر میں کرنل فریدی اور میجر پرمود اپنے ساتھیوں

ساتھ تھے ۔ دونوں ہی ہیلی کاپٹر خاصے بڑے اور ٹرانسپورٹ ٹائپ ہیلی کاپٹر تھے ۔ اس لئے وہ سب آسانی سے ان ہیلی کاپٹروں میں سما گئے تھے ۔ عمران والے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ صفدر نے سنبھالی ہوئی تھی ——— جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ میجر پرمود کے پاس تھی ۔

عمران نے دیوار پر لگے ہوئے چھت کھولنے والے کمپیوٹر کو آن کیا ۔ اور واپس اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا ——— ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ کر وہ ابھی اچھل کر اوپر چڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت ایک خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے پورا کرہ ارض ہی الٹ کر اس کے اوپر آ گرا ہو ——— اور اس کے جسم میں درد کی ایک تیز لہر آسمانی بجلی کی کی طرح دوڑی اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی سی چھا گئی ۔

" عمران عمران ——— تم ہوش میں آ رہے ہو " کرنل فریدی کی آواز اُس کے کانوں میں یوں پڑی ۔ جیسے کرنل فریدی کسی انتہائی گہرے کنویں سے بول رہا ہو ۔

" عمران ——— عمران ——— تم ہوش میں آ رہے

ہو ۔ تمہارا ذہن اب جاگنے لگ گیا ہے ۔ تم ہوش میں آ رہے ہو " ——— کرنل فریدی کی آواز اب مسلسل سنائی دینے لگی تھی ۔ لیکن عمران کو محسوس ہوا کہ اب جیسے وہ نزدیک سے آ رہی ہو ۔

" تم ہوش میں آ رہے ہو ۔ تمہارا ذہن جاگ رہا ہے ۔ تم ہوش میں آ رہے ہو " ——— کرنل فریدی کی آواز اب اُسے بالکل قریب سنائی دی ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں ——— اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے خود بخود ایک کراہ سی نکل گئی ۔

" اوہ ——— خدا کا شکر ہے ۔ مسمریزم کے پاسز کام کر گئے ہیں ورنہ شاید تمہیں ہوش کبھی نہ آتا " کرنل فریدی نے اطمینان بھرے انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ کرنل صاحب ——— وہ دھماکہ " ——— عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔ اب اس کے کانوں میں اس خوف ناک دھماکے کی بازگشت سنائی دینے لگی تھی ۔

" تم زخمی ہو ۔ اس لئے آرام سے لیٹے رہو ۔ تمہارے سر پر شدید چوٹ لگی ہے ۔ میں نے تمہارے سر کی ڈریسنگ کر دی ہے ——— تمہارے ساتھی بھی زخمی

ہیں۔ لیکن فکر کی کوئی بات نہیں "—— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ —— یہ ہوا کیا تھا" —— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اُسے اب بھی یہی محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے سر میں مسلسل دھماکے ہو رہے ہیں —— اُسے بات کرنے میں بھی خاصی مشکل پیش آ رہی تھی۔ اور پھر اس نے دیکھا تھا کہ کرنل فریدی کی اپنی حالت بھی خاصی خراب ہو رہی تھی۔ اس کے ایک بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی —— اور اس کا پورا جسم مٹی سے اٹا ہوا تھا۔

"سنٹر کا وہ حصہ اڑایا گیا تھا جس میں ہیلی کاپٹر شیڈ تھا۔ شکر ہے کہ اوپر سے چھت غائب تھی۔ ورنہ تو شاید اوپر کا ملبہ ہیلی کاپٹروں پر گرتا تو ہم سب اندر ہی بُری طرح پھنس جاتے —— اس دھماکے سے سائیڈوں کی دیواروں کا ملبہ اڑ کر ہیلی کاپٹروں پر گرا۔ اور پھر جو ساتھی کھڑکیوں کے پاس تھے وہ دھماکے سے باہر جا گرے اور ان پر ملبہ آگیا۔ تم ویسے ہی باہر تھے —— اس لئے ملبے میں کافی گہرائی میں دب گئے تھے۔

میجر پرمود۔ کیپٹن حمید اور تمہارے ساتھی صفدر کو ہوش رہا۔ اور انہوں نے پہلے اپنے آپ کو

بڑی مشکل سے باہر نکالا اور اس کے بعد انہوں نے باقی لوگوں کو ملبے سے باہر کھینچا۔ تم سب سے آخر میں برآمد ہوئے تھے —— لیکن میرے بازو پر چوٹ لگی تھی اور سر پر بھی معمولی سی چوٹ آئی تھی۔ لیکن میں جلد ہی ہوش میں آگیا۔ اور اس کے بعد جو لوگ ہوش میں آتے گئے ہم نے مل کر سب کی ڈریسنگ کی —— سب سے زیادہ خراب حالت تمہاری تھی۔ تمہارے سر پہ گہرا زخم آیا تھا۔ اور تمہاری حالت بتا رہی تھی کہ تمہیں ہوش آنا مشکل ہے —— کیپٹن حمید نے سوچا ایسی صورت میں آخری چارہ کار مسمریزم کا ہی رہ جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے کوشش کی ہے اور پھر میں نے پاسز دینے شروع کر دیئے —— اور خدا کا شکر ہے کہ تم واقعی ہوش میں آگئے "—— کرنل فریدی نے اس کا بازو تھپکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیپٹن حمید کا بے حد شکریہ —— شکر ہے اب اس نے وقت پر صحیح مشورہ دینا شروع کر دیا ہے "—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ اب تم سے بات نہیں کروں گا۔ لیکن تمہاری حالت دیکھ کر میری قسم ٹوٹ گئی —— اور پھر میں نے تمہیں خود پاسز دینے

شروع کئے ۔ لیکن جب ہوش میں نہ آئے تو پھر کرنل فریدی نے ایسا کرنا شروع کر دیا ۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا "۔۔۔۔ ساتھ کھڑے کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کے لہجے سے واقعی خلوص ٹپک رہا تھا ۔

" ارے ۔۔۔۔ وہ قسم تم نے کھالی تھی ۔ کمال ہے ۔ میں تو اُسے ڈھونڈھتا ہی رہا "۔۔۔۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔

" کیا مطلب ۔۔۔ کسے ڈھونڈھتے رہے "

کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا ۔

" ارے ۔ وہ جو میں نے اپنے ڈبے میں اپنے لئے بچا رکھی تھی ۔ وہ چم چم جیسی "۔۔۔ عمران نے کہا ۔

اور کرنل فریدی نے قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی کیپٹن حمید بھی ہنس پڑا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران مٹھائی کی بات کر رہا ہے ۔۔۔۔ اس نے چم چم نامی مٹھائی کے وزن پر قسم نامی مٹھائی خود گھڑ لی تھی ۔

" یہ مٹھائی بڑی سخت ہوتی ہے ۔ اور نقلی بتیسی والے اسے نہیں کھا سکتے ۔ اور میں نے تو تمہاری بتیسی بچا لی تھی "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔۔۔ تو تمہارے دانت واقعی ٹوٹنے کے

بعد نکل آئے ہیں ۔ مبارک ہو کرنل صاحب ۔ اب بچہ جوان ہونے لگا ہے "۔۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا ۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا ۔

" عمران صاحب کو ہوش آگیا ۔ میں یہی پتہ کرنے آیا تھا "۔۔۔۔ اُسی لمحے کمرے میں میجر پرمود نے داخل ہوتے ہوئے کہا ۔

" اس عمر میں ہوش آیا بھی تو کیا آیا ۔ کیوں کیپٹن حمید "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور کرنل فریدی ہنس پڑا ۔ جب کہ میجر پرمود کو چونکہ عمران اور کیپٹن حمید کے درمیان ہونے والے مذاق کا علم نہ تھا اس لئے وہ حیرت سے کرنل فریدی اور عمران کو دیکھنے لگا ۔۔۔ اس کا عمران کو دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے اس کی دماغی صحت پر شک گزر رہا ہو ۔

" ان دونوں بچوں کی چونچیں لڑ رہی ہیں ۔ باقی ساتھیوں کا کیا ہوا "۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" وہ سب ہوش میں آ گئے ہیں "۔۔۔ میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا ۔

وہ اس وقت ایک چھوٹے سے کمرے میں تھے ۔ ور یہاں ان کے علاوہ کوئی اور نہ تھا ۔ عمران نے ب باقاعدہ اٹھنے کی کوشش شروع کر دی تھی ۔

کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔ اور پھر
عمران کرنل فریدی کی مدد سے اٹھ کر کھڑے ہونے
میں کامیاب ہو ہی گیا ——— اس کے سر پر شدید چوٹیں
آئی تھیں۔ ویسے اس کے جسم کی کوئی ہڈی نہ ٹوٹی تھی۔
صرف زخم اور خراشیں تھیں لیکن دماغی چوٹ کی وجہ
سے اس کا اعصابی توازن پوری طرح درست کام
نہ کر رہا تھا ——— یہی وجہ تھی کہ اُسے کھڑے ہونے
اور توازن برقرار رکھنے میں خاصی مشکل پیش آ رہی تھی۔

اس چھوٹے کمرے سے نکل کر وہ ایک اور
چھوٹے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں عمران کے چند
ساتھیوں کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی زخمی حالت
میں موجود تھے ——— اور جو درست تھے وہ ان کی
مرہم پٹی کرنے اور بے ہوش ساتھیوں کو ہوش
میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ ان کے
باقی ساتھی تیسرے ملحقہ کمرے میں تھے ——— کیونکہ
کمرے چھوٹے تھے اس لئے انہیں علیحدہ علیحدہ
رکھا گیا تھا۔

" مجھے تمہاری فکر تھی عمران ——— کرنل صاحب نے
بتایا تھا کہ تم ہوش میں آ گئے ہو " ——— جولیا نے
عمران کو دیکھتے ہی پرشوق لہجے میں کہا۔ اس کی اپنی
دونوں ٹانگوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اُسے فوری

طور پر چلنے پھرنے سے منع کر دیا تھا۔

" شکر ہے۔ کوئی تو میری فکر کرنے والا بھی ہوا۔
شکریہ جولیا ——— عمران نے کہا اور جولیا
بے اختیار مسکرا دی۔

" میرا خیال ہے اب ہمیں بجائے ہیڈ کوارٹر
جانے کے کسی بڑے ہسپتال کا رخ کرنا چاہیئے۔
ٹوٹ پھوٹ تو خاصی زیادہ ہو چکی ہے "
عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ساتھی زیادہ زخمی ہوئے ہیں۔ کیونکہ تمہارا
ہیلی کاپٹر ہماری نسبت دیوار سے قریب تھا۔ اس
لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم سب پہلے
کسی ہسپتال میں داخل ہو جاؤ " ——— کرنل فریدی
نے کہا۔

" سر ——— ایک ہیلی کاپٹر آ رہا ہے "
اچانک ہال میں کرنل فریدی کے ایک ساتھی نے
داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر
سب چونک پڑے۔

" میں دیکھتا ہوں " ——— کرنل فریدی نے کہا۔
اور پھر وہ اور میجر پرمود تیزی سے ہال سے باہر نکل
گئے۔ عمران نے قدم تیزی سے آگے بڑھانے
کی کوشش کی لیکن اُسے یک لخت چکر سا آیا اور

اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر
تھام لیا۔

"کیا ہوا —— تم ٹھیک ہو" —— جولیا نے نیچے
بیٹھتے بیٹھتے پوچھا۔

"میرا خیال ہے مجھے واقعی انتہائی گہرے زخم
آئے ہیں۔ ورنہ عام سے زخموں سے میری یہ حالت
نہیں ہو سکتی" —— عمران نے ہاتھ ہٹا کر انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں —— کرنل فریدی بتا رہے تھے کہ تمہارا
زخم بے حد گہرا ہے۔ اور اس کی نوعیت ایسی
ہے کہ یا تو تمہیں ہوش ہی نہ آ سکے گا اور اگر ہوش
آیا تو دماغی توازن میں گڑبڑ کا بھی اندیشہ ہے"
جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہوش تو خیر مسمریزم کے پاسز کی وجہ سے آ گیا
لیکن دماغی گڑبڑ والی بات درست لگتی ہے"
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

"کک —— کک —— کیا مطلب —— کیا تمہارا
دماغ ٹھیک کام نہیں کر رہا" —— جولیا نے بُری
طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے
پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اور
اس کمرے میں موجود عمران کے دوسرے ساتھی چوہان

اور صدیقی بھی تشویش بھری نگاہوں سے عمران کو
دیکھنے لگے۔

"ہاں۔ میری آنکھوں میں گڑبڑ ہو گئی ہے"
عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ واقعی بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیا مطلب —— صاف صاف بتاؤ۔ یہ تو بہت
سیریس بات ہے" —— جولیا نے چیختے ہوئے
کہا۔

"صاف صاف بتا دوں" —— عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں بتاؤ —— تم نے کیسے آنکھوں میں
گڑبڑ ہونے کا احساس کیا" —— جولیا نے کہا۔

"تم مجھے پہلے سے زیادہ خوب صورت نظر آنے
لگی ہو" —— عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

اور جولیا پہلے تو حیرت سے عمران کو دیکھتی رہی،
جیسے اس کے فقرے کا مطلب نہ سمجھی ہو۔ لیکن پھر
صدیقی اور چوہان کی ہلکی سی ہنسی نے عمران کا مطلب
اُسے سمجھا دیا۔

"صحیح صحیح بتاؤ۔ مذاق مت کرو" —— جولیا نے
قدرے شرمیلے لہجے میں کہا۔

"کہو تو اسٹام لکھ دوں۔ پہلے تم مجھے چڑیل اور
بھتنی کی سوتیلی بہن لگتی تھی لیکن اب تو قلوپطرہ بھی تمہارے

حسن کے سامنے شرمندہ ہے "۔۔۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہیں تو ہر وقت مذاق سوجھتا رہتا ہے "۔۔۔ جولیا نے مصنوعی خفگی بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کا دماغی توازن اس چوٹ لگنے سے زیادہ درست ہو گیا ہے" صدیقی نے کہا۔ اور اس بار چوہان کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ اور جولیا نے شرما کر منہ دوسری طرف کر لیا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ممکن ہے لیکن پھر تم دونوں مجھے بدصورت کیوں نظر آنے لگے ہو "۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ اس بار جولیا کے حلق سے قہقہہ نکلا تھا۔ اور صدیقی اور چوہان بھی بے اختیار ہنس دیئے۔

"عمران صاحب بات کرنے سے ٹلتے نہیں" صدیقی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"وہ بہت عظیم آدمی ہے صدیقی۔ میرا تو خیال ہے کہ پاکیشیا تو کیا دنیا بھر میں اس کی ٹکر کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے "۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"بس بس۔ تمہاری تعریفوں نے ہی خواہ مخواہ

دماغ خراب کر رکھا ہے اس کا "۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور چوہان اور صدیقی دونوں ہی مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا ساتھ والے کمرے میں پہنچا تو اس کے باقی ساتھی سوائے صفدر کے یہیں موجود تھے۔۔۔ ان سب کے جسموں کے مختلف حصوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

"یہ مجرموں کا اڈہ ہے یا کوئی باقاعدہ ہسپتال۔ سارے مریضوں کی مرہم پٹی کا سامان موجود تھا یہاں" عمران نے حیران ہوتے ہوئے صفدر سے کہا۔ جو تنویر کے بازو پر پٹی باندھنے میں مصروف تھا۔

"یہاں خاصا سامان تھا فرسٹ ایڈ کا۔ کرنل فریدی نے اسے تلاش کیا تھا "۔۔۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے باہر سے فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ عمران نے بھی تیزی سے قدم اٹھائے لیکن پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ اسے پھر چکر آنے لگ گئے تھے۔۔۔ تیزی سے قدم اٹھاتے ہی اس کا سر چکرا جاتا تھا۔ البتہ آہستہ چلتے وقت اسے کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ چکر ختم ہوتے

ہی وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چلنے کا انداز دیکھ کر ایک لمحے کے لئے بھی یہ احساس نہ ہوتا تھا کہ یہ وہی عمران ہے جس کی تیزی اور پھرتی سے بجلی بھی شرماتی تھی ——— عمران کے ساتھی افسوس بھرے انداز میں عمران کو اس طرح چلتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ ان کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے جیسے وہ کسی بہت بڑے سانحے کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ اور عمران کی یہ بدلی ہوئی حالت واقعی ایک عظیم سانحے سے کم نہ تھی۔

ٹاساکا ——— کی ویران پہاڑیاں گہرے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ آسمان پر چونکہ گہرے بادل چھائے ہوئے تھے ——— اس لئے تاریکی اور زیادہ گہری ہو گئی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پہاڑیوں نے گہرے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا ہو۔ اس تاریکی میں ٹاساکا پہاڑیوں کے مغربی حصے میں موجود ایک بڑی چٹان کے پیچھے سیاہ لباسوں میں ملبوس چار آدمی سمٹے ہوئے بیٹھے تھے ——— ان چاروں کے ہاتھوں میں لمبی رینج کی مخصوص سٹین گنیں تھیں۔ اور آنکھوں پر رات کی تاریکی میں بھی واضح طور پر دیکھنے والی انفرا ریڈ ریز کی عینکیں تھیں ——— ان مخصوص عینکوں کی وجہ سے انہیں ارد گرد کا ماحول واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

" ابھی تک میجر نہیں پہنچے توفیق " ——— ایک سائے نے سرگوشی کے سے انداز میں دوسرے سے کہا۔

" تم ان کی فکر نہ کرو۔ اپنی سائیڈ کا خیال رکھو" توفیق نے آواز دباتے ہوئے کہا اور وہ سایہ خاموشی سے اپنی سائیڈ پر دیکھنے لگا۔

" وہ میجر صاحب آ گئے " ——— اچانک توفیق نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی سب کی نظریں اس طرف کو گھوم گئیں جدھر وہ دیکھ رہا تھا۔ اور پھر انہوں نے ایک چٹان پر سے ایک سائے کو چھلانگ کر نیچے اترتے دیکھا ——— اس کے ہاتھ میں شین گن کی بجائے ایک چھوٹا سا ڈبہ تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈبہ اٹھائے اس چٹان کے قریب پہنچ گیا۔ جس کے پیچھے توفیق اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

" آجایئے میجر ——— ہم یہاں ہیں " ——— توفیق نے چٹان سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور آنے والا چٹان کی سائیڈ سے گھومتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

" تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ یہ سارا ایریا" ——— آنے والے نے جو میجر پرمود تھا سخت لہجے میں پوچھا۔

" یس میجر۔ ادھر کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

ہم نے ساری چٹانیں اچھی طرح چیک کر لی ہیں" توفیق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں موجود ڈبہ وہیں چٹان پر رکھا اور پھر اس نے اس کے اوپر لگے ہوئے دو تین بٹن دبائے۔ ڈبے میں سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

" آؤ " ——— میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا تھوڑی دور ایک چٹان کے پیچھے چھپ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اسی کی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے چٹانوں کے پیچھے ہو گئے۔

ڈبے کی سنسناہٹ اب کافی تیز ہو چکی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا جیسے سیاہ رات میں جگنو چمکتا ہے ——— اس طرح ڈبے والی جگہ پر روشنی پھیلی اور پھر تاریکی نے اس روشنی کو نگل لیا۔ اب ڈبے کی سنسناہٹ بھی ختم ہو گئی تھی۔

میجر پرمود کے لبوں پر مسکراہٹ سی ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا جدید انداز کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبایا۔

" ہیلو ہیلو طارق ——— میجر پرمود سپیکنگ اوور" میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب رکھتے

ہوئے کہا۔

"یس میجر۔ میں بول رہا ہوں اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے طارق کی آواز سنائی دی۔

"میں نے سپاٹ ڈھونڈھ لیا ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوشیار رہنا۔ ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے اوور"۔۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"یس میجر۔۔۔۔ میں نے ڈی ون کا دھماکہ سن لیا ہے۔ میں پوری طرح محتاط ہوں اوور" دوسری طرف سے طارق نے جواب دیا۔

اور میجر پرمود نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور جیب میں ڈال لیا۔

اب اس کے ہاتھ میں وہ مخصوص سٹین گن تھی۔ جو پہلے اس نے کاندھے سے لٹکا رکھی تھی اور اس کی نظریں اُسی طرف لگی ہوئی تھیں۔ جہاں اس نے ڈبہ رکھا تھا۔

"اب تک انہیں آجانا چاہیئے"۔۔۔۔ میجر پرمود نے کہا اور ابھی اس کے آخری الفاظ اس کے لبوں میں ہی تھے کہ ڈبے کے قریب ہی ایک چٹان کھسکنے کی ہلکی سی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔۔۔۔ اور وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے ان سب کی آنکھیں اس چٹان پر جم گئیں اور ہاتھوں میں موجود

سٹین گنوں کے ٹریگروں پر ان کی انگلیاں لاشعوری طور پر سخت ہو گئیں۔ چٹان کھسکتی ہوئی ایک طرف کو اس طرح ہو گئی جیسے کسی نے اُسے اندر سے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہو۔۔۔۔ اور پھر یکے بعد دیگرے چار سائے باہر آتے دکھائی دیئے۔ لیکن جیسے ہی وہ سائیڈ کی چٹان سے باہر آئے۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔۔۔۔ کیونکہ وہ انسانوں کی طرح چلنے کے باوجود انسان نہ تھے بلکہ لوہے کے ڈھانچے سے تھے بالکل صاف لوہے کے ڈھانچے اور ان کی ساخت البتہ انسان کی طرح بنائی گئی تھی۔۔۔۔ اوپر ایک گول فٹ بال نما گیند تھی۔ اس سے نیچے لوہے کا ایک راڈ تھا جو ایک لمبے دائیں بائیں پھیلے ہوئے راڈ کے ساتھ فکس تھا۔۔۔۔ جیسے کسی انسان کے کندھے ہوتے ہیں۔ سائیڈ سے لوہے کے راڈ ہاتھوں کی طرح باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور درمیان میں کہنی کے طرز کا جوڑ تھا۔۔۔۔ گردن والا راڈ کافی نیچے آکر ایک بار پھر دائیں بائیں پھیلے ہوئے راڈ سے جڑا ہوا تھا جیسے کولہوں کی ہڈی ہو اور پھر نیچے لوہے کے راڈوں کی ٹانگیں تھیں۔۔۔۔ جن میں گھٹنوں کے جوڑ تھے۔ ان ڈھانچوں کے ہاتھوں

میں چھوٹے چھوٹے پستول تھے جیسے بچوں کے چھوٹے کھلونے ہوتے ہیں۔ باہر نکل کر وہ ایک لمحے کے لئے رکے ——— اور ابھی میجر پرمود اور اس کے ساتھی سوچ ہی رہے تھے کہ اب ان ڈھانچوں کا کیا کریں کہ اچانک ایک ڈھانچے کا رخ بدلا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس چٹان کی طرف بڑھنے لگا۔ جس کے پیچھے میجر پرمود اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے ——— باقی ڈھانچے بھی اب پھیل کر اُسی طرف آنے لگے تھے۔ میجر پرمود نے یک لخت اپنی سٹین گن کا ٹریگر دبا دیا اور اس کی سٹین گن کی تڑتڑاہٹ سے پہاڑیاں گونج اٹھیں ——— اس کی سٹین گن کی گولیاں سب سے آگے آنے والے ڈھانچے کے فٹ بال نما سر سے ٹکرائیں لیکن وہ ڈھانچہ اُسی طرح چلتا ہوا آگے بڑھتا آیا ——— میجر پرمود کے ساتھیوں نے بھی فائر کھول دیئے۔ لیکن ان ڈھانچوں پر گولیاں ذرہ برابر بھی اثر نہ کر رہی تھیں اور وہ اسی طرح تیزی سے آگے بڑھے آ رہے تھے ——— اچانک پرمود نے سٹین گن ایک سائیڈ پر رکھی اور کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکال کر دانتوں سے اس کا پن کھینچا اور اُسے پوری قوت سے ان ڈھانچوں کی طرف اچھال دیا۔ ایک

خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور پرمود نے دیکھا کہ چاروں ڈھانچے یک لخت اچھل کر زمین پر گرے اور ساکت ہو گئے۔ ان کی فٹ بال نما کھوپڑیاں ٹوٹ گئی تھیں۔

"بڑے سخت جان تھے" ——— پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے انہیں دور سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی چھ ہیولے چٹانیں پھلانگتے ہوئے انہیں نظر آئے۔

"اوہ ——— یہ تو طارق اور اس کے ساتھی ہیں" پرمود نے کہا اور اپنی سٹین گن جھکا لی۔

"ہم نے راکٹ میزائل کا دھماکہ سنا تھا" قریب آتے ہوئے ہیولوں میں سے ایک کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ طارق تھا۔

"تم وہاں سے کیوں آ گئے طارق" ——— میجر پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہاں ایک چٹان کھلی ضرور۔ لیکن پھر فوراً ہی بند ہو گئی۔ اس کے بعد ہم اس کے دوبارہ کھلنے کا انتظار کرتے رہے لیکن پھر وہ نہ کھلی ——— اس دوران ادھر پہلے فائرنگ اور پھر راکٹ میزائل کا دھماکہ ہوا تو ہم ادھر چلے آئے کہ شاید آپ کو ہماری

ضرورت ہو۔

"ہونہہ ——— اس کا مطلب ہے کہ اصل راستہ یہی ہے۔ ادھر دھوکہ دینے کے لئے دروازہ بنایا گیا ہے" پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے میجر" ——— طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اب غور سے ان لوہے کے ڈھانچوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو کافی فاصلے پر زمین پر بکھرے ہوتے پڑے تھے۔

"لیکن ٹی ون غلط کاشن نہیں دے سکتا۔ اس نے نہ صرف وہاں کاشن دیا تھا بلکہ اس نے یہاں ریڈ کاشن بھی دیا" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"میرے خیال میں میجر ٹی ون کے دن کاشن کا ہم غلط مطلب سمجھے ہیں۔ ہو سکتا ہے پہلے وہیں راستہ ہو۔ جسے بند کر دیا ہو ——— اگر وہاں راستہ ہوتا تو ٹی ون وہاں بھی ریڈ کاشن ضرور دیتا" ——— توفیق نے کہا

"اوہ۔ کے ——— بہرحال جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ ان ڈھانچوں کے باہر آنے کا یہی مطلب ہے کہ اندر راستے میں سائنسی مشینری نصب ہے۔ اور ہمیں اس مشینری کو توڑتے ہوئے اندر جانا ہے۔ اسے

مسلسل تباہ کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے ہمیں اس مقصد کے لئے ٹی زیرو کا استعمال کرنا چاہیئے" ——— پرمود نے کہا۔

"ہاں اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ لیکن میجر ہم سب اکٹھے آگے جائیں گے تو آخر کہیں نہ کہیں تو ہمیں رکنا ہو گا ——— ہمارا ٹارگٹ کیا ہو سکتا ہے۔ اندر نجانے کیا سچوایشن ہو" ——— توفیق نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ہم نے اس سیکشن میں جا کر رکنا ہے۔ جہاں سے ان ڈھانچوں کو کنٹرول کیا جا رہا ہو گا۔ سپیشل میک اپ باکس ہمارے پاس ہیں وہاں پہنچتے ہی ہم اپنے اپنے مطلب کے آدمی چن لیں گے ——— اس کے بعد باقی کام آسان ہو جائے گا" ——— میجر پرمود نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے زیادہ بہتر ہوتا اگر ہم دونوں سائیڈوں سے بڑھتے۔ مگر ٹھیک ہے۔ آئیے پھر دیر کس بات کی" توفیق نے کہا۔

اور میجر پرمود نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کے نیچے لگے ہوتے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو دبایا تو سٹین گن سے دوبارہ ٹھک کی آواز نکلی ——— اسی لمحے باقی ساتھیوں کی سٹین گنوں سے

بھی ایسی ہی آوازیں برآمد ہوئیں۔

اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود چٹان کے پیچھے سے نکلا اور دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا۔ جدھر ابھی تک چٹان کھسکنے کی وجہ سے خلا سا نظر آرہا تھا۔ اور جس میں سے وہ ڈھانچے برآمد ہوئے تھے ــــ اس خلا کی چوڑائی کافی زیادہ تھی۔

پرمود نے شین گن سیدھی کی اور پھر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ شین گن کی نال سے گولیوں کی بجائے نیلے رنگ کا شعلہ نکلا ــــ اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکے سے خلا کا اندرونی حصہ پھیلتا چلا گیا۔ اور اس نیلی روشنی میں بے شمار چھوٹے بڑے پرزے چھت اور سائیڈوں سے نکل کر فرش پر گرے۔ پرمود مسلسل ٹریگر دباتے اندر جاتی ہوئی سرنگ کی طرف بڑھتا گیا ــــ اور ہر طرف سے جیسے نیلی روشنی میں مشینی پرزوں کی بارش سی ہونے لگی۔ پرمود کے ساتھی بھی شین گن اٹھائے اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے ــــ اور چند لمحوں بعد ہی سرنگ ختم ہوئی اور سامنے ایک دیوار سی آگئی۔

"سب فائر کرو" ــــ پرمود نے چیخ کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس پتھریلی دیوار پر جیسے نیلے شعلوں کی بارش سی ہوگئی۔ انتہائی خوفناک دھماکوں

کے ساتھ ہی دیوار کا بہت بڑا حصہ غائب ہوگیا۔ اور اندر سے انسانی چیخوں اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں ــــ اور پرمود اچھل کر آگے بڑھا۔ وہ ایک بہت بڑے ہال کمرے میں تھا۔ اسی لمحے ایک طرف سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی پرمود کو اپنے عقب میں کافی چیخیں سنائی دیں ــــ پرمود نے تیزی سے گھوم کر اس طرف فائر کیا اور ایک بڑی مشین خوفناک دھماکے سے فرش پر بکھری اور اس کی اوٹ میں چھپے ہوئے دو انسانی سائے بھی مردہ چھپکلیوں کی طرح نیچے گرے۔

"خبردار ــــ ہاتھ اٹھا دو" ــــ میجر پرمود نے چیختے ہوئے ایک انسانی سائے سے کہا۔ جو جنگلی خرگوش کی طرح ایک کیبن کی طرف دوڑا جا رہا تھا اس کے ساتھ ہی پرمود نے اس کیبن کی طرف فائر کیا اور کیبن خوفناک دھماکے سے ڈھیر ہوگیا۔ وہ دوڑتا ہوا انسانی سایہ اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار سے جیسے چمٹ کر کھڑا ہوگیا ــــ پرمود بھاگتا ہوا اس کے قریب گیا اور اس نے شین گن کی نال اس کے سینے پر رکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اور یہاں کتنے آدمی ہیں" ــــ پرمود کے

لہجے میں خوف ناک غراہٹ تھی۔

"مم ——— مم ——— میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ سب کچھ تباہ ہو گیا ہے۔ پورا سیکشن ختم ہو گیا ہے۔ لیکن تم لوگ بچ نہیں سکتے۔ گریٹ چیف باس کو اطلاع مل گئی ہو گی اور ......" ——— اس آدمی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کو ابکائی سی آئی اور پھر وہ دھڑام سے پہلو کے بل گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

پرمود نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا لیکن وہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کے منہ کے کونوں سے نیلے رنگ کے جھاگ نکل رہے تھے

"ہمارے کتنے آدمی" ——— پرمود نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"طارق سمیت چھ آدمی ختم ہو گئے ہیں میجر" توفیق نے اداس لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ——— میں یہ سارا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دوں گا" ——— پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس منہدم شدہ کیبن کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو چکا تھا۔

ٹی ماس کی خوف ناک اور وسیع و عریض دلدل کافی دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس میں سے زہریلے بخارات کے بھبکے سے اڑ رہے تھے ——— دور دور تک سڑاند جیسی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اس دلدل کے مشرقی کنارے پر دس افراد بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔ ان سب نے گیس ماسک پہن رکھے تھے ——— ان کے جسموں پر سیاہ چمڑے کا چست لباس تھا اور ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"میرا خیال ہے کرنل اس دلدل کے اندر سے نہیں بلکہ کہیں سائیڈ سے راستہ جاتا ہو گا" ایک آدمی نے گیس ماسک کے اندر لگے ہوئے

ٹرانسمیٹر مائیک پر بات کرتے ہوئے کہا۔ یہ کیپٹن حمید تھا۔

"ہاں کیپٹن۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اور ہمیں یہ راستہ ہر صورت میں تلاش کرنا ہے"

اس کے ساتھ کھڑے کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر مائیک میں ہی جواب دیا۔ اور پھر وہ غور سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا دلدل کی سائیڈ میں ایک پہاڑی سرنگ کی طرف بڑھ گیا ــــ اس کے اس طرف مڑتے ہی کیپٹن حمید اور دوسرے لوگ بھی ادھر ہی مڑ گئے۔

وہ سب ایک سیاہ رنگ کے ہیلی کاپٹر میں ابھی ابھی یہاں پہنچے تھے۔ ہیلی کاپٹر ایک سائیڈ پر موجود کھلی جگہ میں کھڑا تھا ــــ اور اس کے پنکھے کے پر ابھی تک آہستہ آہستہ گھوم رہے تھے۔

اس پہاڑی سرنگ کے دہانے پر پہنچ کر کرنل فریدی رک گیا۔ وہ بڑے غور سے اس سرنگ کا جائزہ لے رہا تھا ــــ رات انتہائی تاریک تھی۔ لیکن ان سب نے چونکہ اندھیرے میں واضح دیکھنے والی مخصوص عینکیں پہن رکھی تھیں اس لئے انہیں ہر چیز اس طرح واضح طور پر نظر آرہی تھی جیسے وہ دن کے اجالے میں دیکھ رہے ہوں۔

سرنگ بالکل قدرتی تھی۔ اور کہیں کوئی ایسے

آثار نظر نہ آرہے تھے۔ جن سے محسوس ہوتا تھا کہ یہاں انسانی ہاتھوں نے بھی کوئی تبدیلی کی ہو۔

کرنل فریدی آگے بڑھ گیا۔ اور ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہوگا کہ اچانک اسے اپنے پیچھے آنے والے کیپٹن حمید کی غراہٹ مائیک رسیور میں سنائی دی ــــ اور اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ کرنل فریدی بجلی جیسی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن تڑتڑائی ــــ اور سرنگ کی سائیڈ میں ایک پتلی سی دراڑ کے سرے پر جیسے گولیوں کی بارش سی ہوگئی۔ اسی لمحے کیپٹن حمید بھی اٹھ کھڑا ہوا ــــ وہ نیچے گر گیا تھا۔ اس نے اپنا ایک بازو دوسرے ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا۔ اور دراڑ میں ایک آدمی کا جسم آدھا اندر اور آدھا باہر کو لٹک آیا تھا۔

"رمیش ــــ کیپٹن حمید کو سنبھالو" ــــ کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اس دراڑ کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے اس آگے کو جھک کر لٹکے ہوئے آدمی کو گردن سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا ــــ اور وہ دراڑ میں داخل ہوا۔ دراڑ کے اندر داخل ہوتے ہی اسے معلوم ہوا کہ سائیڈ

یہ ایک چھوٹی سی غار ہے۔ اور یہ آدمی یقیناً اس غار میں موجود تھا کہ آہٹ سن کر باہر نکلا اور اس وقت چونکہ اس دراڑ کے سامنے سے کیپٹن حمید گزر رہا تھا ——— اس لئے اس نے اس پر فائر کر دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دوسروں پر بھی گولیاں چلاتا۔ کرنل فریدی نے اپنی بے پناہ پھرتی سے اسے مار گرایا تھا ——— حالانکہ جس اینگل سے کرنل فریدی نے گولیاں چلائی تھیں۔ اس اینگل سے وہ آدمی کرنل فریدی کے سامنے نہ تھا ——— لیکن کرنل فریدی کیپٹن حمید کے گرنے کے انداز سے ہی اس آدمی کی موجودگی کی جگہ اور اس کا اینگل سمجھ گیا تھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو ذرا سا آگے کر کے اس کی نال کا رخ ذرا سا دائیں طرف موڑ کر فائر کھولا تھا۔ اس طرح وہ آدمی ہٹ ہو گیا ——— حالانکہ اس طرح اس اینگل سے فائر کر کے کسی کو ہلاک کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن وہ کرنل فریدی تھا۔ ناممکن کو ممکن کر دکھانا اس کے لئے معمولی بات تھی۔

کرنل فریدی دراڑ سے گزر کر اس غار نما کمرے میں داخل ہوا تو ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس غار کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی سی مشین نصب تھی۔

جو کہ پبلک ٹیلی فون کے انداز کی تھی۔ کرنل فریدی اسے چند لمحے غور سے دیکھتا رہا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید چند ساتھیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس کے بازو پر پٹی بندھ چکی تھی۔

"زیادہ گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ——— کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"نہیں ——— مجھ جیسی ڈھیٹ ہڈی پر کوئی گولی اثر نہیں کرتی۔ صرف بازو میں زخم آیا ہے"

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی نے سر ہلا دیا۔ وہ ایک بار پھر اس مشین کو دیکھنے لگا۔

"میں راستہ کھولتا ہوں۔ تم سب لوگ سائیڈوں میں ہو جاؤ۔ یقیناً کوئی باہر آئے گا۔ ہمیں اسے زندہ پکڑنا ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن حمید اور اس کے اندر آنے والے تین ساتھی تیزی سے سائیڈوں میں ہو گئے ——— کرنل فریدی نے مشین گن کا رخ اس مشین کی طرف کیا اور ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں بارش کی طرح اس مشین سے ٹکرائیں اور مشین ایک دھماکے سے ٹوٹ کر پرزوں کی صورت میں نیچے گری۔

"آپ اُسے چلا نہیں سکتے تھے" ——— کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"نہیں ——— یہ ٹیلی فون کی طرز کی ہے۔ مخصوص نمبر ڈائل کرنے پڑتے تھے۔ اور نمبر معلوم نہیں تھے" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

اُسی لمحے کھٹکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی سائیڈ سے چٹانی دیوار میں خلا پیدا ہوا اور وہ سب اور زیادہ سائیڈوں میں کھسک گئے۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان بڑے محتاط انداز میں اس خلا سے باہر نکلا ——— وہ حیرت سے ابھی زمین پر گرے ہوئے مشینوں کے پرزوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ کرنل فریدی کا بازو حرکت میں آیا ——— اور نوجوان چیختا ہوا گیند کی طرح اچھل کر کیپٹن حمید کی طرف گیا۔ کیپٹن حمید نے اُسے واقعی گیند کے سے انداز میں کیچ کیا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان اس کے بازوؤں پر اٹھتا ہوا پلٹ کر پتھریلی زمین پر ایک دھماکے سے گرا۔ اور کیپٹن حمید کے ایک ساتھی نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ دی ——— نوجوان حیرت اور خوف سے آنکھیں پھاڑے ساکت پڑا رہ گیا۔

"یہ ہلنے نہ پائے۔ میں ابھی آرہا ہوں" کرنل فریدی نے کہا۔ اور پھر تیزی سے اس خلا میں داخل ہو گیا۔ دو تین منٹ بعد ہی وہ واپس آگیا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے اٹھا کر لے آؤ۔ دوسری طرف ایک کمرہ ہے جس میں مشین ہے" کرنل فریدی نے خلا میں نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے یک لخت اچھل کر پوری قوت سے نیچے پڑے ہوئے آدمی کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو انتہائی بے دردی سے ماری اور نوجوان پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح چند لمحوں کے لئے تڑپا پھر ساکت ہو گیا ——— وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ کیپٹن حمید کے اشارے پر ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر اُسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔

"باقیوں کو بھی بلا لو" ——— کیپٹن حمید نے مائیک پر بولتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کرنل فریدی کے پیچھے چلتا ہوا اس خلا میں داخل ہو گیا ——— دوسری طرف واقعی ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جو انسانی ہاتھوں کی کاریگری نظر آتا تھا۔ درمیان میں ایک میز پر بڑی سی مستطیل مشین رکھی ہوئی تھی ——— اور کرنل فریدی اس مشین پر جھکا ہوا تھا۔

کمرے کی ایک دیوار میں بنے ہوئے سوراخ سے مصنوعی روشنی نکل رہی تھی۔

جب سارے ساتھی اندر داخل ہو گئے تو کرنل فریدی نے مشین کا ایک بٹن دبایا اور اس کے ساتھ ہی وہ خودبخود بند ہو گیا۔

میں کسی حد تک اس مشین کی کارکردگی سمجھ گیا ہوں۔ لیکن اسے آسانی سے آپریٹ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ضروری باتیں اس آدمی سے پوچھنی ہوں گی ـــــ اور دوسری بات یہ کہ یہاں اب بُو نہیں ہو گی اس لئے ماسک اتار دو" ــــــ کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر مائیک میں کہا۔ اور اپنا ماسک اتارنے لگا۔ اس کے سب ساتھیوں نے بھی ماسک اتار دیئے ــــــ اور پھر سب ماسک ایک طرف رکھ دیئے گئے۔

"اسے ہوش میں لاؤ کیپٹن" ــــــ کرنل فریدی نے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن حمید اس پر جھک گیا۔ اس نے جھک کر پوری قوت سے نوجوان کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے اور چند ہی تھپڑوں کے بعد نوجوان کے جسم میں حرکت ہوئی تو کیپٹن حمید

پیچھے ہٹ گیا۔

پہلے اس کے دانت چیک کرو۔ کہیں اس نے کوئی زہریلا کیپسول نہ رکھا ہوا ہو۔ عام طور پر ایسا بڑی تنظیموں میں ہوتا ہے" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا تیزی سے ہوش میں آتے ہوئے نوجوان پر دوبارہ جھک گیا۔ جب کہ زیرو فورس کے ایک آدمی نے اس کے سینے پر مشین گن کی نال رکھ دی تاکہ وہ ہوش میں آتے ہی کوئی حرکت نہ کر سکے ـــــ کیپٹن حمید نے ایک ہاتھ سے اس کے جبڑے بھینچے اور پھر جیسے ہی اس کا منہ کھلا اس کی انگلی تیزی سے اندر داخل ہوئی ـــــ اور چند ہی لمحوں بعد کیپٹن حمید نے ایک سرخ رنگ کا کیپسول انگلی کی مدد سے باہر اچھال دیا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ نوجوان کی آنکھیں کھل چکی تھیں ــــ اور وہ اب خوف اور حیرت سے کراہ رہا تھا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا اور نوجوان جلدی سے اٹھنے لگا۔ زیرو فورس کا وہ آدمی جس نے اس کے سینے پر مشین گن رکھی تھی ـــــ کرنل فریدی کا حکم سنتے

ہی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔

"مم ___ مم ___ مجھے مت مارو" ___ نوجوان نے اٹھتے ہوئے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ___ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام جیفرے ہے" ___ نوجوان نے کہا۔

"سنو جیفرے۔ تمہارے دانتوں سے زہریلا کیپسول نکال لیا گیا ہے۔ اس لئے اب تم خودکشی بھی نہیں کر سکتے ___ اور اگر تم اپنی ایک ایک ہڈی نہیں تڑوانا چاہتے تو جو کچھ میں پوچھوں اس کا صحیح صحیح جواب دے دو" ___ کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ میں مرنا نہیں چاہتا" جیفرے نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر جس قسم کے تاثرات تھے۔ انہیں دیکھ کر آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ نہ صرف خاصے کمزور اعصاب کا مالک ہے بلکہ جرائم کی دنیا میں بھی وہ عام کارکن سے زیادہ بڑی حیثیت نہیں رکھتا۔

"یہ فورکارنرز کے کس سیکشن کا راستہ ہے"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم ___ مم ___ مین سیکشن کا" ___ جیفرے نے چند لمحے ہچکچانے کے بعد کہہ دیا۔

"اوہ ___ اس کا مطلب ہے کہ فورکارنرز کا چیف باس اسی سیکشن میں ہوگا" ___ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ___ گریٹ چیف باس جانے کہاں ہوتا ہے۔ مین سیکشن میں تو سارے سنٹر کو کنٹرول کرنے کی مشینیں ہیں۔ اور وہاں کا انچارج گاڈفرے ہے" ___ جیفرے نے اس بار زیادہ اطمینان سے جواب دیا۔

"ہوں ___ مین سیکشن تک جانے کے لئے تم کیا کرتے ہو۔ سوچ لو میں اس مشین کو پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے اس خلا کو بند کر دیا ہے۔ جس سے تم باہر گئے تھے ___ یہ سوال میں صرف تمہارے سچ جھوٹ کو پرکھنے کے لئے کر رہا ہوں"

کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مین سیکشن میں یہاں سے کوئی نہیں جا سکتا صرف اندر سے یہاں آ سکتے ہیں۔ راہداری میں ایسا کمپیوٹر لگا ہوا ہے جو ادھر سے جانے والوں کو فوراً ہلاک

کر دیتا ہے " ـــــ جیفرے نے جواب دیا۔
" تو پھر تم کس طرف اندر جاتے ہو" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔
" ہم اندر نہیں جا سکتے ۔ ہم باہر سے آتے ہیں ڈیوٹی پر اور واپس چلے جاتے ہیں ۔ رچرڈ کہاں ہے جو باہر تھا" ـــــ جیفرے نے کہا۔
" وہ ہلاک ہو چکا ہے ۔ لیکن تم یہاں موجود رہ کر کیا کرتے ہو" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔
" ہم سپیشل سپلائی کے لئے یہاں موجود رہتے ہیں ۔ اس مشین کے ذریعے سپیشل سپلائی کو اندر بھیجا جاتا ہے ـــــ یہ سپیشل سپلائی ہفتے میں ایک بار آتی ہے ۔ یہ مین لیبارٹری سے آتی ہے ۔ اس سے ہیڈ کوارٹر کی اٹیمک مشینیں چلتی ہیں"
جیفرے نے جواب دیا۔
" یہ سپلائی کیسے اندر جاتی ہے اور کب آتی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے پوچھا۔
" اس مشین کے ذریعے کاشن دیا جاتا ہے ۔ اور پھر اندر سے سپیشل سپلائی کا راستہ کھولا جاتا ہے ۔ یہ راستہ دلدل میں سے ہو کر جاتا ہے ـــــ یہ سپلائی آنے میں ابھی دو روز باقی ہیں ۔ اس بار ڈبل سپلائی آنی ہے ۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کو دو ہفتوں

کے لئے مکمل طور پر سیل کر دیا جائے گا ۔ کیونکہ فورکازنز دنیا پر حکومت کرنے کا مین مشن شروع کرنا ہے"
جیفرے اب خود ہی ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولے جا رہا تھا۔
" سنو ـــــ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو گاڈفرے کو کسی طرح یہاں بلاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے یکدم سٹین گن اٹھا کر اس کی نال کا رخ جیفرے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
" یہ ناممکن ہے ۔ وہ کسی صورت بھی سیکشن سے باہر نہیں آسکتا" ـــــ جیفرے نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے ـــــ تو پھر تم بھی چھٹی کرو"
کرنل فریدی نے یک لخت ٹریگر دبا دیا۔
اور جیفرے بری طرح چیختا ہوا گولیوں کی بارش میں ایک لمحے کے لئے لٹو کی طرح گھوما اور پھر دھڑام سے نیچے گر گیا ـــــ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔
" اب اس کی مزید ضرورت نہ رہی تھی ۔ ویسے بھی یہ اندر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"
کرنل فریدی نے کہا اور دوبارہ مشین پر جھک گیا۔ اس نے چند لمحوں بعد مشین کے مختلف بٹن دبائے

تو مشین کی ایک سائیڈ سے ایسی آواز نکلی جیسے کوئی ٹرانسمیٹر آن ہو گیا ہو

"یس پوائنٹ تھرٹی ——— کیا بات ہے"۔

اچانک مشین سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"باس ——— یہاں میں نے چند سائے دیکھے ہیں۔ دلدل کے کنارے۔ وہ چٹانوں میں چھپے ہوئے ہیں"۔ ——— کرنل فریدی نے جیفرے کی آواز میں جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ جیفرے تم اندر بیٹھ کر کیسے دلدل چیک کر سکتے ہو" دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"باس۔ رچرڈ نے مجھے رپورٹ دی تو میں چیک کرنے خود اس کے ساتھ باہر گیا تھا" کرنل فریدی نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ تو بہت اہم خبر ہے۔ میں چیف باس کو اطلاع کرتا ہوں" ——— دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مشین پر خاموشی سی طاری ہو گئی۔

"ہیلو ——— چیف باس سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد ایک بھاری مگر انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"جیفرے بول رہا ہوں باس۔ پوائنٹ تھرٹی دن

سے میں نے اور رچرڈ نے دلدل کے کنارے چٹانوں میں چھپے ہوئے چند سائے دیکھے ہیں" کرنل فریدی نے جان بوجھ کر جیفرے کا نام لیتے ہوئے کہا۔ تاکہ دوسری طرف سے بولنے والا مطمئن ہو جائے۔

"اوہ ——— کتنے آدمی ہیں" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جو ہم نے دیکھے ہیں ان کی تعداد تو چار ہے اور نجانے کتنے ہوں" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ ——— یہ کون ہو سکتے ہیں۔ ٹھہرو میں جانسن کو بھیجتا ہوں وہ انہیں چیک کرے گا" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی آواز بند ہو گئی۔

"نجانے یہاں سے کدھر سے راستہ کھلے۔ اس لئے سب لوگ بے حد چوکنا رہیں ———" کرنل فریدی نے کہا۔ اور سب نے سر ہلا دیئے۔

چند لمحوں بعد ہی اچانک فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھنے لگا۔ وہ سب تیزی سے سائیڈوں میں ہو گئے ——— ڈھکن کھل

کر ایک طرف الٹ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری بھرکم وجود کے آدمی کا سر باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید یک لخت آگے بڑھا ____ اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر باہر فرش پر آ گرا۔ کیپٹن حمید نے اس کے بھاری بھرکم وجود کو اس طرح کھینچ لیا تھا جیسے وہ کوئی دبلا پتلا آدمی ہو ____ اور کرنل فریدی نے یک لخت اس کے سینے پر مشین گن رکھ دی۔ اور ساتھ ہی بوٹ کی ٹو پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر جما دی۔ وہ آدمی مچھلی کی طرح تڑپا ____ اور اس نے سنبھل کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرنل فریدی کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی اور اس بار وہ چیختا ہوا نیچے گرا ____ اور اس نے ہاتھ پیر پٹخنے شروع کر دیئے اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔

"سیڑھیاں نیچے جا رہی ہیں اور ان کا اختتام نظر نہیں آ رہا" ____ کیپٹن حمید نے فرش میں پیدا ہونے والے راستے سے جھانکتے ہوئے کہا۔

"اب نیچے جانے کا یہی راستہ اختیار کرنا ہو گا۔ میرے خیال میں جیفرے کو اب تک اس راستے کا علم نہیں ہوا" ____ کرنل فریدی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے آنے والے کے سینے پر مشین گن

کی نال رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ اور بے ہوش آدمی حرکت بھی نہ کر سکا۔

کرنل فریدی نے مشین گن کا رخ موڑا۔ اور دوسرے لمحے اس مشین پر گولیوں کی بارش سی ہو گئی ____ اور اس کے پرزے ادھر ادھر بکھر گئے۔

"چلو" ____ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اچھل کر وہ اس خلا میں بنی ہوئی سیڑھیوں پر نیچے اترتا گیا۔

کیپٹن حمید اور باقی ساتھی اس کے پیچھے اترتے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک لوہے کے دروازے پر ہوا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کرنل فریدی نے چمڑے کی جیکٹ کی سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈالا ____ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیسے ہی لہرایا ایک زوردار دھماکہ ہوا اور لوہے کا گیٹ ٹوٹ کر سائیڈوں میں لٹک گیا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ لیکن گولیوں کی تڑتڑاہٹ ہی گونجی اس کے ردعمل میں کوئی جواب نہ آیا ____ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ جو بالکل خالی لگتا تھا۔ کرنل فریدی اچھل کر اندر داخل ہوا اور ساتھ ہی وہ تیزی

ے گھوم گیا۔ لیکن کمرہ واقعی بالکل خالی تھا۔ اور پھر دروازے کے اندر کی طرف سائیڈ کی دیوار میں لگے ہوئے پینل کو دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ یہ لفٹ تھی۔

"آجاؤ اندر۔ یہ لفٹ ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

اور کیپٹن حمید اور باقی ساتھی اچھل کر اندر آ گئے۔

"اس دروازے کے لٹکتے ہوئے پٹوں کو اکھاڑ کر باہر پھینک دو۔ ورنہ لفٹ آگے نہیں بڑھے گی" کرنل فریدی نے پینل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا ——— اور زیرو فورس کے چار آدمیوں نے انتہائی تیزی سے اس کے حکم کی تعمیل کر دی ویسے بھی لوہے کے ٹوٹے ہوئے پٹ بس معمولی سے اٹکے ہوئے تھے ——— اس لئے انہیں علیحدہ کرنے میں ان کو کوئی مشکل پیش نہ آئی۔

"اب تیار ہو جاؤ۔ میرا خیال ہے۔ یہ مین سیکشن میں پہنچے گی" ——— کرنل فریدی نے کہا۔ اور ساتھ ہی پینل کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس کمرے نے حرکت کی اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اترنے لگا ——— ٹوٹے ہوئے دروازے کے سامنے ٹھوس دیوار گزرتی نظر آ

رہی تھی۔ اور وہ سب مشین گنیں سنبھالے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ پھر یک لخت لفٹ رک گئی۔ اور ٹوٹے ہوئے دروازے کے سامنے ایک طویل راہداری نظر آنے لگی جس کا اختتام ایک اور دروازے پر ہو رہا تھا۔

"آؤ" ——— کرنل فریدی نے راہداری میں قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب کرنل فریدی کی پیروی کرتے ہوئے احتیاط بھرے انداز میں قدم اٹھاتے راہداری کے اختتامی دروازے کی طرف بڑھتے گئے ——— ان کے قریب پہنچتے ہی دروازہ یک لخت سائیڈ میں کھسک کر کھل گیا۔ اور کرنل فریدی نے دیکھا کہ دوسری طرف ایک بہت وسیع و عریض ہال تھا ——— جس میں ہر طرف عجیب و غریب قسم کی مشینیں نصب تھیں یہ سب مشینیں آٹو میٹک انداز میں چل رہی تھیں۔ ایک طرف بڑا سا کیبن تھا جو اندھے شیشے کا تھا۔ کرنل فریدی نے تیزی سے ہال میں داخل ہوا۔ اور پھر دوڑتا ہوا اس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ کیبن کے قریب پہنچا ہی تھا کہ یک لخت کیبن کا دروازہ کھلا ——— اور ایک دبلا پتلا آدمی تیزی سے باہر نکلا۔ اور کرنل فریدی نے یک لخت ہاتھ

گھمایا اور وہ باہر نکلتا ہوا دبلا پتلا آدمی بڑی طرح چیختا ہوا ایک طرف فرش پر گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش ہی کی تھی کہ زیرو فورس کے ایک آدمی نے اُسے چھاپ لیا۔

کرنل فریدی تیزی سے کیبن میں داخل ہوا۔ لیکن وہاں صرف میز پر ایک بڑی سی آپریٹنگ مشین تھی۔ جس کے پیچھے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ اور کچھ نہ تھا۔

اُسی لمحے باہر سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی تیزی سے گھوما لیکن پھر رک گیا ——— کیونکہ اس دبلے پتلے آدمی کو اس نے گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے سر پر وار کیا گیا تھا۔

کرنل فریدی آگے بڑھ کر اس آپریٹنگ مشین کو دیکھنے لگا۔ اس کے درمیان ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جس میں تیزی سے مختلف مناظر بدل رہے تھے ——— اچانک اس پر ایک جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔

"گاڈ فرے۔ گاڈ فرے ——— فوری سیکشن تھری ون کو لاک کر دو۔ سیکشن ون کو نامعلوم افراد نے

مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ جلدی کرو۔ ورنہ وہ لوگ گریٹ چیف باس کے پوائنٹ میں داخل ہو جائیں گے۔ تباہ کر دو اس سارے حصے کو فوراً ——— مشین میں سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر سے نوجوان کی تصویر غائب ہوئی اور ایک اور منظر ابھر آیا ——— یہ ایک راہداری سی تھی جس میں چند افراد دوڑتے ہوئے آگے جا رہے تھے۔ اور سب سے آگے جانے والے کو دیکھتے ہی کرنل فریدی چونک پڑا ——— وہ میجر پرمود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کی مشین گن تھی جس میں سے بار بار نیلے رنگ کے شعلے نکلتے ——— اور راہداری میں جیسے پرزوں کی چھت اور سائیڈوں سے بارش ہو جاتی۔ اس کے ساتھ ہی یک لخت مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلی ——— اور ابھی کرنل فریدی چونکا ہی تھا۔ کہ یک لخت مشین کی سکرین پر ایک بھاری مونچھوں اور انڈے کی طرح گنجے سر والے آدمی کا چہرہ نظر آیا ——— اس گنجے کی آنکھیں غصے سے چراغوں کی طرح جل رہی تھیں۔

"گاڈ فرے۔ فوراً اپنا سیکشن سیل کر دو۔ میں نے تھری ٹارگٹ فائر کرنے کے احکامات دے دیئے

ہیں" ——— ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف منظر غائب ہو گیا بلکہ سکرین بھی تاریک ہو گئی۔

"اوہ۔ یہ کھری ٹارگٹ کیا ہے" ——— کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔ اور باہر ہال میں آ گیا۔ جہاں اس کے باقی ساتھی خاموش کھڑے تھے۔

مشینیں مسلسل چل رہی تھیں کہ اچانک چھت پر سے یک لخت سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا پھوٹا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں پر کسی نے شب خون مار دیا ہو ——— ان کے ذہن یک لخت تاریک ہو گئے تھے اور پھر وہ سب خالی ہوتے بوروں کی طرح ——— وہیں فرش پر ڈھیر ہوتے گئے۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید سمیت' البتہ مشینیں اُسی طرح مسلسل چل رہی تھیں۔

جیپ انتہائی تیز رفتاری سے اونچی نیچی پہاڑیوں میں دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کی ہیڈ لائیٹس ہی کیا ہر قسم کی لائیٹس بند تھیں ——— لیکن اس کے باوجود وہ خاصی تیز رفتاری سے ایسے راستوں پر بھاگ رہی تھی جہاں ذرا سی غلط حرکت اُسے سینکڑوں فٹ گہری کھائیوں میں پھینک دیتی ——— لیکن جیپ چلانے والا شاید ان راستوں سے اس طرح واقف معلوم ہوتا تھا کہ گھپ اندھیرے میں بھی اس کا ذہن ہر موڑ اور ہر راستے کو پہچان سکتا تھا۔

"عمران صاحب۔ اگر یہ مخصوص عینک نہ ہوتی تو میں کبھی اس طرح اندھیرے میں جیپ نہ چلا سکتا" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے مڑ کر

ساتھ والی سیٹ پر تقریباً نیم دراز عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران بیٹھنے کی بجائے نیم دراز ہونے کی حالت میں تھا۔ اس کا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں ——— جیپ کی پچھلی سیٹوں پر چوہان۔ صدیقی۔ خاور موجود تھے۔ وہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ عینک بنائی ہی اس جیپ چلانے کے لئے گئی ہے" ——— عمران نے آنکھیں کھولے بغیر جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ شاید پوری طرح ٹھیک نہیں ہیں۔ اس لئے زیادہ بہتر تھا کہ آپ بھی باقی ساتھیوں کی طرح آرام کرتے" ——— صفدر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آرام میری قسمت میں کہاں جناب صفدر صاحب۔ اب تو مجھے بعض اوقات خیال آتا ہے کہ قبر میں بھی ضرور مجھے کسی نہ کسی تنظیم کے خلاف کام کرنا پڑے گا ——— آرام وہاں بھی نہیں ملنا" ——— عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے جواب دیا اور صفدر مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

پھر جیپ جیسے ہی ایک پہاڑی موڑ سے مڑی

صفدر نے پوری قوت سے اس کی بریکیں لگائیں تو زوردار چرچراہٹ کے ساتھ جیپ ایک زوردار جھٹکے سے رک گئی۔

"کیا ہوا" ——— عمران نے چونک کر آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا۔ اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے سر پر ابھی تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

"آگے راستہ نہیں ہے" ——— صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر پیدل چلنا پڑے گا"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر آہستہ سے جیپ کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے صفدر اور پچھلی طرف سے باقی ساتھی باہر آ گئے ——— وہ ایک پہاڑی ڈھلان کے اختتام پر موجود تھے۔ اور واقعی آگے ایک اور پہاڑی دیوار کی طرح اوپر کو اٹھتی جا رہی تھی ——— دائیں ہاتھ پر جو پگڈنڈی جا رہی تھی۔ وہ اتنی تنگ تھی کہ اس پر پیدل تو چلا جا سکتا تھا لیکن جیپ بہرحال نہ جا سکتی تھی۔

"عینکیں پہن لو" ——— عمران نے مڑ کر ساتھیوں سے کہا اور خود بھی جیب سے اسی طرز کی عینک نکال کر پہن لی جیسی صفدر کے چہرے پر تھی۔ لیکن

عمران کے انداز اور بولنے میں وہ تیزی اور چمک موجود نہ تھی جو اس کی طبیعت کا خاصا تھا۔ وہ نہ صرف انداز میں ڈھیلا ڈھالا نظر آرہا تھا ـــــ بلکہ بول بھی اس طرح رہا تھا جیسے اُسے بولنے میں تکلیف ہو رہی ہو۔

عمران کے ساتھیوں نے عینکیں لگانے کے بعد جیپ کی پچھلی سیٹوں کے نیچے رکھے ہوئے تھیلے اٹھاکر اپنی پشت پر لادے اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے ـــــ عمران اور صفدر آگے آگے تھے۔ جب کہ باقی ساتھی پیچھے چل رہے تھے۔ عمران خالی ہاتھ تھا لیکن باقی سب کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں ـــــ وہ اس پگڈنڈی پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ یہ تنگ راہداری خاصی طویل ثابت ہو رہی تھی۔

" وہ کرنل فریدی اور میجر پرمود نجانے کیا کر رہے ہوں گے " ـــــ صفدر نے اچانک کہا۔

" کچھ نہ کچھ کر ہی رہے ہوں گے۔ اور کچھ نہ کچھ کرنا نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے " عمران نے آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

پگڈنڈی کے اختتام پر وہ پہاڑیوں کے درمیان

گھری ہوئی ایک چھوٹی سی کھلی جگہ کے دہانے پر پہنچ گئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھاکر انہیں روکا۔ اور غور سے اس وادی کو دیکھنے لگا۔

" آپ آخر ادھر کس اندازے کی بنا پر آئے ہیں " صفدر نے کہا۔

" دیکھو صفدر۔ یہ تو طے ہے کہ فور کارنرز کا ہیڈ کوارٹر ٹاساکا پہاڑیوں کے نیچے ہی ہے۔ لیکن وہ ہے کہاں اس کا اندازہ پوری طرح نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ کرنل فریدی ٹی ماس کی دلدل کے اردگرد کا علاقہ چیک کرے گا ـــــ جب کہ میجر پرمود لازماً بیچ پوائنٹ کی طرف سے راستہ ڈھونڈھے گا۔ کیونکہ اس چیف ٹائیگر والے پوائنٹ سے واپسی پر ہمارے درمیان جو بات چیت ہوئی تھی۔ اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے " ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" لیکن عمران صاحب یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ سب نے مشترکہ طور پر آگے بڑھنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ کام کرنے کا فیصلہ کیوں کیا ہے " جولیا کی آواز سنائی دی۔

" فیصلہ یہی ہوا تھا کہ میجر پرمود اور کرنل فریدی دو مختلف ٹارگٹس سے اندر داخل ہوں گے۔ میرے زخمی

ہونے کی بنا پر مجھے کام کرنے سے روک دیا گیا تھا۔
اور میں نے بھی یہ سوچ کر حامی بھری تھی کہ واقعی
میرے اعصابی نظام کی حالت ایسی نہ تھی کہ میں
کام کر سکوں ——— اور پھر میرے کافی ساتھی شدید
زخمی تھے۔ لیکن ان کے جانے کے بعد مجھے خیال
آیا کہ اس طرح خاموش پڑے رہنے کا کوئی فائدہ
نہیں ——— کچھ نہ کچھ ہمیں بھی کرنا چاہیئے۔ زیادہ نہ
سہی تھوڑا سہی۔ چنانچہ میں نے بھی فیصلہ کیا کہ جو
ساتھی بالکل ٹھیک ہیں ان کو ساتھ لے لیا جائے۔
اور ٹیم میں سے تم لوگ ہی بالکل درست حالت میں
تھے ——— باقی تو تم جانتے ہو کسی کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی
ہے اور کسی کا بازو اور کسی کے سینے کی ہڈیاں"
عمران نے جواب دیا۔

"آپ ہمیں ہدایات دے دیتے۔ آپ خود بھی
تو شدید زخمی ہیں" ——— اس بار خاور نے
ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے مسلسل یہی محسوس ہو رہا ہے کہ ابھی
میں کام کرنے کے لئے پوری طرح فٹ نہیں ہوں
ذرا سا تیز قدم اٹھاتے ہی میرے ذہن میں چکر
سے آجاتے ہیں ——— اور میں اس کی حقیقت
بھی جانتا ہوں۔ لیکن اس کا علاج دماغ کا مخصوص

آپریشن ہے۔ جس کی صحت یابی کے لئے طویل عرصہ
چاہیئے۔ دراصل جہاں میرے سر میں زخم آیا ہے
وہاں دماغ کا وہ حصہ ہوتا ہے جو اعصابی نظام کو
کنٹرول کرتا ہے ——— اور وہ حصہ زخم کی وجہ
سے بری طرح متاثر ہو گیا ہے۔ اس لئے میرا
اعصابی نظام اب درست طور پر کام نہیں کر رہا۔
ویسے اگر ذرا سی چوٹ اور شدید ہوتی تو شاید میں
ہمیشہ کے لئے معذور اور مفلوج ہو جاتا ——— لیکن
اب بھی جو صورت حال ہے وہ معذوری کے قریب
قریب ہے۔ اور اس کا فوری علاج یہی ہے کہ
میں مسلسل حرکت میں رہوں ——— تیز نہ سہی۔ آہستہ
سہی۔ لیکن حرکت ہونی چاہیئے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ
میں واقعی مفلوج ہو جاؤں۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ
کیا ہے ——— کہ اب تمام کام آپ لوگوں نے
کرنا ہے۔ میں بس تمہارے ساتھ ساتھ ہی گھسٹتا
رہوں گا" ——— عمران نے آہستہ آہستہ کہا۔ اور
صفدر اور باقی ساتھیوں نے اس طرح بے اختیار ہونٹ
بھینچ لئے جیسے بے اختیار نکلنے والی سسکیوں کو
روک رہے ہوں ——— وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے
کہ ایک روز عمران جیسا آدمی بھی ایسے فقرے کہنے
پر مجبور ہو جائے گا۔ اور عمران کی جو حالت تھی۔ وہ

واقعی اسس قسم کی تھی۔ نہ وہ تیزی سے چل سکتا تھا۔ اور نہ اچھل کود سکتا تھا۔

"عمران صاحب مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سارے قدرت کے کھیل ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی بھی لمحے آپ خود بخود درست ہو جائیں"۔۔۔ صدیقی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"میری فکر نہ کرو۔ تم مشن پر توجہ رکھو۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا کارکردگی میں نیدرلینڈ اور بلگارنیہ سے کسی صورت پیچھے نہ رہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ پاکیشیا کی سربلندی کے لئے ہم جانیں لڑا دیں گے"۔۔۔ خاور نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک سامنے وادی میں ایک ہلکا سا کھٹکا سنائی دیا۔۔۔ اور وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔ وادی کے عین درمیان میں سے کوئی چیز زمین میں سے اس طرح باہر کو نکل رہی تھی جیسے کوئی میزائل خلا کی طرف بڑھتا ہے۔۔۔ اور وہ سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ اور چند لمحوں بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ لوہے کا بنا ہوا ایک بڑا سا کمرہ تھا جو تیزی سے اوپر کو اٹھتا چلا آ رہا تھا۔ بند

کمرہ اور وہ مسلسل بلند ہوتا جا رہا تھا۔ اور پھر کافی اونچا ہونے کے بعد وہ یک لخت رک گیا اور اس کا اوپر والا حصہ کسی صندوق کی طرح کھل گیا۔۔۔ اور اس میں سے تین خلائی جہازوں کی طرح کے میزائل سے باہر نکلے ہوئے نظر آئے۔ تینوں میزائلوں کا رنگ علیحدہ علیحدہ تھا۔۔۔ اور وہ بہت بڑے میزائل تھے۔ ایک عام خلائی راکٹ سے بھی بڑے۔

"ارے۔ ان میں سے ایک پر تو پاکیشیا کا نام لکھا ہوا ہے"۔۔۔ اچانک صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ یہ وہی میزائل ہیں۔ جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ فورکارنرز نے پاکیشیا بلگارنیہ اور نیدرلینڈ کی تباہی کے لئے تیار کئے ہیں۔۔۔ اوہ انہیں فائر کیا جا رہا ہے اور اگر یہ فائر ہو گئے تو تینوں ملکوں کے اربوں بے گناہ افراد ختم ہو جائیں گے۔ اور صفدر انہیں روکنا ہوگا۔ یہ عظیم تباہی ہے"۔۔۔ عمران نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"تو کیا کریں۔ ان پر فائر کھول دیں"۔۔۔ صفدر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ عام مشین گن کی گولیوں سے انہیں

کچھ نہیں ہوگا۔ اور پھر یہاں سے فاصلہ بھی زیادہ ہے۔ ایسا کرو۔ تم سب دوڑتے ہوئے اس کے پاس جاؤ اور کوشش کرو کہ ان کے فیوز ٹوٹ جائیں۔ جلدی کرو۔ کاش میں بھاگ سکتا" ——— عمران نے کہا۔

اور اس کی بات سنتے ہی سب ساتھی بجلی کی سی تیزی سے نیچے وادی میں کود گئے۔ اور پھر وہ سب اسی قدر تیزی سے دوڑنے لگے جیسے ان کے جسموں میں پیروں کی بجائے مشینیں فٹ ہو گئی ہوں۔

عمران نے بجائے بھاگنے کے آہستہ سے لٹک کر نیچے اترنے کی کوشش کی۔ اور پھر جب وہ نیچے وادی میں اترا تو اس کے ساتھی آدھی سے زیادہ وادی کراس کر چکے تھے ——— عمران آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔

اور باقی ساتھی ابھی اس لوہے کے کڑے کے قریب پہنچے بھی نہ تھے کہ یک لخت ان میزائل نما راکٹوں کے نچلے حصوں میں سے روشنی سی پھوٹی۔ جیسے جگنو چمکتے ہیں ——— اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ میزائل فائر کئے جا رہے تھے۔ اور اب ان تک پہنچنا ناممکن ہو گیا تھا۔ اور پھر یک لخت وادی

مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ یہ فائرنگ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے کی تھی۔ انہوں نے بھی شاید یہ روشنی دیکھ کر یہی اندازہ لگایا تھا۔ کہ میزائل فائر ہو رہے ہیں ——— اور ان کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں شعلے کی صورت میں ٹھیک ادھر کو لپکیں جہاں روشنی دکھائی دے رہی تھی ——— لیکن روشنی تیز ہوتی جا رہی تھی اور گولیاں کسی کام نہ آ رہی تھیں۔

عمران اسی طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ ——— اس کی نظریں انہی میزائلوں پر جمی ہوئی تھیں ——— چہرے پہ سے شدید کرب کے آثار نمایاں تھے۔ وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ کہ اچانک اس کا پیر کسی گڑھے میں گیا۔ اور اس کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا ——— اس نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن اچانک جھٹکا لگنے کی وجہ سے وہ پوری طرح سنبھل نہ سکا اور ایک دھماکے سے نیچے گرا ——— اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر کسی بڑے پتھر سے زوردار انداز میں ٹکرایا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں چنگاریاں سی بھر گئی ہوں۔ اور پھر ذہن پہ یکلخت تاریکی سی چھا گئی۔

"عمران صاحب - عمران صاحب " ____ اچانک خاور کی چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔ اور عمران نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ خاور اُسے بُری طرح جھنجھوڑ رہا تھا اور وادی فائرنگ کی آوازوں سے گونج رہی تھی۔

" کک ____ کک ____ کیا ہوا " ____ اچانک عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اس تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا کہ وہ خود بھی چونک پڑا۔

" عمران صاحب - آپ گر کر بے ہوش ہو گئے تھے - اس لئے میں آپ کو دیکھنے آیا ہوں " خاور نے کہا۔

لیکن عمران نے ہاتھ سے اُسے ایک طرف ہٹایا اور پھر تیزی سے آگے قدم بڑھائے اور دوسرے لمحے اس کے جسم میں مسرت کی تیز لہریں دوڑنے لگیں ____ کیونکہ اب اس کی رفتار واقعی بے حد تیز تھی اور تیزی کے باوجود اس کا سر نہ چکرا رہا تھا۔

" اوہ ____ میں ٹھیک ہو گیا " ____ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے دوڑتا

ہوا صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا - جو اب بھی مسلسل میزائلوں پر فائر کھولے ہوئے تھے۔ میزائلوں کے نیچے پیدا ہونے والی روشنی اب بہت تیز ہو چکی تھی ____ اتنی تیز کہ اس پر نگاہیں نہ ٹک سکتی تھیں۔

" اوہ ____ صرف چند منٹ رہ گئے ہیں - مجھے مشین گن دو " ____ عمران نے قریب پہنچ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے قریب موجود چوہان کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی - دوسرے لمحے اس نے مشین گن سیدھی کی اور پھر عمران نے ٹریگر دبا دیا ____ شعلوں کی ایک لکیر سی سیدھی تینوں میزائلوں کے نچلے جوڑ کی طرف بڑھی - اور پھر ایک جھماکا ہوا اور وہ تیز روشنی یک لخت بجھ گئی۔

" وہ مارا ____ بات ہوئی نا " ____ صفدر نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" ہاں - اب بات ہوئی ہے - ورنہ شاید اب تک پاکیشیا - نیدرلینڈ اور بلگارنیہ تینوں کی بات ہی ختم ہو چکی ہوتی " ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب - جب قدرت مہربان ہو تو ہر چیز ممکن ہے - اب دیکھیں آپ کہہ رہے تھے کہ طویل آپریشن

کے بعد ہی آپ ٹھیک ہو سکیں گے۔ لیکن قدرت نے
آپ کو ایک ضرب میں ہی درست کر دیا۔"
چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ یہ سب تین ملکوں کے کروڑوں
اربوں بے گناہ افراد کی زندگیاں بچانے کے لئے
قدرت کا انتظام ہے ——— عمران صاحب کا پہلا
فائر ہی نشانہ پر بیٹھا جب کہ ہم اب تک مسلسل کوششوں
کے باوجود اسے ہٹ نہ کر سکے تھے" ——— خاور
نے کہا۔

"تم لوگ دراصل اس کی تکنیک ہی نہ سمجھ سکے تھے۔
روشنی کا اصل ماخذ اس نچلے جوڑ میں تھا۔ اور روشنی
اوپر پھوٹ رہی تھی ——— اور تم روشنی پر فائر کرتے
رہے۔ میں نے اس کی جڑ پر وار کیا اور نتیجہ سامنے
ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ——— یہ بند ہو رہے ہیں"
اچانک صفدر نے چونک کر کہا۔ اور وہ سب
چونک پڑے۔ کیونکہ تینوں میزائل تیزی سے نیچے
اس لوہے کے صندوق میں واپس چلے گئے تھے۔
اور اب صندوق کا ڈھکن اسی طرح بند ہو رہا تھا جس
طرح پہلے کھلا تھا ——— اور پھر ان کے دیکھتے ہی
دیکھتے صندوق واپس زمین میں اترنے لگا۔

"واپس اسی دراڑ میں چلو۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں
ہمیں ضرور دیکھ لیا ہوگا۔ اور کوئی نہ کوئی حملہ ہم پر ہو
گا" ——— عمران نے کہا۔

اور پھر وہ سب سر ہلاتے ہوئے واپس اسی
دراڑ کی طرف دوڑنے لگے۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ واپس دراڑ تک پہنچتے
اچانک ایک پہاڑی کے اوپر سے چند شعلے چمکے
اور عمران سمیت سب یوں ہوا میں بلند ہونے لگے۔
جیسے زمین نے انہیں اوپر کی طرف دھکیل دیا ہو۔
مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گر گئی
تھیں ——— اور وہ کٹی ہوئی پتنگوں کی طرح فضا میں
ہاتھ پیر مارتے ڈول رہے تھے۔ پہاڑی پر چمکنے
والے شعلے یک لخت بجھ گئے۔ اور اس کے ساتھ
ہی وہ سب جو کافی بلندی پر تھے یک لخت بھاری
بوجھ کی طرح نیچے گرنے لگے ——— لیکن ظاہر ہے
وہ عام آدمی نہ تھے۔ تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ
تھے۔ اس لئے نیچے گرتے ہوئے وہ سب
پیرا ٹروپنگ کے انداز میں آ گئے ——— لیکن اس
سے پہلے کہ ان کے پیر زمین سے ٹکراتے اچانک
ایک زوردار جھٹکے سے ان کے جسم ایک بار پھر
تیزی سے فضا میں بلند ہوتے گئے ——— پہاڑی

پر دوبارہ پہلے جیسے شعلے چمک رہے تھے۔ اور اس بار ان کے بلند ہونے کی رفتار پہلے کی نسبت کہیں زیادہ تیز تھی ——— اور چند ہی لمحوں بعد وہ ان پہاڑیوں سے بھی بلند ہو گئے۔ پہاڑیوں پر چمکنے والے شعلوں کا رنگ یک لخت بدل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان سب کے جسموں کو زوردار جھٹکے لگے۔ اور ساتھ ہی وہ اس طرح ان شعلوں کی طرف کھنچنے لگے جیسے ڈور کی مدد سے پتنگ کو کھینچا جاتا ہے۔ ان شعلوں والی پہاڑی کے قریب پہنچتے ہی شعلوں کا رنگ ایک بار پھر بدلا ——— اور پھر وہ سر کے بل نیچے گرنے لگے۔ سب سے آگے عمران تھا۔ اس کے پیچھے صفدر اسی طرح سارے ایک دوسرے کے عین اوپر افق کی طرف بلند ہوتی ہوئی قطار کی صورت میں سر کے بل نیچے گر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے جسم کو گھمانے اور پیراٹروپنگ کا انداز اختیار کرنے کی سر توڑ کوشش کی۔ لیکن ان کا جسم گھوم ہی نہ سکا ——— یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں کسی نہ دکھائی دینے والے سلنڈر میں رکھ کر سر کے بل نیچے پھینکا جا رہا ہو۔ ظاہر ہے اس طرح اتنی بلندی سے اور اس قدر تیز رفتاری سے سر کے بل پہاڑی چٹانوں پر گرنے

کا جو انجام ہو سکتا تھا وہ انہیں بھی نظر آ رہا تھا اور پہاڑی چٹانوں کے ہیولے انتہائی تیز رفتاری سے لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتے جا رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں ——— کیونکہ اب انجام بالکل ہی واضح تھا موت کی طرح اٹل۔

ٹوٹے ہوئے کیبن میں داخل ہوتے ہی میجر پرمود چونک پڑا۔ کیونکہ کیبن کے مخالف کونے میں ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آرہا تھا ——— میجر پرمود نے شین گن سیدھی کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں بارش کی طرح اس دروازے سے ٹکرائیں ——— اور جب میجر پرمود کو یقین ہوگیا کہ دروازہ پوری طرح چھلنی ہو چکا ہے تو ٹریگر سے انگلی ہٹا کر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اچھل کر پوری قوت سے گولیوں سے چھلنی ہوئے اس دروازے پر لات ماردی۔ دروازہ ایک دھماکے سے ٹوٹ کر ایک طرف گرا۔ سامنے ایک اور راہداری نظر آرہی تھی ——— میجر پرمود

نے شین گن کے نیچے لگے ہوئے مخصوص بٹن دبائے اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ شین گن سے نیلے شعلے نکل کر راہداری کی دیواروں اور چھت پر پڑے ——— اور دھماکوں کے ساتھ ہی ایک بار پھر چھوٹے چھوٹے بے شمار مشینی پرزوں کی فرش پر بارش شروع ہو گئی ——— میجر پرمود اسی طرح فائرنگ کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اس کے زندہ بچ جانے والے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ ابھی انہوں نے آدھی راہداری ہی کراس کی ہوگی کہ یک لخت سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی زمین سے ایک سیاہ رنگ کی چادر سی نکل کر راہداری کو پوری طرح بند کرتی ہوئی اوپر چھت سے جا لگی۔ میجر پرمود کی شین گن سے نکلنے والے نیلے شعلے اس سیاہ دیوار سے ٹکرا گئے ——— لیکن دیوار پر ان خوفناک اور تباہ کن شعلوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔

"توفیق ——— ریڈ فائر" ——— میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔

اور دوسرے لمحے ساتھ موجود توفیق کا ہاتھ برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور کوئی چھوٹی سی گیند نما چیز اڑتی ہوئی اس سیاہ دیوار سے ٹکرائی۔ اور

ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور اس بار نہ صرف وہ دیوار ہی اڑ گئی بلکہ راہداری کی سائیڈ کی ایک پوری دیوار ہی غائب ہو گئی۔

اُسی لمحے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں پر غائب ہوتی ہوئی دیوار کی دوسری طرف سے فائر ہوا —— اور میجر پرمود اور توفیق تو اچھل کر فرش پر گرے۔ جب کہ انہیں اپنے پیچھے چیخوں کی آوازیں اور اپنے ساتھیوں کے گرنے کے دھماکے سنائی دیئے۔

میجر پرمود نے نیچے گرتے ہی سٹین گن کا رخ اس طرف کر کے فائر کھول دیا تھا۔ اس لئے باہر سے صرف ایک ہی برسٹ آسکا تھا —— اور باہر موجود دس گیارہ لمبے تڑنگے افراد گھومتے ہوئے نیلے شعلوں کی زد میں آ کر اچھل اچھل کر زمین پر ڈھیر ہوتے گئے —— اُسی لمحے توفیق نے لیٹے ہی لیٹے ایک بار پھر بازو لہرایا اور اس کے ہاتھ سے نکلنے والا ریڈ فائر بم ان گرنے والے افراد کے پیچھے دوڑ کر آتے ہوئے بیس کے قریب افراد کے عین اوپر گرا —— اور خوف ناک دھماکے کے ساتھ ہی وہ سب کے سب زمین پر ڈھیر ہو گئے۔

اب دوسری طرف میدان خالی تھا۔

"اپنے ساتھیوں کو دیکھو" —— میجر پرمود نے چیخ کر توفیق سے کہا۔ اور خود اچھل کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے باہر نکل گیا۔ وہ اس وقت ایک خاصے لمبے چوڑے میدان میں موجود تھا۔ اور جس راہداری سے وہ نکلا تھا اس کے بعد ایک خاصی بڑی بند ڈبے نما عمارت تھی۔ جو ادھر سے بالکل بند تھی —— لیکن اس سے آگے کافی دور ایک مخروطی عمارت تھی۔ جس کے اوپر خاصی بلندی پر ایک چوکور کھڑکی میں سے تیز روشنی پھوٹ رہی تھی۔

"باس —— سب ختم ہو گئے۔ وہ سب چھلنی ہو چکے ہیں" —— اُسی لمحے توفیق نے میجر پرمود کے قریب آتے ہوئے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"اوہ —— انتقام بڑھتا جا رہا ہے آؤ ادھر" میجر پرمود نے انتہائی غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس مخروطی عمارت کی طرف دوڑ لگا دی جس کی کھڑکی میں سے روشنی نکل رہی تھی —— توفیق نہ صرف اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا بلکہ وہ ساتھ ساتھ ہر سائیڈ پر بھی گردن گھما کر ماحول کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا۔ کیونکہ کسی بھی طرف سے اچانک آنے والی گولیاں ان

ان دونوں کی جان آسانی سے لے سکتی تھیں ۔ لیکن اس عمارت تک پہنچنے کے باوجود کسی طرف سے فائر نہ ہوا ۔

پرمود ایک لمحے کے لئے اس عمارت کے نیچے جا کر رکا ۔ اس عمارت میں سوائے اس کھڑکی کے اور کوئی دروازہ یا کھڑکی نظر نہ آ رہی تھی ۔

" ریڈ فائر کرو " ——— پرمود نے یک لخت چیختے ہوئے کہا ۔

اور توفیق کا ہاتھ ایک بار پھر لہرایا اور گول سی گیند رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح اس مخروطی عمارت کی دیوار سے ٹکرائی ——— ایک دھماکہ ہوا لیکن دیوار اسی طرح سلامت کھڑی رہی ۔ ریڈ فائر بم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا تھا ۔

" اوہ ——— یہ عمارت سٹاپ پروف ہے ۔ اس کا مطلب ہے یہ انتہائی اہم عمارت ہے " میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے توفیق کی طرف مڑا ۔

" جلدی کرو ۔ بیگ سے کمند نکالو ۔ ہمیں اس کھڑکی تک پہنچنا ہے ۔ جلدی کرو " ——— پرمود نے چیخ کر کہا ۔

" میں نکال چکا ہوں کمند میجر " ——— توفیق نے کہا ۔ وہ واقعی پرمود کے کہنے سے پہلے ہی پشت سے لدے ہوئے بیگ میں سے کمند نکال چکا تھا ۔ یہ کمند عام کمندوں کی طرح نہ تھی بلکہ یہ ایک چھوٹی سی گن تھی ۔

" مجھے دو ۔ پہلے میں اوپر جاؤں گا " میجر پرمود نے اس کے ہاتھ سے گن جھپٹتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے گن کا رخ اس کھڑکی سے ذرا سا اوپر کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا ——— سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی کوئی باریک تار گن کی نال سے نکلی اور تیزی سے اس کھڑکی کی طرف بڑھی ۔ دوسرے لمحے چٹ کی آواز سنائی دی ——— اور میجر پرمود کے ہاتھ کو جھٹکا لگا ۔ وہ سیاہ رنگ کی باریک سی تار تن گئی تھی ۔ میجر پرمود نے گن کے پہلے ٹریگر سے ذرا آگے بنا ہوا دوسرا ٹریگر دبایا اور ساتھ ہی دستے پر گرفت مضبوط کر لی ——— اس ٹریگر کے دبتے ہی پرمود کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا ۔ اور دوسرے لمحے پرمود جیسے ہوا میں اڑتا ہوا اسی کھڑکی کی طرف بڑھتا گیا ——— اس نے گن کے دستے کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا ۔ اور گن کا دستہ

اب بجلی کی سی تیزی سے کھڑکی کے اوپر والے
سپاٹ کی طرف سمٹتا جا رہا تھا۔ اور اس گن
کے ساتھ ہی پرمود بھی اڑتا ہوا اوپر جا رہا تھا۔
عمارت کے قریب پہنچتے ہی پرمود نے دونوں
ٹانگیں اوپر اٹھائیں ——— اس نے ٹانگوں کا رخ
ٹھیک اس کھڑکی کے درمیان رکھا تھا۔ اور
پھر ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ ہی اس کا جسم
اس مستطیل چوکھٹے کے درمیان پھنس گیا۔ اس
کا اوپر والا جسم اوپر کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ جبکہ
اس کی دونوں ٹانگیں اس کھڑکی کے اندر
غائب ہو چکی تھیں ——— گن ابھی تک اس کے
ہاتھ میں تھی۔ جیسے ہی اس کے جسم کی حرکت رکی
میجر پرمود نے گن والے ہاتھ کو مخصوص انداز
میں جھٹکا دیا تو تار کے آگے موجود گول
سیاہ رنگ کی دھات کا پوائنٹ جو دیوار سے
چپکا ہوا تھا پلک جھپکنے میں علیحدہ ہو گیا۔ اور
میجر پرمود نے گن نیچے کھڑے توفیق کی طرف
اچھال دی ——— اور پھر جلدی سے اس نے
اپنے جسم کو موڑا۔ اور تیزی سے اس چوکھٹے
کے اندر گھسنے لگا۔ وہ مسلسل جسم کو موڑتا جا رہا
تھا ——— اس طرح اس کا جسم تیزی سے مڑنے

کی وجہ سے اندر داخل ہوتا گیا۔ ابھی تک دوسری
طرف سے کوئی ردعمل نہ ہوا تھا۔ اس لئے میجر پرمود
کے لئے اندر سے کوئی خطرہ ابھی تک پیدا نہ ہوا تھا۔
چند لمحوں بعد ہی میجر پرمود کا جسم پوری طرح اندر
پہنچ گیا اور پھر وہ نیچے گرنے لگا ——— میجر پرمود
کو چونکہ باہر سے کھڑکی کی بلندی کا اندازہ تھا۔
اس لئے نیچے گرتے ہی اس نے دو قلابازیاں
کھائیں اور پھر اس کے پیر جیسے ہی سخت زمین
سے ٹکرائے وہ ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھا
کھڑا ہو گیا ——— سٹین گن ابھی تک اس کے دوسرے
ہاتھ میں موجود تھی۔ اس نے جسم کی حرکت ختم
ہوتے ہی تیزی سے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔
تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے
میں ہے ——— جس میں دیواروں کے ساتھ ساتھ
بڑی بڑی پیٹیاں بنی ہوئی تھیں۔ درمیانی حصہ خالی
تھا اور پھر میجر پرمود کی نظریں یہاں سے باہر
نکلنے کے لئے کوئی دروازہ تلاش کرنے لگیں۔
کمرہ چھت سے نکلنے والی تیز روشنی کی وجہ سے
پوری طرح منور تھا ——— ابھی میجر پرمود دروازہ
تلاش ہی کر رہا تھا کہ اسے ایک سائیڈ پر کھٹکے
کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود بجلی کی سی تیزی

سے اچھل کر دوسری سائیڈ پہ ہو گیا۔

جس طرف کھٹکا ہوا تھا اس طرف دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور پھر بیک وقت دو چیزیں وجود میں آ گئیں ——— ایک طرف اس مستطیل روشندان میں توفیق کا نچلا آدھا جسم نمودار ہوا۔ اور ادھر اس خلا میں سے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

اندر آنے والے نے شاید اوپر روشندان میں ہونے والا کھٹکا سن لیا تھا۔ اس لئے اس کی نظریں اوپر کی طرف ہی چپک گئیں ——— اور وہ اپنے قریب موجود پرمود کو چیک ہی نہ کر سکا۔ اس آدمی نے توفیق کی ٹانگوں کو دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ میجر پرمود کا ہاتھ اس سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل فرش پہ جا گرا ——— اور میجر پرمود نے اس پہ چھلانگ لگا دی۔ اس آدمی نے نیچے گرتے ہی تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن میجر پرمود اس کے پوری طرح اٹھنے سے پہلے ہی اس سے جا ٹکرایا اور پھر وہ اس آدمی کو رگیدتا ہوا سامنے والی بیٹریوں سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا ——— اسی لمحے توفیق بھی پرمود کی طرح پیرا ٹروپنگ کے سے انداز

میں قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے آنے لگا۔

اس آدمی کی کھوپڑی بیٹری سے اس بری طرح ٹکرائی تھی کہ اس کا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اور پرمود اس کے جسم کے ڈھیلا پڑنے کا احساس کرتے ہی اچھل کر پیچھے ہٹا تو وہ آدمی ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح نیچے فرش پہ ڈھیر ہو گیا۔

"اس کا خیال رکھو توفیق۔ میں ادھر دیکھتا ہوں"

میجر پرمود نے مڑ کر توفیق سے کہا۔ جو اب سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔ اور خود وہ اچھل کر اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے وہ آدمی نمودار ہوا تھا ——— دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کی سائیڈوں میں بڑی بڑی بیٹریاں سی نصب تھیں۔ ایسی بیٹریاں جو اٹیمک مشینری کو چلانے کے کام آتی تھیں ——— درمیان میں ایک بڑی سی میز پہ ایک مشین رکھی ہوئی تھی اور اس کے پیچھے ایک کرسی تھی۔ میز کے ساتھ ایک چھوٹے سے سٹول پہ ایک سرخ رنگ کا ٹیلی فون بھی رکھا ہوا تھا ——— میجر پرمود جلدی سے اس مشین پہ جھک گیا۔ لیکن اس پہ صرف بٹن۔ ڈائل اور رنگ برنگے بلب جل بجھ رہے تھے۔ اس پہ کوئی سکرین موجود نہ تھی ——— پرمود نے سیدھا ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن اس کمرے کا کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔

میجر پرمود سمجھ گیا کہ یہاں بھی پہلے کمرے کی طرح کوئی باقاعدہ دروازہ نہیں ہے۔ بلکہ مشینی طور پر خلا پیدا کیا جاتا ہوگا ——— وہ واپس پلٹا اور دوڑتا ہوا واپس ان بیٹریوں والے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہ آدمی ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اور توفیق بڑے چوکنے انداز میں اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"اسے اٹھا کر ادھر لے آؤ۔ جلدی کرو" میجر پرمود نے کہا۔

اور توفیق نے جھک کر اس آدمی کو اٹھایا۔ اور واپس پلٹتے ہوئے پرمود کی طرف دوڑ پڑا۔

"اسے کرسی پر بٹھاؤ" ——— میجر پرمود نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور توفیق نے کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو کرسی پر ایک جھٹکے سے بٹھا دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ——— میجر پرمود نے کہا۔ اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی توفیق نے پوری قوت سے اس آدمی کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے ——— تقریباً چھ سات بھرپور تھپڑ کھانے کے بعد اس آدمی کا جسم تننے لگا۔ اور توفیق نے تھپڑ مارنے بند کر دیئے۔ اور ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

میجر پرمود تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ کھول کر اس آدمی کی گردن پکڑ لی۔ اسی لمحے اس آدمی کی آنکھیں کھل گئیں ——— اور ساتھ ہی اس کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔

"میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا۔ یہ کون سا سیکشن ہے" ——— پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے انگلیوں کو اندر کی طرف دبایا۔

"یہ ——— یہ گریٹ چیف باس سیکشن ہے" اس آدمی نے انتہائی خوف اور تکلیف سے گھگھیاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا اور آنکھیں پھٹتی جا رہی تھیں۔

"جلدی بتاؤ۔ تمہارا نام اور تمہارا یہاں کام۔ جلدی" پرمود نے پہلے سے زیادہ بھیانک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے گردن پر انگلیوں کا دباؤ قدرے کم کر دیا تھا ——— اور اس آدمی کی تیزی سے بگڑی ہوئی حالت سنبھلنے لگی۔

"مم ——— مم ——— میں سپیشل سپلائی اسسٹنٹ ہوں۔ یہ اٹیمک بیٹریاں ہیں۔ جن سے پورے سنٹر کی مشینیں چلتی ہیں۔ ساتھ والے کمرے میں سپیشل سپلائی ہے۔ میں کھٹکے کی آواز سن کر ادھر گیا تھا" ——— اس

آدمی نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے ادھر روشندان کیوں بنا رکھا ہے۔ اور پھر وہ خالی تھا۔ اس میں کوئی شیشہ وغیرہ نہ تھا" میجر پرمود نے پوچھا۔

"سپیشل سپلائی کو مسلسل تازہ ہوا چاہیئے۔ اس لئے" ـــــ اس آدمی نے جواب دیا۔

"اچھا سنو ـــــ اب میں آخری بات کہہ رہا ہوں۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔ گریٹ چیف باس کہاں ہے اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے" پرمود نے انگلیوں کو دباتے ہوئے کہا۔

"وہ مین سیکشن میں ہیں۔ یہاں سے ایک راہداری سیدھی مین سیکشن کو جاتی ہے۔ یہ چوتھا بٹن دبانے سے راہداری کا دروازہ کھل جاتا ہے"

اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی پرمود کا ہاتھ گھوما اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا سر ایک طرف ڈھلک گیا ـــــ اس کی گردن کی ہڈی پرمود نے اپنے ایک ہاتھ کو گھما کر اپنی بے پناہ طاقت سے توڑ ڈالی تھی۔

پرمود نے اس آدمی کے مرتے ہی جلدی سے وہی چوتھا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ان کی پشت کی سائیڈ پر ایک خلا پیدا

ہوگیا۔

"آؤ ادھر" ـــــ میجر پرمود نے کہا اور اچھل کر اس خلا کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی۔ اور پھر جیسے ہی وہ اس راہداری میں داخل ہوئے یک لخت ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں نکل کر اوپر چھت سے چپک گئیں ـــــ اور اس کے ساتھ ہی توفیق اور پرمود کے جسم بھی اوپر اٹھتے ہوئے چھت سے چپک گئے۔

"تمام اسلحہ نکال دو۔ اور پشت پر تھیلا اتار دو" میجر پرمود نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے اپنی جیبوں میں موجود چھوٹا موٹا اسلحہ نکال لیا ـــــ اور تمام اسلحہ باہر آتے ہی چھت سے چپک گیا۔ اور میجر پرمود یک لخت نیچے گرا۔ لیکن جیسے ہی اس کے قدم راہداری کے فرش سے ٹکرائے وہ اچھل کر بھاگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"اڑا دو ـــــ ان تینوں ٹکڑوں کو اڑا دو۔ جلدی کرو۔ تھری ٹارگٹ آن کرو ـــــ فوراً" ـــــ ایک چیختی ہوئی آواز پرمود کے کانوں میں پڑی۔ اور پرمود کے قدم تیز ہو گئے۔ اُسی لمحے اُسے اپنی پشت پر دھماکہ سنائی دیا۔ لیکن وہ مڑا نہیں ـــــ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ توفیق چھت

سے علیحدہ ہو کر نیچے گرا ہوگا۔

وہ راہداری کے اختتام پر ایک لمحے کے لئے رکا۔ اور پھر اچھل کر آگے بڑھ گیا۔ وہ اس وقت ایک خاصے بڑے کمرے میں تھا ـــــ جس کی ایک سائیڈ پر ایک بہت بڑی مشین کے سامنے ایک گنجے سر اور لمبی مونچھوں والا آدمی بیٹھا ہوا تھا ـــــ وہ مسلسل مشین کے مختلف بٹن دباتا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ چیخ بھی رہا تھا کہ " اڑا دو۔ تباہ کر دو۔ پوری دنیا کو۔ ایک آدمی بھی زندہ نہ بچے " ـــــ گنجے سر والا اس قدر جوش اور غصے سے چیخ رہا تھا کہ اس کی آواز سے پورا کمرہ گونج رہا تھا۔ اور شاید اسی جوش اور چیخ کی وجہ سے اس کے کانوں میں پرمود اور توفیق کے راہداری کی چھت سے گرنے کے دھماکے بھی نہ پڑے تھے۔

" ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے۔ او۔کے۔ میں اب پہلا بٹن دباتا ہوں۔ پھر لاسٹ بٹن دباؤں گا۔ اور یہ تین نامراد ملک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب ہو جائیں گے ـــــ ہا ـــــ ہا " گنجے سر والے نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین

کے نچلے حصے میں موجود ایک سرخ رنگ کا ہینڈل باہر کھینچ لیا چونکہ کمرے کا فاصلہ کافی تھا۔ اس لئے پرمود تیزی سے اس طرف دوڑنے لگا۔ جدھر وہ آدمی موجود تھا۔

" ہا ـــــ ہا ـــــ بلگارنیہ۔ پاکیشیا۔ نیدرلینڈ الوداع۔ گڈ بائی۔ مکمل تباہی ـــــ ہا ـــــ ہا " گنجے سر والے نے کرسی پر ہی ناچنے کے سے انداز میں اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ ایک اور بٹن کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن پھر شاید میجر پرمود کے دوڑنے کی آواز سن کر وہ تیزی سے گھوما ـــــ اور اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ کر پرمود کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اور اُسی لمحے میجر پرمود نے قریب پہنچ کر اُسے کرسی سمیت ایک زوردار جھٹکے سے پیچھے اچھال دیا ـــــ اور وہ گنجا بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پیٹھ کے بل زمین پر گرا۔ اور میجر پرمود نے عقاب کی سی تیز رفتاری سے اس گنجے پر چھلانگ لگا دی جو اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ـــــ میجر پرمود نے جھک کر اس کی ناک پر بھرپور ٹکر ماری اور ساتھ ہی دونوں ہاتھوں سے اُسے اٹھا کر فضا میں اٹھا کر ایک بار پھر پوری

قوت سے زمین پر پٹخ دیا۔ گنجے کے حلق سے بھیانک
چیخ نکلی اور وہ بری طرح فرش پر پڑا پھڑکنے
لگا۔

"اٹھو۔ جلدی سے اپنی مشینیں روکو"
پرمود نے وحشت بھرے انداز میں غراتے ہوئے
اس کی گردن پکڑی اور ایک زوردار جھٹکے
سے اسے اونچا اٹھا کر مشین کی طرف گھسیٹتا ہوا
لے گیا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ پہلا بٹن دب چکا ہے اب
کوئی تباہی نہیں روک سکتا۔ ہا ــــ ہا"
اس گنجے نے یک لخت وحشیانہ انداز میں چیختے
ہوئے کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا دماغ پلٹ
گیا ہو۔ وہ پاگل ہو چکا ہو۔

"میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ روکو اپنی مشینیں"
پرمود نے بھی وحشیانہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔
اس پر بھی شاید اپنے ملک کی تباہی کا سن کر
وحشت کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

اور پھر وہ اس گنجے پر واقعی اس طرح ٹوٹ
پڑا جیسے اس کی ہڈیاں توڑنے سے تینوں ملک بچ
جائیں گے ــــ اور کمرہ اس گنجے کے حلق سے
نکلنے والی چیخوں اور اس کی ٹوٹتی ہوئی ہڈیوں کی

بھیانک آوازوں سے گونج اٹھا۔

"پرمود صاحب ــــ کرنل فریدی اور عمران نظر آ
رہے ہیں سکرینوں پر" ــــ توفیق نے یک لخت
چیختے ہوئے کہا۔

لیکن میجر پرمود کو تو جیسے اب کسی بات کا ہوش
ہی نہ رہا تھا۔ وہ مسلسل اس گنجے کی ہڈیاں توڑنے
میں بڑے وحشیانہ انداز میں مصروف تھا۔

"کرنل صاحب۔ کرنل صاحب"۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن حمید کی تیز اور چیختی ہوئی آواز کرنل فریدی کے کانوں سے ٹکرائی اور کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر چھاتے ہوئے اندھیرے تیزی سے دور ہوتے جا رہے ہوں۔

"یہ زیادہ چیخ رہا ہے۔ پہلے اسے گولی مار دو" اچانک ایک دھاڑتی ہوئی آواز کرنل فریدی کے کانوں میں پڑی اور کرنل فریدی کی آنکھیں یک لخت ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔۔۔۔۔ اور اُسی لمحے اس کے کانوں میں کسی کے گرنے اور ساتھ ہی ایک انسانی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اور پھر اس کی آنکھیں

تیزی سے پھیلتی گئیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک شیشے کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ جب کہ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور باہر کیپٹن حمید بیک وقت چار آدمیوں کے ساتھ نبرد آزما تھا۔ اس نے ایک کو گرا لیا تھا۔ جب کہ باقی تین کے ساتھ وہ وحشیانہ انداز میں لڑ رہا تھا۔

کرنل فریدی ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ اور دوسرے لمحے وہ جیسے اڑتا ہوا دروازے سے نکلا اور اس نے لمبی چھلانگ لگا کر ان میں سے دو افراد کو چھاپ لیا۔۔۔۔۔ اور وہ انہیں اپنے ساتھ لیتا ہوا نیچے فرش پہ جا گرا۔ اور پھر جیسے ان دونوں کو ان کی شامت نے گھیر لیا۔ یہ دونوں بھی شاید اپنے طور پہ اپنے آپ کو بہترین لڑاکے سمجھتے تھے۔۔۔۔۔ اور انہوں نے کرنل فریدی کو مار گرانے کی اپنے طور پہ پوری کوشش کی لیکن ظاہر ہے کرنل فریدی کے مقابلے میں ان کی بھلا کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔ چنانچہ وہی ہوا۔ زیادہ سے زیادہ چند منٹوں میں ہی دونوں کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔ اُسی لمحے اُسی طرح کی آواز سائیڈ سے سنائی دی جس طرف اب کیپٹن حمید اکیلے آدمی سے لڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی

یہ چھلانگ لگا دی۔ جو پہلے گرا پڑا تھا۔ لیکن اب وہ تیزی سے اس مشین گن کی طرف کھسک رہا تھا۔ جو اس سے ذرا دور پڑی تھی ——— کرنل فریدی فضا میں اچھلتا ہوا جب نیچے گرا۔ تو اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر اس آدمی کے سینے پہ اس طرح پڑے کہ پہلو کے بل مڑ کر کھسکتا ہوا وہ آدمی پیروں کے بوجھ سے پہلے سیدھا ہوا اور پھر اس کا جسم ایک بار زوردار انداز میں پھڑکا اور پھر ساکت ہو گیا ——— اس کے منہ اور ناک سے خون کے فوارے سے ابل پڑے تھے۔ اور کرنل فریدی اچھل کر واپس فرش پہ کھڑا ہو گیا ——— وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ کیپٹن حمید اپنے حصے کے لڑاکے کی گردن توڑ چکا تھا اور یہ اس آدمی کے گردن ٹوٹنے کی آواز تھی جسے سن کر کرنل فریدی تیزی سے گھوما تھا۔

کیپٹن حمید ہانپ رہا تھا۔ جب کہ کرنل فریدی بڑے پرسکون انداز میں کھڑا اب ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پہ وہ شیشے کا کیبن تھا ایسے ہی کیبن اس دیوار کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے ——— اور ان کی تعداد بیس کے قریب تھی۔ لیکن یہ کیبن کافی چھوٹے چھوٹے تھے۔ باقی سب کیبنوں کے دروازے بھی کھلے ہوئے

تھے اور وہ خالی تھے۔

"ہمارے ساتھی کہاں ہیں اور ہم کہاں ہیں" کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیبن میں کوئی گیس بھر گئی تھی۔ اس لئے میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے ساتھ پڑے ہوئے ہیں ——— ابھی میں آپ کو آوازیں دے کر ہوش میں لا رہا تھا کہ یہ چاروں آدمی نظر آئے اور پھر ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا جب کہ دوسرے نے کہا کہ یہ زیادہ چیخ رہا ہے۔ پہلے اسے گولی مار دو ——— اور اس کے ساتھ ہی مجھے باہر گھسیٹ لیا گیا اور میں ان سے الجھ پڑا کہ آپ بھی باہر آ گئے" ——— کیپٹن حمید نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو پھر ہمارے ساتھی کہاں گئے" کرنل فریدی نے کہا۔ اور پھر اس نے دوڑ کر فرش پہ پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور ہال کمرے کے دائیں طرف نظر آنے والے دروازے کی طرف دوڑنے لگا۔

"یہ اس طرف سے آئے تھے کرنل" کیپٹن حمید نے بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور دائیں طرف بڑھتا ہوا کرنل فریدی یک لخت گھو۔

اور پھر اس طرف دوڑ پڑا۔ ادھر بھی واقعی ایک دروازہ نظر آرہا تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری تھی ـــــ وہ دونوں آگے پیچھے دوڑتے ہوئے اس راہداری کو کراس کر کے جب دوسری طرف پہنچے تو یک لخت ٹھٹھک کر رک گئے ـــــ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ بھی ایک کمرہ تھا جس میں بے شمار ستون تھے۔ اور ہر ستون کے ساتھ ان کا ایک ساتھی بندھا ہوا تھا ـــــ اور ان ستونوں کے نیچے ان کے خون سے تالاب سے بنے ہوئے تھے۔ تمام ساتھیوں کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان پر باقاعدہ نشانہ بازی کی گئی ہو ـــــ کیپٹن حمید کی آنکھیں بھی یہ دل ہلا دینے والا دردناک منظر دیکھ کر خوف اور دہشت سے پھیلتی گئیں۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ان کے ساتھیوں کا یہ حشر کیا گیا ہوگا ـــــ اور شاید اگر وہ الجھ نہ پڑتا اور اس کے آوازیں دینے سے کرنل فریدی ہوش میں آکر اس کی مدد کے لئے نہ آجاتا تو وہ یقیناً اسے بھی اس طرح گھسیٹ کر یہاں لے آتے اور ستون سے باندھ کر اس طرح گولیوں سے چھلنی کر دیتے ـــــ اور شاید اس کے بعد کرنل فریدی

کا نمبر آجاتا۔

"آؤ حمید ـــــ مجھے افسوس ہے کہ میرے ساتھیوں نے اپنے مقصد پر جانیں قربان کر دیں اور میں پیچھے رہ گیا۔ آؤ ـــــ ان کی جانوں کا حساب اب یہاں کے ایک ایک فرد کو دینا پڑے گا"

کرنل فریدی کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔ اور کیپٹن حمید کے جسم میں سردی کی تیز لہریں دوڑنے لگیں ـــــ کرنل فریدی کا ایسا لہجہ اس نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ کرنل فریدی راہداری میں دوڑتا ہوا واپس اسی کیبنوں والے ہال میں پہنچا۔ اور پھر دوبارہ دائیں طرف والے دروازے کی طرف بڑھ گیا ـــــ جدھر وہ پہلے جا رہا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ کرنل فریدی نے جب قریب پہنچ کر دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو بالکل خالی تھا ـــــ کرنل فریدی اچھل کر اندر داخل ہوا۔ اور تیزی سے گھوم گیا۔ اتنے میں کیپٹن حمید بھی اندر آ گیا۔

"اوہ ـــــ یہ لفٹ ہے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔ اور اس نے دروازہ بند کر کے اندر کی طرف لگے ہوئے دو بٹنوں والے پینل میں سے ایک بٹن دبا دیا ـــــ دوسرے لمحے کمرہ حرکت

میں آ گیا۔ وہ اوپر کی طرف جا رہا تھا۔ کرنل فریدی ہونٹ بھینچے دروازے کی مخالف دیوار سے لگا کھڑا تھا ـــــ اس کا چہرہ سرخ پڑا ہوا تھا۔ اور آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اور جسم تنا ہوا تھا۔ کیپٹن حمید نے چہرہ گھما لیا ـــــ کیونکہ اس کی اپنی حالت بھی فریدی جیسی ہی ہو رہی تھی۔ اور اُسے اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اپنے ذہن پر بھی سرخی سی پھیلتی محسوس ہو رہی تھی۔

دوسرے لمحے کمرہ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

"احتیاط کرنا۔ تمہارے پاس اسلحہ نہیں ہے" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔ اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

سامنے ایک راہداری تھی اور مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے راہداری میں داخل ہی ہوا تھا کہ راہداری کے دوسرے سرے پر اسے ایک آدمی کا سر نظر آیا ـــــ وہ شاید ادھر جھانک رہا تھا۔ اور کرنل فریدی نے بے اختیار ٹریگر دبا دیا۔ اور تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی دوسری طرف کسی کے گرنے کا دھماکہ سنائی دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا جیکب" ـــــ کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اور اُسی لمحے کرنل فریدی راہداری کے دوسرے سرے پر پہنچ گیا۔ یہ ایک ہال کمرہ تھا ـــــ جس میں ایک سائیڈ پر ایک بڑی مشین نصب تھی جو چل رہی تھی۔ اور ایک آدمی راہداری کی سائیڈ پر گرے ہوئے آدمی پر جھکا ہوا تھا۔

کرنل فریدی کے دوڑنے کی آواز سن کر وہ تیزی سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ کرنل فریدی اس کے سر پر پہنچ گیا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آواز ایک بار پھر گونجی۔ اور وہ آدمی بھی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اس کے چہرے پر گولیاں پڑی تھیں ـــــ اس لئے اس کے چہرے کا ایک لمحے میں بھرتا سا بن گیا تھا۔ اس آدمی کے گرتے ہی کرنل فریدی نے مشین گن کا رخ موڑا ـــــ اور دوسرے لمحے اس بڑی سی مشین پر گولیوں کی بارش سی ہو گئی۔ اور مشین ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گئی۔ اس کے پرزے ادھر ادھر بکھر گئے ـــــ اس مشین کے پھٹتے ہی سائیڈ کی دیوار میں ایک خلا سا خود بخود پیدا ہو گیا۔ دوسری طرف سے کسی کے

چیخنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کرنل فریدی نے اس خلا کی طرف دوڑ لگا دی۔

"کیا ہوا۔ دیکھو۔ ٹپ ٹاپ مشین بند ہو گئی ہے۔ اوہ۔ آخری لمحے میں۔ جلدی کرو۔ دیکھو"

کسی کی دھاڑتی اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی اس خلا سے ہوتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا ——— اور پھر اس مشین کی تڑتڑاہٹ ایک بار پھر گونج اٹھی۔ اور کمرے میں موجود مختلف مشینوں کے سامنے کھڑے چھ افراد چیختے ہوئے نیچے فرش پر جا گرے ——— کرنل فریدی پر واقعی وحشت کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ بغیر کچھ سوچے بس جو نظر آتا تھا اس پر فائر کھول دیتا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا" ——— ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن کے کھلے دروازے سے وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور کرنل فریدی نے یک لخت چھلانگ لگائی۔ اور وہ جیسے فضا میں اڑتا ہوا اس کیبن کے دروازے پر پہنچ گیا ——— اس کیبن میں موجود میز پر رکھی ہوئی ایک مشین کے سامنے ایک بوڑھا سا آدمی کھڑا تھا۔

"خبردار" ——— کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور بوڑھے نے ایک لمحے کے لئے دروازے کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ نے ایک بٹن دبا دیا۔ جب کہ دوسرا ہاتھ مشین کے نچلے ہینڈل پر جما ہوا تھا ——— اس نے بٹن دبا کر ہینڈل پر دباؤ ڈالنا ہی چاہا تھا کہ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس کا جسم اچھل کر کیبن کی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ کرنل فریدی نے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی ——— اور ان گولیوں کے زوردار جھٹکوں کی وجہ سے وہ بوڑھا اس ہینڈل کو نہ دبا سکا تھا۔ بوڑھے کا جسم چھلنی ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ نیچے گر کر ذرا سا بھی نہ تڑپا۔

کرنل فریدی نے مشین گن کا رخ اس مشین کی طرف کیا ہی تھا کہ یک لخت اس کی انگلی ٹریگر سے ہٹ گئی ——— اور وہ مشین پر جھک گیا۔ کیونکہ مشین کے درمیان لگی ہوئی بڑی سکرین پر ایک حیرت انگیز اور چونکا دینے والا منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ ایک کمرے کا منظر تھا ——— جس میں ایک بڑی سی مشین تھی۔ جس کی سکرین پر موجود منظر یہاں کھڑے فریدی کو بھی نظر آ رہا تھا۔ اس سکرین پر تین دیو ہیکل میزائل

نظر آرہے تھے جن کے نیچے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور اُسی لمحے کرنل فریدی کو ان میں سے ایک میزائل پر نیدرلینڈ کا نام لکھا نظر آگیا۔ اور اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں ——— اور اب اُسے اس مشینوں والے کمرے میں بے ہوش ہونے سے پہلے کسی گنجے کے چیختے ہوئے الفاظ بھی یاد آگئے تھے کہ میں نے تھری فارگٹ فائر کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں ——— یہ وہی تین میزائل تھے جو فور کارنرز نے بلگارنیہ۔ نیدرلینڈ اور پاکیشیا کی تباہی کے لئے فٹ کئے ہوئے تھے۔ اور ان میزائلوں کے نیچے جلتی ہوئی روشنیاں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی بھی لمحے فائر ہونے والے ہیں۔ اور کرنل فریدی جانتا تھا کہ ان کے فائر ہونے کا مطلب ان تینوں ملکوں کے اربوں بے گناہ افراد کی ہلاکت اور تینوں ملکوں کی مکمل تباہی کے سوا اور کچھ نہ تھا ——— لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ انہیں کس طرح فائر ہونے سے روک سکتا ہے۔ کہ اچانک ایک مانوس آواز سن کر وہ بُری طرح اچھل پڑا۔

عمران کو آنکھیں بند کئے ابھی ایک لمحہ ہی گزرا ہوگا کہ اس کے کانوں میں تیز سیٹی کی سی آواز ابھری ——— یہ آواز ایسی تھی جیسے کسی کنویں سا سرنگ میں کسی کے تیزی سے گرنے کی وجہ سے آواز سنائی دیتی ہے۔ اور اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں ——— اور تب اُسے پتہ چلا کہ وہ واقعی ایک گہرے کنویں میں گرتا جا رہا ہے۔ رات کو دیکھنے والی عینک چونکہ تسمے سے بندھی ہوئی تھی ——— اس لئے وہ اب بھی اس کی آنکھوں پر اُسی طرح جمی ہوئی تھی۔ اور ساتھ ہی اُسے محسوس ہوا کہ اب اس کا جسم گھوم سکتا ہے ——— اور اس کی پہلے والی حالت نہیں

ہے۔ تو عمران نے یک لخت ٹانگیں نیچے کو سکوڑ لیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوم گیا ——— اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ پانی میں پیروں کے بل گرا۔ اور اس کی تہہ میں اترتا گیا۔ اُسی لمحے اُسے اپنے اوپر دھماکہ سنائی دیا ——— اور ایک اور جسم اُسے تیزی سے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک سائیڈ پر ہوا۔ اور پھر یکے بعد دیگرے دھماکے ہوتے گئے۔ اور جسم ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے اس پانی میں گرتے گئے۔

عمران کے جسم پر نیچے گرنے کا دباؤ چونکہ ختم ہو گیا تھا اس لئے پانی نے ردعمل کے طور پر پوری قوت سے اوپر کی سطح کی طرف اچھال دیا ——— اور پھر یکے بعد دیگرے اس کے ساتھی بھی اوپر سطح پر آ گئے۔ لیکن وہ اس وقت گول سے کنوئیں کی اتنی گہرائی میں تھے کہ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پاتال میں پہنچ گئے ہوں۔

لیکن اُسی لمحے ان کے سروں سے ذرا اوپر ایک سائیڈ پر کھٹکا سا ہوا۔ اور پھر پہلے ایک خلا

پیدا ہوا۔ اور پھر اس میں سے تیز روشنی کی لہر سی نکل کر سامنے والی دیوار پر پڑی اور کنوئیں کا وہ حصہ منور ہو گیا۔

"جلدی کھولو ڈھکن اور الٹ دو کنوئیں میں تیزاب جلدی کرو" ——— ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اُسی لمحے عمران نے پانی میں سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اچھالا اور پھر اس کا ایک ہاتھ اس خلا کے نچلے حصے پر جم گیا ——— عمران نے پھرتی سے دوسرا ہاتھ بھی جمایا اور پھر اس کا جسم بازوؤں کے بل پر تیزی سے اٹھتا گیا۔ جیسے ہی اس کا سر اس خلا کی سطح سے اوپر گیا ——— اس نے دوسری طرف ایک آدمی کو ایک بڑی سی نیلے رنگ کی بوتل پر جھکے اس کا ڈھکن کھولتے ہوئے دیکھا جب کہ اس کے ساتھ کھڑے دوسرے آدمی کی صرف ٹانگیں نظر آ رہی تھیں۔

"جلدی کرو۔ کیا کر رہے ہو" ——— دوبارہ وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ بہت ٹائٹ ہے" ——— بوتل پر جھکے ہوئے آدمی نے کہا۔ اس کی چونکہ پوری توجہ ڈھکن پر تھی۔ اس لئے وہ عمران کو نہ دیکھ پا رہا تھا۔

عمران نے اپنا اگلا جسم خلا کے اندر گرایا اور

پھر تیزی سے کہنیوں کے بل رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔
"یہ ادھر سے کیسی آواز آرہی ہے" ——— اُسی لمحے کھڑے ہوئے آدمی کی آواز سنائی دی۔ اور ڈھکن کھولتے ہوئے آدمی نے چونک کر ذرا سا سر گھمایا۔ اور دوسرے لمحے اس کا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔
"ایک آدمی آرہا ہے رینگ کر" ——— دوسرے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔
"پاگل ہو گئے ہو" ——— پہلے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دونوں کی ٹانگیں اس طرح مڑیں جیسے وہ جھک رہے ہوں۔ عمران اس دوران خلا کے دوسرے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھ بڑھائے ——— اور دونوں کی ایک ایک ٹانگ کھینچ لی۔ اور وہ دونوں ایک دھماکے سے نیچے گرے کہ عمران ——— مینڈک کے سے انداز میں اچھلا ——— اور اس کا جسم تیزی سے تنگ خلا سے نکل کر دوسری طرف کھلی جگہ پر جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں یعنی عمران اور وہ آدمی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے ——— لیکن عمران ان سے زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔ اس نے اچھل کر ایک

کے سینے میں لات ماری جب کہ دوسرے کے سینے سے اس کا سر ٹکرایا اور وہ دونوں ایک بار پھر چیختے ہوئے پشت کے بل فرش پر گرے ——— ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ جو اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی۔ اور اس بار عمران نے بجائے ان پر چھلانگ لگانے کے اس مشین گن پر چھلانگ لگائی تھی ——— اور پھر مشین گن ہاتھ میں آتے ہی عمران نے پوری طرح سیدھا کھڑے ہونے کا بھی تکلف نہ کیا۔ کیونکہ اُسے سب سے زیادہ خطرہ اس تیزاب سے تھا ——— جس کی بوتل کا ڈھکن تقریباً کھل چکا تھا۔ اور اگر اُسے لات بھی لگ جاتی تو پھر کنویں میں موجود اس کے ساتھیوں کی ایک لمحے میں ہڈیاں تک گل جاتیں۔
عمران نے جھکے جھکے انداز میں گھوم کر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ البتہ اس نے خاص طور پر اس تیزاب کی بوتل کو بچا لیا تھا ——— اور وہ دونوں اٹھتے ہوئے افراد گولیوں کی زد میں آکر ایک لمحے میں چھلنی ہو کر واپس فرش پر گر گئے۔
اُسی لمحے صفدر بھی رینگتا ہوا اس خلا سے باہر آگیا۔ اور عمران نے جھپٹ کر سب سے پہلے اس تیزاب کی بوتل کو پکڑ کر ایک طرف رکھ دیا۔ اور پھر

اس نے تیزی سے اس کا ڈھکن واپس بند کرنا شروع کر دیا۔ صفدر نے باہر آکر حیرت سے ادھر ادھر دیکھا ——— اور پھر اس نے خلا کے ساتھ والی دیوار کے سہارے کھڑی مشین گن اٹھالی۔

"باقی ساتھیوں کو بلاؤ جلدی۔ اس ڈھکن نے نہ کھل کر ہماری جانیں بچالیں۔ ورنہ اب تک ہماری ہڈیاں بھی گل چکی ہوتیں" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ آرہے ہیں۔ آپ نے باہر نکلنے کا راستہ خود ہی تو تجویز کر دیا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر واقعی ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی اس خلا سے رینگتے ہوئے باہر آ گئے۔

"آؤ۔ انہوں نے اپنے طور پر تو ہمیں یقینی موت مارنے کا چارہ کیا تھا۔ لیکن بات الٹ گئی۔ اور ہم ان کے اڈے میں اس طرح داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے" ——— عمران نے کہا۔ اور تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جو اس بڑے کمرے کا اکلوتا دروازہ تھا۔ اس دروازے کی دوسری طرف راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔

"احتیاط سے۔ چلنے کی آواز نہ ابھرے" عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب اس تنگ سی راہداری میں پنجوں کے بل ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے ——— راہداری جہاں جا کر گھوم رہی تھی وہاں پہنچ کر عمران رک گیا۔ دوسری طرف مشینوں کے چلنے اور باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

"یہ باس تھری ٹارگٹ کا فائنل فائر کاشن کیوں نہیں دے رہا۔ مین سیکشن سے بات کرو جوڈی" اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس جوڈی ان لوگوں کو کنوئیں میں تیزاب ڈال کر ہلاک کرنے گیا ہوا ہے" ——— ایک اور آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ نانسنس۔ اسے کی پیٹر کے ساتھ جانے کی کیا تک تھی۔ اکیلا پیٹر تیزاب کی بوتل کا ڈھکن نہ کھول سکتا تھا ——— جلدی بلاؤ اُسے جلدی۔ فائنل فائر کاشن نہیں آرہا۔ جلدی کرو" ——— پہلے نے چیختے ہوئے کہا۔

اور اُسی لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اب اُسے ایک بڑا سا ہال کمرہ نظر آرہا تھا۔ جن میں

دیواروں کے ساتھ چھ سات مشینیں فٹ تھیں ۔ اور ان
میں سے سوائے ایک کے باقی سب کے سامنے
سفید کوٹ پہنے افراد موجود تھے ——— ایک طرف
اندر سے شیشے کا کیبن بنا ہوا تھا ۔ ایک مشین سے
اٹھ کر ایک آدمی ادھر راہداری کی طرف ہی آ رہا
تھا کہ عمران نے یک لخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی
مشین گن کا فائر کھول دیا تھا ——— اور دوسرے
لمحے وہ ہال کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا ۔ عمران
کا ہاتھ فائر کرتا ہوا انتہائی تیزی سے گھوما تھا ۔ اور
اس نے مشینوں کو بچاتے ہوئے صرف ان کے
سامنے موجود سفید کوٹوں والوں کو نشانہ بنایا تھا ۔

" کیا ہوا ۔ کیا ہوا " ——— اچانک کیبن کے دروازے
سے ایک ادھیڑ عمر چیختا ہوا باہر نکلا ۔ اور اُسی لمحے
عمران نے ٹریگر دبا دیا ۔ اور وہ لٹو کی طرح گھومتا ہوا
وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا ۔

عمران اس کے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے
دوڑتا ہوا اس کیبن میں پہنچا اور دوسرے لمحے اس
کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹنے کے قریب
ہو گئیں ——— کیونکہ وہاں موجود سنٹرل مشین کی سکرین
پر وہی تین خوفناک اور دیو ہیکل میزائل اس صندوق
سے باہر نظر آ رہے تھے ۔ اور ان کے نیچے جلنے

والی روشنیاں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی بھی لمحے فائر ہونے
والے ہیں ۔ عمران جلدی سے اس مشین پر جھک گیا ۔
وہ ایک لمحہ تک غور سے اس مشین کو دیکھتا رہا ۔
پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے اس مشین کے
مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے ——— اور
دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس
نکل گیا ۔ کیونکہ اب سکرین پر نظر آنے والی روشنیاں
ہلکی ہوتے لگ گئی تھی ۔

" اوہ ——— ان کا لاک بٹن کہاں ہو گا ۔ اوہ "
عمران کو اچانک ایک خیال آیا اور اس کی نظریں
پاگلوں کے سے انداز میں مشین پر پھیلنے لگیں ۔ کیونکہ
درمیان میں بنے ہوئے ڈائل میں سرخ رنگ کی
سوئی آہستہ آہستہ فائر کے لفظ تک بڑھتی جا رہی
تھی ——— اور عمران جانتا تھا جیسے ہی سوئی فائر کے
لفظ پر پہنچی یہ تینوں میزائل فائر ہو جائیں گے اور پھر
پاکیشیا ۔ نیدرلینڈ اور ملگارنیہ تینوں ملکوں پر قیامت
خیز تباہی نازل ہو جائے گی ۔

عمران کے چہرے پر اب پسینہ بہنے لگا تھا ۔ کیونکہ
سوئی اب فائر کے لفظ پر کسی بھی لمحے پہنچنے ہی
والی تھی ——— اور پھر عین اُسی لمحے اُسے مشین
کے بالکل کونے میں سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا

بٹن نظر آ گیا۔ جس کے نیچے فائر لاک کے لفظ لکھے ہوئے موجود تھے۔ عمران نے برق رفتاری سے اس بٹن کو پریس کیا۔ تو مشین میں سے سیٹی کی آواز نکلی۔ اور اس کے ساتھ ہی فائر کے لفظ کی طرف جاتی ہوئی سوئی انتہائی تیز رفتاری سے واپس چلی گئی ——— اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ سوئی ایک بار پھر واپس فائر کے لفظ کی طرف سفر اختیار کر چکی تھی ——— اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آٹو میٹک سسٹم ہے۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ اب مشین کی ساخت سمجھ گیا تھا کہ اس کا کنٹرول کہیں اور ہے۔

"عمران صاحب عمران صاحب ——— کرنل فریدی ایک سکرین پر نظر آ رہے ہیں" ——— اچانک دروازے سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— کون سی مشین ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔ اور تیزی سے باہر نکل آیا۔ اور پھر صفدر کے اشارے پر وہ دوڑتا ہوا ایک مشین کے سامنے جا رکا ——— یہ وہی مشین تھی جس کے سامنے کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس جوڑی والی مشین۔ اس مشین کی سکرین پر نہ صرف کرنل فریدی

موجود تھا بلکہ عمران کو اس کے ساتھ ایک بڑی مشین نظر آئی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے مشین کی ساخت چیک کی ——— یہ رابطہ مشین تھی۔ اس لئے عمران فوراً ہی اس کا آپریٹنگ سسٹم سمجھ گیا۔ اس نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبائے تو کرنل فریدی کی آواز مشین سے نکلی۔

"عمران۔ تم کہاں ہو۔ وہ میزائل فائر ہو رہے ہیں۔ تھری ٹارگٹ والے" ——— کرنل فریدی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے دیکھ لیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے والی مشین کی سکرین پر نظر آ رہے ہیں۔ میں نے انہیں فوری طور پر تو فائر ہونے سے بچا لیا ہے۔ لیکن آپ کے سامنے جو مشین موجود ہے۔ وہ میں نے دیکھ لی ہے ——— یہ اس کی کنٹرولنگ مشین ہے۔ آپ ایسا کریں فوراً اس پر کوئی ایسا بٹن تلاش کریں جس کے نیچے آٹو میٹک کا لفظ لکھا ہوا ہو۔ آپ فوراً اسے پریس کر دیں تاکہ میرے سیکشن کی مشین کا آٹو میٹک فائر پوائنٹ ختم ہو جائے" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آٹو میٹک ——— اوہ اچھا۔ میں دیکھتا ہوں" کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ مشین پر جھک گیا۔

"اوہ ——— اس پر آٹو میٹک والا بٹن تو ہے لیکن اس کے ساتھ سپر آٹو میٹک کا بھی ایک بٹن موجود ہے" ——— کرنل فریدی نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ دونوں مشینوں کو کہیں اور سے بھی کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ آپ بہرحال آٹو میٹک والا بٹن تو آف کر دیں۔ کچھ تو فرق پڑ جائے گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور کرنل فریدی نے جھک کر بٹن آف کر دیا۔

"ایک منٹ ——— میں چیک کر لوں" ——— عمران نے کہا اور واپس دوڑتا ہوا اس کیبن میں گیا۔ اس کی نظریں اس ڈائل پر حرکت کرتی ہوئی سوئی پر پڑ گئیں ——— وہ آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکی تھی۔ لیکن اب اس کی رفتار پہلے سے کافی سست پڑ گئی تھی۔ لیکن بہرحال وہ حرکت کر رہی تھی۔

عمران واپس پلٹا اور پھر جیسے ہی وہ اس مشین پر پہنچا۔ اس نے کرنل فریدی کو مشین پر جھکے ہوئے دیکھا۔

"میجر پرمود ——— تم اسے زندہ رکھتے تو اس سے بہت کچھ پتہ چل جاتا" ——— کرنل فریدی کی

آواز عمران کے کانوں میں پہنچی۔

"اوہ عمران صاحب بھی نظر آ رہے ہیں"

اسی لمحے میجر پرمود کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی چونک کر مڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کو اس کی سائیڈ پر موجود مشین پر میجر پرمود کی شکل نظر آ گئی۔

"میجر پرمود۔ تم کہاں ہو" ——— عمران نے پوچھا۔

"میجر پرمود نے گریٹ چیف باس کو ختم کر دیا ہے۔ وہ اس کے سیکشن میں موجود ہے۔ وہ ان کے میزائلوں کو فائر کرنے کے لئے بٹن دبا رہا تھا۔ کہ میجر پرمود پہنچ گیا ——— اور اس نے اُسے بٹن دبانے سے پہلے ہی ختم کر دیا۔ لیکن اگر وہ گریٹ باس ختم نہ ہوتا تو شاید ان میزائلوں کو فائر ہونے سے روک سکتا" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ ——— یہ سپر آٹو میٹک کا کنٹرول لازماً اس گریٹ چیف باس والی مشین میں ہو گا۔ میجر پرمود فوراً چیک کرو تمہارے والی مشین پر کہیں سپر آٹو میٹک کا بٹن ہو تو اُسے آف کر دو" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں دیکھتا ہوں" ـــــ میجر پرمود کی آواز سنائی
دی - اور پھر سکرین پر وہ جھک سا گیا۔
"اوہ - ہاں ہے - بالکل ہے اور یہ آن ہے"
میجر پرمود کی آواز سنائی دی ۔
"اسے آف کر دو فوراً" ـــــ کرنل فریدی نے
تیز لہجے میں کہا ۔
"میں نے آف کر دیا ہے" ـــــ میجر پرمود نے
سیدھے ہوتے ہوئے کہا ۔
"میں دیکھتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا - اور
دوڑتا ہوا اس کیبن کی طرف بڑھا - اور پھر اس کے
حلق سے اطمینان کا طویل سانس نکلا - ڈائل کی سوئی
نہ صرف واپس چلی گئی تھی بلکہ اب وہ بالکل بے حرکت
تھی ۔
"اب اسے بند کر دینا چاہیئے - تاکہ یہ خطرہ ختم ہو
جائے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔
اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کو باقاعدہ آپریٹ
کرنا شروع کر دیا - چند لمحوں بعد میزائلوں کے نیچے
جلنے والی روشنیاں نہ صرف ختم ہو گئیں بلکہ وہ بند
ہو کر اس لوہے کے صندوق میں واپس اترنا شروع
ہو گئے ـــــ عمران نے مشین آف کی اور پھر واپس
لنکنگ مشین کی طرف آیا - اب کرنل فریدی کے چہرے

سے بھی اطمینان کے آثار نمایاں طور پر نظر آ رہے
تھے ۔
"میجر پرمود مین سیکشن میں ہے - اب فور کارنرز
کی مکمل تباہی وہیں سے شروع ہونی چاہیئے"
عمران نے کہا ۔
"میں سن رہا ہوں عمران صاحب آپ کی بات ۔
ہمارے ملکوں کی تباہی تو فوری طور پر رک گئی ہے
لیکن یہ سنٹر میرے خیال میں بہت وسیع و عریض ہے
اسے مکمل طور پر تباہ ہونا چاہیئے" ـــــ میجر پرمود
کی آواز سنائی دی ۔
"میجر پرمود تم مین سیکشن میں ہو - گریٹ چیف باس
کے دفتر میں یقیناً نہ صرف اس سنٹر کے متعلق پوری
تفصیلات کی فائلیں موجود ہوں گی بلکہ پوری تنظیم کے
متعلق بھی مواد موجود ہو گا تم اسے تلاش کر دو فوراً"
کرنل فریدی نے کہا ۔
"ٹھیک ہے - میں اور توفیق اسے تلاش کرتے
ہیں" ـــــ میجر پرمود نے کہا - اور اس کے ساتھ
ہی اس کی شکل سکرین پر سے ہٹ گئی ۔

وسیع و عریض رقبے میں پھیلی ہوئی ٹاسا کا
پہاڑیوں پر اب رات کا اندھیرا ختم ہو کر دن کے
اجالے کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلتی جا رہی تھی۔ کہ
ایک پہاڑی میں گڑگڑاہٹ کی تیز آواز ابھری اور
اس کے ساتھ ہی پہاڑی درمیان سے دو حصوں
میں تقسیم ہو کر سائیڈوں میں ہٹ گئی ——— اور
درمیان میں پیدا ہونے والے خلا سے ایک بڑا
ٹرانسپورٹ نما ہیلی کاپٹر تیزی سے بلند ہوتا نظر آیا۔
ہیلی کاپٹر اس خلا سے نکل کر فضا میں بلند ہوتا گیا۔
اور کافی بلندی پر پہنچنے کے بعد وہ تیزی سے
مشرقی سمت گھوما اور آگے بڑھتا گیا۔
"کیا خیال ہے۔ اب فائر کر دیا جائے"

پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے میجر پرمود نے ساتھ بیٹھے
ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"نہیں ——— جب تک ہیلی کاپٹر دور نہ پہنچ
جائے فائر مت کرنا" ——— کرنل فریدی نے
فوراً ہی جواب دیا۔
"آپ بے فکر رہیں کرنل فریدی صاحب۔ آپ
کے ہیلی کاپٹر کو کوئی پتھر نہ لگے گا" ——— پچھلی
نشست پر نیم دراز عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"مجھے اس ہیلی کاپٹر کی فکر نہیں ہے۔ بلکہ میں
سوچ رہا ہوں کہ ٹاسا کا پہاڑیوں کی تباہی کہیں کسی
بہت بڑے حادثے کا سبب نہ بن جائے۔
بے شمار انسانی آبادیاں اس کے ارد گرد موجود
ہیں ——— اور ان پہاڑیوں کے پھٹنے کے بعد
ان آبادیوں پر بھی قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔ اس
لئے میں نے دور کا لفظ کہا ہے۔ تاکہ اس بارے
میں سوچنے کا وقت مل جائے ——— میرا خیال ہے
کہ ہمیں بجائے فائر کرنے کے حکومت ایکریمیا
کو باضابطہ اطلاع دینی چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے طور
پر اس کو اس طرح تباہ کر سکے کہ ارد گرد کی آبادیوں
کو نقصان نہ پہنچے" ——— کرنل فریدی نے بڑے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"نہیں کرنل صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایکریمیا کی نفسیات میں جانتا ہوں۔ انہوں نے اسے تباہ کرنے کی بجائے اس پر قبضہ کر لینا ہے ——— اور پھر وہ اسے اپنے مطلب کے لئے استعمال کریں گے۔ اس طرح یہ خوف ناک سائنسی اڈہ پھر پوری دنیا کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے"
میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔
"جناب میجر صاحب۔ یہ ایکریمیا کیا کسی لڑکی کا نام ہے" ——— عمران نے یک لخت پوچھا۔
"تمہیں تو خواب بھی لڑکیوں کے آتے ہیں۔ یہاں لڑکی کا کیا ذکر آ گیا" ——— عمران کی سائیڈ میں بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید نے فوراً منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے ——— اوہ سوری۔ مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ کہ صنف نازک کا نفسیات دان تو میرے پاس بیٹھا ہے" ——— عمران نے کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔
"میں سمجھ گیا تم میجر پرمود کے لفظ نفسیات جاننے پر ایسا کہہ رہے ہو" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"کرنل صاحب ——— میں فائر کرنے لگا ہوں"

میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔
"دیکھو میجر۔ یہ ہمارا سب کا مشترکہ مشن چل رہا ہے۔ اس لئے تم اکیلے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے"
کرنل فریدی کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔
"ارے ارے ——— کچھ دیر تو اور اسے مشترکہ رہنے دیجئے۔ ابھی سے لڑائی شروع ہو گئی تو بات ٹیڑھی ہو جائے گی۔ ویسے کرنل صاحب آپ فکر نہ کریں ——— میں نے اٹیمک بیٹریوں کو مکمل طور پر آف کر دیا ہے۔ اب فائر کرنے سے ان پہاڑیوں کو کچھ نہیں ہو گا۔ صرف اندر موجود مشینیں ہی تباہ ہوں گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ——— کیا تم نے ایسا کیا ہے۔ تم تو ہمارے ساتھ ہی ڈائنامنٹ فٹنگ میں مصروف رہے ہو" کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔ میجر پرمود بھی عمران کی بات سن کر چونک پڑا۔
"جب آپ سولر مشین میں ڈائنامنٹ فٹ کر رہے تھے تو میں نے اس کا ساتھ منسلک اٹیمک بیٹریوں والا تار علیحدہ کر دیا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ مجھے دراصل انہی اٹیمک بیٹریوں کی طرف سے خطرہ تھا کہ ان کے پھٹنے

سے تابکاری اثرات وسیع علاقے پر پھیل جائیں گے۔ اور اس طرح ملحقہ انسانی آبادیوں پر ایک نئی قیامت ٹوٹ پڑے گی" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

"اوہ ——— یہ آپ نے کیا کیا۔ اس طرح تو یہ محفوظ حالت میں رہ جائیں گی۔ اور پھر حکومت ایکریمیا اس پر قبضہ کر لے گی۔ میں اس اڈے کی کوئی چیز کسی حکومت کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتا۔ مجھے واپس جانا ہوگا" ——— میجر پرمود نے کہا۔

"ہمیں چھوڑ کر تم بے شک واپس چلے جانا اور ان بیٹریوں کی حفاظت کرتے رہنا۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے یہ بتا دوں کہ ان بیٹریوں سے اب کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا ——— میں نے ان کی مین آپریٹنگ مشین کا زیرو سوئچ توڑ دیا ہے۔ اس طرح ان کی طاقت خود بخود کم ہوتی جائے گی۔ اور پھر یہ بیٹریاں قطعاً ناکارہ ہو کر رہ جائیں گی۔ ویسے ایک بات ہے کسی ریڑھی والے سے مونگ پھلی اور دال سویاں کافی ساری مل سکتی ہیں ان ناکارہ بیٹریوں کے بدلے" ——— عمران نے کہا۔ اور اس بار ہیلی کاپٹر تقریباً سب کے قہقہوں سے

"تم واقعی ہر پہلو کا خیال رکھتے ہو" ——— میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس۔ مجھے کرنل صاحب سے گلہ رہتا ہے۔ کہ وہ میرے پہلو کا خیال نہیں رکھتے" عمران نے کہا۔

اور اس بار ہیلی کاپٹر میں گونجنے والے قہقہے میں عمران کی ہنسی بھی شامل تھی۔

"میں فائر کر رہا ہوں" ——— میجر پرمود نے اچانک کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور اس پر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کر دیا ——— ڈبے پر جلتا ہوا چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب بٹن کے پریس ہوتے ہی یک لخت بجھ گیا۔ اور ہیلی کاپٹر میں گمبھیر سا سکوت طاری ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر گو اب کافی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ لیکن نیچے پہاڑیوں میں ہونے والے خوفناک دھماکوں کی آوازیں اتنی بلندی پر بھی ان کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں ——— اور پھر اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دور ایک جگہ سے آگ کا اتنا بلند

طوفان فضا میں بلند ہوا کہ اس کی بلندی ان کے
ہیلی کاپٹر سے بھی زیادہ اونچائی تک چلی گئی۔
اس آگ کے طوفان میں نیلے رنگ کے دائرے
سے گھوم رہے تھے۔

"یہ وہ دیوہیکل میزائل سے نکلنے والی آگ ہے۔
جو فورکارنرز ہمارے ملکوں پر فائر کرنا چاہتا تھا"
کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور
میجر پرمود اور عمران نے سر ہلا دیا۔ میزائل پہاڑیوں
کے اندر ہی پھٹے تھے ——— صرف ان میں سے
نکلنے والا مادہ آسمان کی طرف بلند ہوا تھا۔

"بس قدرت نے ہی مدد کی ہے ورنہ اس بار
فورکارنرز ہمیں مکمل طور پر تباہ کرنے میں کامیاب
ہوجاتا ——— جب میں فائرنگ سیکشن میں پہنچا اس
وقت آٹومیٹک نظام کے تحت سوئی فائر کے لفظ
تک پہنچنے والی تھی اور اگر وہ پہنچ جاتی تو یہ آگ کا
طوفان قیامت بن کر ہمارے ملکوں پر اب تک ٹوٹ
چکا ہوتا" ——— عمران نے کہا۔

"اصل میں اس بار واقعی عجیب بات ہوئی ہے کہ
ہم تینوں علیحدہ علیحدہ سیکشنوں میں بروقت پہنچے
ہیں ——— اگر ہم میں سے ایک پارٹی بھی نہ ہوتی یا
بروقت نہ پہنچتی تو فورکارنرز ہمارے ملکوں کی تباہی

کے مشن میں کامیاب ہو جاتا۔ میجر پرمود جب پہنچا
تو گریٹ چیف باس وہ آپریٹنگ بٹن دبا دیتا،
تو پھر خودبخود یہ میزائل فائر ہو جاتے ——— میجر پرمود
نے اُسے روکا۔ میں جب پہنچا تو وہ بوڑھا مشین میں
موجود سرخ رنگ کا ہینڈل دبا رہا تھا۔ اور وہ ہینڈل
دب جاتا تو سیکنڈ آپریشن کے طور پر میزائل فائر ہو
جاتے ——— اور جب عمران پہنچا تو آٹومیٹک سسٹم
کے تحت میزائل فائر ہونے والے تھے"
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس بار میجر پرمود اور عمران دونوں نے
بیک وقت اثبات میں سر ہلا دیئے۔ واقعی یہ ایک
ایسا مشن ثابت ہوا تھا جس کا کریڈٹ کسی ایک پارٹی
کو نہ دیا جا سکتا تھا ——— یہ تینوں عظیم جاسوسوں کا
درحقیقت مشترکہ مشن ثابت ہوا تھا۔

"لیکن یہ میں بتا دوں کہ بس یہ مشترکہ والا لفظ یہیں
تک محدود رہنا چاہیئے۔ البتہ آپ دونوں گواہ ضرور
بن سکتے ہیں۔ نکاح خواں میں ڈھونڈھ ہی لوں گا۔ اسے
ہاں، ڈھونڈھنے کی کیا ضرورت ہے ——— اپنے
کیپٹن حمید جو موجود ہیں۔ سنا ہے چھوہارے کھانے
کے چسکے میں پورے شہر کے نکاح پڑھاتے رہتے
ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور ایک بار پھر ہیلی کاپٹر

گونج اٹھا۔
"تم منہ دھو رکھو۔ نکاح شریف لوگوں کے ہوتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اچھا۔۔۔۔۔ تبھی اپنے کرنل صاحب ابھی تک کنوارے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار اس قدر زوردار قہقہے لگے کہ ہیلی کاپٹر گونجنے لگا۔ اور کیپٹن حمید سے اور تو کچھ نہ بن سکا وہ آنکھیں نکالتا ہی رہ گیا۔
"اب کیا پروگرام ہے۔ میرے خیال میں آبادی آگئی ہے۔ ہم سب کو کسی پوائنٹ پر علیحدہ ہو جانا چاہیئے"۔۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔
"مجھے اور میرے ساتھیوں کو تو آپ جلد ہی اتار دیں۔ سنا ہے ازلی کنواروں کی صحبت میں زیادہ دیر بیٹھنے سے آدمی جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور بوڑھوں کی شادی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ ان کی جائیداد کے حصے بخرے کے متعلق صلاح مشورے ہونے شروع ہو جاتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔
"تمہارے دماغ پر تو شادی کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔ اب کر ہی لو شادی"۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بھوت میرے دماغ میں نہیں بلکہ پہلو میں ہے۔ آپ کم از کم گرامر تو صحیح کریں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے

کہا اور پھر جلدی سے اچھل کر آگے کی طرف ہو گیا۔ ورنہ ساتھ بیٹھے کیپٹن حمید کا ہاتھ اس کی پسلیوں پر خاصا زوردار پڑتا۔

"میں گرائمر کو رو رہا تھا۔ یہاں محاورے غلط ہو رہے ہیں۔ میں نے تو سنا تھا بھوت مارے بھاگتے ہیں لیکن آپ تو خود بھوت مارنے لگ گئے ہیں" عمران نے کہا اور ہیلی کاپٹر میں قہقہے گونج اٹھے۔

ختم شد